عَسٰی اَنۡ یَّبۡعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا

فتاویٰ محمودیہ

جلد ۱۵

از

فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہی قدس سرہٗ

مفتی اعظم ہند دار العلوم دیوبند

ترتیب جدید

محمد فاروق غفرلہٗ

خادم جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ الہند

مکتبہ محمودیہ

جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی) الہند 245206

Design by: M.Rahman Qaasmi 9758814654

F.M.Fainal\Jild-1\S.R.Waraq

۱۵

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

مقدمہ فتاوی محمودیہ

از

فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی قدس سرہٗ

مفتی اعظم ھند و دار العلوم دیوبند

ترتیب جدید

محمد فاروق غفرلہٗ

ناشر

مکتبہ محمودیہ

جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ، یوپی ۲۴۵۲۰۶

انتباه

کوئی صاحب فتاویٰ محمودیہ کو کلاً یا جزاً بلا اجازتِ مرتب شائع نہ فرمائیں۔

تفصیلات

نام کتاب	:	فتاویٰ محمودیہ......۱۵
صاحب فتاویٰ	:	فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہی قدس سرہ (مفتی اعظم ہند و دار العلوم دیوبند)
مرتب	:	محمد فاروق غفرلہٗ
کمپوزنگ	:	مجیب الرحمٰن قاسمی جامعہ محمودیہ علی پور 7895786325
سن اشاعت	:	۱۴۳۰ھ-۲۰۰۹ء
صفحات	:	۵۵۶
قیمت	:	

ناشر

مکتبہ محمودیہ

جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی) پن کوڈ: ۲۴۵۲۰۶

سبھی طرح کی کتابوں کی چھپائی، ڈیزائننگ، کمپوزنگ اور پرنٹنگ کے لئے رابطہ کریں۔
مجیب الرحمٰن قاسمی، مسکان پریس، سبھاش نگر، میرٹھ، موبائل: 7895786325

اجمالی فہرست

not found.

مسکہ لیجیو اللہ بس جحی لیجیو پھلیے بجب النحو چکھیے
رضی اللہ عنہ رحمۃ اللہ علیہ جحی ﷺ عبد لیجیو پھلیے ۱۵ متصلاً مسکہ جحی شعبی

تفصیلی فہرست

مضامین فتاویٰ محمودیہ جلد......۱۵

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
	کتاب الصوم	
	روزہ کے احکام	
	باب اوّل	
	چاند دیکھنے کا بیان	
۱	روزے کا سبب رویتِ ہلال ہے یا شہودِ رمضان	۳۶
۲	ثبوت رویت میں اختلاف کے اسباب عشرہ	۴۳
۳	مطلع کتنے فاصلہ پر بدلتا ہے	۴۶
۴	مطلع میں ۲۴ رگھنٹے کا فرق ہو تو روزہ کا کیا حکم ہے؟	۴۷
۵	اختلاف مطالع	۴۸
۶	جہاں ہمیشہ مطلع ابر آلود رہتا ہے وہاں ثبوت رؤیت کیسے ہو	۴۹

مسکہ یجیو اللہبس جحی یجیو پھلیے بجب لنحو چکھیے
رضی اللہ عنہ رحمۃ اللہ علیہ جحی ﷺ عبد یجیو پھلیے ۱۵ متصلاً مسکہ جحی شعبی

□ مسکہ لیجیو اللہ بس جحی لیجیو پھلیے □ بجب □ النحو □□ چکھیے
رضی اللہ عنہ رحمۃ اللہ علیہ جحی عبد لیجیو پھلیے □ ۱۵ □ متصلاً مسکہ جحی شعبی

مکہ لیجیو اللہ ببس جی لیجیو پھلیے بجب لنحو چھپے
رحمۃ اللہ علیہ جی عبد لیجیو پھلیے متصلاً مکہ جی شعبی

مسکہ لیجیو اللہ ببس جحی لیجیو پھلییے بجب النحو چکھیے
رضی اللہ عنہ رحمۃ اللہ علیہ جحی ﷺ عبد لیجیو پھلییے متصلاً مسکہ جحی شعبی

مسکہ لیجیو اللہبس جحی لیجیو پھلیے بجب لنخو چکھیے
رضی اللہ عنہ رحمۃ اللہ علیہ جحی ﷺ عبد لیجیو پھلیے ۱۵ متصلاً مسکہ جحی شعبی

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

مکہ لیجیو اللہ بس جی لیجیو پھلیے بجب لخو چھپے
رحمۃ اللہ علیہ جی عبد لیجیو پھلیے متصلاً مکہ جی شعبی

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
	☆............**باب چہارم**............☆	
	روزوں کی قضاء اور کفارہ	
۹۶	رمضان سمجھ کر نیم شوال کا روزہ..............................	۱۹۲
۹۷	ریڈیو کی خبر پر افطار کرنے سے قضاء کا حکم..............................	۱۹۳
۹۸	رمضان کے متعدد روزوں کے قضاء کا طریقہ..............................	۱۹۴
۹۹	نذر و قضاء کے روزوں میں کون سے پہلے رکھے..............................	۱۹۵
۱۰۰	روزوں کی قضاء عمری..............................	۱۹۵
۱۰۱	مستحاضہ کے روزوں سے متعلق ترجمہ منیۃ المصلی کی ایک عبارت کی توضیح......	۱۹۶
۱۰۲	کفارہ صیام..............................	۱۹۸
۱۰۳	کفارہ صوم کی تشریح..............................	۱۹۹
۱۰۴	کفارۂ صوم ادا ہونے کی آسان صورت..............................	۲۰۱
۱۰۵	کفارہ صوم میں دینی مدارس کے طلباء کو کھانا کھلانا..............................	۲۰۱
۱۰۶	کفارۂ صوم میں ساٹھ مساکین دونوں وقت ایک ہی ہوں یا الگ الگ......	۲۰۲
۱۰۷	کفارہ صوم میں ایک مسکین کو دو ماہ کھلانا..............................	۲۰۳
۱۰۸	کفارۂ صوم میں تتابع ضروری ہے..............................	۲۰۴
۱۰۹	کفارہ صوم میں بیماری کی وجہ سے اگر تسلسل نہ ہو سکے..............................	۲۰۴
۱۱۰	متعدد روزوں میں زنا سے کفارہ ایک ہی ہوگا یا زیادہ..............................	۲۰۵

مکہ لیجیو اللہ بس جحی لیجیو پھلیے بجب لنخو چکھیے
رضی اللہ عنہ رحمۃ اللہ علیہ جحی عبد لیجیو پھلیے ۱۵ متصلاً مکہ جحی شعبی

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ

| | ☆............ **باب پنجم** ....☆ | |
| | **وہ مجبوریاں جن سے افطار جائز ہوجاتا ہے** | |

مسکہ لیجیو اللہ ببس جحی لیجیو پھلیے بجب النحو چکھیے
رضی اللہ عنہ رحمۃ اللہ علیہ جحی عبد لیجیو پھلیے ۱۵ متصلاً مسکہ جحی شعبی

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
	☆............ **باب ششم** ....☆	
	نفلی روزے	
۱۲۶	تنہا جمعہ کا روزہ..	۲۲۳
۱۲۷	صوم عاشورہ..	۲۲۴
۱۲۸	صوم عاشورہ منفرداً مکروہ ہے..	۲۲۴
۱۲۹	ذی الحجہ کے روزے اور قربانی سے کھانے کی ابتداء....................................	۲۲۵
۱۳۰	فضائل میں ضعیف روایت پر عمل برائے صوم وشب برأت........................	۲۲۶
۱۳۱	چند مخصوص تاریخوں کا روزہ..	۲۲۷
۱۳۲		
۱۳۳	صیام دوام..	۲۲۸
۱۳۴	صوم یوم الشک..	۲۲۹
۱۳۵	یوم الشک میں روزہ..	۲۳۰
۱۳۶	کیا یوم الشک کا روزہ مکروہ ہے..	۲۳۱
۱۳۷	یوم عرفہ ونحر میں شک..	۲۳۴
۱۳۸	گناہ کے ترک کا عہد پھر اس کے خلاف کرنے پر روزہ کی نیت کرنا............	۲۳۶

☆......☆......☆......☆......☆

مسکہ لیجیو اللہبس جحی لیجیو پھلیے بجب النحو چکھیے
رضی اللہ عنہ رحمۃ اللہ علیہ جحی عبد لیجیو پھلیے ۱۵ متصلاً مسکہ جحی شعبی

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
	☆............ **باب هفتم** ....☆	
	روزے کے متفرق مسائل	

| | ☆......☆......☆......☆......☆ | |

مسکہ لیجیو اللہ ببس جحی لیجیو پھلیے بجب النحو چکھیے
رضی اللہ عنہ رحمۃ اللہ علیہ جحی عبد لیجیو پھلیے متصلاً مسکہ جحی شعبی

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
	☆............**باب ھشتم**............☆	
	اعتکاف کے احکام	
۱۵۱	اعتکاف واجب سنت نفل کب ہے......................................	۲۵۱
۱۵۲	نفلی اعتکاف......................................	۲۵۱
۱۵۳	نفلی اعتکاف کے حقوق اور پابندیاں......................................	۲۵۲
۱۵۴	نفلی اعتکاف مسجد میں نہ کہ گھر میں......................................	۲۵۳
۱۵۵	نفلی اعتکاف تھوڑی دیر کا، لفظوں میں اعتکاف کی نیت......................................	۲۵۴
۱۵۶	پوری رمضان کا اعتکاف......................................	۲۵۵
۱۵۷	عشرۂ اخیرہ کا اعتکاف......................................	۲۵۷
۱۵۸	عشرۂ اخیرہ کے اعتکاف کو توڑنے کی وجہ سے قضا، قضا وادا اعتکاف ایک ساتھ......	۲۵۸
۱۵۹	اعتکاف مسنون توڑ دینے سے اس کی قضاء......................................	۲۵۹
۱۶۰	اعتکاف مسنون میں ایک روز کا استثناء......................................	۲۶۰
۱۶۱	اعتکاف میں غسل میت کے لئے نکلنا مستورات کے اعتکاف مسنون ٹوٹ جانے پر قضاء کا حکم......................................	۲۶۱
۱۶۳	عشرۂ اخیرہ کے اعتکاف کے لئے کیا صوم شرط ہے......................................	۲۶۲
۱۶۴	معتکف کا قرآن پاک پڑھانا......................................	۲۶۲
۱۶۵	معتکف کا تمبا کو کھانا......................................	۲۶۳

مسکہ لیجیو اللہبس جحی لیجیو پھلییے بجسالنحو چکھیے
رضی اللہ عنہ رحمۃ اللہ علیہ جحی ﷺ عبد لیجیو پھلییے ۱۵ متصلاً مسکہ جحی شعبی

نمبرشمار	مضامین	نمبرصفحہ

مـکـہ لیجیو اللہ ببس جی لیجیو پھلیے بجـ لنحو چھپے
رحمۃ اللہ علیہ جی عبـد لیجیو پھلیے متصلاً مـکـہ جی شعبی

مسکہ لیجیو اللہبس جحی لیجیو پھلیے بجب لنحو چکھیے
رضی اللہ عنہ رحمۃ اللہ علیہ جحی عبد لیجیو پھلیے متصلاً مسکہ جحی شعبی

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ

مکہ لیجیو اللہبس جی لیجیو پھلییے بجب لنحو چھپے
متصلاً مکہ جی شعبی رحمۃ اللہ علیہ جی عبد لیجیو پھلییے

مسکہ لیجیو اللہ بس جحی لیجیو پھلیے بجب النحو چکھیے
رضی اللہ عنہ رحمۃ اللہ علیہ جحی عبد لیجیو پھلیے متصلاً مسکہ جحی شعبی

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ

مسکہ لیجیو اللہ بس جحی لیجیو پھلیے بجب النحو چکھیے
رضی اللہ عنہ رحمۃ اللہ علیہ جحی ﷺ عبد لیجیو پھلیے ۱۵ متصلاً مسکہ جحی شعبی

مسکہ لیجیو اللہبس جحی لیجیو پھلیے بجب النحو چکھیے
رضی اللہ عنہ رحمۃ اللہ علیہ جحی عبد لیجیو پھلیے ۱۵ متصلاً مسکہ جحی شعبی

☆......☆......☆......☆......☆

مسکہ لیجیو اللہ ببس جحی لیجیو پھلیے بجب النحو چکھیے
رضی اللہ عنہ رحمۃ اللہ علیہ جحی عبد لیجیو پھلیے متصلاً مسکہ جحی شعبی

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
	کتاب الحج	
	﴿حج کے احکام﴾	
	☆............**باب اوّل**............☆	
	حج کے شرائط اور ارکان وغیرہ	
۳۰۱	حج اکبر	۳۳۸
۳۰۲	حج اکبر کی تشریح	۳۴۰
۳۰۳	حج کے دو رکن ہیں	۳۴۰
۳۰۴	حج مقبول ومبرور میں فرق	۳۴۱
۳۰۵	حج اور عمرہ میں نیت زبان سے کرنا	۳۴۳
۳۰۶	ایام معلومات کی تشریح	۳۴۴
۳۰۷	یوم القر کی تشریح	۳۴۷
۳۰۸	وسعت کے باوجود حج نہ کرنا	۳۵۰
۳۰۹	استطاعت سے پہلے حج کا حکم	۳۵۰
۳۱۰	فرضیت حج کیلئے مدینہ طیبہ کا خرچ ہونا ضروری نہیں	۳۵۱
۳۱۱	ضعیف العمر پر بھی بوقت استطاعت حج فرض ہے	۳۵۲
۳۱۲	روپیہ ضائع ہونے سے پہلے فرضیت حج ساقط نہیں ہوتی	۳۵۳

مسکہ لیجیو اللہ لبس جحی لیجیو پھلیے بجب لنخو چکھیے
رضی اللہ عنہ رحمۃ اللہ علیہ جحی ﷺ عبد لیجیو پھلیے ۱۵ متصلاً مسکہ جحی شعبی

مسکہ لیجیو اللہ بس جحی لیجیو پھلیے بجب النحو چکھیے
رضی اللہ عنہ رحمۃ اللہ علیہ جحی عبد لیجیو پھلیے متصلاً مسکہ جحی شعبی

☆............باب دوم............☆

مواقیت کا بیان

مسکہ لیجیو اللہبس جمی لیجیو پھلیے بجس لنحو چکھیے
رضی اللہ عنہ رحمۃ اللہ علیہ جمی عبد لیجیو پھلیے ۱۵ متصلاً مسکہ جمی شعبی

مسکہ لیجیو اللہ بس جی لیجیو پھلیے بجب لنحو چھپے
رحمۃ اللہ علیہ جی عبد لیجیو پھلیے متصلاً مسکہ جی شعبی

□ مـسکـہ لیجیو اللہبس جحی لیجیو پھلیے □ بجـب □ لنحو □□ چکھیے
رضی اللہ عنہ رحمۃ اللہ علیہ جحی ﷺ عبـد لیجیو پھلیے □ ۱۵ □ متصلاً مـسکـہ جحی شعبی

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
	☆............ **باب پنجم** ....☆	
	حج میں بال کٹانے کا بیان	
۳۷۸	حلق وقصر میں ایک ربع بھی کافی ہے	۴۲۱
۳۷۹	عورتیں حلال ہونے کے لئے کتنے بال اور کہاں کے کاٹیں؟............	۴۲۱
۳۸۰	احرام سے حلال ہونے کے لئے چند بالوں کا منڈانا............	۴۲۲
۳۸۱	محرم کو حلال ہونے کے لئے حلق وقصر خود کرنا............	۴۲۴
۳۸۲	اپنے بال اپنے ہاتھ سے کاٹنا	۴۲۴
	☆............ **باب ششم** ....☆	
	قران اور تمتع	
۳۸۳	قران افضل ہے	۴۲۵
۳۸۴	قارن عمرہ کے بعد احرام کھولدے تو کیا حکم ہے؟............	۴۲۵
۳۸۵	حج بدل میں افراد ہو یا قران ؟	۴۲۶
۳۸۶	متمتع وقارن پر کیا دو دم ہیں؟............	۴۲۷
۳۸۷	اشہر حج سے پہلے عمرہ کرنے سے تمتع نہیں ہوتا............	۴۲۸
۳۸۸	ایک عمرہ کے بعد دوسرا عمرہ کرنے سے کیا تمتع باقی رہے گا؟............	۴۲۹
۳۸۹	متمتع کا مدینہ طیبہ جانا پھر عمرہ کرنا............	۴۳۰

مکہ ییجیو اللہ ببس جحی ییجیو پھلییے بجب لنخو چکھیے
رضی اللہ عنہ رحمۃ اللہ علیہ جحی ﷺ عبد ییجیو پھلییے ۱۵ متصلاً مکہ جحی شعبی

☆............ باب هفتم ....☆

حج بدل کا بیان

مسکہ لیجیو اللہبس جی لیجیو پھلیے بجب لنحو چھیے
متصلاً مسکہ جی شعبی عبد لیجیو پھلیے جی رحمۃ اللہ علیہ

مسکہ لیجیو اللہبس جحی لیجیو پھلیے بجب النحو چکھیے
رضی اللہ عنہ رحمۃ اللہ علیہ جحی عبد لیجیو پھلیے ۱۵ متصلاً مسکہ جحی شعبی

مسکہ لیجیو اللہ بس جی لیجیو پھلیے بجب لنخو چھپے
رحمۃ اللہ علیہ جی عبد لیجیو پھلیے متصلاً مسکہ جی شعبی

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
	☆............**باب نہم**............☆	
	حج میں جنایات	
۴۴۱	حالت احرام میں حیض آ جانا..	۴۹۱
۴۴۲	حالت احرام میں بضرورت حیض روکنے والی دوا کا استعمال..........................	۴۹۲
۴۴۳	سلی ہوئی تھیلی احرام میں رکھنا..	۴۹۴
۴۴۴	حالت احرام میں رضائی اوڑھنا..	۴۹۵
۴۴۵	حالت احرام میں کان میں روئی رکھنا اور پیروں پر کپڑا ڈالنا..........................	۴۹۵
۴۴۶	حالت احرام میں شکار کی ممانعت..	۴۹۶
۴۴۷	حالت احرام میں کیا عورت منھ کھولے رکھے؟..	۴۹۷
۴۴۸	قربانی سے پہلے بال کٹوانے سے دم..	۴۹۸
۴۴۹	رمی سے پہلے قربانی سے دم..	۴۹۹
۴۵۰	رمی کا بدل آئندہ سال..	۴۹۹
۴۵۱	رمی اور قیام منیٰ چھوڑ دینے پر دم واجب ہے یا نہیں؟..	۵۰۰
۴۵۲	حج فارم میں یہ دستخط کرنا کہ پانچ سال سے حج نہیں کیا دھوکا ہے جبکہ خلاف واقع ہو......	۵۰۱
۴۵۳	وقت احصار بغیر ذبح حلال ہونے کی شرط..	۵۰۲
۴۵۴	کیا دم جنایت کو فقراء پر تقسیم کرنا ضروری ہے؟..	۵۰۲
۴۵۵	عمرہ کا احرام کھولنے میں چند بال کٹوائے تو دم ہے..	۵۰۳
۴۵۶	ترتیب واجب کے خلاف سے وجوب دم..	۵۰۴

مـکـہ ليجيو اللہبس جي ليجيو پھليبے بجـ لنحو چھپے
رضی اللہ عنہ رحمۃ اللہ علیہ جي ﷺ عبد ليجيو پھليبے ۱۵ متصلاً مـکـہ جي شعبي

☆......☆......☆......☆......☆

مسکہ لیجیو اللہ بس جحی لیجیو پھلیے بجب لنحو چکھیے
رضی اللہ عنہ رحمۃ اللہ علیہ جحی ﷺ عبد لیجیو پھلیے ۱۵ متصلاً مسکہ جحی شعبی

مسکہ لیجیو اللہبس جی لیجیو پھلیے بجس لنحو چکھیے
رضی اللہ عنہ رحمۃ اللہ علیہ جی ﷺ عبد لیجیو پھلیے ۱۵ متصلاً مسکہ جی شعبی

□ مکہ لیجیو اللہ بس جی لیجیو پھلیے□بجب□لنحو□□ چکھیے
رضی اللہ عنہ رحمۃ اللہ علیہ جی ﷺ عبد لیجیو پھلیے □۱۵□متصلاً مکہ جی شعبی

تمت وبالفضل عمت

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب اوّل

﴿چاند دیکھنے کا بیان﴾

روزہ کا سبب رویت ہلال ہے یا شہودِ رمضان

(اختلاف مطالع کی تفصیل)

سوال:- رویتِ ہلال رمضان میں سب کا اتفاق ہے، اس پر کہ اختلاف مطالع سے حکم صوم مختلف ہوجاتا ہے، بعض نے حدیث حضرت کریبؓ کو دلیل بنایا، اور بعض دوسری دلیل پیش کرتے ہیں، اور بعض اسی کو حق اور مطابق نصِ قرآنی بتاتے ہیں، کیونکہ قرآن شریف میں ہے فَمَنْ شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ای رَمَضَانَ الآیۃ اوراس کا ترجمہ کرتے ہیں، کہ جوشخص ماہ رمضان پاوے یا داخل ہواس پر روزہ واجب ہے اور یہی مذہب حق اور ٹھیک ہے، اور امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں اگر مشرق والا ہلال رمضان کی خبر دے اہل مغرب کو تو اہل مغرب پر روزہ واجب ہوگا، یا اس کا عکس یہ مذہب خلاف حدیث اور نصِ قرآنی معلوم ہوتا ہے کیونکہ کبھی یہ صورت واقع ہوگی کہ ایک ملک میں آج شعبان ہے تو دوسرے ملک میں رمضان جیسے امریکہ میں رات اور یہاں دن بلکہ لندن اور ہندوستان میں بھی بہت فرق ہے، ایک جگہ رات کے دس بجے ایک جگہ دن کے دس بجے اور بلغار کی خبر مشہور ہے اور فقہ کی کتاب میں ہے کہ اہل بلغار پر

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

صلوٰۃ عشاء واجب نہیں ہے، مغرب کے بعد فجر ہو جاتی ہے، الغرض جس پر ماہ رمضان حاضر ہوئے پھر اس پر روزہ واجب کس طرح ہوتا ہے، کیونکہ وجوب صوم کا سبب حاضر ماہ رمضان میں ہونا یا ماہ رمضان میں پانا ہے اور ہر گاہ مشرق میں رویت ہلال ہوا ہے اہل مغرب حاضر ماہ رمضان نہیں ہے، پھر وہاں کی خبر سے روزہ کس طرح واجب ہوگا، مثلاً اگر ایک ملک میں وقت ظہر ہوا ہے اور دوسرے ملک میں وقت فجر ہوا ہے، اگر کوئی خبر ظہر کی وہاں سے لادے تو اس وقت دوسرے ملک کے باشندوں پر ظہر پڑھنا واجب ہوگا یا فجر پڑھنا واجب ہوگا، اور دوسری بات یہ ہے کہ امام شعرانیؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ کے مسائل کا ماخذ قرآن اور حدیث اور قیاس اور اجماع ہے، الغرض رویتِ ہلال کے بارے میں امام ابوحنیفہؒ کی کیا دلیل ہے کہ رویتِ ہلال کا مسئلہ مطابقِ شریعتِ غراء اور ملتِ بیضاء ہے دلائل سے مزین فرمادیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ کہنا کہ علماء مجتہدین سب کے سب رویتِ ہلال رمضان شریف کے بارے میں متفق ہیں کہ اختلاف مطالع سے حکم صوم مختلف ہو جاتا ہے، ان کے مذہب سے ناواقفیت پر مبنی ہے، ان کے مذاہب کی تفصیل یہ ہے، نیل المآرب[۱] فقہ حنبلی میں لکھا ہے: **يجب صوم رمضان برؤية هلاله على جميع الناس وحكم من لم يره حكم من رآه لو اختلف المطالع** اھ فقہ حنبلی کی دوسری کتاب الروض[۲] المربع میں اور زیادہ واضح طور پر ہے: **اذا رآه اهل بلد اى متى ثبتت رويته ببلد لزم الناس كلهم الصوم لقوله عليه السلام صوموا لرويته وهو خطاب للامة كافة فان رآه جماعة ببلد ثم سافر والبلد بعيد فلم ير الهلال به فى الشهر**

---

[۱] المغنى ص۵ ج۳ كتاب الصيام، فصل وإذا رأى الهلال اهل بلد الخ مطبوعه دار الفكر بيروت، الانصاف ص۲۷۳ ج۳ كتاب الصيام، إذا رآه اهل بلد هل يلزم الخ مطبوعه دار احياء التراث العربى بيروت.

[۲] الروض المربع ص۱۳۷ ج۱ كتاب الصوم، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

افطروا اھ۔ یہ تو حنابلہ کا مذہب ہوا، فقہ مالکیہ کی شرح کبیر[1] للدردیر میں ہے: عم الصوم سائر البلاد قريبا او بعيدا ولايراعى فى ذلك مسافة قصر ولا اتفاق المطالع ولاعدمها فيجب الصوم على كل منقول اليه ان نقل ثبوته بالعدلين او بالمستفيضة عنهما اى عن العدلين اھ۔ یہ مالکیہ کا مسلک ہوا، اور حنفیہ کا قول راجح معلوم ہی ہے، پس معلوم ہوا کہ اختلاف مطالع کا اعتبار نہ کرنے میں ائمہ ثلاثہ متفق ہیں، حنفیہ منفرد نہیں، شافعیہ البتہ اختلاف مطالع کا اعتبار کرتے ہیں، لیکن ان کے یہاں بھی یہ تفصیل ہے: وثبتت الروية فى حق من لم يره اى ممن مطلعه موافق مطلع محل الروية بان يكون غروب الشمس والكواكب وطلوعها فى البلدين فى وقت واحد فان غرب شئ من ذلك وطلع فى احد البلدين قبله فى الأخر او بعد لم يجب على من لم يره برؤية البلد الآخرحتى لوسافر من احد البلدين فوجدهم صائمين او مفطرين لزم موافقتهم سواء فى اول الشهر او اٰخره وهذا امر مرجعهٗ الى طول البلد وعرضها سواء قربت المسافة او بعدت ولا نظر الٰى مسافة القصر وعدمها نعم متى حصلت الروية للبلد الشرقى لزم رويته فى البلد الغربى وعليه كما فى مكة المشرفة ومصر المحروسة فيلزم من رويته بمكة لا فى عكسه اھ (حاشيه شرح[2] اقناع)

تو درحقیقت ائمہ ثلاثہ ایک طرف ہیں اور شافعیہ ایک طرف شیخ محمد بن عبدالرحمٰن دمشقی شافعی ’’رحمۃ الامۃ[3] فی اختلاف الائمۃ‘‘ میں لکھتے ہیں۔

---

[1] الشرح الكبير على حاشية الدسوقى ص:۱۳۰-۱۳۱، ج:۲، باب فى الصيام . مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت.

[2] تحفة المحتاج مع شرح المنهاج ص۵۰۵،۵۰۶/۱، كتاب الصيام، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، المجموع شرح المهذب ص۲۷۴،۲۷۵ ج۶ كتاب الصيام، قبيل فرع فى مذاهب العلماء فيما إذا رأى الهلال اهل بلد الخ مطبوعه دار الفكر بيروت.

[3] رحمة الأمة فى اختلاف الأمة ص۹۴ كتاب الصوم، مطبوعه مصر.

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

واتفقوا علی انه اذا رأی الهلال فی بلد رویةً فاشیةً فانه یجب علی سائر اهل الدنیا الا اصحاب الشافعیؒ صححوا انه یلزم حکمه اهل البلد القریب دون البلد البعید اھـ یہاں تک تو مذاہب معلوم ہوئے، رہا دلائل کا قصہ سو مقلد عامی کو دلائل کی ضرورت نہیں، نہ دلائل اسکے سمجھ میں آئیں گے، اور نہ کچھ نفع ہوگا، بلکہ عجب نہیں کہ قصور فہم اور عدم علم کی بناء پر کچھ الجھن پیدا ہو لہٰذا اس کے امام نے قرآن وحدیث کو سامنے رکھ کر جو مسائل استخراج کئے ہیں ان پر عمل کر لینا کافی ہے، البتہ اہل علم کو اگر تحقیق اور اضافۂ معلومات کا شوق ہو تو ان کیلئے دلائل کا ذخیرہ کتب میں کافی موجود ہے، جن شافعیہ نے اختلاف مطالع کا اعتبار کیا ہے انہوں نے آیت سے استدلال نہیں کیا بلکہ حدیث کریبؓ سے استدلال کیا ہے، میں اولاً آیت کا مطلب لکھتا ہوں اس کے بعد حدیث کے متعلق عرض کروں گا۔

اس میں شک نہیں کہ روزہ کی فرضیت موقوف ہے شہود شہر رمضان پر "**فمن شهد منکم الشهر فلیصمه**[1]"، مگر حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ رویتِ ہلال پر موقوف ہے "**صوموا لرؤیته**[2]" (الحدیث) اس لئے جمع کی صورت یہ ہے کہ شہود شہر کو موقوف کیا جائے، رویت ہلال پر، اب رویت ہلال کی دو صورتیں ہیں، یا تو ہر شخص کے حق میں خود اسی کی رویت معتبر ہو کسی دوسرے کی رویت کافی نہ ہو، تب تو اندھے ضعیف البصر، مستورات جو کسی بلند مقام سے پہلی شب کو چاند نہ

---

[1] سورة بقره آیت نمبر: ۱۵۸،

ترجمه:- سو جو شخص اس ماہ میں موجود ہو اس کو ضرور اسمیں روزہ رکھنا چاہئے،

[2] مشکوة شریف ص: ۱۷۴، (مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند) باب رویت الهلال، بخاری شریف ص ۲۵۶ ج ۱ کتاب الصوم، باب قول النبی صلی الله علیه وسلم إذا رأیتم الهلال فصوموا الخ مطبوعه اشرفی دیوبند، مسلم شریف ص ۳۴۷ ج ۱ باب وجوب صوم رمضان لروية الهلال الخ مطبوعه رشیدیه دهلی.

ترجمه:- چاند دیکھ کر روزے رکھو

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

دیکھ سکیں ابر وغبار ودخان والی جگہ کے رہنے والے ہوں سب لوگ صوم سے مستثنیٰ ہو جائیں گے بعض کچھ وقت کے لئے بعض مدت العمر کے لئے، اس کا بطلان تو بدیہی اور مجمع علیہ ہے دوسری صورت یہ ہے کہ بعض کی رویت سب کے حق میں معتبر اور کافی ہو جائے (بشرطیکہ شرعی طریق پر قابل قبول شہادت حاصل ہو جائے) یہی حق ہے، اب جس کو بھی رویت کا علم (شرعی شہادت سے) حاصل ہو گیا دیکھنے والے کی طرف اس کے حق میں بھی شہود شہر ہو گیا، یہ کہنا کہ مشرق کی رویت سے (باوجود شرعی شہادت پہنچنے کے) مغرب میں شہود شہر نہیں ہوا، غلط ہے، جس طرح نزدیک کی شہادت پر شرعی احکام نافذ ہوتے ہیں، اسی طرح دور کی شہادت پر بھی جاری ہوتے ہیں، دور ونزدیک کی تفریق حدود وقصاص (جن کو ادنیٰ سے شبہ کی بناء پر ساقط کر دینے کا حکم ہے) میں بھی نہیں، بلکہ شریعت میں اس کی نظیر ملنا دشوار ہے، پس مذہب حنفیہ نصِ قطعی یا حدیث یا اجماع یا قیاس کے بالکل خلاف نہیں، بلکہ عین موافق ہے، تفسیر تبصیر الرحمٰن[1] میں ہے: **فمن شهد أى علم منكم الشهر باستكمال شعبان اوبروية عدل الهلال فليصمه** اھ صاوی شرح جلالین میں ہے: **فمن شهد منكم الشهر ان كان المراد به الايام فالمعنى شهد بعضه وان كان المراد به الهلال فا لمعنى علمه اما بان يكون رآه اوثبت عنده** اھ[2]۔

اس مسئلہ میں غیر مقلدین کے امام علامہ شوکانیؒ بھی حنفیہ کے ساتھ ہیں وہ حدیث کریبؒ کا جواب دیتے ہیں، حدیث کریب جس کو ابوداؤدؒ[3] نے روایت کیا ہے، یہ ہے: **حدثنا موسیٰ بن اسماعيل نا اسماعيل يعنى ابن جعفر اخبرنى محمد بن ابى حرملة اخبرنى كريب ان ام الفضل ابنة الحارث بعثته الیٰ معاوية بالشام فقال قدمت الشام فقضيت**

---

[1] تبصير الرحمن ص: ۷۲، ج: ۱، مطبوعه بولاق مصر.

[2] صاوی شرح جلالين ص: ۷۸، ج: ۱، مکتبه اشرفيه ديوبند.

[3] ابوداؤد شريف ص ۳۱۹ ج ۱ كتاب الصوم، باب إذا رأى الهلال فى بلد الخ مطبوعه اشرفى ديوبند.

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

حاجتها فاستهل رمضان وانا بالشام فرأينا الهلال ليلة الجمعة ثم قدمت المدينة فی اٰخر الشهرفسألنی ابن عباسؓ ثم ذكر الهلال فقال متى رأيتم الهلال قلت رأيناه ليلة الجمعة قال انت رأيته قلت نعم ورآه الناس وصاموا وصام معاويةؓ قال لكنا رأيناه ليلة السبت فلا نزال نصوم حتى نكمل ثلاثين اونراه فقلت اَفَلا تكتفی برويۃ معاوية وصيامه قال لا هكذا امرنا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم اھـ.

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ: واعلم ان الحجة انما هی فی المرفوع من رواية ابن عباسؓ لا فی اجتهاده الذی فهم عنه الناس والمشار اليه بقوله هكذا امرنا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم وهو قوله فلا نزال نصوم حتى نكمل ثلاثين والامر الكائن من رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم هو ما اخرجه الشيخان وغيرهما بلفظ لا تصوموا حتى تروا الهلال ولا تفطروا حتى تروه فان غم عليكم فاكملوا العدة ثلثين وهذا لا يختص باهل ناحية على جهة الانفراد بل هو خطاب لكل من يصلح له من المسلمين فالاستدلال به على لزوم روية اهل بلد لغيرهم من اهل البلاد اظهر من الاستدلال به على عدم اللزوم لانه اذا راٰه اهل بلد فقد راٰه المسلمون فيلزم غيرهم ما لزمهم ولو سلم توجه الاشارة فی كلام ابن عباسؓ الى عدم لزوم روية اهل بلد اٰخر فكان عدم اللزوم مقيدا بدليل العقل وهو ان يكون بين القطرين من البعد ما يجوز معه اختلاف المطالع وعدم عمل ابن عباسؓ برؤية اهل الشام مع عدم البعد الذی يمكن معه الاختلاف عمل بالاجتهاد وليس بحجة ولو سلم عدم لزوم التقييد بالعقل فلا يشک عالم ان الادلة قاضية بان اهل الاقطار يعمل بعضهم بخبر بعض وشهادته فی جميع الاحكام الشرعية والرؤية من جملتها وسواء كان بين القطرين من البعد ما يجوز معه اختلاف المطالع ام لا فلا يقبل التخصيص الا بدليل ولو سلم صلاحية حديث كريبؓ هذا للتخصيص

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

فینبغی ان یقتصر فیه علی محل النص ان کان النص معلوما او علی المفهوم منه ان لم یکن معلوماً لِوُرُوْدِهٖ علی خلاف القیاس ولم یات ابن عباسؓ بلفظ النبی صلی اللّٰه علیه وسلم لا بمعنی لفظه حتی ننظر فی عمومه وخصوصه انما جائنا بصیغة مجملة اشاربها الی قصة هی عدم عمل اهلِ المدینة برؤیة اهل الشام علی تسلیم ان ذٰلک المراد ولم نفهم منه زیادة علی ذلک حتی نجعله مخصصاً لذلک العموم فینبغی الاقتصار علی المفهوم من ذلک الوارد علی خلاف القیاسِ وعدم الا لحاق به فلا یجب علی اهل المدینة العمل برؤیة اهل الشام دون غیرهم ویمکن ان یکون فی ذلک حکمة لا نعقلها اھـ.

معلوم ہوا کہ حدیث کریبؒ علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی قابل استدلال نہیں اور حنفیہ جو جوابات دیتے ہیں، ان کو نیز حنفیہ کے نقلی وعقلی استدلالات کو مفصلا دیکھنا ہو تو اوجز المسالک شرح مؤطا امام مالکؒ جلد ثالث دیکھئے[۲] اوقات صلوٰۃ اور بلغار کا تذکرہ سوال میں استطراداً آیا ہے، اصل مقصود رویت ہلال رمضان کا ہے۔ اور استدلال آیت "**فمن شهد منکم الشهر**" اور حدیث کریبؒ ہے، پس نفس مسئلہ اور اس کا استدلال اچھی طرح واضح ہو گیا اور حدیث کریبؒ کا بھی بقدر ضرورت جواب دیدیا گیا، امور استطرادی کو بھی بالقصد اگر دریافت کرنا ہو تو تحریر کیجئے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۹/۱۲/۵۸ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ ۲۲/ ذی الحجہ ۵۸ھ

صحیح: عبد اللطیف

---

[۱] نیل الاوطار ص ۲/۲۵۴، جزء ۴، باب الهلال اذا راٰه اهل البلدة، طبع دار الفکر بیروت.

[۲] اوجز المسالک ص: ۵، ج: ۵، باب ماجاء فی رویت الهلال للصیام والفطر، مطبوعه مکتبه امدادیه مکة المکرمة.

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

ثبوتِ رؤیت میں اختلاف کے اسباب عشرہ

سوال:- آپ کا ادارہ دارالعلوم دیوبند اور اس کا شعبۂ دارالافتاء عالم اسلام میں ایک مرکزی حیثیت رکھتا ہے، اس کے فیصلے اور فتوے ہند اور بیرونی ہند بھی ہر جگہ مقبول و مسلم ہیں، ساری نگاہیں آپ ہی کی طرف مرکوز ہیں، اس کی بناء پر اگر آپ کی سمع خراشی نہ ہو اور ساتھ ہی ساتھ گستاخی کی معافی بھی ہوتی چلے تو چند باتیں عرض کرنے کی آپ سے جرأت کر رہا ہوں، امید ہے کہ توجہ دیں گے اور اس کا اولین فرصت میں معتبر اور معتمد اور معقول جواب دیتے ہوئے دل کو مطمئن فرمائیں گے۔

(۱) رؤیتِ ہلال رمضان المبارک میں اور عید الفطر میں اکثر گڑ بڑ ہوتی ہے اور کوئی صحیح فیصلہ اس بارے میں علماء کرام کی جانب سے صادر نہیں ہوتا، اور نہ اسکا کوئی معقول انتظام ہوتا ہے، خط، تار، ٹیلفون، ریڈیو، اس قدر ذرائع شائع ہیں کہ عوام ان ہی کی خبروں پر اعتماد اور اعتبار کر لیتے ہیں، اس وقت مقامی علماء کی کوئی نہیں سنتا، مجبوراً مقامی علماء کو بھی عوام کے فیصلہ شدہ نظریہ کی طرف جھکنا پڑتا ہے، اسی اختلاف میں ۲/۲ عیدیں ہوجاتی ہیں اور پہلا روزہ افطار عدم افطار کی کشمکش میں پڑ جاتا ہے، علمائے کرام سے اگر فتویٰ منگایا جاتا ہے، تو وہ ایسی گول مول بات لکھ کر شروط سے مقید کر دیتے ہیں کہ خود مستفتی اور عوام صحیح نتیجہ نکالنے سے قاصر رہتے ہیں۔

اب موجودہ دور کا حال یہ ہے کہ کہیں دہلی سے مفتی صاحب کا اعلان آل انڈیا ریڈیو سے نشر کیا جارہا ہے تو کہیں لکھنؤ فرنگی محل سے اعلان شائع کیا جارہا ہے، ادھر کانپور سے کوئی صاحب بول رہے ہیں اور دیکھئے ریڈیو کا بینڈ بدل کر پاکستان لگایا جارہا ہے اور وہ وہاں کراچی کی موجودہ ہلال کمیٹی کی جانب سے چاند ہوجانے کی خبر دی جارہی ہے، ادھر فتاویٰ عبدالحیٔ اور فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، بہشتی زیور جیسے معتبر فتاویٰ کھنگالے جارہے ہیں، جس سے پتہ چلتا ہے کہ تار، ٹیلیفون، ریڈیو کی خبر ہلال رمضان ہلال عید کی معتبر نہیں ہے، اور اگر معتبر بھی ہے تو بایں شرط کہ اعلان کرنے والا

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

معتبر مسلمان ہو یا عالم، اس وقت نہ کوئی عالم بولتا ہے، نہ مفتی بلکہ انکی جانب سے اعلان پہ اعلان کئے جاتے ہیں خود بولنے والیکے متعلق پتہ نہیں چلتا کہ مسلمان ہے یا کوئی اور قوم، اگر مسلمان بھی ہے تو قابل اعتبار ہے یا نہیں، بہرنوع کوئی صحیح پوزیشن اعلان کرنے والیکی واضح اور ظاہر نہیں ہوتی، اب اس صورت میں مقامی علماء اور عوام میں ٹکراؤ ہوتا ہے، جو جس پر غالب آجائے بس وہی فیصلہ قابل تسلیم ہوتا ہے، خواہ غلط ہو یا صحیح۔

علمائے کرام خود اپنی ذمہ داریاں محسوس کرتے ہوئے خود ریڈیو اسٹیشن آکر رویت ہلال کی اطلاع دیتے ہوئے شرعی فیصلہ سنائیں تا کہ عوام اس پر کاربند ہوں اور قبل اعلان اپنا تعارف کرائیں اور اگر اعلان کرنے والا عالم کے علاوہ کوئی اور مسلمان ہو تو اس کو اپنا تعارف کرانا چاہئے، تا کہ ان کی خبروں پر اعتماد کیا جا سکے۔

اب عرض مدعا یہ ہے کہ اس بارے میں موجودہ دور کے مطابق جب کہ لوہا لنگر (ریڈیو، ٹیلیفون) کا دور ہے کوئی صحیح بات بتائی جائے جس سے ان کی خبروں کی تصدیق کی جا سکے، یا نہ کی جا سکے۔

نیز بہ نسبت ہندوستان خاص پاکستان ہلال کمیٹی خواہ کراچی کی ہو یا لاہور کی راولپنڈی کی یا اسلام آباد کی بذریعہ ریڈیو تسلیم کی جا سکتی ہے، یا نہیں اور وہاں کی ہلال کمیٹی ہمارے لئے حجت ہے، یا نہیں اور اگر پاکستان کی خبر ریلے کر کے لکھنؤ، کانپور، یا دہلی، حیدرآباد سے معلوم ہو تو تسلیم کی جا سکتی ہے یا نہیں؟

اب اخیر میں یہ عرض کرنا ہے کہ امسال بھی یہی گڑبڑ رہی اگر تصدیق ہوگئی ہو تو براہ کرام اطلاع دی جائے کہ پہلا روزہ جمعہ کو ہوا یا شنبہ کو۔

نوٹ: اگر واقعی ریڈیو کی خبر معتبر نہیں تو برائے کرم آل انڈیا جمعیۃ العلماء کے ذریعہ اس کا اہتمام کیا جائے کہ چاند کی خبر ریڈیو سے نشر نہ کی جائے کہ عوام گڑبڑ میں پڑ جائیں، صرف رویت دہلی پر اعتماد کریں۔

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) چاند کے مسئلہ میں گڑ بڑ اور اختلافی صورت ہمیشہ سے رہی ہے اور ہمیشہ رہے گی قرون مشہود لہا بالخیر، خلافت راشدہ کے دور میں بھی یہ رہا، اس اختلاف کو ختم کرنے کی سعی قدرت کا مقابلہ کرنا ہے، اس لئے کہ پہلا سبب اختلاف کا تو یہ ہے کہ چاند کبھی انتیس کو نظر آتا ہے، کبھی تیس کو، دوسرا سبب یہ ہے کہ جب چاند نظر آتا ہے ہر جگہ مطلع صاف نہیں رہتا، کہیں صاف کہیں غبار آلود، اس لئے کہیں نظر آیا کہیں نہ آیا، تیسرا سب یہ ہے کہ ہر مہینہ کا چاند برابر نہیں ہوتا، کبھی باریک کبھی موٹا، چوتھا سبب یہ ہے کہ ہر مہینہ کا چاند ایک جگہ سے نظر نہیں آتا کبھی مغرب سے مائل بہ جنوب کبھی عین مغرب میں کبھی مائل بہ شمال نظر آتا ہے، پانچواں سبب یہ ہے کہ دیکھنے والوں کی نظر سب کی یکساں نہیں ہوتی، کسی کی قوی کسی کی ضعیف، کوئی بغیر چشمہ کے دیکھے کسی کو چشمہ سے بھی نظر نہ آوے۔ چھٹا سبب یہ ہے کہ گواہی دینے والے سب یکساں نہیں ہوتے، کسی کی گواہی مقبول کسی کی مردود، ساتواں سبب یہ ہے کہ کوئی ایک شخص ایسا نہیں کہ جس کی بات ماننے کو سب تیار ہو جائیں، جس کا شکوہ آپ کو بھی ہے، آٹھواں سبب یہ ہے کہ ہر جگہ رویت ہلال کمیٹی موجود نہیں نہ بنانے کے لئے تیار ہیں باوجودیکہ بارہا درخواست کی گئی، نواں سبب یہ ہے کہ جہاں رویت ہلال کمیٹی موجود ہے وہاں بھی ہر جگہ ان کے تمام ارکان مسائل شرعی کے ماہر اور احکام سنت کے پابند نہیں، اور دسواں سبب یہ ہے کہ ہر ریڈیو پر اپنا قبضہ نہیں کہ ان پر پابندی عائد کی جائے کہ اعلان کیا جائے یا نہ کیا جائے، نہ ہر جگہ کے عالم کو اس کا مکلّف کیا جا سکتا ہے، کہ ریڈیو اسٹیشن پر آکر خود اعلان کرے نہ یہ اس کے قبضہ میں ہے، ان اسباب عشرہ کے پیش نظر آپ ہی بتائیں کہ یہ مسئلہ کیسے حل کیا جائے، مگر صاف صاف بتائیں جس سے آدمی کو اطمینان ہو جائے۔

(**تنبیہ**) اختلاف مطالع کی بحث مستقل بحث ہے، اس کے چھیڑنے کا یہ موقع نہیں، ورنہ شاید مطالبہ یہ بھی ہو کہ جس روز یہاں سات یا آٹھ ذی الحجہ اور مکہ مکرمہ میں حج ہو رہا ہو تو وہاں کا حج

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

معتبر نہ ہو۔

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب نے مستقل کتاب شائع فرمائی ہے، جس میں ریڈیو کے ذریعہ حاصل ہونے والی خبر پر بھی سیر حاصل بحث کی ہے۔[1] نیز مولانا محمد میاں صاحب نے بھی اس مسئلہ کو پورے طور سے واشگاف فرمایا ہے، میری درخواست ہے کہ ان دونوں کا مطالعہ فرمائیں، علامہ شامیؒ کا مستقل ایک رسالہ ہے، اس میں بھی کافی تفصیل موجود ہے جس سے ریڈیو کے مسئلہ پر مدد مل سکتی ہے۔[2]

یہاں انتیس شعبان جمعرات کو چاند نظر نہیں آیا اس لئے تراویح نہیں پڑھی گئی جمعہ کو روزہ رکھنا نہیں ہوا مگر بعد میں شہادت سے ثابت ہوگیا، اور اعلان کردیا گیا کہ جمعہ کو رمضان کی پہلی تاریخ ہے، جمعہ کے روزے کی قضاء بعد عید لازم ہوگی۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

مطلع کتنے فاصلہ پر بدلتا ہے؟

سوال:-شرعاً کتنے فاصلہ پر واقع بلاد کا مطلع ایک سمجھا جاتا ہے، اور کتنے بُعد میں مطلع بدل جاتا ہے؟ مسئلہ کی پوری شرح فرمائیں، جن دوشہروں یا ملکوں کا مطلع ایک ہو اور رُویت کی خبر صحیح ہو تو اس رویت کی اطلاع پر دوسرے شہر والے روزہ یا عید مناسکتے ہیں، یا نہیں؟ کبھی اگر رُویت کی کہیں سے غلط خبر نشر ہوگئی تو پھر کبھی وہاں کے رُویت کی خبر کو قبول نہیں کی جائے گی جنتریوں اور کلنڈروں میں جو غروبِ آفتاب کے اوقات لکھے ہوتے ہیں، اس کے کتنی دیر بعد اذانِ مغرب دی جائے، منٹ کی وضاحت کریں گے۔

---

[1] رویت ہلال کے شرعی احکام (جواہر الفقہ ص:۳۹۵، ج:۱) طبع دیوبند

[2] تنبیه الغافل و الو سنان علی احکام هلال رمضان (۱ ۲۳ ، ج: ۱ ،رسائل ابن عابدین) لاهور

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

الجواب حامداً ومصلیاً

ایک ہزار میل کے بعد پر مطلع بدل جاتا ہے[1] اگر رویت بطریقِ شرعی ثابت ہوجائے تو روزہ اور عید کا حکم ہوگا ورنہ نہیں[2] جنتریوں اور کلنڈروں میں خود ہی اختلاف رہتا ہے، آج کل عامۃً طلوع غروب استقراء کا مشاہدہ کرکے جنتریوں کو مرتب نہیں کیا جاتا ہے، زیادہ تر نقل ہی پر اعتماد ہوتا ہے، پھر مرتب کرنے والے اپنے مزاج کے اعتبار سے احتیاط کی بھی رعایت رکھتے ہیں، کوئی کم کوئی زیادہ گھڑیوں میں سستی اور تیزی کا فرق ہوتا رہتا ہے، اس لئے کوئی حتمی تعیین نہیں کی جاسکتی بس اتنا ہے کہ غروب متعین ہونے کے بعد اذان کا وقت ہے، نہ یہ کہ ہر جگہ ہر موسم پر گھڑی کا پابند کردیا جائے[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ

دارالعلوم دیوبند ۲۹/۱۲/۸۸ھ

مطلع میں ۲۴ رگھنٹہ کا فرق ہوتو روزہ کا کیا حکم ہے

سوال:- ہوائی جہاز سے ہوائی کھیل ایجاد ہے، وہاں سے کھلاڑی گیند کھیلتے ہیں تو گینداسی جگہ لڑھک کر جاتا ہے، وہاں کے مطلع میں ۲۴ رگھنٹہ کا فرق ہوجاتا ہے، اگر ہوائی والے شنبہ کو روزہ

---

[1] وقدر البعد الذی تختلف فيه المطالع مسيرة شهر فاكثر علی فی القهستانی عن الجواهر بقصة سليمان عليه السلام إلی قوله وقد نبه التاج التبريزی علی ان اختلاف المطالع لا يمكن فی اقل من اربعة وعشرين فرسخا وافتی به الوالد والاوجه انها تحديدة كما افتی بهالخ شامی زكريا ص ۳۶۳، ۳۶۴ ج ۳ كتاب الصوم، مطلب فی اختلاف المطالع.

[2] ملاحظه هو عنوان ''مطلع میں چوبیس گھنٹہ کا فرق'' الخ،

[3] عن عمر رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم اذا اقبل الليل من ههنا وادبر من ههنا وغربت الشمس فقد افطر الصائم، مشكوٰة شريف ص ۱۷۵ باب رویة الهلال، مرقاة ص ۵۱۰ ج ۲ مطبوعه اصح المطابع بمبئی.

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

رہیں تو کیا قریبی ملک والے کو اسی دن روزہ رکھنا ضروری ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر وہاں رویت بطریق شرعی ثابت ہوجائے تو دن میں روزہ کا حکم ہوگا ورنہ نہیں[1]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

اختلاف مطالع

سوال:- حضرات احناف کا خاص طور پر ہمارے اکابر دیوبند کا مطالع کے بارے میں کیا حکم ہے، آیا معتبر ہے، یا نہیں حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک فتویٰ عزیز الفتاویٰ میں ہے کہ معتبر راجح اور ظاہر الروایات ومفتی پر عدم اعتبار اختلاف مطالع ہے، عزیز الفتاویٰ ج:۳، ص:۴۹، اور الفرقان شمارہ ستمبر ۷۵ء میں ایک مضمون شائع ہوا ہے جس سے معلوم ہوتا ہیکہ اختلاف مطالع تمام مذاہب میں معتبر ہے، اب سوال یہ ہیکہ اگر معتبر نہیں تو کیا بلاد مغرب کی رویت بطریق موجب اگر اہل مشرق کو پہنچ جائے خواہ کئی دن میں پہنچ جائے تو جو آج کل کے دور میں بالکل دشوار نہیں کہ ہوتے ہی جہاز پر بیٹھے اور آ کر شہادت دے تو کیا ان پر افطار اسی حساب سے واجب ہوگی، یا نہیں، اس مسئلہ کو ذرا خوب تفصیل سے ارقام فرمائیں۔

---

[1] لو رأى اهل مغرب هلال رمضان يجب الصوم على اهل مشرق كذا فى الخلاصة ثم انما يلزم الصوم على متأخرى الرؤية اذا ثبت عندهم رؤية اولئک بطريق موجب الخ فتاوى عالمگيرى كوئٹه ص۱۹۹ ج۱ الباب الثانى فى رؤية الهلال، الدرالمختار على الشامى زكريا ص۳۶۳، ج۳، كتاب الصوم، مطلب فى اختلاف المطالع المحيط البرهانى ص ۳۴۱ ج۳ كتاب الصوم، الفصل الثانى فيما يتعلق برؤية الهلال، مطبوعه المجلس العلمى ڈابھيل.

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

الجواب حامداً ومصلیاً

واختلاف المطالع غير معتبر على ظاهر المذهب وعليه اكثر المشائخ وعليه الفتویٰ فيلزم اهل المشرق برؤية اهل المغرب اذا ثبت عندهم رؤية اولئک بطريق موجب وقال الزيلعي الاشبه انه يعتبر لكن قال الكمال الاخذ بظاهر الرواية احوط.

(درمختار على هامش الشامی[1] ص: ۹۶، ۹۷، ج: ۲، نعمانیه) فقہاء نے اس مسئلہ پر سیر حاصل بحث کی ہے یوم الشک ۲۹/تاریخ کو مطلع صاف نہ ہو اور بطریق موجب رویت ثابت ہوجائے تو قابل قبول ہے، یہی ظاہر مذہب ہے۔ ۲۸/تاریخ کو رویت کا ثبوت پہنچے تو وہ نا قابلِ التفات ہے، آپ کو جو خلجان ہو وہ لکھیں تو جواب دیا جائے گا[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

جہاں ہمیشہ مطلع ابرآلود رہتا ہے وہاں ثبوتِ رُویت کیسے ہو؟

سوال:- جہاں آسمان ہمیشہ ابرآلود رہتا ہے چاند نظر نہیں آتا، سورج سال کے مخصوص مہینے میں نظر آتا ہے وہاں کے باشندے **لا تصوموا حتّٰی تروه ولا تفطروا حتّٰی تروه** حدیث

---

[1] درمختار مع الشامی زکریا ص:۳۶۳،۳۶۴،۳/۳۶۴، مطلب فی اختلاف المطالع، کتاب الصوم، عالمگیری کوئٹه ص۱۹۹ ج۱ الباب الثانی فی رؤية الهلال، المحيط البرهانی ص۳۴۱ ج۳ الفصل الثانی فيما يتعلق برؤية الهلال، مطبوعه المجلس العلمی ڈابھیل.

[2] ان كان بالسماء علة فشهادة الواحد على هلال رمضان مقبولة اذا كان عدلاً مسلمًا عاقلاً بالغاً حراً كان او عبداً الخ. الى قوله: وان لم يكن بالسماء علة لم تقبل الاشهادة جم كثير يقع العلم بخبرهم. (عالمگیری ص: ۱۹۸، ۱۹۹، ج:۱) الباب الثانی فی روية الهلال) كتاب الصوم، المحيط البرهانی ص۳۸۳ ج۳ الفصل الثانی فيما يتعلق برؤية الهلال، مطبوعه المجلس العلمی ڈابھیل، تاتارخانية كراچی ص۳۵۰ ج۲ الفصل الثانی فيما يتعلق برؤية الهلال.

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

کے مطابق روزہ رکھیں گے۔

الجواب حامداًومصلیاً

مہینوں کا تعین جنتری اور قریبی مقامات کی تحقیق سے ہوسکتا ہے جہاں چاند نظر آتا ہے[1]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

رویت ہلال سے متعلق کتاب القاضی الیٰ القاضی کی تفصیل

سوال:-۲۹؍رمضان المبارک ۶۹ھ یوم یکشنبہ کو خیرآباد مطلع پرابرمحیط تھا اس لئے چاند نظر نہ آسکا، اور اطراف ونواح سے شہادت بھی نہ گذری البتہ لکھنؤ میں ثبوت رویت ہوجانے کی وجہ سے ۱۲؍بجے شب کو وہاں عید کا اعلان کردیا گیا، سیتاپور (جوخیرآباد کا ضلع اور یہاں سے پانچ میل دور ہے) کے ذمہ دار حضرات نے فون سے معلوم کر کے رات ہی کو بذریعہ موٹر دوثقہ آدمی روانہ کردیئے جوعلی الصباح مفتی صاحب فرنگی محلی کی تحریر لے آئے جس کی بناء پرسیتاپور میں عید کا اعلان کردیا گیا، خیرآباد میں جہاں کا نظام افتاء سیتاپور سے علیحدہ ہے، جب صبح ۶؍بجے خبر ہوئی تو مفتی خیرآباد نے دوآدمی فوراً لکھنؤ روانہ کئے جو چار بجے شام کی ٹرین سے مفتی صاحب فرنگی محل لکھنؤ کا خط لائے، جس کے بعد فوراً روزہ توڑنے کا اعلان کردیا گیا وقت نہ ہونے کی وجہ سے نماز دوسرے روز ادا کی گئی یہاں سے لوگوں کو اس بات پر اصرار تھا کہ سیتاپور کے اعلان پر یہاں بھی اعلان کردیا جائے، لیکن یہاں کے مفتی نے اس وجہ سے لکھنؤ کے مفتی صاحب کا خط خاص سیتاپور

---

[1] لو رأی اهل المغرب هلال رمضان یجب الصوم علی اهل المشرق، تاتارخانیة کراچی ص۳۵۵ ج۲ الفصل الثانی فیما یتعلق برؤیة الهلال، عالمگیری کوئٹه ص۱۹۹ ج۱ الباب الثانی فی رؤیة الهلال، الدر المختار علی الشامی زکریا ص۳۶۴ ج۳ کتاب الصوم، مطلب فی اختلاف المطالع.

کے مفتی صاحب کے نام تھا نا قابل عمل سمجھتے ہوئے عید کا اعلان نہیں کیا، اس لئے کہ کتب فقہ میں تصریح کردی گئی ہے، کہ جب خط عام نہ ہو مکتوب الیہ کے علاوہ دوسرے کے لئے قابل عمل نہیں ہوسکتا، اس کے باوجود لوگوں کی بڑی تعداد نے روزہ توڑ دیا اور چند نفوس نے نماز بھی پڑھ لی شرعی ثبوت حاصل ہونے کے بعد اعلان کی قطعاً پرواہ نہ کی اس سلسلہ میں حسب ذیل امور دریافت طلب ہیں۔

(۱) کتاب القاضی الی القاضی جب کہ کسی خاص قاضی کے نام ہو دوسرے کے لئے قابل عمل اس وقت ہوسکتی ہے جب کہ مکتوب الیہ کے نام کے بعد عموم کردیا گیا ہو جیسا کہ درمختار اور شامی ہیں ہے: **وکذا بموت المکتوب الیه وخروجه من الاهلیة قال الشامی الا اذا عم بان قال الی فلان قاضی بلد کذا والٰی کل من یصل الیه کتابی هٰذا من قضاة المسلمین وحکامهم** یہ عموم صرف اسی شہر کے لئے ہے، جہاں کے لئے خط لکھا گیا ہے، یا جس جگہ بھی یہ خط مع ان گواہوں کے پہنچ جائے کافی ہے، نیز "**وحکامهم**" سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے ذمہ دار حضرات کو بھی وہی درجہ حاصل ہے، جو قاضی کو ہے جب عموم کردیا جائے۔

(۲) سیتاپور کے مفتی کے پاس لکھنؤ کے مفتی کی جو تحریر آئی ہے اب اگر سیتاپور کا مفتی کسی دوسرے مقام کے مفتی کے پاس دو گواہوں کے ساتھ ایک تحریر اس مضمون کو بھیجے کہ لکھنؤ کے مفتی کی تحریر میرے پاس بشہادت شاہدین آگئی ہے جس میں یہ درج ہے کہ لکھنؤ میں شہادت رویت ہلال گذر گئی ہے، اب دوسرے مقام کے مفتی کے لئے سیتاپور کے مفتی کی یہ تحریر جو ثبوت رؤیت پر نہیں بلکہ جس مفتی کے پاس ثبوت رویت ہوا ہے اس کی تحریر کی تصدیق ہے قابل عمل ہوسکتی ہے یا نہیں؟

پھر یہ سلسلہ تیسرے مفتی تک محدود رہے گا، یا تیسرے کو چوتھے علیٰ ہذا القیاس سلسلہ بہ سلسلہ مفتیوں کو تحریر روانہ کرنے کا حق باقی رہے گا اور سب مکتوب الیہ عمل کرنے کے مجاز ہوتے رہیں گے کتب فقہ میں کوئی اس کی نظیر یا جزئیہ نظر سے نہیں گذرا اگر یہ صورت جائز ہے، تو بحوالہ کتاب تحریر فرمایا جائے۔

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

(۳) فتاویٰ شامی میں ہے: **وعن ابی ایوسفؒ ان کان فی مکان لوغدا لاداء الشهادة لا يستطيع ان يبيت فی اهله صح الاشهاد والكتابة.**

اب سوال یہ ہے کہ اگر سوال ۲؍ کی بناء پر لکھنؤ کی تحریر پر سیتا پور کا مفتی دوسرے مقام کے مفتی کو لکھ سکتا ہے، اور وہ اس پر عمل کا مجاز ہے، تو خیر آباد یا کوئی دوسرا مقام جو سیتا پور سے اس مقدار مسافت سے کم ہے، جس کا عبارت مذکورہ بالا میں بیان ہے، تحریر بھیجنے کی کیا صورت ہوگی، نیز خود اگر سیتا پور میں شہادت علی الرؤیۃ گذر جائے تو خیر آباد کا مفتی وہاں کے مفتی کے بیان پر کس طرح عمل کرے، جب کہ قول مفتی بہ مسافت مذکورہ کتاب القاضی الی القاضی کے لئے ضروری ہے: **قال فی الدرالمختار وجوزهما الثانی ان بحيث لا يعود فی يومه وعليه الفتویٰ.** یہ بھی تحریر فرمائیے کہ شہادت علی القضاء کیلئے تو مسافت شرط نہیں ہے۔

(۴) مفتی خیر آباد نے اعلان عید کے بارے میں لکھنو کے آدمیوں کی واپسی تک توقف کیا یہ فعل شرعاً صحیح تھا یا غلط اور بغیر اس کے محض سیتا پور کی عید کا حال معلوم کر کے اعلان عید کر دینا (جب کہ یہاں کا نظام افتاء جداگانہ ہے) جائز تھا یا نہیں۔

(۵) خیر آباد کے جن لوگوں نے شرعی ثبوت کا انتظار کئے بغیر روزہ توڑ ڈالا یا نماز عید ادا کی یہ گنہ گار ہوئے یا نہیں اور نماز صحیح ہوئی یا اعادہ ضروری ہے۔

(۶) خیر آباد کے بعض لوگ جو اپنی ملازمت یا دوسری ضرورت سے سیتا پور گئے ہوئے تھے وہاں کے اتباع میں انہوں نے نماز بھی ادا کی روزہ بھی توڑا اس میں کوئی حرج تو نہیں ہے۔

(۷) بعض باشندگان خیر آباد خاص طور سے نماز ادا کرنے کے لئے سیتا پور گئے ان کا یہ فعل کیسا ہے، خیر آباد کی اتباع ضروری تھی، یا سیتا پور جانا صحیح تھا۔

(۸) پاکستان اور حیدر آباد میں ۲۹؍ کی رویت رمضان کی ہوئی تھی، یعنی یہاں سے ایک روز قبل روزہ رکھا تھا، بعض لوگ جو وہاں موجود تھے، عید کے لئے یہاں آ گئے تو یہاں تیسویں کو ان کا

اکتیسواں روزہ پڑ رہا تھا، اس لئے انہیں روزہ رکھنا چاہئے تھا، یا ترک کر دینا چاہئے تھا۔

(۹) رؤیت ہلال میں تار ٹیلیفون ریڈیوں کی اطلاع معتبر ہے یا نہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ پاکستان چونکہ مسلم سلطنت ہے اس لئے وہاں کا ریڈیو معتبر ہونا چاہئے۔

(۱۰) اگر جس قاضی کے پاس شہادت گذری ہے مفتی خود جائے یا اپنا نائب بنا کر بھیج دے تب بھی شاہدین کی ضرورت ہوگی، قاضی خود آکر مفتی سے زبانی کہہ دے کہ میرے پاس شہادت گذر گئی اور میں نے تسلیم کر لی بلا شہادت یہ قول صحیح ہے یا نہیں؟

(۱۱) سیتاپور جہاں کتاب القاضی الیٰ القاضی کے اصول پر عید ہوئی ہے رؤیت سے نہیں ہوئی ہے اگر وہاں سے مختلف جماعتیں خیرآباد آکر عید ہونا بیان کر دیں یا خیرآباد کی مختلف جماعتیں وہاں جا کر دیکھ آئیں، اور مفتی سے آکر عید کا ہونا بیان کریں تو یہ امر خیرآباد میں عید کا حکم دینے کے لئے کافی ہے یا نہیں، جب کہ فقہاء نے مجرد شیوع کو بے اصل قرار دیا ہے۔

(۱۲) عید میں جب شہادت مستور غیر معتبر ہے تو باہر کے آئے ہوئے لوگوں کی گواہی کیسے مانی جائے، کیونکہ وہ مستور الحال ہیں، حالانکہ شہادت اہل الشرق لاہل الغرب کو رویت میں معتبر مانا گیا ہے، اگر عیدین کا ثبوت باب شہادت سے ہے تو پھر خبر مستفیض جہاں عدالت بھی ضروری نہیں صرف تعداد کافی ہے کیونکر معتبر ہے نیز ریڈیو اور ٹیلیفون کی خبر جب کہ متعدد جگہوں سے ہو یا ریڈیو کا نظام جب کہ مسلمان عملہ کی زیر نگرانی ہو کیوں غیر معتبر ہے۔

(۱۳) اگر ہلال رمضان محض ایک عادل سے ثابت ہوا ہے، تو تیس دن پورے کر کے بغیر چاند دیکھے ہوئے عید کرنا جائز ہے یا نہیں خصوصاً جب کہ مطلع صاف ہو اور تیس کو چاند نظر نہ آئے۔ بینوا وتوجروا.

پوری توجہ اور غور فکر کے بعد جواب تحریر فرمایئے گا، معاملہ بہت اہم اور وقت نازک ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

آج کل شرعی قاضی تو یہاں موجود نہیں اور مفتی وقاضی میں جو فرق ہے وہ ظاہر ہے یعنی اول

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

مخبر حکم ہے اور ثانی ملزم ہے، جس جگہ حاکم ملزم نہ ہو وہاں مفتی کا فتویٰ ہی عامی کے حق میں بمنزلہ حکم حاکم کے ہے، اس بناء پر مفتی کی تحریر کو کتاب القاضی کا حکم دیا جاتا ہے: **ولا فرق بين المفتى والحاكم الا ان المفتى مخبر بالحكم والقاضى ملزم بها**[1] **اهـ** (شرح عقود رسم المفتى)

(۱) اگر قاضی کاتب نے کسی خاص قاضی مکتوب الیہ کے نام خط لکھ کر عموم کر دیا ہو تو تمام قضاۃ وحکام کے لئے وہ قابل عمل ہے اگر ابتداءً ہی عموم کر دیا ہو تب بھی قاضی القضاۃ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک وہ قابل عمل ہے، اور بہت سے مشائخ کے نزدیک بھی وہ قابل عمل ہے یہ ہی اوجہ ہے، اسی پر عمل ہے مسائل قضاء وشہادت میں امام ابو یوسفؒ کے قول پر فتویٰ دیا جاتا ہے: **الا اذا عمم بعد تخصيص اسم المكتوب اليه بخلاف مالو عمم ابتداءً وجوزه الثانى وعليه العمل خلاصه اهـ درمختار قوله بخلاف مالو عمم، بان قال إلى من يصل اليه كتابى هٰذا من قضاة المسلمين وحكامهم، قوله وجوزه الثانى، وكذا الشافعیؒ واحمدؒ فتح ، قوله وعليه العمل ، قال الزيلعى واستحسنه كثير من المشائخ وفى الفتح وهو الاوجه لان اعلام المكتوب وان كان شرطاً فبالعموم يعلم كما يعلم بالخصوص وليس العموم من قبيل الاجمال والتجهيل فصار قصديته وتبعيته سواء نهر اهـ**[2] **شامى. وفى القنية من باب المفتى الفتوىٰ علىٰ قول ابى يوسفؒ فيما يتعلق بالقضا وزاد فى شرح البيرى**

---

[1] شرح عقود رسم المفتى ص: ۴۷، وكذا فى الشامى نعمانية ص: ۵۱، ج: ۱، شامى كراچى ص: ۷۴، ج: ۱، لا يجوز العمل بالضعيف.

[2] شامى نعمانيه ص: ۳۵۵، ج: ۴، شامى كراچى ص: ۴۳۸، ج: ۵، باب كتاب القاضى الى القاضى قبيل مطلب فى قضاء القاضى بعلمه، النهر الفائق ص۶۲۲، ۶۲۳ ج۳ باب كتاب القاضى الى القاضى، قبيل فرع، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، تبيين الحقائق ص۱۸۷ ج۴ باب كتاب القاضى الى القاضى، مطبوعه امداديه ملتان، المحيط البرهانى ص۳۴۲ ج۱۲ الفصل الرابع والعشرون فى كتاب القضاة الى القضاة، مطبوعه المجلس العلمى ڈابهيل.

علی الاشباہ ان الفتویٰ علٰی قول ابی یوسفؒ ایضًا فی الشھادات ا ھ[1] (شرح عقود رسم المفتی)

اگر کسی خاص شہر کے قضاۃ کو مکتوب الیہم قرار نہیں دیا بلکہ عام رکھا ہے، تو کسی خاص شہر کی تعیین نہیں ہوگی، اور مفتی کی طرح ہر وہ شخص اس صورت میں مکتوب الیہ سمجھا جائے گا جس کی طرف عوام ایسے مسائل میں رجوع کرتے ہوں اور وہ ذمہ دار ہو بشرطیکہ شہادت شرعیہ کے ساتھ یہ تحریر اس کے پاس پہنچ جائے۔

(۲) یہ جزئیہ اور اس کی نظیریں کتب فقہ میں موجود ہیں: **ویجوز للقاضی المکتوب الیه ان یکتب کتاباً الٰی قاضٍ اٰخر اذا تعذر حضور خصمه عنده وکذا للمکتوب الیه ثانیا ان یکتب الٰی اٰخر ما لا یتناهی لان الشهادة الواقعة عند الاول صارت منقولة الٰی المکتوب الیه حکمًا فصار واکانهم شهدوا عنده حقیقة فجاز له ان ینقلها الٰی غیره اذ الحاجة الٰی نقلها مراراً ماسة وهی المجوزة للنقل ا ھ**[2] زیلعی شرح کنز (فرع) **لوسمع الخصم بوصول کتاب القاضی الٰی قاضی بلدة فهرب الٰی بلدة اٰخریٰ کان للقاضی المکتوب الیه ان یکتب الٰی قاضی تلک البلدة بما ثبت عنده من کتاب القاضی فکما جوزنا للاول الکتابة نجوز للثانی والثالث وهلم جرا للحاجة ا ھ**[3] (فتح القدیر)

(۳) امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا قول ظاہر الروایۃ کے خلاف ہونے کے باوجود ان کے قاضی ہونے کی بنا پر مفتی بہ قرار دیا گیا ہے، لیکن امام محمدؒ نے یہ شرط نہیں لگائی اور بعض فقہاء نے امام

---

[1] شرح عقود رسم المفتی ص: ۱۴۷، مطبوعه زکریا دیوبند.

[2] تبیین الحقائق للزیلعی ص:۱۸۷، ج:۴، باب کتاب القاضی ای القاضی، مطبوعه ملتان.

[3] فتح القدیر ص:۲۹۵، ج:۷، باب کتاب القاضی، مطبوعه دارالفکر، النهر الفائق ص۶۱۹، ج۳، باب کتاب القاضی الی القاضی، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

محمدؒ کے قول کو اختیار کیا ہے: ثم لا بد من مسافة بين القاضيين حتى يجوز كتاب القاضي واختلفوا في تلك المسافة منهم من قال هي معتبرة بالشهادة علٰى الشهادة وهي مسيرة ثلاثة ايام في ظاهر الرواية وعن ابي يوسفؒ انه ان كان في مكان لو غدا لاداء الشهادة لا يستطيع ان يبيت في اهله صح الاشهاد وعن محمدؒ انه تجوز الشهادة على الشهادة وان كان الاصل صحيحاً في المصر وذكرالكرخيؒ في اختلاف الفقهاء ان كتاب القاضي الٰى القاضي مقبول وان كان في مصر واحد فكانهما اعتبراه بالتوكيل وفي الظاهر اعتبر بالعجز اھ[1] زيلعي. في الخصاف وروىٰ عن محمدؒ انه قال في مصرفيه قاضيان في كل جانب قاضٍ يكتب احدهما الٰى الأخر كتابا يقبل كتابه ولواتي احدهماالي صاحبه فاخبره بالحادثة بنفسه لم يقبل قوله لان في الوجه الاول كان الاول خاطبه في موضع القضاء وفي الثاني خاطبه في غير موضع القضاء اھ[2] شلبي. اس قول کی بناء پر مسافت مذکورہ فی الدرالمختار سے کم کی صورت میں بھی تحریر قابل عمل ہوسکتی ہے۔

(۴) مفتی خیرآباد کا عمل صحیح رہا، روزہ توڑنا جائز نہیں تھا۔

(۵) یہ روزہ توڑنا اور عید پڑھنا خلاف شرع ہوا، پھر اگر کسی نے یہ سمجھتے ہوئے نماز عید پڑھی ہے کہ عید کا ثبوت نہیں ہوا تو اس کو آئندہ روزہ جب کہ اور آدمیوں نے ثبوت ہونے پر پڑھی ہے، ان کے ساتھ پڑھنا چاہئے، پہلی دفعہ کا پڑھنا کافی نہیں اور اگر یہ سمجھتے ہوئے پہلی دفعہ پڑھی ہے کہ

---

[1] تبيين الحقائق للزيلعي ص: ۱۸۶، ج:۴، باب كتاب القاضي الى القاضي امداديه ملتان.

[2] حاشية الشلبي على الزيلعي ص: ۱۸۶، ج:۴، باب كتاب القاضي الى القاضي، مطبوعه امداديه ملتان، المحيط البرهاني ص۳۶۹، ۱۲/۳۷۰، الفصل الرابع والعشرون في كتاب القضاة الى القضاة، مجمع الأنهر ص۲۳۰ ج۳ فصل كتاب القاضي الى القاضي، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

عید کا ثبوت ہوگیا تو دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں: **صلی الفرض وعنده ان الوقت لم یدخل فظهر انه کان قد دخل لایجزیه لانه عنده ان ما فعله غیر جائز ا ھـ**[۱] (کبیری)

(۶) نہیں کوئی حرج نہیں۔

(۷) ان کو ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا۔

(۸) ایسے لوگوں کو روزہ رکھنا چاہئے جیسے کہ اگر کوئی شخص عید کا چاند دیکھ لے مگر اس کا قول قبول نہ کیا جائے تو اس کو عید کرنا درست نہیں بلکہ روزہ رکھنا چاہئے تاہم اگر روزہ نہیں رکھا یا رکھ کر توڑ دیا تو کفارہ لازم نہیں[۲]

(۹) جن مسائل میں شہادت شرعیہ ضروری ہے ان میں تار، ریڈیو ٹیلیفون کی اطلاع معتبر نہیں خواہ پاکستان سے یہ اطلاع آئے خواہ عربستان سے اور جن مسائل میں خبر بھی کافی ہے ان میں اگر معتمد تار ریڈیو ٹیلیفون کی اطلاع سے ظن غالب حاصل ہوجائے تو ان مسائل میں معتبر ہے خواہ پاکستان سے اطلاع ملے خواہ کسی اور جگہ سے پاکستان کی اسلامی حکومت کا ہندوستان پر ایسے مسائل میں کوئی اثر نہیں جیسے کہ عرب وغیرہ کی حکومت کا کوئی اثر نہیں۔

(۱۰) جواب ۳ر کے اخیر میں شلبی کی عبارت منقولہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر قاضی خود آ کر دوسرے قاضی سے معاملہ بیان کرے تو اس کا قول قبول نہیں والعلۃ مذکورۃ ثم۔

(۱۱) جب کہ خیرآباد کا نظام افتاء جداگانہ ہے سیتاپور کے ماتحت نہیں تو صورت مسئولہ میں عید کا حکم صحیح نہیں۔

---

[۱] کبیری ص۲۲۲ الشرط الرابع استقبال القبلة، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور، الاشباه والنظائر ص: ۹۴، القاعدة الثانیة، فتح القدیر ص: ۲۷۱، ج: ۱، باب شروط الصلاة.

[۲] رای مکلف هلال رمضان اوالفطر ورد قوله بدلیل شرعی صام فافطر قضی فقط فیها لشبهة الرد. (الدرالمختار مع الشامی کراچی ص: ۳۸۴، ج:۲، شامی نعمانیة ص ۲/۹۰، مبحث فی صوم یوم الشک، تاتارخانیة کراچی ص۳۵۳ ج۲ الفصل الثانی فیما یتعلق برؤیة الهلال، المحیط البرهانی ص ۳۴۰ ج۳ الفصل الثانی فیما یتعلق برؤیة الهلال، مطبوعه ڈابهیل،

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

(۱۲) جی ہاں مستور الحال کی شہادت رؤیت ہلال عید کے متعلق معتبر نہیں شاہد کا عادل ہونا ضروری ہے خواہ وہ مقامی ہو خواہ باہر سے آنے والا ہو، جو فائدہ شہادت سے حاصل ہوتا ہے وہ فائدہ خبر مستفیض سے بطریق اتم حاصل ہو جاتا ہے اس لئے یہاں بھی مستفیض معتبر ہے: **فیلزم اهل المشرق برؤية اهل المغرب اذا ثبت عندهم روية اولٰئک بطريق موجب اهـ درمختار. كأن يتحمل اثنان الشهادة علٰى حكم القاضى اويستفيض الخبر بخلاف ما اذا اخبرا ان اهل بلدة كذا رأوه لانه حكاية اهـ[1] شامى وقبل بلاعلة جمع عظيم يقع العلم الشرعى وهو غلبة الظن بخبرهم اهـ درمختار قوله وقبل بلاعلة اى ان شرط القبول عند عدم علة فى السماء لهلال الصوم او الفطر اوغيرهما اهـ قوله وهو غلبة الظن لانه العلم الموجب للعمل اهـ** (شامی)[2] ریڈیو اور ٹیلیفون اور تار کی شہادت کا نہ ہونا تو ظاہر ہے، دو چار خبریں اگر آ بھی جائیں تو وہ حد استفاضہ تک نہیں پہنچتی، ریڈیو کا نظام مسلمان عملہ کے زیر نگرانی اگر ہو تب بھی اس کو شہادت کا درجہ نہیں دیا جاتا: **لان النغمة تشبه النغمة** ہر مسلمان عادل مقبول الشہادۃ ہی نہیں ہوتا۔

(۱۳) ایسی صورت میں عید کرنا جائز نہیں: **واذا تم العدد اى عدد رمضان لا يحل الفطر اتفاقاً علٰى ما ذكره شمس الائمة ويعزر ذٰلک الشاهد كذا فى الدر وفى التجنيس اذا لم يرهلال شوال لا يفطرون حتى يصوموا يومًا اٰخر وقال الزيلعى والاشبه ان يقال ان كانت السماء مصحية لا يفطرون لظهور غلطه وان كانت**

---

[1] شامی کراچی ص: ۳۹۴، ج:۲، کتاب الصوم، مطلب فی اختلاف المطالع.

[2] شامی نعمانیة ص۹۲ ج۲، شامی کراچی ص: ۳۱۷، ج:۲،کتاب الصوم، مطلب ماقاله السبكى من الاعتماد، عالمگیری کوئٹه ص۱۹۸ ج۱ الباب الثانی فی رؤية الهلال، مجمع الأنهر ص۳۴۹ ج۱ کتاب الصوم، مطبوعه دار الکتب العلمية بیروت، سکب الأنهر ص۳۴۹ ج۱ کتاب الصوم، مطبوعه بیروت.

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

متغیمة یفطرون لعدم ظھور الغلط ا ھ (مراقی[1] الفلاح) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفا اللہ عنہ

مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱/۱۱/۶۸ھ

کتابُ القاضی الیٰ القاضی کا طریقہ

سوال:- مکتوب قاضی الیٰ القاضی کا کیا قاعدہ ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حکم یا شہادت کو گواہوں کے سامنے تحریر کرے اور ان کو سنا کر مہر لگا دے پھر اس مہر شدہ تحریر کو دوسرے قاضی کے پاس ان گواہوں کے ساتھ بھیج دے، مکتوب الیہ کے پاس، جب یہ گواہ اس تحریر کو لے کر جائیں تو وہ ان گواہوں سے دریافت کرے کہ اس میں کیا لکھا ہے، اور وہ گواہ پورے طور پر شہادت دیں کہ فلاں قاضی نے یہ تحریر ہمارے سامنے لکھی ہے، اور اس میں یہ مضمون ہے، پھر وہ مکتوب الیہ اس تحریر کو کھول کر پڑھے، یہ شرائط آج کل کی ڈاک، تار، ٹیلیفون، ریڈیو، خط وغیرہ کسی میں بھی موجود نہیں، تفصیل مطلوب ہو تو کتابُ القاضی الیٰ القاضی ص: ۴۸۶، ج:۴، ردالمحتار[2] اور

[1] مراقی الفلاح ص: ۱۰۴، مصری، مراقی مع الطحطاوی مصری ص ۵۴۰، فصل فیما یثبت به الهلال، عالمگیری کوئٹه ص ۱۹۸ ج ۱ الباب الثانی فی رؤیة الهلال، تبیین الحقائق ص ۳۲۰ ج ۱ کتاب الصوم، مطبوعه امدادیه ملتان.

[2] القاضی یکتب الی القاضی فی کل حق به یفتی استحسانا غیر حد وقود لشبهه وقرأ الکتاب علیهم اوا علمهم بما فیه وختم عندهم ای عندم شهود الطریق وسلم الکتاب الیهم بعد کتابة عنوانه فی باطنه، فاذا وصل الی المکتوب الیه نظر الی ختمه اولا ولا یقبله ای لا یقرأة الاّ بحضور الخصم وشهوده. (الدر مع الشامی نعمانیة ص: ۳۵۰، ج:۴، شامی کراچی ص ۴۳۲ ج۵ باب کتاب القاضی الی القاضی، تبیین الحقائق ص ۱۸۲، ۱۸۴ ج ۴ کتاب القاضی الی القاضی، مطبوعه امدادیه ملتان، المحیط البرهانی ص ۳۴۴ ج ۱۲ الفصل الرابع والعشرون کتاب القضاة، مطبوعه ڈابهیل.

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

لسان الحکام وغیرہ کا مطالعہ کیجئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۴؍شعبان ۶۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۶؍شعبان ۶۶ھ

رویتِ ہلال کمیٹی اگر فتویٰ کے خلاف کرے تو کیا کیا جائے؟

سوال: - رویتِ ہلال کمیٹی میں کوئی شخص دینی علم رکھنے والا نہ ہو اور اگر ہو بھی تو اس کی رائے غلبۂ آراء میں دب کر رہ جائے اور خلافِ فتویٰ مفتی رویتِ ہلال کمیٹی شہر کی اپنا حکم نافذ کرنا چاہے تو کیا کرنا چاہئے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

رویتِ ہلال کمیٹی کو مفتی کے فتویٰ کے ماتحت رہنا اور کام کرنا ضروری ہے، ورنہ وہ کمیٹی شرعاً معتبر نہیں ہوگی، اور اس کے اعلانات شرعی اعلانات نہ ہوں گے، ان پر عمل کرنے کی اجازت نہ ہوگی، جو کمیٹی عالمِ دین کی بات جب کہ وہ شرعی دلیل کے ساتھ ہو تسلیم نہ کرے تو عالمِ دین کو کمیٹی سے علیحدہ ہو کر اعلان کر دینا چاہئے، کہ یہ لوگ حکم شرعی تسلیم نہیں کرتے ہیں، اپنی رائے پر عمل کرتے ہیں، ان کی رائے شرعاً معتبر نہیں، میں ان سے علیحدہ ہوتا ہوں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیو بند

غیر مفتیٰ بہ قول کو اختیار کرنا

سوال: - محترم المقام...سلام مسنون!

رویتِ ہلال سے متعلق تیرہ سوالات پر مشتمل ایک استفتاء بھیجا تھا جس کا جواب آپ کے یہاں

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

یکم ذی قعدہ ۶۹ھ کو مکمل ہوا اور آخر ذی قعدہ میں یہاں پہنچا ہے، اس کے جواب ۳/میں آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ جب ایک شہر میں دو قاضی ہوں تو مراسلت ان کے درمیان جائز ہے میں نے یہ لکھا تھا کہ مفتیٰ بہ مذہب امام ابو یوسفؒ کا ہے لہٰذا مسافت مقرر کردہ امام ابو یوسف سے کم کی صورت میں کیا صورت اختیار کی جائے مثلاً سیتاپور یہاں سے پانچ میل ہے، وہاں اگر شہادت گذر جائے تو خیرآباد میں مراسلت کیسے کی جائے، امام محمدؒ کی روایت نوادر کی ہے، اور فقہاء نے تصریح کردی ہے کہ جس قول پر فتوی کی صراحت ہو اس سے عدول جائز نہیں ہے، تو خصاف سے جو امام محمدؒ کا قول تحریر فرما کر عمل کی گنجائش تحریر فرمائی ہے، وہ کس طرح ممکن ہوگی، ذیل میں وہ عبارتیں درج کی جاتی ہیں، جن میں غیر مفتی بہ قول پر عمل کرنا ناجائز بتایا گیا ہے، جب کہ دوسرے قول کے لئے فتویٰ کی صراحت موجود ہو۔

عقود رسم المفتی ص:۱۶ میں ہے: **معناه ان ما كان من المسائل فى الكتب التى رويت عن محمد بن الحسن رواية ظاهرة يفتىٰ به وان لم يصرحوا بتصحيحه نعم لو صححوا رواية اخرىٰ من غير كتب ظاهر الرواية يتبع ما صححوه قال العلامة الطرطوسى فى انفع الوسائل فى مسئلة الكفالة فى شهر ان القاضى المقلد لا يجوز له ان يحكم الا بما هو ظاهر الرواية لا بالرواية الشاذة الا ان ينصوا علىٰ ان الفتوىٰ عليها.**

(۲) فما فيه لفظ الفتوىٰ يتضمن شيئين احدهما الاذن بالفتوىٰ به والاٰخر صحته لان الافتاء به تصحيح له عقود ص: ۳۹.

(۳) واذا ذيلت بالصحيح اوالمآخوذ به اوبه يفتىٰ اوعليه الفتوىٰ لم يفت بمخالفتها ص: ۳۸، عقود.

عبارات مذکورہ بالا سے صاف واضح ہے کہ جس امر پر فتویٰ کی صراحت ہو اس کے خلاف عمل نہیں جائز ہے۔

الجواب وهو الموفق للصواب

یہاں کے جواب میں روایت امام محمد نوادر کو مفتیٰ بہ نہیں کہا گیا بلکہ مفتی بہ حسب تصریح فقہاء

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

قول ابو یوسفؒ ہی ہے، لیکن جیسے کہ آج کل کے قاضی شرعی قاضی نہیں ان پر فقہاء کی بیان کردہ تعریف صادق نہیں آتی، ان کو قدرت الزام حاصل نہیں بلکہ تسامحا مفتی یا عالم پر قاضی کے احکام جاری کردیئے جاتے ہیں، اسی طرح قبول کتاب قاضی کے شرائط میں بھی تسامح سے کام لیا جاتا ہے، خاص کرایسے مسائل میں جن میں عوام کے فتنہ کا مظنہ ہو، مواقع ضرورت میں بعض غیر مفتی بہ اقوال کواختیار کرنے کی فقہاء نے گنجائش تحریر فرمائی ہے، جیسا کہ علامہ شامیؒ نے نواقض وضو کی بحث میں کیُّ الحمَّصَة کا حکم ذکرفرماتے ہوئے خارج ومخرج کے ذیل میں بعنوان تنبیہ ایک قول کو صحیح کہا ہے اور پھر بحوالہ حلوانی اسی صحیح کے مقابل قول پرعمل کی گنجائش نقل کی ہے[1] بلکہ اس مسئلہ پر مستقل رسالہ بھی تالیف کیا ہے[2] نیز احکام حیض میں مواضع ضرورت میں کسی ایک قول کواختیار کرنے بلکہ فتویٰ دینے کی اجازت نقل کی ہے، اگرچہ وہ قول مفتیٰ بہ نہ ہو[3] امسال عید کے موقعہ پر بعض دیار میں اس قدر خلفشار رہا کہ جس کی حد نہیں ایک ہی شہر میں کچھ آدمی صائم رہے، کچھ نے نماز عید ادا کی بعض نے محض افواہ پر روزہ افطار کیا، بعض نے شرعی شہادت کے باوجود روزہ پورا کیا وغیرہ وغیرہ پھر نااہل لوگوں نے مسائل فقہ پر زبان طعن محض درازکی اس کے بعد فتویٰ کا سلسلہ چلا جواب تک ختم نہیں ہوا یعنی افطار کردینے والوں پر قضاء وکفارہ کا کیا حکم ہے، اور جنھوں نے افطار نہیں کیا وہ صوم منہی عنہ سے عاصی ہوئے یا نہیں، پس اگر ایسے خلفشار اور فتنۂ عوام سے بچنے اور عوام کو بچانے کے

---

[1] والصحيح الاول كما ذكره قاضي خان لكن في الثاني توسعة لمن به جدرى او جرب كما قاله الإمام الحلواني ولا بأس بالعمل به هنا عند الضرورة. شامي كراچي ص: ۱۳۹، ج: ۱، مطلب في حكم كيّ الحمصه، كتاب الطهارة، عقود رسم المفتي ص: ۱۸۹.

[2] رسائل ابن عابدين ص: ۵۴، ج: ۱، رساله ثالثة "الفوائد المخصصة باحكام كي الحمصة، مطبوعه لاهور.

[3] شامي نعمانية ص ۱۹۲ ج ۱، شامي كراچي ص: ۲۸۹، ج: ۱، مطلب لوافتى مفت بشيءٍ من هذه الاقوال في مواضع الضرورة طلباً للتيسير كان حسناً، باب الحيض، عقود رسم المفتي ص: ۱۹۰.

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

لئے قول امام محمدؒ پر عمل کی گنجائش تحریر کردی جائے تو یہ اصول افتاء کے خلاف نہیں ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مظاہر علوم سہارن پور ۱۳؍ محرم ۵۷ھ

خبر عادل اور اصول ہیئت میں تعارض ہو تو کس کا اعتبار ہے

سوال:- اذا تعارض المحاق بحسب علم الهندسة وخبرالعادل برؤية الهلال لأيهما الترجيح وقد وقع الاختلاف فى هٰذا الامر بين العلماء.

الجواب حامداً ومصلياً

قال العلامه الحصفكى، ولا عبرة بقول الموقتين ولو عدولاً على المذهب اهـ(الدر المختار[1] ص: ۹۲، ج:۲) قوله ولا عبرة بقول الموقتين اى فى وجوب الصوم على الناس بل فى المعراج لا يعتبر قولهم بالاجماع ولايجوز للمنجم ان يعمل بحساب نفسه اهـ(در مختار نعمانيه[2] ص: ۹۲، ج:۲) ظهر من العبارة المنقولة ان علم الهندسة ليس بحجة فى رؤية الهلال لوجوب الصوم بل الحجة خبر العادل كما هو مصرح فى كتب المذهب وقبل للصوم مع علة كغيم وغبار خبر عدل الخ[3] (الدر المختار) فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دار العلوم دیوبند ۲۵؍۱؍۹۶ھ

---

[1] الدر المختار كراچى ص: ۳۸۷، ج:۲، كتاب الصوم.

[2] شامى كراچى ص:۳۸۷، ج:۲، كتاب الصوم مطلب لاعبرة بقول الموقتين فى الصوم، عالمگيرى كوئٹه ص۱۹۷ ج ۱ الباب الثانى فى رؤية الهلال، (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

اُمّی کی تحقیق اور اصحابِ توقیت کا قول رویتِ ہلال کے بارے میں

سوال:- زید کہتا ہے کہ اہلِ علم عرب ستاروں کی چال سے ناواقف تھے، اسلئے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا تھا کہ رُویتِ ہلال سے مہینوں کی ابتداء مانی جائے، چنانچہ حدیث شریف کے الفاظ ہیں: **نحن أمة أمية لانكتب ولانحسب ألشهرُ هٰكذا وهٰكذا يعنى مرةً تسعة وعشرين ومرة ثلاثين.** (بخاری شریف کتابُ الصوم)

اب زید کہتا ہے کہ اس زمانہ میں جولوگ مہینوں کی ابتداء کورُویتِ ہلال پر موقوف مانتے ہیں، وہ دراصل رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کے منشاء اور غایت وغرض سے ناواقف وبے خبر ہیں،

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [۳] الدر المختار مع الشامی کراچی ص:۳۸۵، ج:۲، کتاب الصوم، عالمگیری کوئٹه ص۱۹۷ الباب الثانی فی رؤية الهلا، مجمع الأنهر ص۳۴۸ ج۱ کتاب الصوم، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

ترجمه سوال وجواب

سوال:- جب علم ہندسہ کے اعتبار سے مہینہ کی آخری رات اور رویت ہلال سے متعلق خبر عادل میں تعارض ہوتو ان دونوں میں کس کو ترجیح ہوگی، علماء کے درمیان اس میں اختلاف واقع ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

علامہ حصکفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اہلِ توقیت کے قول کا اعتبار نہیں اگرچہ وہ عادل ہوں مذہب کے مطابق (درمختار ص:۹۲، ج:۲) قولہ ولاعبرۃ بقول الموقتین یعنی لوگوں پر روزہ کے واجب ہونے میں اہلِ توقیت کا قول کا اعتبار نہیں، بلکہ معراج الدرایۃ میں ہے کہ ان کا قول بالاتفاق معتبر نہیں، اورعلم نجوم کے ماہر کے لئے جائز نہیں کہ وہ خود اپنے حساب پر عمل کرے۔ (ردالمحتار نعمانیہ ص:۹۲، ج:۲) منقولہ عبارت سے ظاہر ہوا کہ علم ہندسہ رویت ہلال میں حجت نہیں روزہ کے واجب ہونے کے لئے بلکہ حجت خبر عادل ہے، جیسا کہ مذہب کی کتابوں میں مصرح ہے، اور روزہ رکھنے کے لئے علت پائے جانے کی صورت میں جیسے بادل وغبار خبر عادل کوقبول کیا جائے گا فقط۔

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

چونکہ اس زمانہ میں بہت سے لوگ ستاروں کی چال سے اور ان کے حساب سے خوب واقف ہیں، لہٰذا زید کا یہ قول مذکورہ آپ کے نزدیک صحیح ہے یا نہیں؟

(۲) أمّة أميّة کے کیا معنی ہیں؟ اَن پڑھ یا جاہل یا کچھ اور؟

(۳) أمّة أميّة سے کون لوگ مراد ہیں؟

(۴) اہل عرب کیا جاہل تھے؟ اور اُن میں کوئی پڑھا لکھا نہیں تھا اور اُن میں کچھ لوگ پڑھے لکھے لوگ بھی تھے، تو امّة اُميّة سے اہل عرب مراد لینا صحیح ہوگا یا نہیں؟

(۵) بقولِ زید اگر اگلے زمانہ کے عرب ستاروں کی چال کے حساب سے واقف نہ تھے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا حساب اللہ تعالیٰ سے پوچھ کر ان کو کیوں نہیں تعلیم فرمائی؟ اور اگر یہ کہا جائے کہ اس زمانے کے عرب کوتاہ عقل تھے، تو العیاذ باللہ حضراتِ صحابہ کرامؓ کے اجتہادی مسائل سب نا قابلِ اعتبار ہو جائیں گے؟

الجواب حامداً ومصلياً

وَلاَ عبرة بقول الموقتين ولو عدولاً على المذهب الخ درمختار اى فى وجوب الصوم على الناس بل فى المعراج لا يعتبر قولهم بالاجماع وَلايجوز للمنجم ان يعمل بحساب نفسه وفى النهر فلا يلزم بقول الموقتين انه اى الهلال كان فى السماء ليلة كذا وان كانوا عدولاً فى الصحيح كمافى الايضاح الخ[1] (ردالمحتار ص:١٤٥، ج:٢) احکام وارکانِ اسلام کے ایسے سادہ طریقہ پر قائم کیا گیا ہے، جس کا سمجھنا بلا تکلف آسان ہو، ہیئت وحساب یا دیگر دقیق علوم پر قائم نہیں کیا گیا ہے جن کے سمجھنے کیلئے بڑے آلات وتکلفات کی ضرورت پیش آئے، اگر ایسے علوم پر قائم کرنا مقصود ہوتا تو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اُن

[1] شامى نعمانيه ص: ٩٢، ج:٢، شامى كراچى ص: ٣٨٧، ج:٢، كتاب الصوم، مطلب لا عبرة بقول الموقتين، عالمگيرى كوئٹه ص١٩٧ ج١ الباب الثانى فى رؤية الهلال.

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

کی بھی وحی آتی، اور آپ اپنے صحابہ کرامؓ کو ان کی بھی تعلیم دیتے اور صحابہ کرامؓ اُن کی تبلیغ واشاعت فرماتے، علامہ سبکی شافعیؒ نے اہلِ توقیت کے قول کو معتبر مانا ہے مگر خود شوافع ابن حجر، رملی شہابؒ وغیرہ نے ہی ان کی تردید کی ہے، اور علامہ ابن عابدینؒ نے معراج سے اجماع نقل کیا ہے کہ اہلِ توقیت کا قول معتبر نہیں[1]

(۲) مجمع[2] بحار الانوار ص: ۴۹، ج:۱، میں اس حدیث کی تشریح اس طرح کی ہے یعنی: **علی اصل ولادة امهم لم يتعلمو الكتاب وَالحساب فهم علٰى جبلتهم الاولٰى** جس نے کسی سے لکھنا پڑھنا نہ سیکھا ہو وہ امی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی امی تھے، یعنی آپ نے کسی سے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بذریعہ وحی تمام ضروری اشیاء اور شانِ نبوت کے لائق اتنے علوم عطا فرمائے کہ کسی کو نہیں ملے، لہٰذا اس موقع پر اُمی کا ترجمہ ''جاہل'' کرنا جہالت ہے۔

(۳) **بعث فی الامیین رسولاً قیل نسبة الی اُم القُریٰ فان قلت العرب فیهم الکاتب واکثرهم کانوا یعرفون الحساب قلت ان اکثرهم امیون والحساب حساب النجوم وهم لایعرفونه الخ** (مجمع بحار[3] الانوار ص: ۴۹، ج: ۱)

(۴) ان میں پڑھے لکھے بھی تھے، اسی وجہ سے حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم وحی کو لکھوادیا کرتے تھے، خط وکتابت بھی کرتے تھے، حدیثیں بھی وہ حضرات لکھا کرتے تھے، مگر اس کا

---

[1] ماقاله السبكی رده متاخروا اهل مذهبه ومنهم ابن حجر والرملی فی شرحی المنهاج (وقبله) بل فی المعراج لا یعتبر قولهم بالاجماع. (شامی نعمانیه ص: ۹۲،ج:۲، شامی کراچی ص۳۸۷ج۲ کتاب الصوم، مطلب ماقاله السبكی من الاعتماد علی قول الحساب مردود)، تحفة المحتاج بشرح المنهاج ص۵۰۵ ج ۱ كتاب الصوم، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[2] مجمع بحار الانوار ص:۱۰۷، ج: ۱ باب الهمزة، مع الميم، امم، مطبوعه دار الايمان مكه مكرمه.

[3] مجمع بحار الانوار ص: ۹۱، ج: ۱، الهمزة مع الميم، امم طبع دائرة المعارف حيدر آباد.

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

عمومی رواج نہیں تھا[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

اہلِ مشرق کی رُویتِ اہل مغرب کے لئے

سوال:- فقہِ حنفی کی رُو سے ایک شہر والوں کا چاند دیکھنا دوسرے شہر والوں کے لئے حجت ہے، ان دونوں شہروں میں کتنا ہی فاصلہ کیوں نہ ہو ابتدائے مغرب میں چاند دیکھا جائے اور اس کی خبر معتبر طریقہ سے انتہائے مشرق کے رہنے والوں کو پہنچ جائے تو ان پر اس دن کا روزہ ضروری ہوگا (درمختار ردالمحتار) ابتدائے مغرب کی رُویت انتہائے مشرق کے لئے حجت ہونے سے کیا مراد ہے؟

(۲) عرب ملک کی خبر چاند کی جو ریڈیو کے ذریعہ سے سرکاری طور پر ساری دنیا میں پہنچا دی جاتی ہے تو کیا ہمارے لئے وہ خبر حجت ہوگی، جبکہ مشرق میں اس دن رویت ممکن ہی نہیں۔

(۳) رُویت کی شہادت یا خبر کس حد تک معتبر ہے ریڈیو سے یا ٹیلیفون سے؟

(۴) پاکستان ریڈیو کی سرکاری خبر ہمارے لئے حجت ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اصل یہ ہے کہ ہر شہر والے اپنے مطلع کے مکلّف ہیں جیسے کہ اوقاتِ نماز کا حال ہے،

---

[۱] هوالذی بعث فی الامیین ای فی العرب لأن اکثرهم لا یکتبون ولا یقرأون من بین الأمم فغلب الأکثر وإنما قلنا اکثرهم لأنه کان فیهم من یکتب ویقرأ وإن کانوا علی قلة، روح البیان ص۵۱۳ ج۹ مطبوعه دار الفکر بیروت، احکام القرآن للجصاص ص۴۴۳/۳، مطبوعه دار الکتاب العربی بیروت، روح المعانی ص۱۳۷ ج۱۵ الجزء الثامن والعشرون، مطبوعه دار الفکر بیروت، تفسیر مظهری ص۲۷۵ ج۹ سورۂ جمعه تحت آیت ۲، مطبوعه کوئٹه.

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

ایسے ہی صوم وافطار کا حال ہے: "صوموا لرویته وافطروا لرویته" (الحدیث[۱]) یوم الشک میں اگر مطلع صاف نہ ہو تو تیس دن پورے کرنے کا حکم ہے، یوم الشک ۲۹/ تاریخ کے بعد والا دن ہے، جس میں احتمال ہیکہ اسی مہینہ کا تیسواں دن ہو، اور یہ بھی احتمال ہیکہ آئندہ مہینہ کا پہلا دن ہو، اس دن کی جورات ہوتی ہے، یعنی ۲۹/ تاریخ کے بعد والی شب، یہ لیلۃ الشک ہے، کیونکہ احتمال ہیکہ یہ اسی مہینہ کی تیسویں شب ہو اور یہ بھی احتمال ہیکہ آئندہ مہینہ کی پہلی شب ہو۔

لیلۃ الشک میں اگر مطلع صاف نہ ہونے کی حالت میں کسی جگہ چاند نظر نہ آیا اور دوسری جگہ نظر آ گیا وہاں سے جب بھی لیلۃ الشک میں یا رات گذرنے کے بعد یوم الشک میں شہادت پہنچے گی جو کہ قواعدِ شرعیہ کے مطابق مکمل اور قابلِ قبول ہے، تو وہ شہادت قبول کر لی جائے گی، خواہ نزدیک سے آئے یا دور سے حتی کہ مغرب کی شہادت مشرق میں اور بالعکس سب جگہ تسلیم کر لی جائے گی[۲]

تنبیه: قبولِ شہادت کے لئے ضروری ہے کہ یوم الشک میں ایسا نہ ہو کہ شہادت قبول کرنے سے مہینہ ۲۸/ کا رہ جائے یا ۳۱/ کا ہو جائے، ایسی صورت محلِ شہادت ہی نہیں۔ (بدائع[۳]، زیلعی[۴]، بحر[۵])

---

[۱] من حديث ابى هريرةؓ مرفوعاً بخارى ص: ۲۵۶، ج: ۱، كتاب الصوم، باب قول النبى صلى الله عليه وسلم إذا رأيتم الهلا الخ، مطبوعه اشرفى ديوبند، مسلم ص: ۳۴۷، ج: ۱، باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال، مطبوعه بلال ديوبند، مشكوٰة ص: ۱۷۴، كتاب الصوم، مطبوعه ياسرنديم ديوبند،

[۲] واختلاف المطالع غير معتبر علىٰ ظاهر المذهب وعليه اكثر المشائخ وعليه الفتوىٰ بحرعن الخلاصة فيلزم اهل المشرق برؤية اهل المغرب درمختار ص: ۹۶، ج: ۲، نعمانيه، وشامى كراچى ص: ۳۹۴، ج: ۲، كتاب الصوم، مطلب فى اختلاف المطالع، عالمگيرى كوئٹه ص ۱۹۸، ۱۹۹ ج ۱ الباب الثانى فى رؤية الهلال، مجمع الأنهر ص ۳۵۲ ج ۱ كتاب الصوم، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[۳] بدائع الصنائع ص: ۲۲۴، ج: ۲ كتاب الصوم، اختلاف المطالع، مطبوعه زكريا ديوبند،

[۴] تبيين الحقائق للزيلعى ص: ۳۱۷، ج: ۱ كتاب الصوم، مطبوعه امداديه ملتان،

[۵] البحر الرائق ص: ۲۶۴، ج: ۲، كتاب الصوم، مطبوعه الماجديه كوئٹه،

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

اگر عرب ممالک یا کسی اور جگہ سے ۲۸؍ کی رویت کی شہادت آئے گی تو وہ قبول نہیں ہوگی، کیونکہ اس کے تسلیم کرنے سے مہینہ صرف ۲۸؍ کا رہ جائے گا، شہادت کیلئے یہ ضروری ہے کہ شاہد حاضر ہوکر شہادت دے، لہٰذا ریڈیو، تار، ٹیلیفون، خط کے ذریعہ سے آنے والی خبر شرعی شہادت نہیں، اگر کسی جگہ رُویتِ ہلال کمیٹی یا قاضی شرعی یا حاکم مسلم ذی علم باشرع شہادتِ شرعیہ باقاعدہ حاصل کرکے ریڈیو پر اعلان کرے یا کرائے کہ یہاں شرعی شہادت سے چاند کا ثبوت ہوگیا، لہٰذا فلاں روز عید ہے تو مذکورہ بالا طریق پر یہ اعلان قابلِ تسلیم ہوگا، مگر اس اعلان پر عوام کو چاہئے کہ خود جلدی سے عمل نہ کرلیں، بلکہ اہلِ علم اور ذمہ دار حضرات کی طرف رجوع کریں، جب وہ شرعی قواعد کے موافق اس کو قابلِ اطمینان سمجھ کر تسلیم کرلیں، تب عوام اس پر عمل کریں، اس لئے کہ عوام پوری حدود و قیود کا نہ علم رکھتے ہیں، نہ پابندی کرتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ

دارالعلوم دیوبند ۳؍۱۱؍۸۵ھ

رؤیت کے زبانی پیغام پر افطار

سوال:- ہمارے یہاں رمضان المبارک کا اول روزہ پنجشنبہ کا ہوا اور جب پنجشنبہ کو ۲۹؍ رمضان المبارک ہوا تو ابر ہونے کی وجہ سے نہ شہر بیاور میں چاند نظر آیا اور نہ شہر اجمیر شریف میں اور بروز جمعہ تیسواں روزہ کل مسلمانانِ شہر اجمیر و بیاور نے رکھا، مگر تیس رمضان المبارک بروز جمعہ دس بجے دن کے چار پانچ آدمیوں نے کسی شہر سے آکر اجمیر شریف میں ایک مولوی صاحب سے ایک مجمع میں یہ شہادت دی کہ ہم نے کل بروز پنجشنبہ بچشم خود فلاں شہر میں چاند دیکھا ہے، اس پر مولوی صاحب نے ایک مجمع میں حکم دیا کہ روزہ افطار کرلو سب نے اجمیر شریف میں روزہ افطار کرلیا اس مجمع میں دو آدمی شہر بیاور کے بھی موجود تھے، انہوں نے بھی بروز جمعہ قریب دس بجے دن کے اسی مجمع

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

میں روزہ افطار کرلیا جب یہ دونوں شخص شہر بیاور میں آنے لگے تو مولوی صاحب نے فرمایا کہ تم بیاور والوں سے کہہ دینا کہ روزہ افطار کرلیں ان دونوں آدمیوں نے بیاور میں آکر بوقت جمعہ جامع مسجد میں آکر کہا کہ مولوی صاحب نے فرمایا ہے کہ روزہ افطار کرلو، اس کہنے پر زید نے روزہ افطار کرلیا، اور زید نے کہا کہ جب مولوی صاحب نے کہلا کر بھیجا ہے، اور اجمیر میں روزہ افطار کر لئے ہیں تو شرعاً سب کو یہاں بھی روزہ افطار کرلینا چاہئے، مگر بکر نے افطار نہیں کیا اور بکر نے زید پر یہ اعتراض کیا کہ جو مولوی صاحب نے کہلا کر بھیجا ہے اس کا ثبوت کیا ہے، اُن دونوں آدمیوں کو مولوی صاحب نے تحریری سند دی ہے یا درگاہ شریف کی مہر لگی ہوئی کوئی سند لائے ہیں، یا ان ہر دونوں نے خود چاند لکھا ہے، لہٰذا علماء کرام سے یہ عرض ہے کہ زید کا قول معتبر ہے، یا بکر کا، اور ایسی صورت میں روزہ بیاور والوں کو افطار کرلینا چاہئے تھا یا نہیں، جو حکم ہو خلاصہ تحریر فرمائیں۔ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر بیاور کے لوگ ان مولوی صاحب کی طرف اپنے مسائل اور معاملات میں رجوع کرتے ہیں، اور وہ مرجع الفتویٰ ہیں اور انہوں نے جن دو شخصوں کی معرفت روزہ افطار کرنے کا حکم و پیغام بھیجا ہے وہ دونوں معتبر و مقبول الشہادۃ ہیں نیز مولوی صاحب نے شرعی طریق پر شہادت حاصل کر کے پیغام بھیجا ہے تو وہ معتبر ہے اس پر روزہ افطار کردینا چاہئے[1] ایسی حالت میں بکر کا یہ مطالبہ کہ کیا مولوی صاحب نے کوئی تحریری سند دی ہے بیکار ہے کیونکہ اگر یہ دونوں کوئی تحریر لاتے اور وہ بکر کے نزدیک معتبر ہوتی تو زبانی پیغام کے غیر معتبر ہونے کی کوئی وجہ نہیں، اگر ان کے توسط کی وجہ سے زبانی پیغام غیر معتبر ہے اور یہ احتمال ہے کہ یہ جھوٹ بولتے ہیں تو ان کی معرفت جو تحریر آتی وہ بھی

---

[1] فیلزم أهل المشرق برؤية أهل المغرب إذا ثبت عندهم رؤية أولئک بطريق موجب، الدر مع الشامی کراچی ص ۳۹۴ ج ۲ کتاب الصوم، مطلب فی اختلاف المطالع،
النهر الفائق ص ۱۴ ج ۲ کتاب الصوم قبیل باب ما يفسد الصوم، طبع مکه مکرمه بحر کوئٹه ص ۲۷۰ ج ۲ کتاب الصوم، قبیل باب ما يفسد الصوم الخ.

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

غیر معتبر ہوتی، اور اسمیں بھی احتمال ہوتا کہ شاید جعلی تحریر بنالائے ہوں: ''لِاَنَّ الخطّ یشبه الخط اھ''[۱] غرض بکر کا زبانی پیغام نہ ماننا اور تحریر کو ماننے کے لئے آمادہ ہونا بے دلیل ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قبول شہادت کی صورتیں

سوال:- جب کہ مطلع صاف ہوتو ایسی صورت میں عیدین کے ہلال کے لئے مجمع کثیر کی شہادت لی جائے گی، یا دو چار شخصوں کی۔

(۲) اگر دو چار شخصوں کی شہادت لی جاسکتی ہے تو ان کا عادل ثقہ ہونا ضروری ہے، یا جس طرح کے لوگ میسر آویں ان کی شہادت قابلِ قبول ہوگی۔

(۳) عدل وثقاہت کی تعریف اوراس کے معنی کیا ہیں، عادل وثقہ کے الفاظ جو کتب احادیث، فقہ میں بکثرت آئے ہیں ان سے کیسے لوگ مراد ہیں۔

(۴) موجودہ زمانے میں عادل وثقہ لوگ بآسانی مل سکتے ہیں یا نہیں؟

(۵) شریعت نے جن لوگوں کو عادل کہا ہے اگر وہ نہ ملیں تو کیا غیر عادل وغیر ثقہ کی گواہی رویت ہلال کے بارے میں جائز ہوگی یا نہیں اور اگر جائز ہوتو عیدین اور رمضان دونوں کے لئے یا کسی ایک کے لئے۔

(الف) مجمع کثیر سے کم از کم کتنے لوگ مراد ہیں۔

(ب) اگر دو تین بستیوں سے ایک ایک دو دو رویت ہلال کی گواہی دیں تو ایسی صورت میں

---

[۱] مجمع الانہر ص۲۶۷ ج۳ کتاب الشهادات، فصل یشهد بکل ما سمعه الخ ایضا ص۲۳۰، ج۳، کتاب القضاء، دار الکتب العلمية بیروت، تبیین ص۲۱۴ ج۴ کتاب الشهادة، طبع امدادیه ملتان.

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

مجمع کثیر کا ان پر اطلاق ہوگا یا نہیں اور مطلع صاف ہونے کی صورت میں صرف ان کی ہی گواہی کافی ہے یا نہیں۔

(۷) کیا ایسی صورت میں جب کہ دروغ گو مفتری اور منافق لوگوں کی موجودہ زمانہ میں کثرت ہے اور اہل ایمان اور بے ایمان میں تفاوت مشکل ہے، شریعت نے قاضی کو اختیار دیا ہے کہ وہ بغیر دریافت اور تحقیق حال کے جس کو چاہے عادل ثقہ سمجھ لے اور مطلع صاف ہونے کی حالت میں بھی اس پر اور اس کی شہادت پر اعتماد کلی کرتے ہوئے انتیس کی رویت ہلال کا حکم کردے۔

(۸) اگر کسی قصبہ یا شہر کے باشندوں نے انتیس تاریخ کو چاند دیکھا اور دوسری جگہ کے لوگوں نے چاند نہیں دیکھا اور قاضی نے تیس کے چاند کا اعلان کیا تو ایسی صورت میں جنھوں نے ۲۹ رکو چاند دیکھا ہے عیدین کی نماز اپنی رویت کے اعتبار سے پڑھیں یا قاضی کے حکم کے مطابق تیس کے حساب سے نماز ادا کریں۔

(۹) اگر مطلع بالکل صاف ہو اور رویت ہلال عیدالاضحیٰ کیلئے پورا پورا اہتمام کرنے کے باوجود دور ونزدیک کہیں بھی کسی شخص نے انتیس کا چاند نہیں دیکھا مگر قاضی نے بعض لوگوں کے کہنے پر پانچ چھ تاریخ کو ۲۹ رکی رویت ہلال کا اعلان کیا اور لوگوں نے اسکے متعلق دس ذی الحجہ کو نماز وقربانی ادا کی تو ایسی صورت میں فریضۂ نماز واضحیہ ادا ہو جائے گا یا نہیں۔

(ب) اور اگر بعد کو بالتحقیق معلوم ہوا کہ چاند تیس کو ہوا تو انتیس کے حساب سے صلوٰۃ اضحیہ کرنے والوں کے صلوٰۃ اضحیہ کا شرعاً کیا حکم ہوگا۔

(ج) اور اعلان قاضی کا وثوق نہ کر کے تیس کے چاند کے مطابق صلوٰۃ اضحیہ کرنے پر کیا حکم ہے۔

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) مجمع کثیر کی: قبل بلاعلة جمع عظیم یقع العلم الشرعی وھو غلبة الظن بخبرھم درمختار وقوله قبل بلاعلة ای ان شرط القبول عند عدم علة فی السّماء الھلال الصوم او الفطر اوغیرھما کما فی الامداد اھ(ردالمحتار[۱] ج:۲، ص:۱۴۷)

(۲) عادل وثقہ ہونا ضروری ہے: لا (یقبل خبر) فاسق اتفاقاً[۲] درمختار.

(۳) العدل فی اصطلاح الفقھاء من اجتنب الافعال الخسیسة کالاکل فی الطریق والبول اھ[۳] تعریفات جرجانی ص: ۸۹.

الثقة ھی التی یعتمد علیھا فی الاقوال والافعال اھ[۴] (تعریفات جرجانی ص: ۴۱)

(۴) مل سکتے ہیں کہیں بآسانی اور کہیں بدقت۔

(۵) غیر عادل اگر مستور الحال ہو تو اس کی گواہی (موقع خبر واحد میں) مقبول ومعتبر ہے اگر ظاہر الفسق ہو تو معتبر نہیں: وقول الطحاوی اوغیر عدل محمول علٰی المستور کما ھو روایة الحسن لان المراد بالعدل من ثبتت عدالته ولاثبوت فی المستورو ا ما

---

[۱] شامی نعمانیه ص۹۲ ج۲، مطلب فی ما قاله السبکی من الاعتماد کتاب الصوم، شامی کراچی ص ۳۸۷ ج۲، النھر الفائق ص۱۴ ج۲ کتاب الصوم، طبع مکه مکرمه، محیط برھانی ص۳۳۹ ج۳ کتاب الصوم، الفصل الثانی فی ما یتعلق برؤیة الھلال، طبع مجلس علمی گجرات.

[۲] شامی نعمانیه ص:۹۰، ج:۲، کتاب الصوم شامی کراچی ص: ۳۸۵، طحطاوی علی المراقی ص۵۳۸ فصل فیما یثبت به الھلال، طبع مصر، محیط برھانی ص۳۳۹ ج۳ کتاب الصوم، الفصل الثانی فیما یتعلق برؤیة الھلال، طبع مجلس علمی گجرات.

[۳] کتاب التعریفات ص۱۴۳، مکتبه فقیه الامت دیوبند، شامی کراچی ص۳۸۵ ج۲ کتاب الصوم مبحث فی صوم یوم الشک، بحر کوئٹه ص۲۶۲ ج۲ کتاب الصوم.

[۴] کتاب التعریفات ص: ۶۸، طبع مکتبه فقیه الامت، دیوبند.

مع تبین الفسق فلا قائل به عندنا اھ[۱] شامی ج: ۲، ص: ۴۵. رمضان وعیدین سب کا حکم یہی ہے۔

(۶) (الف) مذہب یہ ہے کہ اس میں کوئی عدد متعین نہیں بلکہ رائے امام پر محمول ہے: وھو مفوض الیٰ رای الامام من غیر تقدیر بعدد علی المذھب درمختار[۲]

(ب) اس کا جواب (الف) سے ظاہر ہوتا ہے۔

(۷) بس اتنا اختیار ہے کہ زیادہ کنج وکاؤ نہ کرے بلکہ ظاہر عدالت یا ستر حال پر اکتفاء کرے، فاسق کو عادل قرار دینا درست نہیں جیسا کہ جواب ۵/میں گذرا لیکن اگر قرائن سے صدق معلوم ہوتو اس کی شہادت مقبول ہوسکتی ہے[۳]

(۸) اگر یہ قصبہ یا شہر ہے جس میں ۲۹/کی رویت عام ہے، اس دوسری جگہ جس میں قاضی نے ۳۰/کا اعلان کیا ہے، تابع نہیں بلکہ مستقل ہے تو یہاں کے لوگوں کے ذمہ قاضی کے اعلان کی پابندی لازم نہیں[۴]

---

[۱] شامی نعمانیه ص: ۹۱، ج:۲، قبیل مطلب لاعبرة بقول الموقتین شامی کراچی ص۳۸۵، ج۲، کتاب الصوم مبحث فی صوم یوم الشک، بحر کوئٹه ص۲۶۶ ج۲ کتاب الصوم، فتح القدیر ص۳۲۳ ج۲ کتاب الصوم، فصل فی رؤیة الهلا، دار الفکر.

[۲] الدرا لمختار مع الشامی نعمانیه ص: ۹۲، ج:۲، شامی کراچی ص: ۳۸۸، ج:۲، مطلب ما قاله السبکی، النهر الفائق ص۱۴ ج۲ کتاب الصوم، قبیل باب ما یفسد الصوم، طبع عباس احمد الباز مکة مکرمة، بحر کوئٹه ص ۲۶۹ ج۲ کتاب الصوم.

[۳] المراد بالعدل فی ظاهر الروایة من ثبتت عدالته وأن الحکم بقوله فرع ثبوتها ولا ثبوت فی المستور وفی روایة الحسن وهی المذکورة تقبل شهادة المستور وبه اخذ الحلوانی فصار بهذا التاویل أن الخلاف المتحقق فی المذهب هو اشتراط ظهور العدالة أو الاکتفاء بالستر (فتح القدریر ص۳۲۳ ج۲ کتاب الصوم فصل فی رؤیة الهلال، دار الفکر، شامی کراچی ص۳۸۵ ج۲ مبحث فی صوم یوم الشک بحر کوئٹه ص۲۶۶ ج۲ کتاب الصوم.

[۴] امداد المفتین ص۴۸۴ رؤیت هلال میں ریڈیائی خبروں کی شرعی حیثیت، طبع دار الاشاعت کراچی آلات جدیده کے شرعی احکام ص۱۸۸ هلال کے معامله میں آلات جدیده کی خبروں کا درجه، طبع کتب خانه قاسمی دیوبند.

(۹) اگر شہادت شرعیہ پر قاضی نے اعلان کیا ہے تو نماز وقربانی سب صحیح ہوگی۔

(ب) سب درست ہوگئی کسی کا اعادہ واجب نہیں کیونکہ یہ اختلاف مطالع پر مبنی ہوسکتا ہے، کہ ایک جگہ رویت ہوئی ہو اور دوسری جگہ نہ ہوئی ہو اور مسائل صلوٰۃ واضحیہ میں اختلاف مطالع معتبر ہے، (کمافی ردالمحتار[۱] ج:۲،ص:۵۴ اقبیل مفسدات الصوم)

(ج) جولوگ اس قاضی کے ماتحت ہیں اور قاضی نے شرعی شہادت سے اعلان کیا ہے تو ان کے ذمہ اس پر عمل واجب ہے اس کے خلاف کرنے سے گنہگار رہوں گے[۲] اور جو قربانی ایام اضحیہ کے بعد کی ہے وہ درست نہیں اس کی قیمت کا تصدق واجب ہے[۳] اس حساب سے دس ذی الحجہ کو اگر نماز عید ادا نہیں کی بلکہ گیارہ کو ادا کی تو وہ ادا ہوگئی[۴] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

---

[۱] اختلاف المطالع انما لم يعتبر فى الصوم لتعلقه بمطلق الروية وهذا بخلاف الاضحية فالظاهر انها كاوقات الصلاة يلزم كل قوم العمل بما عندهم. (شامى نعمانيه ص: ۹۲، ج:۲) شامی کراچی ص: ۳۹۴، ج:۲.

[۲] امر السلطان انما ينفذ إذا وافق الشرع وإلا فلا يتبع ولا تجوز مخالفته، الدر مع الشامى کراچی ص ۴۲۲ ج۵، كتاب القضاء، مطلب اطاعة الامام واجبة،

[۳] ولو تركت التضحية ومضت ايامها تصدق بها حية، شامی ص ۳۲۰ ج۶، كتاب الأضحية، طبع کراچی، ہندیہ کوئٹہ ص۲۹۶ ج۵ كتاب الأضحية، الباب الرابع فيما يتعلق بالمكان أو الزمان، مجمع الأنهر ص ۱۷۰ ج۴ كتاب الأضحية، دار الكتب العلمية بيروت.

[۴] وأحكامها أحكام الأضحى لكن هنا يجوز تاخيرها إلى آخر ثالث ايام النحر بلا عذر مع الكراهة، الدر مع الشامی کراچی ص۱۷۶ ج۲ باب العيدين، مطلب امر الخليفة لا يبقى بعد موته، ہندیہ کوئٹہ ص۱۵۲ ج۱ الباب السابع عشر فى صلاة العيدين بحر کوئٹہ ص۱۶۳ ج۲ باب العيدين.

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

ہلال فطر کا ثبوت

سوال:- ۲۹/رمضان کو بہت زیادہ ابر تھا باوجود پوری کوشش کے چاند نظر نہیں آیا اس لئے جملہ مساجد میں تراویح پڑھی گئی پھر ریڈیو سے بھی معلوم ہوا کہ ہندوستان میں کسی جگہ چاند نظر نہیں آیا، اس کے بعد نصف شب گذر جانے پر قاضی شہر کے پاس چار شخصوں نے بیان دیا، ایک نوجوان مستور الحال نے کہا کہ میں نے بازار میں قبل از مغرب ایک سکنڈ چاند دیکھا ابر آجانے سے دوسروں کو دکھا نہیں سکا، دوسرے نوجوان ڈاڑھی منڈے نے کہا کہ میں نے لکیر سی دیکھی ہے، غالباً وہ چاند تھا، تیسرے شخص نے جو رافضی ہے کہا کہ میں نے چاند دیکھا ہے، چوتھے شخص نے جو مولوی ہے کہا کہ چاند دیکھنے والے معتبر ہیں، ان بیانات پر قاضی نے اعلان عید کر دیا اور اہل شہر نے عید منالی قرب وجوار کے قصبات اور گاؤں میں سے بعضوں نے اس کو تسلیم کیا اور بعض نے تسلیم نہیں کیا، بعض بستیوں میں نصف لوگوں نے عید منائی اور نصف نے نہیں منائی بعض نے روزے رکھے بعض نے نہیں رکھے، اور بعض نے رکھ کر توڑ دیئے، بعض نے نہیں توڑے، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ واقعہ مذکورہ میں قاضی کو کیا فیصلہ دینا تھا کیا جو فیصلہ دیا ہے، وہ از روئے شرع صحیح ہے یا غلط اور اس پر عمل جائز ہے یا ناجائز روزے کی قضا ہے یا نہیں اطراف کے لوگوں نے محض سورت کے فیصلہ کی خبر پر عید منائی اور روزہ نہیں رکھا یا رکھ کر توڑ دیا اس کا کیا حکم ہے اور جنہوں نے عید نہیں منائی اور روزہ نہیں چھوڑا اور نہیں توڑا ان کے متعلق کیا حکم ہے، بڑا انتشار اور اختلاف پیدا ہو گیا ہے، لہٰذا جلد تفصیلی جواب مرحمت فرماویں تاکہ شائع کر دیا جائے اور عوام وخواص مسئلہ کی حقیقت سے واقف ہو جاویں، تاکہ آئندہ اس قسم کی بات اور اختلاف رائے نہ ہو، بعض نے منگل کو عید کی ہے، بعض مقامات کی اطلاع ہے کہ بعض اشخاص نے دونوں روز عید کی نماز پڑھی پہلے روز ایک پارٹی کے ساتھ دوسرے روز دوسری جماعت کے ساتھ یہ سارا اختلاف دراصل دیکھا جائے تو رمضان کے چاند کے بارے میں پاکستان کے ریڈیو نے اطلاع دی تھی، اس بناء پر ہوا ہے، بعضوں

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

نے روزہ بھی رکھ لیا تھا اور تراویح بھی با جماعت ادا کر لی تھی ان کے چونکہ تیس روزے ختم ہو رہے تھے، اس لئے ان کو بھی سعی یہ تھی کہ دوشنبہ کی عید ہو جانی چاہئے، کہ کراچی میں بھی اسی روز عید تھی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ہلال عید کے لئے شہادت شرعیہ ضروری ہے جو بیانات سوال میں نقل کئے گئے ہیں ان کی حیثیت مجموعی طور پر شرعی شہادت کی نہیں، صرف پہلا نوجوان صرف ایک سکنڈ چاند دیکھنے والا مستور الحال ایسا ہے کہ بعض احکام میں اس کا بیان شہادت کہلانے کا مستحق ہے، مگر نصاب تام نہ ہونے کی بناء پر صرف اس کے بیان پر ثبوت ہلال کا حکم نہیں دیا جاسکتا[1] دوسرا نوجوان اولاً ڈاڑھی منڈا ہونے کی وجہ سے عادل نہیں مستور الحال نہیں مقبول الشہادۃ نہیں[2] ثانیاً اس کو چاند کا یقین نہیں بلکہ لکیر سی دیکھی ہے، تیسرا شخص رافضی ہے، جو مردود الشہادۃ ہے[3] چوتھے شخص مولوی نے خود چاند دیکھنا بیان نہیں کیا بلکہ دیکھنے والوں کی توثیق کی ہے اس لئے قاضی صاحب کا فیصلہ ان بیانات پر درست نہیں، عید پڑھنا درست نہیں، روزہ نہ رکھنا درست نہیں ہے، روزہ کی قضاء لازم ہے جنہوں نے توڑ دیا ہے

---

[1] وشرط للفطر مع العلة والعدالة نصاب الشهادة أى على الأموال وهو رجلان أو رجل وإمرأتان، الدر مع الشامى كراچى ص۳۸۶ج۲ كتاب الصوم، مبحث فى صوم يوم الشک، هنديه كوئٹه ص۱۹۸ ج۱ الباب الثانى فى رؤية الهلال، بحر كوئٹه ص۲۶۷ ج۲ كتاب الصوم.

[2] لا يقبل خبر فاسق اتفاقاً، الدر مع الشامى كراچى ص۳۸۵ج۲ مبحث فى صوم يوم الشک، طحطاوى على المراقى ص۵۳۸ فصل فيما يثبت به الهلال، طبع مصر، محيط برهانى ص۳۳۹ ج۳ كتاب الصوم، الفصل الثانى، مطبوعه ڈابهيل،

[3] ولا تقبل شهادة من يظهر سب السلف الذين هم الصحابة والتابعون وأبوحنيفة وأصحابه رضى الله عنهم اجمعين، هنديه كوئٹه ص۴۸۳/۵، الفصل الثانى من لا تقبل شهادته لفسقه، مجمع الأنهر ص۲۷۸ ج۳ باب من تقبل شهادته ومن لا تقبل، دار الكتب العلمية بيروت، بحر كوئٹه ص۹۲ ج۷ باب من تقبل شهادته ومن لا تقبل.

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

ان کے ذمہ بھی قضاء لازم ہے[1] جنہوں نے اس فیصلہ پر روزہ نہیں توڑا اور عید نہیں منائی انہوں نے درست کیا جنہوں نے دو مرتبہ عید پڑھی انہوں نے بھی بیجا حرکت کی، ہمارے اطراف میں انتیس روزے ہوئے پھر اکثر مقامات پر رویت ہوئی اور دہلی سے بھی بذریعہ ریڈیو اطلاع آگئی مگر سہارنپور ابر تھا، ریڈیو کی اطلاع کو شرعی شہادت قرار نہیں دیا گیا کچھ دیر میں شہادت پہنچی حتی کہ بہت سی مساجد میں تراویح بھی ہوئی، اور دوشنبہ کو بالاتفاق عید ہوئی: **وشرط للفطر مع العلة والعدالة نصاب الشهادت ولفظ اشهد** اھ (درمختار)[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مظاہر علوم سہارن پور ۱۰/شوال ۶۹ھ

ہلالِ عید کی شہادت پر روزہ افطار کرنا اور عید پڑھنا

سوال:- عید الفطر کا چاند ۲۹/ کو عام نہیں ہوا، ۳۰/ تاریخ کو شہادت کی وجہ سے دوپہر کو روزہ افطار کئے گئے اب دریافت طلب بات یہ ہے کہ شرعی اعتبار سے عید اس روز مانی جائیگی جس روز روزے افطار کئے گئے ہیں یا اگلے دن جب نماز ہوئی ہے عید مانی جائے گی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر مطلع صاف نہ ہونے کی وجہ سے ۲۹/ رمضان کو چاند نظر نہیں آیا اس بنا پر روزہ رکھا گیا یہ تصور کرتے ہوئے کہ ۳۰/ رمضان ہے، مگر بعد میں شہادتِ شرعیہ سے چاند کا ثبوت ہو گیا، اور روزہ

---

[1] ولو أفطر أهل الرستاق بصوت الطبل يوم الثلاثين ظانين أنه يوم العيد وهو لغيره لم يكفروا، طحطاوی علی المراقی، ص ۵۵۶ باب ما يفسد الصوم، طبع مصر،
شامی زکریا ص۳۸۳ج۳ باب ما يفسد الصوم الخ، مطلب فی جواز الإفطار بالتحری تاتارخانية کراچی ص۳۹۵ج۲ کتاب الصوم، الفصل التاسع فيما يصير شبهة فی إسقاط الكفارة.

[2] الدرالمختار مع ا لشامی ص:۳۸۶، ج:۲، مبحث فی صوم يوم الشک شامی نعمانيه ص:۹۴، ج:۲.

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

افطار کر دیا گیا اور ثابت ہوگیا کہ یکم شوال ہے، تو وہی دن عید کا دن ہے، اسی دن عید کی نماز پڑھی جائے لیکن اگر شہادت دیر میں پہنچی اور عید کی نماز کا وقت نہیں رہا، تو نمازِ عید ۲؍شوال کو پڑھی جائے[1]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۰؍۱۰؍۸۵ھ

غلط شہادت پر اعلان عید و ریڈیو کا اعلان

سوال:- فخر الاماثل مفتی صاحب دامت برکاتہم .... السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہٗ

حضرت یہاں پر امسال عید کے موقع پر ایک بہت بڑا فتنہ برپا ہوا اور ہمیشہ سے یہاں کے لوگ اس فتنہ میں مبتلا ہیں چنانچہ حضور والا کے تائیدی جواب کے بعد انشاء اللہ یہ فتنہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دفن ہوجائے گا آسمان ابر آلود ہے، اور یہاں کے برادری کے منتظمین نے اپنے قدیم غیر شرعی دستور و نظام کے موجب انتیس رمضان ۶۹ھ کو ایک بالکل فاسق فاجر مزدور لڑکے کو جو نہ تو کبھی نماز پڑھتا ہے، نہ کبھی روزہ رکھتا ہے بلکہ ہمیشہ فسق و فجور میں مبتلا رہتا ہے، سورت کے ایک تاجر کے پاس پرچہ دے کر بھیجا کہ اگر وہاں چاند ہوا اور عید ہو تو اس مزدور لڑکے کے ہاتھ چٹھی لکھ کر بھیج دینا، اس پر ہم عمل کریں گے یہ لڑکا صبح چار بجے کے قریب ان تاجر صاحب کی چٹھی لے کر آیا اس میں لکھا تھا کہ یہاں عید کا نقارہ پٹ گیا اور صبح عید کی عید مبارک، مجھے جب اس کی اطلاع پہنچی تو میرے پاس حضرت العلامۃ مفتی کفایت اللہ صاحب دہلویؒ کا فتویٰ موجود تھا، جو میں نے پہلے ہی منگا رکھا تھا، اس فتوی میں لکھا ہوا ہے کہ باہر سے خبر یا تحریر لانے والے دو عادل مسلمان ہونے ضروری ہیں

---

[1] وتؤخر بعذر كمطر الى الزوال من الغد (الدر) ودخل فيه ما إذا لم يخرج الإمام وما إذا غم الهلال فشهدوا به بعد الزوال او قبله بحيث لا يمكن جمع الناس، (شامى كراچى ص ۱۷۶، ج ۲، قبيل مطلب لا يلزم من ترك المستحب، باب العيدين شامى نعمانيه ص ۵۶۱ ج ۱، مراقى مع الطحطاوى مصرى ص ۴۳۹ باب احكام العيدين، حلبى كبير ص ۵۷۱ فصل فى العيد، طبع لاهور)

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

خواہ وہ ہلال رمضان ہو یا عیدین سو میں نے یہاں کے لوگوں کو مذکورہ فتویٰ کی بناء پر روکا بعض نے افطار نہیں کیا اور دوسرے دن میرے ہمراہ عید منائی اور یہاں کی اکثریت نے افطار بھی کر لیا، اور عید بھی منالی اب سورت کی شہادت کا حاصل کیا ہوا وہ ملاحظہ ہو۔

میں نے یہاں تین ثقہ اشخاص کو جن میں دو عالم اور ایک متشرع مستور الحال ہیں راندیر بھیجا تا کہ ان کی شہادت پر عمل کیا جائے، یہ لوگ راندیر کے علماء سے ملے چنانچہ انہوں نے ان حضرات سے کہا اور تحریر بھی لکھ دی جس پر مولوی عبدالرحیم صادق صاحب اور حافظ صالح صاحب کے جو وہاں کے ایک مسلم بزرگ ہیں دستخط تھے زبانی روئیداد یہ بیان کی کہ یہاں کے شہر قاضی نے بھی نقارہ پیٹ دیا تھا مگر ہم ان کے پاس گئے اور کہا کہ آپ کے پاس شہر سورت سے جن چاند دیکھنے والوں کے نام آئے ہیں ان کے نام ہم کو دو اور اپنی موٹر بھی دو ہم ابھی تحقیق کر کے آتے ہیں، اور چنانچہ یہ حضرات سورت گئے اور نام بنام سب سے دریافت کرنا شروع کیا تو سب ہی نے کہا کہ ہم نے چاند نہیں دیکھا ہمارا نام کسی نے غلط اڑایا ہے، بہر حال یہ راندیر کے علماء رات بارہ بجے سے تین بجے تک موٹر میں گھومے اور شہر کا چپہ چپہ اور کونہ کونہ چھان مارا، اور جن جن لوگوں کے نام لئے گئے ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے صاف انکار کیا اور بعض نے کہا کہ صاحب ہم ٹھیک تو نہیں کہہ سکتے مگر ایک سکنڈ کے لئے کچھ سفیدی سی معلوم ہوگئی اخیر میں ایک شخص ایسا ملا جس نے کہا کہ ہاں میں نے بھی دیکھا ہے اور شہر قاضی نے بھی دیکھا ہے، چنانچہ یہ حضرات سورت کے شہر قاضی کے پاس گئے ان سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے کس شہادت کی بناء پر شہر میں عید کا اعلان کرایا ہے، انہوں نے کہا کہ میرے پاس کچھ لوگ دو چار لوگوں کو لے کر آئے اور کہا کہ یہ آدمی اچھے ہیں، جھوٹ نہیں بولتے، ان لوگوں نے چاند دیکھا ہے میں نے ان کے دستخط لے لئے اور عید کا نقارہ پٹوا ڈالا۔

(۱) ان حضرات نے قاضی صاحب سے کہا کہ فلاں صاحب تو آپ کا نام بھی لیتے ہیں کہ قاضی صاحب نے چاند دیکھا ہے، جواباً کہا کہ حاشا وکلاّ وہ جھوٹے ہیں میں نے ہرگز چاند نہیں

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

دیکھا صرف ان لوگوں کے کہنے سے نقارہ پٹواڈالا ان حضرات نے کہا کہ یہ حضرات تو انکار کرتے ہیں کہ ہم نے چاند نہیں دیکھا اور یہ دستخط بھی ہمارے نہیں ہیں، اس پر قاضی صاحب خاموش ہوگئے، مگر عید تو صبح کو قاضی صاحب کے حکم سے ہوہی گئی، راندیر والوں نے نہیں کی بہرحال جس شہر کی شہادت کی بناء پر یہاں کٹھور میں عید منائی گئی اس شہادت کا یہ حشر ہوا اور قطع نظر اس کے کہ سورت میں شرعاً عید درست ہوئی یا نہیں صرف ایک بالکل فاسق فاجر لڑکے کے وہاں کے کسی تاجر کی تحقیق لانے پر صرف یہاں والوں نے روزہ توڑ ڈالا اور عید کی دوگانہ ادا کر لی گئی سوا گر جن لوگوں کو روزہ توڑنے سے پہلے میں نے روکا اور مسئلہ بتلایا ایسے لوگوں نے روزہ توڑ ڈالا اور عید کر لی تو آیا ان لوگوں پر روزہ کی قضا اور کفارہ دونوں ہیں یا نہیں نیز وہ دوگانہ واجب الاعادہ ہے، یا نہیں نیز جن لوگوں کو اس مسئلہ کا علم ہی نہیں ہوا اور اس غیر شرعی شہادت پر روزہ توڑ ڈالا اور عید منائی ان کے قضا اور کفارہ اور اعادہ عید کا کیا حکم ہے۔

(۲) پاکستان ریڈیو سے اعلان ہوا ہیکہ آئندہ رمضان اور عیدین کے موقع پر پاکستان ریڈیو سے ایک ثقہ عالم رویت ہلال کی اطلاع دیدیا کریں گے جن کا نام پروگرام میں بتلایا جائے گا سو اس اطلاع کی بناء پر تمام مسلمان عمل کر لیا کریں اول تو ریڈیو کی اطلاع پھر وہ بھی بولنے والا صرف ایک ہی کم از کم دو بھی نہیں اس خبر پر عمل کر کے صوم وافطار کا حکم دیا جا سکتا ہے۔

(۳) یہاں قاضی شرعی تو کوئی ہے نہیں صرف نکاح خواں اور فاتحہ خواں شخص کو یہاں عرفاً قاضی کہتے ہیں جو علاوہ جاہل ہونے کے ان میں عدالت تو کجا مستور الحال ہونے کی بھی اہلیت نہیں سو ایسی صورت میں ایک مقام سے دوسرے مقام پر رؤیت یا شہادت کی تحریر لانے کے باب میں کتاب القاضی الی القاضی کی تو گنجائش ہے نہیں تو جس مقام سے تحریر منگائی جاتی ہے، اس مقام کا بذریعۂ تحریر خبر دینے والا شخص کس قماش کا ہونا چاہئے، نیز تنہا ایک ہی شخص کی تحریر اور دستخط دو عادل اور ثقہ آدمی لے کر یا اس تحریر پر دو شخصوں کے دستخط ہونے چاہئیں، نیز تحریر کے شاہدین عادلین کا

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

حضور اس محرر کے سامنے ضروری ہے یا نہیں نیز ان شاہدین کے لئے ضروری ہے کہ وہ قسم کھا کر کہیں کہ یہ تحریر فلاں فلاں حضرات نے ہمارے حضور میں لکھی ہے، امید کہ جواب سے جلد مشرف فرمائیں گے۔

الجواب حامداً ومصلياً

(۱) سورت کی اس شہادت اور قاضی صاحب کی حالت اور کٹھور کی پبلک کے (باوجود منع کرنے کے) روزہ توڑنے اور عید منانے پر حسرت وافسوس ہے اللہ پاک صلاحیت عطا فرمائیں اور احکام شرع پر عمل کی توفیق دیں دیانات میں فاسق کی خبر معتبر نہیں[۱] شہادت کا درجہ خبر سے بڑھ کر ہے وہ کیسے معتبر ہوگی سورت کے قاضی صاحب کو جب تحقیق ہوگئی کہ چاند نہیں ہوا اور ان کے سامنے جو بیانات دیئے گئے تھے وہ غلط تھے ان کے ذمہ لازم تھا کہ فوراً اعلان کراتے کہ عید کے لئے جو نقارہ پیٹا گیا ہے، وہ غلط ہے اس نقارہ کی بناء پر کل ہرگز عید نہ کی جائے اور بھی جن لوگوں کو اس غلط بیانی کی اطلاع ہوئی ان کو لازم تھا کہ وہ روزہ رکھتے اور عید کی نماز اس روز نہ پڑھتے اور جب وہاں ثبوت رویت نہیں ہوا تو اس روزہ کی قضا لازم ہے دوگانہ عید کی نماز لازم نہیں اعادہ بھی نہیں، روزہ کا کفارہ بھی لازم نہیں کفارہ شبہ سے بھی ساقط ہوجاتا ہے: **لو افطر اهل الرستاق بصوت الطبل يوم الثلاثين ظانين انه يوم العيد وهو لغيره لم يكفروا كما فى المنية اهـ** (طحطاوی[۲] ص: ۲۲۹)

---

۱ لأن قول الفاسق فى الديانات التى يمكن تلقيها من العدول غير مقبول البحر الرائق كوئٹه ص۲۶۶ ج۲ كتاب الصوم، هدايه مع فتح القدير ص۳۲۲ ج۲ كتاب الصوم، فصل فى رؤية الهلال، مطبوعه دار الفكر بيروت، طحطاوى على المراقى مصرى ص۲۳۸ كتاب الصوم، فصل فيما يثبت به الهلال.

۲ طحطاوى على المراقى مصرى ص۵۵۶، باب مايفسد الصوم ويوجب القضاء من غير كفارة، شامى زكريا ص۳/۳۸۳ باب مايفسد الصوم الخ، مطلب فى جواز الإفطار بالتحرى، تاتارخانية كراچى ص۲/۳۹۵ كتاب الصوم، الفصل التاسع فيما يصير شبهة فى اسقاط الكفارة.

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

(۲) اگر حکومت رویت ہلال کا انتظام معتبر ومعتمد علماء کے سپرد کرے کہ وہ باقاعدہ شہادت لیں اس کے بعد حکومت کی طرف سے ذمہ دارانہ حیثیت سے کوئی عالم ریڈیو پر بطور اعلان نشر کردے اور اس امر کا پورا پورا انتظام ہو کہ کوئی دوسرا شخص اعلان نہ کرے اور بغیر شہادت شرعیہ کے اعلان نہ کیا جائے غرض کسی قسم کی تلبیس نہ ہو تو اس علاقہ کے لوگوں کو بحیثیت اعلان حکومت اس اعلان کا اعتبار کرنا ہوگا، جیسے کہ دیگر اعلانات حکومت بذریعہ منادی کئے جاتے ہیں جن کا اعتبار کیا جاتا ہے اور جو مسلمان اس علاقہ کے رہنے والے نہیں وہ اس اعلان کے بھی پابند نہیں[1]

(۳) اگر وہاں کے عام مسلمین ان قاضی صاحب پر امور دینیہ میں اعتماد کرتے اور ان کے اعلانات پر عمل کرتے ہیں تو ان کا تنہا کا ایک تحریر دو ثقہ معتبر آدمی کے سامنے لکھ کر ان کو سنا کر ان کے حوالہ کردینا کافی ہے وہ دونوں ثقہ جب بیان کریں کہ ہمارے سامنے یہ تحریر لکھی ہے اور اس میں یہ تحریر ہے تو اعتبار کرلیا کریں اور اگر ان قاضی صاحب پر عام مسلمین کو اس قدر اعتماد نہیں تو تنہا کا لکھنا کافی نہیں[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی ۱۱؍شوال ۶۹ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ ۱۷؍شوال ۶۹ھ

---

[1] امداد المفتیین ص ۴۸۴ رؤیت ھلال میں ریڈیائی خبروں کی شرعی حیثیت، مطبوعہ دار الاشاعت کراچی، آلات جدیدہ کے شرعی احکام ص ۱۸۸ ھلال کے معاملہ میں آلات جدیدہ کی خبروں کا درجہ، مطبوعہ قاسمی دیوبند، انوار رحمت ص ۵۴۲ ھلال کمیٹی کے فیصلہ کا ریڈیو یا ٹیلی ویزن میں اعلان، مطبوعہ مکتبہ الاصلاح مرادآباد.

[2] ولا یقبله الا بحضرة الخصم وبشهادة رجلین أو رجل وأمرأتین أنه کتاب فلان، ملتقی الأبحر مع مجمع الأنهر ص ۲۳۲ ج۳ کتاب القضاء، فصل ثانی، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، البحر الرائق کوئٹه ص ۴ ج۷ کتاب القضاء، باب کتاب القاضی الخ، النهر الفائق ص ۲۲۲ ج۳ کتاب القضاء، باب کتاب القاضی الی القاضی، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

کیا مفتی کے ذمہ لازم ہے کہ رویت ہلال کے لئے شاہدوں کو تلاش کرتا پھرے

سوال:-عید یا رمضان یا کسی دوسرے مہینہ کے چاند دیکھنے والوں پر یہ لازم ہے کہ مفتی کے پاس آ کر گواہی دیں یا خود مفتی کے ذمہ یہ ضروری ہے کہ وہ محلّہ محلّہ گھر گھر بلکہ دیہات جا کر گواہیاں حاصل کرے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ خود مفتی کے فرائض میں سے ہے، مفتی کا بیان یہ ہے کہ جب عام طور سے گواہی کا وجوب لوگوں کو بتلا دیا گیا ہے تو اب خود لوگوں کا فرض ہے کہ وہ آ کر گواہی دیں بحوالہ کتاب تحریر کیا جائے کہ کس کی بات صحیح ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

مفتی کا بیان صحیح ہے، یہاں تک کہ اگر صرف کوئی پردہ دار چاند دیکھے تو اس کے ذمہ لازم ہے کہ آ کر گواہی دے: **ویجب علی الجاریة المخدرة أن تخرج فی لیلتها بلا اذن مولاها وتشهد اھ (درمختار) قوله ویجب علی الجاریة المخدرة ای التی لا تخالط الرجال وکذا یجب علی الحرة أن تخرج بلا اذن زوجها وکذا غیر المخدرة والمزوجة بالاولٰی قال والظاهر ان محل ذٰلک عند توقف اثبات الرؤیة علیها والا فلا اھ[1] (رد المحتار ص: ۱۲۴، ج:۲) فقط واللّٰہ سبحانهٗ تعالٰی اعلم**

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۴/۱۱/۶۷ھ

[1] الدرالمختار مع رد المحتار ص ۲/۳۸۶، قبل مطلب لاعبرة بقول الموقتین مراقی الفلاح مع الطحطاوی مصری ص ۵۳۸ کتاب الصوم، فصل فیما یثبت به الهلال، البحر الرائق کوئٹہ ص ۲۶۷ ج ۲ کتاب الصوم.

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

کیا ہوائی جہاز کے ذریعہ چاند کی جستجو ضروری ہے

سوال :- برطانیہ میں امسال رمضان کے آغاز کے سلسلہ میں کافی اختلاف رہا اسلامک کلچر سینٹر نے حجاز مقدس کی خبر کو ملحوظ رکھتے ہوئے پیر ۲۹ ر نومبر ۶۹ء کو پہلے روزے کا اعلان کیا ایسٹ لنڈ مسجد (مرکز تبلیغ جماعت) نے جنوبی افریقہ کی خبر کے تحت منگل کے روز اور برطانیہ کے علماء کی جماعت نے متفقہ طور پر اس بات کا فیصلہ کیا کہ بیرونی ممالک کے خبروں کو قابل اعتبار نہ سمجھا جائے اور اگر برطانیہ میں چاند نظر نہ آئے تو شعبان کے تیس روز مکمل کر کے اور اسی طرح قابل وثوق برطانیہ ہی کی خبر نہ ملنے کی صورت میں رمضان کے تیس بھی روزے مکمل کئے جائیں اور اس طرح انہوں نے بدھ کے روز پہلا روزہ رکھا۔

برطانیہ کا موسم اس قابل نہیں کہ چاند آسانی سے دیکھا جاسکے اس صورت میں کوئی اسلامی مہینہ علماء حضرات کی رائے کے تحت تیس روز سے کم نہیں ہوگا، الّا ماشاء اللہ ایک جماعت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ رصدگاہ کی اطلاعات کے مطابق ہلال افق میں موجود ہوتا ہے لیکن بادلوں کی وجہ سے نظر نہیں آنے کے امکانات قوی تر ہیں اس جماعت کا یہ خیال ہے کہ چند قابل ثقہ حضرات کو لے کر غروب آفتاب کے فوراً بعد بذریعہ ہوائی جہاز بادلوں سے اوپر سفر کیا جائے اور چاند کو دیکھا جائے اور اس طرح مسلمانوں کے اس اختلاف کو دور کیا جائے، جس نے اس سال بہت شدت اختیار کر لی ہے، اور جس کی وجہ سے باطل طاقتیں اسلام کے خلاف اپنی تحریکوں کو مضبوط کر رہی ہیں احادیث میں رویت ہلال کی ضمن میں کسی اونچے مقام پر جانے کا مضمون وارد ہوا ہے کیا اس پر قیاس کرتے ہوئے ہوائی جہاز کے اس سفر کے جواز کا فیصلہ کیا جاسکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

برطانیہ میں اگر بادل کی وجہ سے ۲۹ ر شعبان کو چاند نظر نہ آئے تو آس پاس جہاں نظر آئے وہاں سے بذریعہ ہوائی جہاز دیکھنے والوں کو طلب کر کے ان سے تحقیق کر لی جائے اگر وہ معتبر اور ثقہ

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

ہوں تو ان کے قول کو تسلیم کر کے ثبوت رمضان کا حکم کر دیا جائے، اگر مہینہ ۲۸/ یا ۳۱/ کا نہ بن جاتا ہو تو دوسرے مقامات کی شہادت معتبر ہوگی، ہوائی جہاز کے ذریعہ بادلوں سے بلندی پر جا کر دیکھنے کو شرعاً ضروری قرار نہیں دیا جائے گا اس سے اقرب یہ ہے کہ چاند دیکھنے والے ہوائی جہاز سے آ کر گواہی دیں[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

آلات جدیدہ سے رویت ہلال کا ثبوت

سوال:- (۱) ہمارے شہر دہرہ دون سے کوہ منصوری چودہ میل کے فاصلہ پر ہے، جہاں کی بلندی سے قدرتی طور پر چاند دیکھنے کی آسانی ہے، لہٰذا اگر منصوری کی جامع مسجد کا امام مع دیگر متشرع مسلمانوں کے ۲۹/ شعبان ۲۹/ رمضان اور ۲۹/ ذیقعدہ کو دیکھ کر چاند ہونے کی اطلاع بذریعہ ٹیلیفون دے تو ممبران رویت ہلال کمیٹی دہرہ دون ان کی رویت ہلال کو مستند سمجھ کر اعلان رویت ہلال کریں یا نہیں؟

(۲) اگر صدر رویت ہلال کمیٹی دہرہ دون اپنے کسی متشرع ممبر کو بغرض رویت ہلال منصوری بھیجے اور وہ ممبر مع دیگر مسلمانان منصوری چاند دیکھ کر ہمیں بذریعہ ٹیلیفون اطلاع دیں تو اس پر عمل کیا جائے گا یا نہیں یا وہ ممبر بذات خود منصوری سے واپس دہرہ دون آ کر چاند دیکھنا بیان کرے اور ثبوت میں امام جامع مسجد منصوری و دیگر مسلمانان منصوری کی تحریری تصدیق کے ساتھ چاند دیکھنا

---

[1] نعم لو استفاض الخبر في البلدة الأخرى لزمهم على الصحيح من المذهب مجتبى وغيره (درمختار) قال الرحمتي معنى الاستفاضه أن تأتي من تلك البلدة جماعات متعددون كل منهم يخبر عن اهل تلك البلدة انهم صامو عن رؤية لا مجردالشيوع (شامی کراچی ص ۳۹۰/۲، شامی زکریا ص ۳۵۹ ج۳ کتاب الصوم، قبیل مطلب فی رؤية الهلال نهارا. منحة الخالق هامش البحر الرائق کوئٹه ص ۲۷۰ ج۲ قبیل باب ما یفسد الصوم وما لا یفسد، طحطاوی علی المراقی مصری ص ۳۵۱ کتاب الصوم، فصل فیما یثبت به الهلال الخ)

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

بیان کرے تو ایسی صورت میں رویت ہلال کمیٹی دہرہ دون کی اعلان رویت ہلال کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

(۳) بذریعہ تار یا خطوط دیگر اضلاع مثلاً بمبئی، کراچی، مرادآباد، دہلی، سہارن پور سے رویت ہلال کی مستند خبر آئے تو کیا حکم ہے جب کہ تار دہندہ وخط نوسندہ جانتے بھی ہیں یا دریافت کرنے پر انہوں نے تار دیا ہے یا خط لکھا ہے۔

(۴) ریڈیو کے ذریعہ سے رویت ہلال کی خبر کا کیا حکم ہے؟

(۵) اگر بعد تصدیق شرعی ممبران رویت ہلال کمیٹی دہرہ دون کے اعلان کو امام عیدگاہ یا امام جامع مسجد قبول نہ کرے تو ایسی حالت میں ممبران رویت ہلال کمیٹی کیا کریں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) ٹیلیفون کے ذریعہ سے اطلاع ملنے پر اگر چہ امام جامع مسجد نے اطلاع دی ہو اعلان اطلاع رویت ہلال کرنا شرعاً درست نہیں[1]

(۲) اس پر بھی عمل درست نہیں، وہ ممبر اگر ثقہ اور مقبول الشہادۃ ہے تو رمضان شریف کے چاند کے مطابق اس کا تنہا آ کر شہادت دینا بھی کافی ہے، جیسا کہ کوئی ثقہ شہادت دیتا تو وہ کافی ہوتی[2] غیر رمضان کے لئے ایک شخص کی شہادت کافی نہیں ہوتی ہاں اگر جامع مسجد کے امام صاحب

---

[1] ولو سمع من وراء الحجاب لا يسعه ان يشهد لاحتمال ان يكون غيره اذ النغمة تشبه النغمة تبيين الحقائق ص۲۱۴ ج۴ كتاب الشهادة، مطبوعه امداديه ملتان، شامى زكريا ص۱۸۱ ج۸ كتاب الشهادات، مجمع الأنهر ص۲۶۶ ج۳ كتاب الشهادات، فصل يشهد بكل سمعه الخ، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[2] لو اخبر رجل القاضى بمجئى رمضان يقبل ويامر الناس فى الصوم فى يوم الغيم. البحر الرائق ص: ۲۶۳، ج:۲، كتاب الصوم، مطبع كوئٹه. هكذا فى الهندية كوئٹه ص: ۱۹۷، ج:۱. كتاب الصوم، الباب الثانى فى رؤية الهلال، تبيين الحقائق ص۳۱۹ ج۱ كتاب الصوم، مطبوعه امداديه ملتان.

اور دیگر مسلمانان کم از کم شرعی دو شہادتیں قلمبند کر کے کم از کم دو معتبر مسلمانوں کے ہاتھ بھیجیں اور وہ اپنے ساتھ لکھوا کر بحفاظت لائیں تو پھر اعلان رویت درست ہوگا[۱]

(۳) تار یا بذریعہ ڈاک سرکاری آئے ہوئے خطوط سے رویت درست نہیں خواہ وہ تار یا خط مرسل نے از خود روانہ کیا ہو خواہ دریافت کرنے پر![۲]

(۴) ریڈیو کے ذریعہ سے بھی شرعی شہادت حاصل نہیں ہوتی![۳]

(۵) شرعی شہادت کا قبول کرنا واجب ہے[۴] ممبران کمیٹی کو چاہئے کہ امام عیدگاہ اور امام جامع مسجد کے سامنے اپنے ذرائع تصدیق بیان کریں اگر وہ ان ذرائع میں کوئی شرعی نقص بتائیں تو ان کا تدارک کریں اگر باوجود شرعاً قابل قبول ہونے کے وہ قبول نہ کریں اور کوئی شرعی نقص بھی نہ نکال سکیں تو پھر ممبران کو رویت ہلال کے احکام پر عمل کرنا چاہئے، مثلاً اگر رمضان شریف کا چاند تھا تو

---

[۱] وشرط لهلال الفطر اى لثبوته وغيره من الأهلة إذا كان بالسماء علة لفظ الشهادة الحاصلة من حرين مسلمين مكلفين اوحر وحرتين مراقى الفلاح مع الطحطاوى مصرى ص ۵۳۹ كتاب الصوم، فصل فيما يثبت به الهلال، شامى زكريا ص ۳۶۱ ج ۳ كتاب الصوم، قبيل مطلب فى رؤية الهلا نهاراً، مجمع الأنهر ص ۳۴۹ ج ۱ كتاب الصوم، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، المحيط البرهانى ص ۳۳۹ ج ۳ الفصل الثانى فيما يتعلق برؤية الهلال، مطبوعه المجلس العلمى ڈابهيل، بدائع الصنائع زكريا ص ۲۲۲ ج ۲ كتاب الصوم، اختلاف المطالع.

[۲] ولا يعمل بالخط الا فى مسئلة كتاب الامان الدر المختار عبارة الاشباه لا يعتمد على الخط قال البيرى المراد من قوله لا يعتمد اى لا يقضى القاضى بذلک عند المنازعة لان الخط مما يزوّر ويفتعل، الدر المختار مع الشامى زكريا ص ۱۳۵ ج ۸ باب كتاب القاضى الخ مطلب لا يعمل بالخط، البحر الرائق كوئٹه ص ۴ ج ۷ باب كتاب القاضى الخ.

[۳] ملاحظہ ہو گذشتہ صفحہ کا حاشیہ [۱]

[۴] ومن تحمل وشهد وجب على كال قاض الحكم بشهادته، فتح القدير ص ۲۹۵ ج ۷ كتاب القضاء، كتاب القاضى الى القاضى، مطبوعه دار الفكر بيروت.

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

روزہ رکھیں[1] مگر فتنہ وہ فساد سے حتی الوسع پرہیز کریں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہ

مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

ٹیلیفون کی خبر کا حکم

سوال:-(۱) خبر ٹیلیفون جب کہ کسی معتبر شخص کی طرف سے ہو مفید ظن ہے، اور غلبۂ ظن عمل کے لئے حجت ہے، پس خبر ٹیلیفون جب کسی معتمد علیہ عالم کی طرف سے ہو اس پر صوم وافطار درست ہے یا نہیں؟

(۲) فقہ کی کتابوں میں کتاب القاضی الی القاضی کو مشابہ خطاب القاضی الی لقاضی بنا کر حجت مانتے ہیں تو ٹیلیفون قاضی شہر جو کہ بعینہٖ خطاب القاضی الی القاضی ہے کیونکر حجت نہ ہوگی۔

(۳) اختلاف مطالع کے اعتبار اور عدم اعتبار کے تحت میں قول فقہاء کہ **فیلزم اهل المشرق برؤية اهل المغرب** کا محمل اگر خبر ٹیلیفون قرار دیا جائے تو اس میں کیا خرابی یا مخالفت روایات ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) محض ٹیلیفون کی خبر پر صوم وافطار درست نہیں[2]!

---

[1] عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیه وسلم لا تصوموا حتی تروا الهلال ولا تفطروا حتی تروه فان غم علیکم فاقدروا له وفی روایة قال الشهر تسع وعشرون لیلة فلا تصوموا حتی تروه فان غم علیکم فاکملوا العدة ثلاثین مشکوٰة شریف ص ۱۷۴ باب رؤیة الهلال، الفصل الاول، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، بخاری شریف ص۲۵۵ ج۱ کتاب الصوم، باب رؤیة الهلال، مطبوعه اشرفی دیوبند، مسلم شریف ص۳۴۷ ج۱ کتاب الصیام، باب وجوب رمضان لرؤیة الهلال، مطبوعه رشیدیه دهلی.

[2] تقدم تخریجه تحت عنوان ”آلات جدیدہ سے رؤیت ہلال کا ثبوت“.

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

(۲) کتاب القاضی الیٰ القاضی کوشرعاً معاملات میں حجت مانا ہے نہ کہ جمیع امور میں اور یہ بھی خلاف قیاس حجت ہے اور اس کے لئے جس قدر شروط ہیں کیا تمام ٹیلیفون میں موجود ہیں: **یجب ان یعلم ان کتاب القاضی الیٰ القاضی صار حجة شرعاً فی المعاملات بخلاف القیاس لان الکتاب قد یفتعل ویزور والخط یشبه الخط والخاتم یشبه الخاتم ولکن جعلناه حجة بالاجماع ولکن انما یقبله القاضی المکتوب الیه عندوجود شرائطهٖ ومن جملة الشرائط البینة حتی ان القاضی المکتوب الیه لا یقبل کتاب القاضی ما لم یثبت بالبیّنة انه کتاب القاضی (فتاویٰ عالمگیری[1] ص: ۳۸۱، ج:۳)**

اس کے علاوہ اور بھی شرائط ذکر کئے ہیں ان میں سے کیا کیا شرطیں یہاں پائی جاتی ہیں کم از کم اس ایک شرط پر غور کرلیا جائے کیا شرعی بینہ اس بات پر قائم ہے کہ یہ ٹیلیفون قاضیٔ شہر ہی دے رہے ہیں، ٹیلیفون کو خطاب بعینہٖ قرار دے کر حجت سمجھنا تفقہ سے بعید ہے **وفی التبیین[2] لو سمع من وراء الحجاب لا یسعه ان یشهد لاحتمال ان یکون غیره اذ النغمة تشبه النغمة اهـ** دیکھئے پس پردہ آواز سن کر شہادت دینا درست نہیں مگر اس شرط سے **الا اذا کان فی الداخل وحده وعلم الشاهد انه لیس فیها غیره ثم جلس علیٰ المسلک ولیس له المسلک غیره فسمع اقرار الداخل ولایراه لانه یحصل به العلم[3]** اس کے بعد بھی اگر شاہد نے قاضی کے یہاں پوری تفصیل وتفسیر کے ساتھ یہ شہادت دی تو قاضی قبول نہیں کرے گا

---

[1] عالمگیری کوئٹه ص ۳۸۱ ج۳، کتاب القاضی، الباب الثالث والعشرون فی کتاب القاضی الی القاضی، تبیین الحقائق ص ۱۸۲ ج۴ باب کتاب القاضی الی القاضی، مطبوعه امدادیه ملتان، مجمع الأنهر ص ۲۳۰ ج۳ کتاب القضاء، فصل ثانی، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

[2] زیلعی ص ۲۱۳، ۲۱۴/۴، کتاب الشهادة، مطبوعه امدادیه ملتان، مجمع الانهر ص: ۲۶۲، ج:۳، کتاب الشهادات، فصل اول، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

[3] تبیین الحقائق ص ۲۱۴ ج۴ کتاب الشهادة، مطبوعه امدادیه ملتان.

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

وینبغی للقاضی اذا فسر له ان لا یقبله لان النغمة تشبه النغمة[۱] پس پردہ سے اگر کوئی شخص بولے اور دو گواہ بھی اس کو دیکھ رہے ہیں، اور کسی اور شخص کے سامنے یہ دو شخص گواہی دیں کہ فلاں شخص نے ہمارے سامنے بولا ہے تو جس نے فقط پس پردہ سے آواز سنی ہے اس کو بغیر دیکھے محض آواز سن کر باوجود دو گواہوں کی گواہی کے اس بولنے والے کے متعلق گواہی دینا درست نہیں۔

قالوا اذا سمع صوت امرأة من وراء الحجاب لا یجوز ان یشهد علیها الا اذا کان یریٰ شخصها وقت الاقرار قال الفقیه ابو اللیث اذا اقرت امرأة من وراء حجاب وشهد عنده اثنان انها فلانة بنت فلان بن فلان لا یجوز لمن سمع اقرارها ان یشهد علیها الا اذا رأی شخصها حال ما اقرت فحینئذ یجوز ان یشهد علیٰ اقرارها برؤیة شخصها لا رؤیة وجهها اهـ (مجمع الانہر[۲] ص: ۱۹۱، ج: ۲)

(۳) خرابی یہ ہیکہ عبارت مذکورہ کے بعد کچھ اور بھی عبارت ہے جس کو آپ نے کسی مصلحت کی وجہ سے نظر انداز کر دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ: **اذا ثبت عندهم رؤیة اولٰئک بطریق موجب کمامر،** اس کی شرح اس طرح کی ہے: **کان یتحمل اثنان الشهادة او یشهدا علی حکم القاضی او یستفیض الخبر بخلاف ما اذا اخبر ان اهل بلدة کذا رأوه لانه حکایة** (ردالمحتار[۳] ص: ۱۴۸، ج: ۱) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ مظاہر علوم سہارن پور

۱؎ تبیین الحقائق ص ۲۱۴ ج ۴ کتاب الشهادة، مطبوعه امدادیه ملتان.

۲؎ مجمع الانهر ص: ۲۶۶، ج:۳، کتاب الشهادات، فصل اول، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، البحر الرائق کوئٹه ص ۵۶ ج ۷، کتاب الشهادات، شامی زکریا ص ۱۸۱، ۱۸۲ ج ۸ کتاب الشهادات.

۳؎ شامی کراچی ص ۳۹۴ ج ۲ شامی نعمانیه ص: ۹۶، ج: ۲، مطلب فی اختلاف المطالع، طحطاوی علی المراقی مصری ص ۱۵۴ کتاب الصوم، فصل فیما یثبت به الهلال، البحر الرائق کوئٹه ص ۲۷۰ ج ۲ قبیل باب ما یفسد الصوم.

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

تار، ٹیلیفون وغیرہ کی خبر پر عید رمضان

سوال:-(۱) اگر کسی شہر یا ملک میں رویتِ ہلال رمضان وعید الفطر نہ ہو اور کسی دوسرے شہر یا ملک سے صرف بذریعہ تار برقی، ٹیلی گراف، ٹیلیفون، ریڈیو اور وارلیس خبر موصول ہو تو کیا از روئے شرع شریف مطابق مذہب احناف اس شہر والوں پر جہاں رویتِ ہلال نہیں ہوئی ہے روزہ رکھنا یا رکھوانا، افطار کرنا یا کرانا ضروری اور واجب ہے۔

(۲) امسال رویتِ ہلال عید الفطر کے سلسلہ میں ڈھاکہ اور حیدر آباد سے بذریعہ ریڈیو ۲۹/رمضان المبارک کو یہ خبر نشر کی گئی تھی کہ ہلالِ عید الفطر کی رویت ہوگئی ہے اور کل عید ہے کیا اس خبر کو صحیح باور فرما کر جناب نے شنبہ ۸/ستمبر ۱۹۴۵ء کو یوم الفطر قرار دیا تھا یا نہیں؟

(۳) بصورتِ معتبری خبر ریڈیو، ٹیلیفون، وارلیس فقہی نقطۂ نظر سے اس کو دعویٰ شہادت، قضاء قاضی خبر مستفیض کی شقوں میں سے کس شق میں داخل سمجھا جاوے، از روئے شرع شریف مع حوالہ کتبِ معتبرہ حنفی سے مستفیض فرما کر داخلِ اجر عظیم ہوں۔ بینوا وتوجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) آلاتِ مذکورہ کے ذریعہ جو خبر حاصل ہو وہ مقامِ شہادت میں شرعاً حجت نہیں، کیونکہ شاہد کیلئے جن اوصاف کی ضرورت ہے انکا علم واقعی طور پر حاصل ہونا دشوار ہوتا ہے: **لان النغمة تشبه النغمة والخط يشبه الخط والخاتم يشبه الخاتم كذا فی شرح الملتقی**[۱] لہٰذا ایسی خبر پر عید کرنا شرعاً درست نہیں، کیونکہ عید کیلئے شہادتِ عدلین شرط ہے، جب کہ آسمان پر بادل وغیرہ ہو اور

---

[۱] مجمع الانهر ص: ۲۳۰، ج:۳، كتاب القضاء فصل ثانی، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، فتح القدير ص۲۸۶ ج۷ باب كتاب القاضی الی القاضی، مطبوعه دار الفكر بيروت، تبيين الحقائق ص۱۸۲ ج۴ باب كتاب القاضی الی القاضی، مطبوعه امداديه ملتان.

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

مطلع صاف نہ ہوتو ثبوتِ رمضان کے لئے ایسی صورت میں قولِ واحد کافی ہوتا ہے بشرطیکہ وہ واحد عدل ہو یا مستور ہو، اگر متعدد تار برقی یا ٹیلیفون وغیرہ کے ذریعہ سے مختلف خبریں حاصل ہوں اور قرائنِ قویہ سے ان کی صحت کا غلبۂ ظن حاصل ہوجاوے تو وہ خبر شہود کے حکم میں ہوگی اور اس پر روزہ کا رکھنا صحیح ہوگا: **واذا كان بِالسَّمَاءِ علة تمنع الرؤية قبل فی هلال رَمضان خبر عدل او مستور فی الاصح لافاسق خلافاً للطحاوی ولو عبداً او انثیٰ او محدوداً فی قذف تاب لانه خبر لا شهادة ولذا لا يشترط لفظ الشهادة وقبل فی هلال الفطر شهادة حُرّين او حر وحرتين بشرط لفظ الشهادة وعدم الحد فی القذف اھ**(سکب الانہر[1])

(۲) اس خبر پر یہاں شنبہ ۸؍ستمبر کو عید الفطر قرار نہیں دی گئی بلکہ ۳۰؍رمضان یوم شنبہ ۸؍ستمبر ۴۵ء کو رویتِ عامہ ہوکر ۹؍ستمبر ۴۵ء یوم یکشنبہ کو عید الفطر قرار دی گئی۔

(۳) نہ یہ قضاءِ قاضی ہے نہ شہادتِ شرعیہ ہے، نہ خبر مستفیض ہے کچھ بھی نہیں بلکہ خبر مستور ہے، اس مسئلہ پر مستقل ایک رسالہ ہے جس کا نام "**القول الكافی فی حكم الخبر التلغرافی**" اس میں تفصیل موجود ہے مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ دیوبندی نے بھی ایک رسالہ تصنیف کیا ہے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۰؍۱۰؍۶۴ھ

الجواب صحیح: سعید احمد مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۱؍شوال ۶۴ھ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۰؍شوال ۶۴ھ

---

[1] **سكب الانهر. ملخصاً ص ۳۴۸، ج: ۱، كتاب الصوم، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، مجمع الانهر ص ۳۴۸ ج ۱ كتاب الصوم، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، مراقی الفلاح مع الطحطاوی مصری ص ۵۳۸ كتاب الصوم، فصل يثبت به الهلال.**

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

تار وٹیلیفون کی خبر

سوال:-خبر رویتِ ہلال بذریعہ ریڈیو یا تار، ٹیلیفون شرعاً معتبر ہے، یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ خبر شہادت شرعیہ کے حکم میں نہیں: **لان الخط یشبه الخط[1] والنغمة تشبه النغمة[2]** خاص کر جب کہ تار وغیرہ کا واسطہ غیر مسلم ہوں اور مطلب سمجھنے میں بھی اکثر غلطی ہوتی ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ریڈیو ٹیلی فون، تار برقی کے ذریعہ چاند کا ثبوت

سوال:-ریڈیو، ٹیلیفون، تار برقی کی اطلاع پر کیا رویت یا عیدین کے چاند ہونے اور نہ ہونے کا فیصلہ ہوسکتا ہے، درانحالیکہ حکومت خود ان ایجادات کو اس درجہ میں معتبر نہیں سمجھتی ہے کہ اس کی آواز پر کوئی عدالت کسی مقدمہ کا فیصلہ کردے ان ایجادات کے جو موجد ہیں جب ان کی نگاہوں میں یہ چیزیں اتنا اعتبار نہیں رکھتی ہیں، تو پھر کیا شریعت مطہرہ کے احکامات پر یہ ایجادات حاکم ہوسکتی ہیں اور تمام علماء متقدمین ومتاخرین کے طریق کار اور تحقیق کو لغو، فضول، دقیانوسی، اور بیکار جیسے الفاظ سے یاد کیا جاسکتا ہے، رویت ہلال کے مسئلہ کی تحقیق کس طرح کی جائے شریعت مطہرہ نے اس کے

---

[1] مجمع الانهر ص: ۲۳۰، ج:۳، کتاب القضاء فصل ثانی، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، فتح القدیر ص۲۸۶ ج۷ باب کتاب القاضی مطبوعه دار الفکر بیروت، تبیین الحقائق ص ۱۸۲ ج۴ باب کتاب القاضی، مطبوعه امدادیه ملتان.

[2] مجمع الانهر ص: ۲۶۶، ج:۳، کتاب الشهادات، فصل اول، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، هدایه ص: ۱۵۸، ج:۳، کتاب الشهادة.

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

متعلق کیا ہدایت فرمائی ہے اوران آلات وایجادات کے اعتبار کی شرعی حیثیت کیا ہے براہ عنایت جواب باصواب سے جلد سرفراز فرمائیں تاکہ رفع فتنہ ہو۔ بینوا توجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

عیدین کے چاند کیلئے شہادت ضروری ہے، مثلاً اگر ۲۹/رمضان المبارک کو مطلع صاف نہ ہوتو آئندہ دن کو ۳۰/رمضان مانتے ہوئے روزہ رکھنے کا حکم دیا جائے گا الا یہ کہ چاند دیکھنے کی شہادت حاصل ہوجائے اور وہ شہادت اصول شرعیہ پر قابل قبول ہو جس کیلئے ایک امر یہ بھی ضروری ہیکہ شاہد مجلس شہادت میں (جہاں پر شہادت قبول کی جارہی ہو اور شاہد پر جرح کی جاسکتی ہو) حاضر ہو پس پردہ کی شہادت یعنی غائبانہ آواز پر حکم شہادت نافذ کر کے احکام شرعیہ کو جاری نہیں کیا جائے گا، اس سے ریڈیو، ٹیلیفون، تار برقی کا حکم سمجھ میں آ گیا ہوگا۔

رمضان المبارک کے چاند کی شہادت ضروری نہیں صرف خبر کافی ہے، پس اگر ریڈیو، ٹیلیفون، تار سے خبریں آجائیں اوران پر وثوق ہو یعنی خبر دینے والے رویت کی خبریں دیں اور یہ پورا امن ہو کہ کوئی دوسرا شخص نہیں بول رہا ہے، نہ دوسرے شخص نے تار دیا ہے بلکہ بولنے والے اور تار دینے والے کو خوب اچھی طرح پہچانا جاتا ہے اور وہ ثقہ ہے مجروح نہیں ہے (تار میں تو یہ چیز ممکن ہی نہیں) تو اگر ایسی خبروں سے صدق کا ظن غالب ہوجائے تو ان کو معتبر مان لیا جائے گا اگر مطلع صاف ہوتو اس میں ان آلات میں سے کوئی آلہ بھی کارگر نہیں بلکہ جم غفیر کا چاند دیکھنا ضروری ہے، خواہ رمضان شریف کا چاند ہو خواہ عید کا ہو۔

والظاهر انه يلزم اهل القرىٰ الصوم بسماع المدافع او رؤية القناديل من المصر لأنه علامة ظاهرة تفيد غلبة الظن وغلبة الظن حجة موجبة للعمل كما صرحوا به واحتمال كون ذٰلک لغير رمضان بعيد اذ لايفعل مثل ذٰلک عادةً فى

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

لیلة الشک الالثبوت رمضان[۱] (رد المحتار) وشرط للفطر مع العلة والعدالة نصاب الشهادة ولفظ اشهد وعدم الحد فی قذف لتعلق نفع العبد درمختار (قوله مع العلة) ای من غیم وغبار ودخان (قول لتعلق نفع العبد) علة لاشتراط ماذکر فی الشهادة علیٰ هلال الفطر بخلاف هلال الصوم لان الصوم امر دینی فلم یشترط فیه ذٰلک اما الفطر فهو نفع دنیوی للعباد فاشبه سائر حقوقهم فیشترط فیه ما یشترط فیها اهـ (ردالمحتار)[۲] الشهادة هی اخبار صدق لاثبات حق بلفظ الشهادة فی مجلس القضاء اهـ (درمختار) (قوله فی مجلس القضاء) خرج به اخبارهٗ فی غیر مجلسه فلا یعتبر[۳] اهـ (طحطاوی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ریڈیو کے ذریعہ رویتِ ہلال کا ثبوت

سوال:- ہم لوگ مشرقی یوپی ضلع بستی کے رہنے والے ہیں، اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مطلع صاف ہوتا ہے مگر چاند نظر نہیں آتا، زمانہ کی ترقی اور ریڈیو کی ایجاد نے پوری دنیا کو ایک محلّہ بنادیا ہے، رویتِ ہلال نہ ہونے کے باوجود ایسا ہوتا ہے کہ کبھی پٹنہ، کبھی حیدرآباد، کبھی لکھنؤ، کبھی کان پور سے اطلاع آتی

---

[۱] شامی نعمانیه ص: ۹۱، ج: ۲، لاعبرة بقول الموقتین، شامی کراچی ص: ۳۸۷، ج: ۲، کتاب الصوم، منحة الخالق ص ۲۷۰ ج ۲ کتاب الصوم مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

[۲] شامی کراچی ص۳۸۷ ج۲ کتاب الصوم، لا عبرة بقبول الموقتین، زیلعی ص ۳۱۹ ج ۱ کتاب الصوم، مطبوعه امدادیه ملتان، البحرالرائق ص۲۶۷ ج۲ کتاب الصوم مطبوعه الماجدیه کوئٹه، النهرالفائق ص۱۳ ج۲، کتاب الصوم مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

[۳] شامی کراچی ص: ۶۲، ج:۷، کتاب الشهادات وایضا شامی کراچی ص ۴۶۱ ج۵ کتاب الشهادات، وطحطاوی علی الدر ص۲۲۷ ج۳ دار المعرفة بیروت، عالمگیری ص ۴۵۰، ج۳ کتاب الشهادات، الباب الأول الخ مطبوعه کوئٹه،

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

ہے کہ ان جگہوں میں کسی جگہ یا تمام جگہوں میں چاند ہو گیا وہاں کل عید ہے اور اطلاع یہ دی جاتی ہے کہ وہاں کے قاضی نے یا وہاں کے جامع مسجد کے امام نے رویتِ ہلال کا اعلان کر دیا ہے، بتایا جائے کہ ایسی اطلاع پر ہم لوگوں کا عید کر لینا جائز ہے یا نہیں؟ یا ایسی حالت میں جو روزہ رکھ لیتے ہیں ان کا یہ فعل مستحسن ہے یا غیر مناسب؟ مثلاً اسی سال راقم السطور نے تراویح سے فارغ ہونے کے بعد دہلی ریڈیو اسٹیشن سے سنا کہ دہلی کی جامع مسجد کے امام صاحب نے اعلان کیا ہے کہ چاند کا ثبوت ہو چکا ہے، کل عید ہے، حیدرآباد کی رویتِ ہلال کمیٹی نے چاند کی رویت تسلیم کر لی ہے اور کل عید ہے، ریڈیو کی ان خبروں کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ آج کل ریڈیو کی خبروں پر بہت سے کام ہوتے ہیں چاند کی بات تو میں نہیں کہہ سکتا، لیکن فسادات، انتخابات کے موقعوں پر ممبران کی کامیابی یا ناکامی کی اطلاع، حکومت بننے کے بعد عہدوں کی تقسیم کا اعلان، کسی بڑے آدمی کے انتقال کی خبر اگر ریڈیو پر آجاتی ہے، تو اس کو تسلیم کیا جاتا ہے، پھر بھلا کسی کی جانب سے خصوصاً مفتی اور قاضی کی طرف سے رویتِ ہلال کے ثبوت کا اعلان کیونکر قابلِ تسلیم نہیں ہے؟

یا ایسا ہے کہ ہندوستان کے کسی علاقہ کے لئے کسی علاقہ کی خبر ناقابلِ تسلیم ہے، مثلاً حجازِ مقدس میں عید ہمیشہ یہاں سے پہلے ہوتی ہے، تو ہندوستان میں بھی کوئی علاقہ ایسا ہی ہو کہ اس میں عید یہاں سے پہلے ہی ہوتی ہو؟ اگر ایسا ہو تو اس کی نشاندہی کا ارزومند ہوں، ہم کم پڑھے لکھے لوگ تو بہشتی زیور (جو معتبر کتاب اور اہلِ دیوبند کے نزدیک قابلِ اعتبار ہے، نیز اس کی مقبولیت کا عالم یہ ہے کہ اس کے تمام مسائل کو مدلل کر دیا گیا ہے) دیکھتے ہیں اس میں یہ ملتا ہے کہ ایک شہر والوں کا چاند دیکھنا دوسرے شہر والوں پر بھی حجت ہے، ان دونوں شہروں میں کتنا ہی فصل کیوں نہ ہو حتیٰ کہ اگر ابتداءِ مغرب میں چاند دیکھا جائے اور اس کی خبر انتہائے مشرق کے رہنے والوں پر پہنچ جائے تو ان پر اس دن کا روزہ ضروری ہوگا، (بہشتی زیور حصہ یازدہم) نہیں کہا جا سکتا ہے، کہ یہ حکم صرف روزہ کے بارے میں ہے یا عید کے بارے میں بھی حاشیہ پر عبارت ملتی ہے: واختلاف

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

المطالع غير معتبر على ظاهر المذاهب فيلزم اهل المشرق برؤية اهل المغرب اذا ثبت عندهم رؤية اولئك بطريق موجب (درمختار ص:۱۴۹، ج:۱، عالمگیری ص:۱۹۷، ج:۱، بحر ص:۲۷۰، ج:۲)

بہت سے معتبر علماء کی رائے میری نگاہ سے ایسی بھی گذری کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر اس طرح کی اطلاع ریڈیو پر آجائے کہ فلاں جگہ کے مفتی یا قاضی یا امام یا رویتِ ہلال کمیٹی نے رویتِ ہلال کا اعلان کردیا ہے، تو اس صورت میں اس کو تسلیم کرلینا چاہئے، اور اس پر کار بند ہونا چاہئے لیکن اگر یہاں کے صاحبِ علم اور اہلِ وجاہت اسے تسلیم نہ کریں تو میرے لئے روزہ رکھنا یا افطار کرلینا شرعی حیثیت سے جائز ہے یا نہیں؟ امید ہے کہ جواب باصواب سے نوازیں گے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

مسائل دو قسم کے ہیں ایک وہ کہ جن میں خبر معتبر کافی ہے، دوم وہ کہ ان میں شہادت ضروری ہے، ریڈیو پر خبریں تو آپ سنتے اور معتبر مانتے ہیں، اور یہ بھی دیکھتے ہیں کہ لوگوں نے ایسی خبروں کو معتبر مانا ہے، مگر کبھی یہ بھی دیکھا اور سنا ہے کہ کسی مجسٹریٹ نے کسی مقدمہ میں گواہی ریڈیو پر لے لی ہو اور اس پر فیصلہ کردیا ہو، یا کسی قاضی نے مرد وعورت کا ایجاب وقبول ریڈیو پر کرادیا ہو اور وہاں گواہ موجود نہ ہوں اور شرعاً وہ نکاح معتبر مان لیا گیا ہو، علاوہ ازیں دو باتیں اور بھی غور طلب ہیں ایک یہ کہ جب مطلع صاف ہوگیا اس وقت بھی ایک دو آدمی کی خبر یا گواہی کافی ہے یا جم غفیر کی رویت ضروری ہے، دوسری بات یہ ہے کہ مطلع صاف نہ ہونے کی صورت میں جس مقام پر رویت ہوگئی ہے وہاں سے خبر طریق موجب کے ساتھ پہنچنا ضروری ہے، جیسا کہ آپ نے عالمگیری کے حوالہ سے بہشتی زیور سے نقل کیا ہے، خبروں کا حال خاص کر ہنگاموں کے وقت مثلاً الیکشن اور جنگ وغیرہ کے وقت ایسا ہوتا ہے کہ ہر فریق اپنے حریف کو شکست دینے کیلئے جو تدبیر مناسب سمجھتا ہے

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

اختیار کرلیتا ہے، پھر بعد میں ظاہر ہوتا ہے کہ فلاں فلاں خبر غلط تھی، اہلِ تدبیر و تجربہ شروع ہی سے بتلا دیتے ہیں کہ فلاں خبر غلط ہے، بعض دفعہ وہ بھی فریب میں آجاتے ہیں، صحیح کو غلط اور غلط کو صحیح سمجھ جاتے ہیں، یہ آئے دن کا حال ہے، پس کلیۃً یہ رائے قائم کرلینا کہ ریڈیو کی ہر خبر معتبر اور کافی ہے، صحیح نہیں ہے، عید کے لئے خبر محض کافی نہیں بلکہ شہادت ضروری ہے، یا خبر مستفیض ہو، اس کے شرائط شامی، بحر وغیرہ میں مذکور ہیں[1] خبر یا شہادت قبول کرنے کا محل بھی ذہن میں رکھیں، وہ ۲۹ر تاریخ ہے، اگر حجازِ مقدس سے بذریعۂ ہوائی جہاز یہاں آکر گواہی دیں کہ ہم نے کل چاند دیکھا ہے جو کہ ہمارے حساب سے ۲۸ر تاریخ تھی، تو انکی گواہی سنی بھی نہیں جائے گی، کیونکہ اسکے اعتبار سے ہمارا مہینہ ۲۸ر کا رہ جائے گا اور حدیث شریف میں ہے کہ مہینہ ۳۰ر کا ہوتا ہے یا ۲۹ر کا[2] (نہ ۲۸ر کا ہوتا ہے، نہ ۳۱ کا) امید ہے کہ اس تفصیل کے بعد آپکے اشکالات کا جواب واضح ہوگیا ہوگا۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۱۰/۹۱ھ

---

[1] (۱) وشرط للفطر مع العلة والعدالة نصاب الشهادة ولفظ اشهد وقبل بلاعلة جمع عظيم يقع العلم الشرعى بخبرهم. (الدرمع الشامى كراچى ص: ۳۳۶، ج:۲ قبيل مطلب لا عبرة بقول الموقتين، شامى نعمانيه ص: ۹۱، ج:۲) البحر الرائق ص۲۶۷ ج۲ كتاب الصوم مطبوعه الماجديه كوئٹه، عالمگيرى ص۱۹۸ ج۱ كتاب الصوم الباب الثانى فى رؤية الهلال مطبوعه كوئٹه.

(۲) معنى الاستفاضه ان تاتى من تلك البلدة جماعات متعددون كل منهم يخبر عن اهل تلك البلدة انهم صاموا عن روية لا مجرد شيوع من غير علم بمن اشاعه. (شامى كراچى ص ۳۹۰، ج:۲، شامى نعمانيه ص: ۹۴، ج:۲، منحة الخالق على البحر الرائق ص: ۲۷۰، ج:۲)

[2] وعن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إنّا أُمَّةٌ أُمِّيَّةٌ لا نكتب ولا نحسب الشهر هكذا وهكذا وعقد الإبهام فى الثالثة ثم قال الشهر هكذا وهكذا وهكذا يعنى تمام الثلاثين يعنى مرةً تسعاو عشرين ومرةً ثلثين متفق عليه، مشكوٰة شريف ص ۱۷۴ باب رؤية الهلال كتاب الصوم، مطبوعه ياسر نديم ديوبند.

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

ہلال رمضان وعید اور ریڈیو کی اطلاع

رمضان المبارک کے روزے رکھنے اور شعبان کا ۲۹/کا چاند دیکھنے کے بارے میں شہر بھر میں اور اطرافِ شہر کے کسی نے چاند نہیں دیکھا، اور نہ قصبہ میں دیکھا گیا، لیکن لوگوں نے صرف جنتری کے حساب سے گاؤں اور دوسرے بہت سے قصبوں میں بغیر چاند دیکھے روزہ شروع کر دیا ہے، یہ روزہ رمضان کا ہے، یا نہیں؟ شہر سے ایک شخص نے پچاس میل دور ۲۹/شعبان کے چاند دیکھنے کی خبر دی ہے، باقی دیکھنے والے ہندو تھے، صرف اکیلا ایک مسلمان شہادت دیتا ہے، اور اس شخص کی نمازیں قضا ہوتی رہتی ہیں اور چاند دیکھنے کی حالت اس طرح بتلاتا ہے کہ کبھی کہتا ہے کہ میں نے خود چاند دیکھا ہے، اور کبھی کہتا ہے کہ ایک ہندو نے دیکھا ہے اور اس نے مجھے بتلایا اور کبھی کہتا ہے کہ میں نے موٹر روک کر خود دیکھا ہے، اور یہ بات عشاء سے پہلے ایک دو شہر کی مسجد والوں سے بتلائی اور ایک دو مسجد میں تراویح بھی ہوئی ہم سے جب اس ڈرائیور نے آکر خبر دی اور اس نے بذریعہ خط ہم کو خبر دی، لیکن لکھی ہوئی عبارت کی وجہ سے ہم لوگوں نے اس شخص کی خبر معتبر طریقہ سے نہیں معلوم کی، اس لئے ہم نے ۲۹/شعبان کا روزہ نہیں رکھا، اور کچھ لوگوں نے شہر میں روزے کا اعلان کر دیا، آپ مطلع فرمادیں کہ ایک مسلمان کی شہادت معتبر ہے یا نہیں؟ اور چاند ۲۹/شعبان کا ہوا ہے یا نہیں؟

دوسری بات یہ ہے کہ عید مبارک کے چاند کا کیا مسئلہ ہے؟ فاسق، فاجر، ہندو، کافر، غلام وغیرہ کی شہادت ان مسائل میں معتبر ہے، یا نہیں؟ ٹیلیفون، ٹیلی گرام، ریڈیو، مشرق وسطیٰ کے ریڈیو کی خبریں جو رویتِ ہلال سے سے متعلق ہوں وہ معتبر ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

۲۹/شعبان کو اگر مطلع صاف نہ ہوتو ایک مسلمان کا چاند دیکھ کر بیان کر دینا بھی کافی ہے،

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

بشرطیکہ وہ ظاہرُ الفسق نہ ہو[1] امسال یہاں بھی ۲۹/ شعبان جمعرات کو چاند نظر نہیں آیا، لیکن بعد میں متعدد مقامات سے چاند ہونے کی اطلاع آئی اور دیکھنے والے معتبر گواہوں نے خود جمعرات کو چاند دیکھنے کی گواہی دی، اس وجہ سے یہاں جمعہ کو یکم تاریخ رمضان کی قرار پائی، اور جن لوگوں نے جمعہ کو روزہ نہیں رکھا ان کو ایک روز بعد میں روزہ رکھنے کا حکم کردیا گیا، اور اس چیز کو بذریعہ اعلان طبع کرا کر شائع کرادیا گیا، جن لوگوں نے محض جنتری دیکھ کر جمعہ کا روزہ رکھا انہوں نے ٹھیک نہیں کیا، یہ شرعی حکم نہیں کہ محض جنتری دیکھ کر روزہ رکھا جائے یا عید کی جائے، تاہم ان کا روزہ صحیح ہوگیا، اور ان کے ذمہ قضا لازم نہیں۔

ریڈیو کے ذریعہ آنے والی خبر کے متعلق بڑی تفصیل ہے، بعض صورتوں میں معتبر ہوتی ہے، بعض میں نہیں، رسالہ آلاتِ[2] جدیدہ اور ریڈیو کے متعلق احکام میں وہ تفصیل مذکور ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۶/۹/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۷/۹/۸۸ھ

ریڈیو کا اعلان

سوال:- کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ دہلی میں جو ہلال کمیٹی ہے اس کا اعلان جو آل انڈیا ریڈیو دیتی ہے اس کی حیثیت کیا ہے آیا اس خبر پر عمل کیا جائے یا نہیں

[1] وقبل للصوم مع علة خبر عدل أو مستور در مختار قال الشامي أما مع تبين الفسق فلا قائل به عندنا، درمختار مع الشامي كراچي ص۳۸۵ج۲ كتاب الصوم مبحث في صوم يوم الشک، عالمگيري ص۱۹۷ ج۱ الباب الثاني في رؤية الهلال، مطبوعه كوئٹه، زيلعي ص ۳۱۹ ج ۱ كتاب الصوم، مطبوعه امداديه ملتان.

[2] آلات جديده كے شرعي احكام ص:۱۸۸، مصنفه مفتي محمد شفيع صاحب، باب هوائي رؤيت هلال كي شرعي حيثيت، مطبوعه قاسمي ديوبند.

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

کیونکہ ہلال کمیٹی کے صدر یا اس کا کوئی بھی رکن ریڈیو سے اعلان نہیں کرتا بلکہ صرف خبروں میں کمیٹی کے صدر کا حوالہ دیا جاتا ہے، اسی طرح پاکستان میں بھی ہلال کمیٹی ہے، اس کا صدر عام طور پر خود ریڈیو پاکستان پر چاند کا اعلان فرماتے ہیں آیا اس اعلان کا اطلاق صرف پاکستان پر لاگو ہوگا یا ہندوستان والے اس اعلان پر عمل کر سکتے ہیں شرعی حیثیت کے مطابق آپ مع حوالہ جواب تحریر فرما کر مشکور فرمائیں اور اس رمضان کی پہلی تاریخ اور دن سے بھی مطلع فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر ہلال کمیٹی جس کے افراد اہل علم واہل دیانت ہوں شرعی قاعدے کے مطابق ثبوت رویت ہلال حاصل کر کے ریڈیو کے ذمہ دار کو تحریر لکھ کر دیدیں کہ ہمارے پاس شرعی شہادت ہے فلاں روز رویت ہلال کا ثبوت ہوگیا ہے اس بناء پر ہم اعلان کرتے ہیں کہ کل فلاں دن روزہ رکھا جائے تو یہ اعلان معتبر ہوگا جب کہ ۲۹ رکو مطلع صاف نہ ہوا اعلان کرنے والا ریڈیو پر اگر چہ غیر مسلم ہو لیکن جب اسکا پورا اعتماد ہے، کہ رویت ہلال کمیٹی کے صدر صاحب نے اسکو یہ تحریر دی ہے جس کا اس نے انکی طرف سے یہ اعلان کیا ہے تو یہ اعلان معتبر ہے جیسے سرکاری حکم، اعلان کوئی بہت چھوٹا آدمی بذریعہ منادی کرتا ہے اور یہ اطمینان ہوتا ہے کہ وہ اپنی طرف سے یہ اعلان نہیں کر رہا ہے بلکہ سرکاری تحریر کا اعلان کر رہا ہے تو اسکے اعلان کا اعتبار کرلیا جاتا ہے، جہاں تک اس ریڈیو کے اعلان تسلیم کرنے سے مہینہ اٹھائیس کا نہ رہ جائے یا اکتیس کا نہ بن جائے وہاں تک اسکا اعتبار کیا جاسکتا ہے، یہی حال پاکستان کے اعلان کا ہے، کہ اگر وہ باضابطہ شرعی شہادت کے بعد کیا گیا ہے تو معتبر ہے اس مسئلہ پر مستقل رسائل بھی لکھے گئے ہیں، ان میں دلائل بھی مذکور ہیں[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ مظاہر علوم سہارن پور ۹/۸/۱۴۰۲ھ

---

[1] والظاهر أنه يلزم أهل القرى الصوم بسماع المدافع أو رؤية القناديل من المصر لانه علامة ظاهرة تفيد غلبة الظن وغلبة الظن حجةٌ موجبةٌ للعمل، شامي كراچی ص ۳۸۶ ج ۲ مبحث في صوم يوم الشک آلات جدیدہ کے شرعی احکام ص ۱۸۸ مصنفہ مفتی محمد شفیع صاحبؒ، بیان ہوائی رؤیت ہلال کی شرعی حیثیت، مطبوعہ قاسمی دیوبند، انوار رحمت مؤلفہ مفتی شبیر احمد صاحب شاہی مرادآباد ص ۵۴۲ آلات جدیدہ اور چاند کا ثبوت، مطبوعہ مرادآباد۔

ریڈیو کے اعلان کی حیثیت

سوال :- بعض شہروں میں مثلاً بمبئی، دہلی وغیرہ میں رویت ہلال کمیٹی قائم ہے، انکے فیصلوں کی پیروی کتنے میل کے فاصلہ تک جائز ہے اور کن پر نہیں، جب کہ ان کے اعلانات اور فیصلے محض ریڈیو کے ذریعہ پہنچتے ہوں اور محض خبر پر اعتماد کر لینا کیا حکم ہے جب کہ یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں صاحب کے مرنے یا منتخب ہونے یا حادثہ کی خبر کیوں مانتے ہو؟ عینی گواہ شرعاً کیسا ہو اور کن خوبیوں کا حامل ہو؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر رویت ہلال کمیٹی اہل علم اور دیانت حضرات پر مشتمل ہو اور باقاعدہ ثبوت رویت فراہم ہونے پر وہ ریڈیو سے اعلان کرے تو وہ اعلان رویت ہے، شہادت نہیں جس طرح توپ اور نقارہ کے ذریعہ اعلان معتبر ہے اسی طرح یہ اعلان بھی معتبر ہے اور جہاں تک اس اعلان کو تسلیم کرنے سے مہینہ ۲۸/ کا نہ رہ جائے اور ۳۱/ کا نہ ہو جائے وہاں تک یہ اعلان معتبر ہوگا، بشرطیکہ ۲۹/ کی رویت کے متعلق ہو اور مطلع صاف نہ ہو اور اعلان کے الفاظ بھی ذمہ دارانہ ہوں، ثبوت ہلال عید کیلئے خبر محض کافی نہیں بلکہ شہادت شرط ہے[1] لہٰذا اسکو دوسری چیزوں پر قیاس نہیں جا سکتا اگر حکومت مسلمہ کی طرف سے ریڈیو پر اعلان ہو تو اس کی حیثیت سرکاری اعلان کی ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] وشرط للفطر مع العلة والعدالة نصاب الشهادة وهو رجلان أو رجل وامرأتان ولفظ اشهد. الدر المختار على الشامي كراچي ص: ۳۸۶، ج:۲، كتاب الصوم. شامی زكريا ص: ۳۵۳، ج:۳، عالمگیری ص۱۹۸ ج۱ کتاب الصوم الباب الثانی فی رؤیة الهلال، مطبوعه کوئٹه، فتح القدير ص۳۲۵ ج۲ باب رؤية الهلال، مطبوعه دار الفكر بيروت.

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

ریڈیو کے اعلان کی حیثیت

سوال:- پاکستان ریڈیو سے یا ہندوستان ریڈیو سے اگر چاند کی خبر آوے تو وہ معتبر ہے یا نہیں جبکہ ریڈیو پاکستان مسلمانوں کی ریڈیو ہے تو پھر کیا وجہ ہیکہ اسکی خبر معتبر نہ مانی جاوے؟

(۲) صبح کو ہی جب بمبئی سے چاند ہونیکی خبر امام صاحب جامع مسجد دلی کے پاس آ گئی تو اس وقت انہوں نے بمبئی کی بات کیوں نہیں مانی اور بعد میں ایک بجے کیوں افطار کرایا، عجب معمہ ہے، یہ سب واقعات ریڈیو سے معلوم ہوتے رہے لہٰذا صحیح جواب سے نوازیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر کوئی شخص ریڈیو پر شہادت دے کہ میں نے عید کا چاند دیکھا ہے تو یہ شہادت سننے والوں کے حق میں معتبر نہیں نہ بمبئی کی ریڈیو سے نہ لاہور کی ریڈیو سے، نہ کسی اور اسلامی یا غیر اسلامی ملک سے قبولِ شہادت کے لئے شاہد کا مجلس شہادت میں حاضر ہونا شرط ہے: وھو مصرح فی کتب[1] الفقه.

اگر ریڈیو پر یہ خبر آئے کہ فلاں جگہ چاند ہوگیا ہے یا عید ہے تو یہ خبر کافی نہیں، اس میں بھی سب جگہ کا ریڈیو برابر ہے، اگر مسلم باشرع رویتِ ہلال کمیٹی یا قاضی شرعی یا حاکم مسلم باقاعدہ شہادت لے کر ریڈیو پر اعلان کرے یا کرائے کہ یہاں شہادتِ شرعیہ سے چاند کا ثبوت ہوگیا اس بنا پر اعلان کیا جاتا ہے کہ فلاں روز عید ہے تو یہ اعلان یوم الشک میں یعنی ۲۹ / رمضان کے بعد والے دن کے لئے مطلع صاف نہ ہونے کی حالت میں معتبر مانا جائے گا، جہاں اس کے مان لینے سے مہینہ ۲۸ / یا ۳۱ کا نہ ہونے پائے وہ ریڈیو کسی جگہ کا ہو سب کا یہی حکم ہے، ایسے ریڈیو کی خبر پر روزہ

[1] الشهادة هی اخبار صدق لاثبات حق بلفظ الشهادة فی مجلس القاضی قال الشامی، قوله فی مجلس القضاء خرج به اخباره فی غیر مجلسه فلا یعتبر (الدر المختار مع الشامی کراچی ص ۴۶۲، ج۷، کتاب الشهادات، طحطاوی علی الدر المختار ص۲۲۷، ج۳، دار المعرفة بیروت.

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

افطار کرنا اور نمازِ عید ادا کرنا درست ہوگا[1]

ضلع سہارن پور میں متعدد مقامات پر لوگوں نے چاند دیکھا اور ان کی باقاعدہ شہادت لی گئی اس پر عید کا حکم کیا گیا اور یہ حکم بھی رات میں ہی کر دیا گیا تھا، بعض جگہ اس کی اطلاع دن میں پہنچی اس شہادت پر اتوار کو عید ہوئی، کسی ریڈیو پر عید نہیں کی گئی جس وقت بھی عید کے چاند کا ثبوت پہنچ جائے گا خواہ دوپہر سے پہلے یا بعد اسی وقت روزہ افطار کر دیا جائے گا، عید کے دن روزہ رکھنا جائز نہیں ہے[2] اگر ثبوت نہ پہنچا اور روزہ رکھ لیا گیا تو گناہ نہیں ہے، لیکن اگر پھر ثابت ہوگیا کہ وہ عید کا دن تھا اس لئے روزہ توڑ دیا تو اس روزہ کی قضاء یا کفارہ بھی لازم نہیں[3] بمبئی اور دوسرے شہروں کی پوری تفصیل ہمیں معلوم نہیں کہ وہاں شہادت پر عید کی گئی یا کس طرح چاند سے متعلق آپ کے سوالات کا جواب تحریر بالا میں آ گیا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دار العلوم دیوبند ۱/۱۱/ ۸۵ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دار العلوم دیوبند ۱/۱۱/ ۸۵ھ

۱؎ ملاحظہ: رسالہ آلات جدیدہ کے شرعی احکام ص۱۸۸ ہلال کے معاملہ میں آلات جدیدہ کی خبروں کا درجہ: مطبوعہ قاسمی دیوبند، انوار رحمت مصنفہ مفتی محمد شبیر احمد صاحب مرادآبادی ص ۵۴۲ ہلال کمیٹی کا ریڈیو یا ٹیلیفون میں اعلان، مطبوعہ مرادآباد.

۲؎ والثانی الذی کره تحریماً صوم العیدین الفطر والنحر للإعراض عن ضیافة اللّٰه ومخالفه الأمر، مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص۵۲۸ کتاب الصوم فصل فی صفة الصوم الخ مطبوعه مصری، عالمگیری ص ۲۰۱ ج۱ الباب الثالث فیما یکره للصائم الخ، مطبوعه کوئٹه، شامی زکریا ص ۳۳٦ ج۳ کتاب الصوم.

۳؎ ولو کانو ببلدة لا حکم فیها صاموا بقول ثقة وافطروا باخبار عدلین مع العلة(الدرالمختار) (قوله افطروا الخ)عبارة غیره لا بأس ان یفطروا والظاهر ان المراد به الوجوب. شامی کراچی ص:۳۸٦، ج:۲، ولا قضاء علیه ان شرع فیها ثم أفطر کذا فی الکنز، عالمگیری ص ۲۰۱ ج۱ الباب الثالث فیما یکره للصائم، مطبوعه کوئٹه، مراقی الفلاح مع الطحطاوی مصری ص۵۳۷ کتاب الصوم، فصل فیما یثبت به الهلال الخ.

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

ریڈیو کا اعلان کب معتبر ہے

سوال:- امسال ہمارے یہاں مطلع صاف نہ ہونیکی وجہ سے چاند نہیں دیکھا گیا، اور نہ بدلی کی وجہ سے اطراف ہی کے کسی گاؤں سے چاند دیکھنے کی اطلاع ملی، ریڈیو نے ملک کے مختلف حصوں میں چاند دیکھنے اور عیدالفطر کی نماز ادا کرنیکی اطلاع دی ریڈیو پر اعتماد کر کے ہمارے گاؤں میں عید پڑھی گئی کچھ لوگوں کا کہنا ہیکہ ریڈیو کے اعتماد پر عید کی نماز پڑھنا شرعاً غلط ہے، اب جناب والا ہی بتائیں کہ ریڈیو کے اعتماد پر عید کی نماز ادا کرنا صحیح تھا یا غلط، اور اگر صحیح نہیں تھا، تو کیا اس معاملہ میں کسی شکل سے بھی ریڈیو پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا، اگر اس سلسلہ میں کچھ تفاصیل ہوں تو تحریر فرماویں تا کہ اس طرح کے موقع پر صحیح مسئلہ پر عمل کیا جا سکے۔ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر حاکم مسلم یا رویت ہلال کمیٹی جس کے افراد حدود شرع سے واقف اور متبع شریعت ہوں ثبوت رویت کے بعد (شہادت لے کر) ریڈیو پر اعلان کرے یا اعلان کرائے اس طرح پر کہ ہم نے شہادت لی ہے، اور رویت کا ثبوت ہو گیا ہے لہٰذا فلاں روز نماز عید ادا کی جائے تو اتنی دور تک کہ اس اعلان کے تسلیم کرنے سے مہینہ ۲۸/ کا نہ رہ جائے اور ۳۱/ کا نہ ہو جائے، یہ اعلان شرعاً قابل تسلیم ہوگا جب کہ رویت یوم الشک یعنی ۲۹/ شعبان میں ہو اور مطلع صاف نہ ہو۔

ایسے اعلان پر بھی عوام کو پیش قدمی نہیں چاہئے بلکہ ریڈیو کے اعلان کی پوری تفصیل ذمہ دار اہل علم کے سامنے رکھ دیں جب وہ تحقیق وتفتیش سے اطمینان کر لیں تو انکی ہدایت پر عمل کریں[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

---

[1] عندنا العمل بالإمارات الظاهرة الدالّة على ثبوت ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

ایضاً

سوال:-عید یا رمضان کے بارے میں ریڈیو کی خبر کا اعتبار ہے یا نہیں اگر ہے تو کس صورت سے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

۲۹ر شعبان کو اگر مطلع صاف نہ ہو اور چاند نظر نہ آئے اور متعدد ریڈیو سے چاند کی خبر آئے جس سے ظن غالب ہو جائے تو ثبوت رمضان کے لئے اتنا ہی کافی ہے[1]، لیکن ثبوت عید کے لئے شہادت ضروری ہے[2]، پس اگر ۲۹ر رمضان کو مطلع صاف نہ وہ اور چاند نظر نہ آئے اور مسلم حاکم یا رویت ہلال کمیٹی جو کہ ذی علم اور دیانتدار افراد وارکان پر مشتمل ہوں باقاعدہ شرعی شہادت حاصل کر کے اعلان کرے یا ریڈیو پر اس طرح اعلان کرائے کہ فلاں مقام پر رویت ہلال کمیٹی کے پاس شرعی شہادت

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)............الشهر كضرب المدافع في زماننا والظاهر وجوب العمل بها على من سمعها ممّن كان غائباً عن المصر كأهلِ القرىٰ ونحوها كما يجب العمل بها على أهل المصر الذين لم يروا الحاكم قبل شهادة الشهود وقوله انّه يثبت انه بالإمارات الظاهرة الدّالة الّتي لا تختلف عادةً كرؤية القناديل المعلّقة بالمنائر ومخالفة جمع في ذلک غير صحيحة، منحة الخالق ص ٢٧٠ ج٢ كتاب الصوم قبيل باب ما يفسد الصوم الخ مطبوعه الماجديه كوئٹه، شامی کراچی ص ٣٨٦ ج٢ كتاب الصوم مبحث في صوم يوم الشک انوار رحمت مصنفہ مفتی شبیر احمد صاحب مدظلہ ص۵۴۲ ہلال کمیٹی کا ریڈیو یا ٹیلیفون میں اعلان، مطبوعہ مرادآباد، رسالہ آلات جدیدہ کے شرعی احکام، مصنفہ مفتی شفیع احمد صاحبؒ ص ۱۸۸ ہلال کے معاملہ میں آلات جدیدہ کی خبروں کا درجہ، مطبوعہ قاسمی دیوبند۔

(حاشیہ صفحہ ھذا) [1] کفایت المفتی ص ۲۰۹/۴، پهلا باب. رويت هلال رمضان و عيدين.

[2] آلات جدیدہ کے شرعی احکام مصنفہ مفتی محمد شفیع صاحبؒ ص:۱۸۸، مطبوعه قاسمی دیوبند، وشرط للفطر مع العلة والعداله نصاب الشهادة ولفظ اشهد. الدرالمختار على الشمى كراچى ص:٣٨٦، ج:٢، كتاب الصوم، قبيل مطلب لاعبرة بقول الموقتين في الصوم.

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

پہنچ گئی ہے اور رویت کا ثبوت ہوگیا ہے، اب وہ رویت ہلال کمیٹی اعلان کراتی ہے کہ کل فلاں روز نماز عید ادا کی جائے تو یہ اعلان اتنی دور تک معتبر ہوگا کہ اس کے تسلیم کرنے سے مہینہ ۲۸/ کا نہ رہ جائے یا ۳۱/ کا نہ ہوجائے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفرلہٗ

رویتِ ہلال کا اعلان ریڈیو سے کب معتبر ہے؟

سوال:- رمضان المبارک میں عید، بقرعید کی رویتِ ہلال سے متعلق ریڈیو کی خبر معتبر ہے یا نہیں، خواہ ریڈیو ہندوستان کا ہو یا پاکستان کا عرب کا یا مصر کا، اس کا کیا حکم ہے؟ امسال مطلع صاف ہونے کے باوجود چاند نظر نہیں آیا، لیکن بعض مقامات پر پاکستان اور ہندوستان میں دونوں جگہ چاند ہوگیا اور اس کا اعلان ریڈیو پر ہوا تو اس کو مان کر روزہ افطار کرنا اور عید کرنا کیسا ہے؟ آپ تفصیلی جواب لکھیں۔

الجواب حامداًومصلیاً

شاہد کا مجلسِ شہادت میں حاضر ہونا ضروری ہے، پسِ پردہ محض آواز سن کر شہادت قبول نہیں کی جائے گی[2]، لہٰذا ریڈیو پر جو شہادت سنی جائے وہ قبول نہیں، نہ نزدیک سے نہ دور سے یعنی نہ

---

[1] ایک مقام پر چاند ۲۸/ یا ۳۱/ کا ہو اور دوسری جگہ ۲۹/ یا ۳۰/ کا ہو تو اختلاف مطالع ہوجاتا ہے، لھٰذا اذا کان المسافة بین البلدین قریبة لا تختلف فیها المطالع فاما اذا کانت بعیدة فلا یلزم احدالبلدین حکمالاخر لان مطالع البلاد عند المسافة الفاحشه تختلف فیعتبر فی اهل کل بلد مطالع بلدهم دون البلد الآخر الخ. بدائع الصنائع کراچی ص۸۳، ج:۲، کتاب الصوم، فصل واما شرائط الصوم فنوعان، زیلعی ص ۳۲۱ ج ۱، کتاب الصوم مطبوعه امدادیه ملتان.

[2] (۱) الشهادة هی اخبار صدق لا ثبات حق بلفظ الشهادة فی مجلس القاضی (الدرالمختار مع الشامی قال الشامی قوله فی مجلس القضاء خرج به اخباره فی غیر مجلسه فلا یعتبر ص ۶۲/۷، کتاب الشهادات، طحطاوی علی الدر ص۲۲۷/۳، طبع دار المعرفة بیروت،

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

ہندوستان سے نہ پاکستان سے نہ مصر، نہ مکہ مکرمہ سے، پس اگر ریڈیو پر کوئی شخص شہادت دے کہ میں نے چاند دیکھا ہے تو اس شہادت پر عید کرنا درست نہیں، اگر چہ شاہد ثقہ اور متدین ہو، ریڈیو پر اگر اس طرح خبر آئے کہ فلاں جگہ چاند ہو گیا ہے، یا فلاں جگہ عید ہے تو یہ خبر بھی کافی نہیں، اگر با قاعدہ شرعی شہادت ذمہ دار حضرات حاصل کریں، مثلاً قاضی شرعی، مسلمان وزیر، رویت ہلال کمیٹی، جمعیۃ العلماء، امارتِ شرعیہ جب کہ ان کے افراد باعلم اور متبع سنت ہوں، اور پھر ان کی طرف سے ریڈیو پر اس طرح اعلان کیا جائے کہ ہمارے پاس چاند دیکھنے والے ثقہ گواہوں نے شہادت دی ہے، اور ان کی شہادت سے رویتِ ہلال تسلیم کر لی گئی ہے، لہٰذا اعلان کیا جاتا ہے کہ فلاں روز عید ہے تو یہ اعلان یوم الشک سے متعلق مطلع صاف نہ ہونے کی صورت میں معتبر ہوگا[1] خواہ ہندوستان کا اعلان ہو یا کسی اور جگہ کا جس مقام پر اس اعلان کے تسلیم کرنے سے مہینہ ۲۸ر دن کا رہ جائے یا ۳۱ر دن کا ہو جائے وہاں یہ اعلان تسلیم نہ ہوگا، [2] مطلع صاف ہونے کی صورت میں بھی اس

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)

(۲) لو سمع من وراء الحجاب لایسعه أن یشهد لاحتمال أن یکون غیره إذ النعمة تشبه النغمة مجمع الأنهر ص ۲۶۶ ج ۳ کتاب الشهادات فصل یشهد بکل ما سمعه الخ مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، زیلعی ص ۲۱۳ ج ۴ کتاب الشهادة مطبوعه امدادیه ملتان.

(حاشیہ صفحہ هذا)

۱ وشرط للفطر مع العلة والعدالة نصاب الشهادة ولفظ اشهد (الدرالمختارعلی الشامی کراچی ص: ۳۸۶، ج: ۲) کتاب الصوم ، انوار رحمت (مفتی شبیر صاحب شاهی مرادآباد) ص ۵۴۲، مطبوعه مرادآباد، آلات جدیده کے شرعی احکام (مصنفه مفتی شفیع صاحب) ص ۱۸۸ مطبوعه قاسمی دیوبند.

۲ واذا کانت المسافة بین البلدین قریبة لا مختلف فیها المطالع، فاما اذا کانت بعیدة فلا یلزم احد البلدین حکم الآخر لان مطالع البلاد عند المسافة الفاحشة مختلف فیعتبر فی اهل کابلد مطالع بلدهم دون بلد الآخر الخ (بدائع الصنائع کراچی ص: ۸۳، ج: ۲) کتاب الصوم.

قسم کا ایک دو اعلان کافی نہیں ہوگا، تاوقتیکہ خبر مستفیض کے درجہ تک نہ پہنچ جائے[1]، جن صورتوں میں یہ اعلان معتبر ہوگا، ان صورتوں میں بھی عوام کو جلدی اور پیش قدمی نہیں چاہئے، کہ جیسے ہی اعلان سنا فوراً روزہ توڑ کر عید الفطر منانا شروع کردیں، بلکہ اہلِ علم حضرات کی طرف رجوع کیا جائے کہ وہ دینی حدود و قیود کو پوری طرح سمجھتے ہیں ایسے اعلان کیلئے یہ ضروری نہیں کہ اعلان کرنے والا خود بھی مقبول الشہادۃ ہو بلکہ ذمہ دار مقبول الشہادۃ حضرات کی طرف سے اگر غیر مقبول الشہادۃ شخص اعلان کردے تو وہ بھی کافی ہے، جیسا کہ منادی کا حال ہوتا ہے امید کہ اس میں آپ کے جملہ سوالات کا جواب مل جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دار العلوم دیوبند ۲۲؍۱۱؍۸۵ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ

ریڈیو کی خبر ہلال رمضان و عید کے لئے

سوال:- اسلامی سلطنت میں خواہ والی ملک کی جانب سے یا مسلمانانِ شہر کی جانب سے ایک محکمہ رویتِ ہلال کے متعلق ایسا قائم کیا جائے کہ جب چاند ۲۹؍ کا نظر آجاوے تو وہ بڑے بڑے شہروں میں تار یا ریڈیو کے ذریعہ خبر پہنچا دیں اور اس تار یا ریڈیو کی خبر معتبر سمجھ کر روزہ رکھیں یا روزہ افطار کریں یا عید کریں، لہٰذا علماء کرام سے عرض ہے کہ کیا اس محکمہ کی تار یا ریڈیو کی خبر از روئے شرع معتبر سمجھی جائے گی اور مسلمانوں کو اس پر عمل کرنا شرعاً درست ہوگا، جو حکم ہو تحریر فرمادیں۔ بینوا توجروا.

---

[1] ان لم یکن بالسماء علة فیهما یشترط ان یکون فیها الشهود جمعا کثیرا یقع العلم بخبرهم (البحر الرائق ص:۲۶۸، ج:۲، مکتبه کوئٹه) کتاب الصوم . (بدائع الصنائع ص ۸۱، ج۲، کراچی) کتاب الصوم، زیلعی ص ۳۲۰، ج ۱ کتاب الصوم، مطبوعه امدادیه ملتان، مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۵۴۰، کتاب الصوم، فصل فیما یثبت به الهلال فی صوم الخ، مطبوعه مصری،

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر وہ محکمہ رویتِ ہلال کی شرعی طور پر تحقیق کر کے والی ملک کے امر سے تار یا ریڈیو کے ذریعہ رویت کا اعلان کردے تو خاص اس شہر میں نیز ان مقامات میں جو اس شہر کے تابع ہوں جیسے قرب وجوار کے قصبات اس اعلان کا اعتبار کر کے عمل کرنا شرعاً درست ہے جو شہر یا قصبات اس کے تابع نہیں، وہاں یہ اعلان کافی نہیں، جیسے ایک قاضی کی قضا دوسرے قاضی کے شہر میں نافذ نہیں ہوتی، جن مقامات پر اعلان کو معتبر مانا جائے گا وہاں بھی بہت سے علماء کے نزدیک شرط یہ ہے کہ اس کی صحت وصدق کا غلبۂ ظن حاصل ہو، حکومت کی طرف سے اس کا انتظام ضروری ہے کہ کوئی اور شخص ایسی جعلی کاروائی نہ کرنے پائے: فی تعبیر المصنّف کغیرہ بالظن اشارۃ الٰی جواز التسحر والافطار بالتحری وقیل لا یتحری فی الافطار والٰی انہ یتسحر بقول عدل وکذا بضرب الطبول واختلف فی الدیک وَاَمَّا الافطار فلا یجوز بقول الواحد بل بالمثنٰی وظاھر الجواب انہ لا بأس بہٖ اذا کان عدلا صدقہ کما فی الزاھدی والٰی انہ لوافطر اھل الرستق بصوت الطبل یوم الثلاثین ظانین انہ یوم العید وھو لغیرہ لم یکفروا کما فی المنیۃ قھستانی قلت ومقتضی قولہ لا بأس بالفطر بقول عدل صدقہ انہ لایجوز اذا لم یصدقہ ولا بقول المستور مطلقاً وبالاولیٰ سماع الطبل او المدفع الحادث فی زماننا لاحتمال کونہ لغیرہ ولان الغالب کون الضارب غیر عدل فلا بد حینئذ من التحری فیجوز لان ظاھر مذھب اصحابنا جواز الافطار بالتحری کما نقلہ فی المعراج عن شمس الائمۃ السرخسی لان التحری یفید غلبۃ الظن وھی کالیقین کما تقدَّمَ فلو لم یتحر لا یحل لہٗ الفطر لما فی السراج وغیرہ لوشک فی الغروب لا یحل لہ الفطر لان الاصل بقاء النھار اھـ وفی البحر عن البزازیۃ ولا یفطر مَالم یغلب علی ظنہ الغروب وان اذن الموذن اھـ وقد یقال ان المدفع فی زماننا یفید غلبۃ الظن وان

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

کان ضاربه فاسقاً لان العادة ان الموقت یذهب الٰی دارالحکم اٰخر النهار فیعین لهٗ وقت ضربه ویعینه ایضاً للوزیر وغیره واذا ضربه یکون ذٰلک بمراقبة الوزیر واعوانه للوقت المعین فیغلب علی الظن بهٰذه القرائن عدم الخطاء وعدم قصد الافساد والالزم تاثیم الناسِ وایجاب قضاء الشهر بتمامه علیهم فان غالبهم یفطر بمجرد سماع المدفع من غیر تحر ولا غلبة ظن[1] شامی فقط واللّٰه سبحانه تعالٰی اعلم

حررہٗ محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۷؍شوال ۶۷ھ

یہ حکم محض اعلان کا ہے جیسے بھنگی کے ذریعہ حکومت کوئی اعلان کرا دیتی ہے، نفسِ ثبوت رویت یا شہادت کے حق میں سب طریقے شرعاً معتبر نہیں۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

رویت ہلال کا ثبوت پاکستانی ریڈیو سے

سوال:- امسال ہندوستان میں ۲۹؍رمضان کو چاند نہیں دیکھا گیا، مگر ریڈیو پاکستان نے آٹھ بجے شب میں خبر دی کہ ۲۹؍کا چاند ہو گیا ہے، اس خبر کو سن کر بعض عجلت پسند لوگوں نے روزہ توڑ دیا جس میں ایک مولوی صاحب بھی ہیں، انہوں نے روزہ توڑا، اور دوسروں سے بھی تڑوا دیا، دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ صرف ریڈیو پاکستان کی خبر یا شہادت پر روزہ افطار کرنے والوں نے کیسا فعل کیا، اور جن لوگوں نے روزہ نہیں توڑا ان لوگوں کا فعل کیسا ہے؟ مولوی صاحب کا کہنا یہ ہے کہ پاکستان مسلم حکومت ہے وہ غلط خبر نہیں دے گی۔

---

[1] شامی کراچی ص:۴۰۷، ج:۲، مطلب فی جواز الافطار بالتحری باب مایفسد الصوم: شامی نعمانیه ص:۱۰۶، ج:۲، عالمگیری ص۱۹۵ ج۱، کتاب الصوم الباب الاول الخ، مطبوعه کوئٹه،

الجواب حامداً ومصلیاً

صورتِ مسئولہ میں ریڈیو کی خبر کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں، پاکستانی ہو یا ہندوستانی، یا عربی جن مولوی صاحب نے پاکستان کی خبر پر روزہ توڑ دیا، اور لوگوں سے توڑوا دیا انہوں نے سخت غلطی کی اور قضاء لازم ہے، اور جن لوگوں نے پاکستان کی ریڈیو کی خبر پر روزہ نہیں توڑا شریعت کے حکم کے مطابق کیا۔

مفتی عبد الجبار الحنفی مدرّس مدرسہ مفتاح العلوم مئو ۲۵ ؍شوال المکرّم ۸۶ھ

الجواب: ریڈیو کی خبر شرعاً معتبر نہیں، اس پر جن لوگوں نے روزہ توڑا ان پر قضا کے ساتھ کفارہ بھی لازم ہوگیا، جس میں مولوی صاحب بھی شامل ہیں اور روزہ توڑوانے کی وجہ سے تمام روزہ توڑنے والوں کا گناہ بھی اس کے سر عائد ہوگا، اور جن لوگوں نے روزہ نہیں توڑا انہوں نے بالکل درست کیا۔ واللہ اعلم وحکمہ احکم

حررہٗ ابوالقاسم محمد عتیق غفرلہٗ فرنگی محلی ۴ ؍ذیقعدہ ۱۳۸۶ھ

سوال:- امسال بھی عید کے چاند میں بہت گڑبڑ ہوگئی، ابر کی وجہ سے ۲۹ ؍کا چاند نہیں دیکھا گیا، مگر آٹھ بجے رات کے بعد ریڈیو پاکستان (بمبئی واحمد آباد) حیدر آباد سے چاند کی خبر ملی، وہاں کے مولوی صاحب نے آپ کے فتویٰ کے پیشِ نظر ریڈیو پاکستان کی خبر مانتے ہوئے چاند کا اعلان کرا دیا، اور جمعرات کو نمازِ عید ادا کی، ہمارے پاس تین جگہ کے فتاویٰ موجود ہیں، ان کو دیکھ کر طبیعت پریشان ہے کہ کس کو مانا جائے، بلیا کے علماء کرام کا کہنا ہے کہ پاکستان ایک الگ حکومت ہے، وہاں کی خبر باشہادت ہمارے لئے معتبر نہیں، اور ہندوستان میں کوئی وزیر یا قاضی اعلان کرتا ہی نہیں، اس لئے یہاں کی بھی خبر معتبر نہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

دار العلوم کے فتویٰ محررہ ۲۷ ؍۳ ؍۸۶ھ میں شروع ہی میں بتا دیا گیا ہے کہ آج کل عامۃً ریڈیو

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

پر اس طرح خبر آتی ہے تو اس خبر پر روزہ توڑنا درست نہیں، اور فرنگی محل لکھنؤ اور مفتاح العلوم مئو کے فتاویٰ منقولہ کی بنیاد بھی یہی چیز ہے، اس لئے اتنی بات میں ہر سہ فتاویٰ متفق ہیں کوئی اختلاف نہیں البتہ دارالعلوم دیوبند کے فتوے میں ایک دوسری شق بھی مذکور ہے، جس سے ریڈیو کی خبر محض خبر کے درجہ سے نکل کر ذمہ دارانہ اعلان کی حیثیت اختیار کر لیتی ہے اس کی کوشش بھی کی جارہی ہے، اور بعض جگہ کامیابی بھی ہوگئی ہے، رہی یہ بات کہ پاکستان کی خبر یا شہادت ہمارے لئے معتبر نہیں یہ تو بالکل بے بنیاد ہے، اگر ۲۹ رکو مطلع صاف نہ ہو اور دو مقبول الشہادۃ مرد آکر گواہی بھی دیں تو ان کی شہادت کو محض اس درجہ سے رد کر دینا کہ یہ الگ حکومت کے آدمی ہیں ہرگز صحیح نہیں، اختلافِ دارین کو فقہاء نے موانعِ ارث میں تو شمار کیا ہے وہ بھی بحق اہل اسلام نہیں، مگر قبولِ شہادت کے موانع میں شمار نہیں کیا، لاہور اور امرتسر دو شہر قریب قریب ہیں مطلع بھی متحد ہی ہے، اگر ایک جگہ رویت ہوجائے اور چاند دیکھ کر دوسری جگہ شرعی شہادت پہنچ جائے تو یقیناً قابلِ قبول ہوگی، اگر اختلافِ مطالع کی بحث کو نہ لایا جائے تو فقہاء کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اہلِ مغرب کی رویت سے اہلِ مشرق پر بھی یہی حکم لازم ہوجائے گا جب کہ رویت بطریق موجب ثابت ہوجائے: **فیلزم اهل المشرق بروية اهل المغرب اذا ثبت عندهم روية اولٰئک بطريق موجب اهـ** (درمختار) **قوله بطريق موجب كان يتحمل اثنان الشهادة اويشهدا علىٰ حكم القاضى او يستفيض الخبر بخلاف ما اذا اخبرا ان اهل بلدة كذا رأوه لانه حكاية اهـ**[1] (رد المحتار ص: ۱۳۲، ج:۲) مشرق ومغرب سب جگہ ایک حکومت اس وقت بھی نہیں تھی، جب یہ مسئلہ فقہاء نے تحریر فرمایا تھا، بلیا کے علماء کرام کے قول مذکور کا

---

[1] **شامی کراچی ص:۳۹۴، ج:۲، مطلب فی اختلاف المطالع شامی نعمانیه ص: ۹۶، ج:۲، کتاب الصوم، البحر الرائق ص ۲۷۰ ج ۲ کتاب الصوم قبیل باب ما یفسد الصوم وما لا یفسد مطبوعه الماجدیه کوئٹه، تاتارخانیة ص ۳۵۵ ج ۲ کتاب الصوم رؤیة الهلال، مطبوعه کراچی.**

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

ماخذ ان سے دریافت کر کے ہم کو بھی مطلع فرمائیں تو احسان ہوگا اور مزید غور کا موقع ملے گا، رویتِ ہلال پر علامہ شامیؒ کا مستقل رسالہ ہے، جس میں مفصل بحث ہے[۱]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۲۰/۱۰/۸۹ھ

رمضان کا چاند اور ریڈیو پاکستان کی ایک دلچسپ غلطی

کراچی ۱۰/مارچ (بذریعہ ڈاک) ریڈیو پاکستان کراچی نے اپنی دانستہ غلطی سے کراچی کے باشندوں کو الجھن میں ڈال دیا ہے بتایا گیا ہے کہ مولانا احتشام الحق تھانوی نے رمضان کا چاند نظر آنے کی صورت میں ریڈیو پاکستان سے نشر کرنے کے لئے اپنی تقریر ریکارڈ کرائی تھی، آج چاند نظر آنے کی امید تھی لیکن نظر نہیں آیا، ادھر ریڈیو پاکستان کے ذمہ داروں نے سمجھا کہ چاند نکل آیا ہے چنانچہ اس غلط فہمی کے نتیجہ میں انہوں نے مذکورہ بالا تقریر کا ریکارڈ نشر کر دیا جس میں مولانا نے کراچی کے باشندوں کو یہ خوشخبری سنائی تھی، کہ ماہ رمضان شروع ہو گیا ہے، بعد میں ریڈیو پاکستان نے اپنی غلطی پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے معذرت چاہی۔

(اخبار روزنامۂ سیاست کان پور ۱۸/مارچ ۵۹ء ۸/رمضان ۷۸ھ)

تار کا یہ حال ہے کہ روزآنہ اس میں غلطی ہوتی ہے ڈاک خانہ کے کہنہ مشق کچھ کا کچھ لکھتے ہیں اور کچھ کا کچھ پڑھتے ہیں، چنانچہ ایک تار آیا ''کتّا بے دین'' ڈاکیہ تلاش کرتا پھرتا ہے اس نام کا کوئی ملتا اور جس سے پڑھوایا سب نے یہی ''کتّا بے دین'' پڑھا یہ ناس مارا گیا تھا، قطب الدین کا۔ غرض ان آلات وایجادات پر خود ان کے استعمال کرنے والوں کا جس قدر اعتماد ہے، وہ سائل کے علم میں ہے پھر ان کے مقابلے میں شرعی احکام واصول پر اس نوع کا کلام کرنا شرعی احکام سے

[۱] تنبیه الغافل والوسنان علی احکام هلال رمضان (رسائل ابن عابدین ص: ۲۳۱، ج: ۱) مطبوعه لاهور پاکستان،

بے خبری اور ان کی بے وقعتی ہے اور آلات مذکورہ کی صحیح حیثیت سے عدم واقفیت پر مبنی ہے، اگر اصل حقیقت سے واقفیت ہوتو ایسے کلام کی جرأت نہ ہوسکے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفا اللہ عنہ

ریڈیو کی خبر، خبر ہے شہادت نہیں

سوال:- یہاں موضع بھاول پور ضلع جلگاؤں میں عید الفطر کا انتیسواں چاند نظر نہیں آیا، اور نہ کوئی عینی شاہد ملا صرف ریڈیو پر بمبئی سے اطلاع ملی کہ وہاں کی رویت ہلال کمیٹی نے عید کا اعلان کر دیا ہے، یہاں پر کچھ لوگوں نے اس پر اعتماد کر کے تیسواں روزہ نہیں رکھا، اور عید منالی اور لوگوں کا روزہ بھی تڑوایا کہ آج کا روزہ حرام ہے، اور کچھ لوگوں نے ۳۰/ پورے روزے رکھے تو اب خبر ہے یا شہادت اور ایسا کرنے والوں پر شرعاً کیا حکم ہے اور جن لوگوں نے روزہ تڑوایا ان کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

شاہد کا مجلس شہادت میں حاضر ہونا ضروری ہے، غائب کی شہادت اگر چہ وہ یہ کہے کہ میں شہادت دیتا ہوں شرعی شہادت نہیں، اسلئے کہ ریڈیو کی خبر خبر ہی ہے[1] خبر اگر مستفیض ہوتو اس پر بھی حکم کرنا درست ہے، ایک دو ریڈیو کی خبر کافی نہیں بلکہ ۲۹/ کو اگر مطلع صاف ہوتو ایک دو کی شہادت بھی کافی نہیں: **وشرط للفطر مع العلة والعدالة نصاب الشهادة ولفظ اشهد اھ درمختار قوله مع**

---

[1] الشهادة هي اخبار صدق لاثبات حق بلفظ الشهادة في مجلس القضاء قوله في مجلس القضاء خرج به اخباره في غير مجلسه فلا يعتبر الخ شامی کراچی ص۴۶۲ ج۷ کتاب الشهادات، طحطاوی علی الدر ص۲۲۷ ج۳ دار المعرفة بيروت.

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

العلة ای غیم وغبار ودخان اھـ[۱] (شامی نعمانیه ص: ۹۱، ج:۲) **وقبل بلاعلة جمع عظیم یقع العلم الشرعی بخبرھم اھـ**[۲](درمختار علی الشامی ص:۹۳، ج:۲)

نعم لواستفاض الخبر فی البلدة الاخریٰ لزمهم علی الصحیح من المذهب اھـ درمختار قال الرّحمتی معنی الاستفاضة ان تاتی من تلک البلدة جماعات متعددون کل منهم یخبر عن اهل تلک البلد اھـ[۳] شامی نعمانیه ص: ۹۴، ج:۲.

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ریڈیو کے ذریعہ شہادت

سوال:-عید کا چاند یا کسی اور مہینہ کا چاند دکھائی نہ دے اور پاکستان وبمبئی کے ریڈیو سے اگر خبر ملے تو اس کی خبر معتبر ہوگی یا نہیں اور ایسی صورت میں روزہ توڑ نا مناسب ہے یا نہیں؟ حالانکہ اکثر کتابوں سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ ریڈیو کی خبر معتبر نہیں، ہاں اگر اعلان کرنے والے کی آواز

[۱] شامی کراچی ص: ۳۸۶، ج:۲، کتاب الصوم. شامی زکریا ص۳۵۳ ج۳،
مجمع الأنهر ص۳۴۹ ج۱ کتاب الصوم مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، بحر ص۲۶۷ ج۲ کتاب الصوم مطبوعه کوئٹه، هندیه کوئٹه ص۱۹۸ ج۱ کتاب الصوم، فتح القدیر ص۳۲۵ ج۲ باب رؤية الهلال مطبوعه دارالفکر بیروت.

[۲] درمختار علی الشامی کراچی صء ۳۸۷، ج:۲، کتاب الصوم زکریا ص: ۳۵۵، ج:۳، سکب الأنهر ص ۳۴۹ کتاب الصوم مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، بحر ص۲۶۸ ج۲ کتاب الصوم مطبوعه. منحة الخالق ص۲۷۰ ج۲ کتاب الصوم مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

[۳] شامی کراچی ص:۳۹۰، ج:۲، کتاب الصوم، مطلب ماقاله السبکی من الاعتماد علی قول الحساب مردود، شامی زکریا ص: ۳۵۹، ج:۳، منحة الخالق ص۲۷۰، ج۲، کتاب الصوم مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

پہچان لی جائے تو معتبر ہے، نیز یہ کہ اگر چاند کے متعلق ریڈیو سے یہ اعلان کیا جائے کہ بمبئی سے جمعیۃ العلماء اور دہلی سے فلاں جماعت نے اعلان کیا ہے کہ چاندی کی تصدیق ہوگئی ہے اور اس پر عمل کیا جائے تو عام مسلمانوں کو ایسی صورت میں اس پر عمل کرنا چاہئے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر کوئی شخص چاند دیکھ کر ریڈیو پر خبر دے کہ میں نے چاند دیکھا ہے تو اس کی خبر شہادت شرعیہ نہیں، اس پر کوئی حکم مرتب نہیں ہوگا بلکہ اس کو لغو کہا جائے گا[۱] اگر رویتِ ہلال کمیٹی جس میں ذی علم اور قابلِ اعتماد لوگ ہوں با قاعدہ چاند کی شہادت حاصل کر کے اعلان کریں یا کرائیں کہ شرعی شہادت سے چاند کا ثبوت ہوگیا ہے اور اعلان کیا جاتا ہے کہ فلاں روز عید ہے، تو اعلان شرعاً معتبر ہوگا،[۲] لیکن عوام کو چاہئے کہ اس اعلان پر اپنے یہاں کے اہلِ علم حضرات کی طرف رجوع کریں اور وہ اس کو معتبر مانتے ہوئے روزہ افطار کرنے اور نمازِ عید ادا کرنے کا حکم دیدیں یہی احتیاط ہے[۳]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲/۱۰/۸۵ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ

صحیح: سید احمد علی سعید نائب مفتی دارالعلوم دیوبند

---

[۱] هی ای الشهادة اخبار صدق لاثبات حق بلفظ الشهادة فی مجلس القاضی خرج به اخباره فی غیر مجلسه فلا یعتبر، تکملة رد المحتار مع در المختار زکریا ص۷۸/۷۷ ج۱۱ کتاب الشهادات، مطلب لا تحل الشهادة بسماع صوت المرأة، لو سمع من وراء الحجاب لا یسعه أن یشهد لاحتمال أن یکون غیره اذ النغمة تشبه النغمة، زیلعی ص۲۱۴/۲۱۳ ج۴ کتاب الشهادات، امدادیه ملتان، مجمع الأنهر ص۲۶۲ ج۳ کتاب الشهادات فصل یشهد بکل ما سمعه أو رآه، طبع دارالکتب العلمیة بیروت، شامی زکریا ص۱۸۱، ج۸، کتاب الشهادات، آلات جدیدہ کے شرعی احکام ص۱۸۸، ہوائی رؤیت ہلال کی شرعی حیثیت مکتبۂ قاسمی دیوبند۔

[۲] امداد المفتین ص۴۸۴ ج۲ کتاب الصوم ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

ریڈیو کی اطلاع پر روزہ

سوال:-گذارش یہ ہے کہ آپ حضرات نے آج تک رویتِ ہلال کے متعلق کچھ فیصلہ نہیں فرمایا اور احکامِ رمضان المبارک جو دارالعلوم سے شائع ہوا ہے اس میں بھی آپ نے یہی لکھا ہے کہ اس کو مستند اور غیر مستند ہونے کے متعلق علماء سے معلوم کرلیا جائے اگر آپ ریڈیو کو لکھ کر دیتے ہیں کہ خبر فلاں فلاں شکل میں معتبر ہوگی تو ہم لوگوں کو آسانی ہوجائے گی، امام صاحب دہلی نے گذشتہ عید الفطر کے موقع پر اعلان کر کے ہر جگہ روزہ کو افطار کرا کر عید دوسرے دن منائی اس مرتبہ میں بھی وہ جمعہ کے روزہ کا اعلان کر چکے ہیں، اور جابجا عمل اس پر ہو رہا ہے اور ہر جگہ روزہ جمعہ و ہفتہ کا ہوا ہے، حضرت مفتی کفایت اللہ صاحبؒ اور حضرت مفتی سعود صاحب باجازت حضرت شیخ الادب رحمۃ اللہ علیہ اور سید عبد القادر فرنگی محل لکھنؤ، مفتی مظہر اللہ صاحب دہلی وغیرہ ان سب حضرات نے اس کو غیر معتبر مانا ہے، اور آپ نے صرف خبر مستفیض کی بحث چھیڑ دی، ہندوستان میں بنگلور اور پٹنہ کی رویت کی خبر بذریعہ ریڈیو پہنچی ہے اور پاکستان میں ہمیشہ چاند ۲۹ر کا ہوتا ہے، وہ لوگ بذریعہ ہوائی جہاز اور دوربین تلاش کر لیتے ہیں پھر بھی ان میں اختلاف

(**حاشیہ صفحہ گذشتہ**) .... "رؤیت هلال میں ریڈیائی خبروں کی شرعی حیثیت" مطبوعه دارالاشاعت کراچی، احسن الفتاوی ص۷ ۴۱، ج۴، کتاب الصوم طبع دار الاشاعت دیوبند، انوار رحمت جدید آلات اور چاند کا ثبوت ص۲ ۵۴، مطبوعه مرادآباد، آلات جدیده کے شرعی احکام ص ۱۸۹ مکتبۂ قاسمی دیوبند.

[۳] والعالم الثقة فی بلدة لا حاکم فيه قائم مقامه، عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية ص ۲۴۶، ج ۱، کتاب الصوم طبع اداره مرکزِ ادب دیوبند، احسن الفتاوی ص ۱ ۴۷، ج۴، کتاب الصوم، طبع دارالاشاعت دیوبند، انوار رحمت جدید آلات اور چاند کا ثبوت ص۵ ۵۱، مصنفه مفتی شبیر احمد صاحب مرادآباد، آلات جدیده کے شرعی احکام ص ۱۸۸، مصنفه مفتی شبیر احمد صاحب مرادآباد، مکتبه قاسمی دیوبند،

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

رہتا ہے، دریافت طلب امر یہ ہے کہ ۲۱؍دسمبر اور ۲۹؍شعبان اور ۳۰؍شعبان پاکستان بروز سنیچر اگر مطلع ابر آلود ہو اور چاند دیکھا گیا ہمارے قرب وجوار میں اور ریڈیو میں یوپی سے اطلاع ملے تو اس ریڈیو کی خبر پر ہم لوگ عید کریں یا نہ کریں؟ ریڈیو کی اور چاند کی خبر کے معتبر اور غیر معتبر ہونے میں اختلاف کا ہونا قدرت کی طرف سے ہے، وہ یہ کہ چاند ہمیشہ ۲۹؍کو نظر نہیں آتا، بلکہ ۳۰؍تاریخ کو نظر آتا ہے، مطلع ہمیشہ صاف نہیں رہتا، کبھی ابر آلود رہتا ہے ہر شخص کی نظر صاف نہیں دیکھ سکتی، اختلاف تو ہمیشہ سے چل رہا ہے البتہ اس کو خلاف قرار دینا جو کہ نتیجہ ہے، عناد کا، جس کا ثمرہ فساد ہے، شرعاً وعقلاً ہر طرح سخت مذموم اور ممنوع ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ رکھے۔ آمین

الجواب حامداً ومصلیاً

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندیؒ نے ریڈیو کے ذریعہ موصول ہونے والی خبروں کے متعلق تفصیل سے کلام کیا اور اس کو شائع کیا ہے کہ کس صورت میں ایسی چیزیں معتبر ہوں گی، کس صورت میں معتبر نہیں ہوں گی[1] یہاں سے بھی چند شرائط کے ساتھ معتبر ہونے کو لکھا جاتا ہے، نہ یہ بات ہے کہ ہر حال میں ان کو معتبر مانا جائے، نہ یہ ہے کہ کسی حال میں معتبر نہ مانا جائے، جیسے کہ بغیر ریڈیو کی خبر نہ معتبر ہوتی ہے نہ غیر معتبر ہوتی ہے، مولانا محمد میاں صاحب نے بھی دہلی سے اس کی تفصیل عرصہ ہوا شائع کردی ہے، ہمارے پاس امسال معتبر آدمیوں نے خود اپنا دیکھنا اور جمعہ کو روزہ رکھنا بیان کیا ہے، ان کے بیان کو یہاں معتبر تسلیم کیا گیا اور اعلان کردیا گیا کہ جمعہ کو پہلا روزہ ہے، جن لوگوں نے رکھ لیا ہے وہ بری ہوگئے، جنہوں نے نہیں رکھا وہ بعد عید ایک روزہ کی قضا

---

[1] آلات جدیدہ کے شرعی احکام ص:۱۸۸، مکتبۂ قاسمی دیوبند.

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

کریں[۱] دہلی، بجنور وغیرہ متعدد مقامات پر ۲۹ر کی رویت ہوئی ہے، اب کوئی تردد نہیں رہا، آئندہ روزہ کا حکم اسی پر مرتب ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۹/۱۶ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۸۸/۹/۱۶ھ

ریڈیو کی خبر پر افطار اور عید

سوال:- ہمارے یہاں بہت سے آدمیوں نے ریڈیو کی خبر کے مطابق آج ۲۳ر جنوری ۶۶ھ بروز اتوار سات آٹھ بجے دن کو روزہ افطار کرلیا ہے اور عید الفطر کی نماز بھی ادا کرلی، لیکن ہمارے یہاں اور گردونواح کی کسی بھی جگہ سے چاند دیکھنے کی کوئی معتبر خبر نہیں سنی، سب جگہوں سے بدستور روزہ رکھنے کی اور ۲۴ر جنوری کو عید الفطر کی نماز ادا کرنے کی خبر ہے، لہٰذا جن آدمیوں نے ۲۳ر جنوری کو روزہ افطار کرلیا اور عید الفطر کی نماز ادا کرلی ان کے لئے اسلام کی رو سے کیا حکم ہے؟

[۱] إذا صام أهل بلدة ثلاثين يوماً للرؤية وصام أهل بلدة تسعة وعشرين يوماً للرؤية فعليهم قضاء يوم وفي القدوری إذا كان بين البلدتين تفاوت لا تختلف المطالع لزم حكم احدیٰ البلدتين حكم البلدة الاخریٰ فأما إذا كان تفاوت تختلف المطالع فيه لم يلزم حكم احدیٰ البلدتين حكم البلدة الاخرى، المحيط البرهانی ص۳۴۲/۳۴۱ ج۳ كتاب الصوم الفصل الثانی ما يتعلق برؤية الهلال، مطبوعه المجلس العلمی گجرات، فتاوى التاتارخانية ص۳۵۵ ج۲ كتاب الصوم، رؤية الهلال طبع ادارة القرآن كراچی خانية على هامش الهندية ۱۹۸ ج۱ كتاب الصوم الفصل الاول فی رؤية الهلال طبع كوئٹه، مجمع الأنهر ص۳۵۳ ج۱ كتاب الصوم قبيل باب موجب الفساد طبع دار الكتب العلمية بيروت.

الجواب حامداً ومصلیاً

محض ریڈیو کی خبر پر کہ فلاں جگہ عید ہے روزہ توڑ دینا اور عید پڑھنا درست نہیں[1] لیکن اگر رویتِ ہلال کمیٹی یا قاضی شرع باقاعدہ شرعی شہادت لے کر اعلان کرے یا کرائے کہ شرعی طور پر چاند کا ثبوت ہوگیا ہے، اس لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ فلاں روز عید ہے، تو یہ اعلان معتبر ہوگا،[2] جب کہ بعد میں ثابت ہوگیا کہ اتوار کو یکم شوال تھی تو جو روزہ توڑا گیا تھا اس کی قضاء لازم نہیں،[3] اور جو نماز عیدالفطر پڑھ لی گئی ہے اس کی بھی قضاء لازم نہیں[4] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ

الجواب صحیح: سید احمد علی سعید دارالعلوم دیوبند ۸۵/۱۰/۲۳ھ

---

[1] لو سمع من وراء الحجاب لا يسعه ان يشهد لاحتمال ان يكون غيره اذا النغمة تشبه النغمة، زيلعي ص ۲۱۳،۲۱۴ ج ۴ كتاب الشهادات، مطبوعه امداديه ملتان، مجمع الأنهر ص ۲۶۶ ج ۳ كتاب الشهادات فصل يشهد بكل ما سمع أو راه، طبع دار الكتب العلمية بيروت، شامي زكريا ص ۱۸۱ ج ۸ كتاب الشهادات، آلات جديده كے شرعی احكام ص ۱۸۸، هوائی رؤيت هلال كی شرعی حيثيت، مكتبه قاسمی ديوبند.

[2] امداد المفتين ص ۴۸۴ ج ۲ كتاب الصوم، ''رؤیت ہلال میں ریڈیائی خبروں کی شرعی حیثیت'' طبع دار الاشاعت كراچی، احسن الفتاویٰ ص ۴۱۷ ج ۴ كتاب الصوم، رؤيت هلال ميں ريڈيو وغيره كی خبر كی تحقيق، طبع دار الاشاعت ديوبند، انوار رحمت آلات جدیدہ اور چاند کا ثبوت ص ۵۴۲، مطبوعه مرادآباد، آلات جدیدہ کے شرعی احکام ص ۱۸۹ مكتبۂ قاسمی ديوبند.

[3] ويكره صوم يوم العيد وأيام التشريق إلى قوله ولا قضاء عليها ان شرع فيها ثم افطر الخ، عالمگيری كوئٹه ص: ۲۰۱، ج: ۱، الباب الثالث فيما يكره للصائم وما لا يكره، طحطاوی مع المراقی ص ۵۶۹ كتاب الصوم فصل فی العوارض، مطبوع مصر، البحر الرائق كوئٹه ص ۲۹۵ ج ۲ كتاب الصوم فصل عقد لبيان ما يوجبه العبد على نفسه.

[4] چونکہ وہ نماز اپنے وقت پر ادا ہوچکی ہے اس لئے اسکی قضاء کی ضرورت نہیں، قضاء تو وقت سے فوت ہوجانے کے بعد واجب ہوتی ہے۔ القضاء تسليم عين الوجب بعد خروج الوقت (طحطاوی علی المرقی ص: ۳۵۸) باب قضاء الفوائت، مطبوعه مصر، فتاوی الهنديه كوئٹه ص ۱۲۱ ج ۱ الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت، البحر الرائق كوئٹه ص ۷۹ ج ۲ باب قضاء الفوائت.

ریڈیو کی خبر پر روزہ افطار کرنا

سوال:- امسال بلیا میں عید کا چاند نہیں دیکھا گیا، ہندوستان اور پاکستان کے تمام ریڈیو سے ۲۹/رمضان کی خبر دی کہ کہیں چاند نہیں، لیکن ۱۲/بجے رات کے پاکستان ریڈیو اور بمبئی ریڈیو نے خبر دی کہ ۲۹/کا چاند ہوگیا ہے، اس خبر کو سن کر بعض عجلت پسند لوگوں نے روزہ توڑ دیا، اس میں ایک مولوی صاحب بھی ہیں انہوں نے بھی روزہ توڑ دیا، لیکن عید کی نماز دوشنبہ کو پڑھائی، حالانکہ نماز کا وقت تھا اس لئے کہ سحری کے وقت تک خبر معلوم ہوچکی تھی، اور شہر بلیا اور اس کے قرب وجوار کے تمام لوگوں نے اس خبر کو نہیں مانا، اور روزہ نہیں توڑا، اب دریافت طلب یہ بات ہے کہ جن لوگوں نے صرف ریڈیو کی خبر پر روزہ توڑ دیا اور نماز عید نہیں پڑھی، حالانکہ وقت تھا، ان لوگوں نے کیسا فعل کیا اور جن لوگوں نے روزہ نہیں توڑا ان کا فعل کیسا ہے، جب کہ عینی شہادت مفقود تھی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

آج کل عامۃً ریڈیو پر اس طرح خبر آتی ہے کہ فلاں جگہ چاند ہوگیا، یا فلاں جگہ عید ہے، نہ یہ خبر کہ چاند کس نے دیکھا ہے ایک دو نے یا زائد نے، مطلع صاف تھا یا نہیں، چاند دیکھنے والے مقبول الشہادۃ ہیں یا نہیں، رویت ہلال کمیٹی نے شہادت قبول کر کے اعلان کیا ہے یا ویسے ہی یہ اعلان حکومت مسلم کی طرف سے ہے، یا محض ریڈیو کے منتظمین کی طرف سے وغیرہ وغیرہ تو ایسی خبر پر روزہ توڑنا درست نہیں[1]، اگر وہ اعلان ریڈیو پر اس طرح ہو کہ فلاں جگہ شرعی شہادت کے ذریعہ سے چاند کا ثبوت ہوگیا ہے اور رویت ہلال کمیٹی (جس کے ذمہ دار مسائل شرع سے واقف اور مقبول الشہادۃ آدمی ہیں) یا حکومت مسلم (قاضی یا وزیر وغیرہ) کی طرف سے یہ اعلان کیا جاتا

---

[1] ملاحظه هو تحت عنوان "ریڈیو کی خبر پر افطار اور عید" رقم الحاشية ا، "ریڈیو کے ذریعے شهادت" رقم الحاشية ا.

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

ہے کہ کل فلاں روز نماز عید ادا کی جائے تو یہ خبر معتبر ہے[۱]، اس پر روزہ افطار کرنا اور نماز عید ادا کرنا درست ہے، اس مسئلہ کی پوری تفصیل حضرت مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی نے مستقل رسالہ[۲] میں بیان فرمائی ہے، اگر عید کے چاند کا ثبوت واعلان ایسے وقت ہوجائے کہ نماز روزہ والوں کو خبر پہنچ جائے اور وہ نماز عید وقت پر (زوال سے پہلے) ادا کرسکیں تو آئندہ روز کیلئے بغیر کسی شرعی مجبوری (بارش شدید وغیرہ) کے نماز کو مؤخر کرنا درست نہیں[۳] آپ اپنے یہاں کے حالات کو اس مسئلہ کی روشنی میں خود سمجھ لیں اور مولوی صاحب سے دریافت کرلیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ریڈیو کی خبر پر روزہ توڑ دینا

سوال:- ریڈیو کی خبر دیانات ومعاملات میں شرعاً حجت ہے یا نہیں؟ دیانات میں خصوصاً رویتِ ہلال رمضان وعید الفطر میں؟

(۲) آگرہ میں ۱۷/اگست کو مطلع صاف نہ ہونیکی وجہ سے رویت نہ ہوسکی، ۱۸/اگست کو سب نے روزہ رکھا مگر دوپہر کو بعض افراد یہ کہہ کر (کہ پاکستانی ریڈیو کی خبر سے ہمارا دل گواہی دے رہا کہ آج عید ہے) روزہ افطار کیا اور دوسروں سے یہ کہہ افطار کرایا کہ آج شیطانی روزہ ہے، ان

۱۔ تقدم تخریجه تحت عنوان "ریڈیو کے ذریعه شهادت" رقم الحاشية ۱، "ریڈیو کی خبر پر افطار اور عید" رقم الحاشية ۱.

۲۔ آلات جدیده کے شرعی احکام، مکتبه قاسمی دیوبند.

۳۔ وتوخر بعذر کمطر دخل فيه ما اذا لم يخرج الامام وما اذا غم الهلال فشهدوا به بعد الزوال او قبله بحيث لا يمكن جمع الناس فلا توخر من غير عذر (شامی نعمانيه ص: ۵۶۱، ج: ۱، باب العيدين، مطلب امر الخليفة لا يبقٰى بعد موته، شامی کراچی ص: ۱۷۶، ج: ۲، الفتاوی الهندية ص۱۵۲، ج۱، الباب السابع عشر فی صلاة العيدين، مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۴۳۹، باب احكام العيدين مطبوعه مصر.

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

لوگوں کا یہ فعل صحیح تھا یا غلط؟ اگر غلط تھا تو ان لوگوں پر قضا ہے یا قضا مع الکفارہ یا کچھ نہیں، اگر کچھ نہیں تو کیوں؟

(۳) فقہاء کے نزدیک اختلافِ مطالع کا کہاں تک اعتبار مانا گیا ہے بینوا توجروا۔

نوٹ: چونکہ میں ایک طالب علم ہوں اس لئے دلائل سے سمجھنا چاہتا ہوں جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ ۶ / ستمبر ۴۷ء

الجواب حامداً ومصلیاً

ریڈیو کی خبر حجت نہیں محض ریڈیو کی خبر پر روزہ افطار کر کے عید کرنا ہرگز جائز نہیں[1] بلکہ ناجائز اور معصیت ہے، لیکن اگر بعد میں شہادتِ شرعیہ یا خبر مستفیض سے ثبوت ہو جائے، تو قضا یا کفارہ کا حکم بھی نہیں کیا جائے گا[2]

رمضان کے متعلق اختلافِ مطالع شرعاً معتبر نہیں، یہی ظاہرِ مذہب ہے: **واختلاف المطالع غير معتبر علىٰ ظاهر المذهب وعليه اكثر المشائخ وعليه الفتوىٰ بحر عن الخلاصة يلزم اهل المشرق برؤية اهل المغرب اذا ثبت عندهم رؤية اولٰئك بطريق موجب اھ كان يتحمل اثنان الشهادة اويشهدا علىٰ حكم القاضى او**

[1] تقدم تخريجه تحت عنوان "ریڈیو کی خبر پر افطار اور عید" رقم الحاشية ١، "ریڈیو کے ذریعہ شہادت" رقم الحاشية ١.

[2] ولزم نفل شرع فيه قصداً اداء وقضاءً اِلّا فى العيدين وايّام التشريق فلا يلزم اداءً ولا قضاءً اذا أفسده، الدر المختار مع الشامى زكريا ص ٤١٢، ٤١١ ج٣ كتاب الصوم باب يفسد الصوم وما لا يفسد، فصل فى العوارض، طحطاوى مع المراقى ص ٥٦٩ كتاب الصوم فصل فى العوارض مطبوعه مصر، فتاوى الهنديه كوئٹه ص ٢٠١ ج١ كتاب الصوم الباب الثالث فيما يكره للصائم.

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

یستفیض الخبر بخلاف ما اذا اخبر ان اھل بلدۃ کذا رأوہ لانہ حکایۃ[1] اھـ (درمختار وشامی ص: ۱۳۲)

تار، ٹیلیفون، خط، ریڈیو وغیرہ کی خبر کے متعلق مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مستقل رسالہ[2] تالیف کیا ہے زیادہ تفصیل مطلب ہو تو اس کو دیکھئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۹/۱۱/۶۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مظاہر علوم

صحیح: عبد اللطیف مظاہر علوم ۱۲/ ذیقعدہ ۶۶ھ

ریڈیو کی خبر پر روزہ نہ توڑنا

سوال:- جن لوگوں نے رڈیو کی خبر پر روزہ نہ توڑا اور ۳۰/ روزے پورے کئے انکا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ثبوت رویت نہ ہونے کی بناء پر جنہوں نے عمل کیا صحیح کیا کما مر من الدر المختار وشرط للفطر[3] الخ. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

---

[1] شامی ص: ۹۶، ج: ۲، نعمانیہ مطلب فی اختلاف المطالع شامی کراچی ص: ۳۹۳، ج: ۲، الفتاوی الھندیہ کوئٹہ ص ۱۹۸ ج ۱ کتاب الصوم الباب الثانی فی رؤیۃ الھلال، طحطاوی مع المراقی ص ۱۵۴ فصل فیما یثبت الھلال فی صوم مطبوعہ مصر.

[2] "آلات جدیدہ کے شرعی احکام"، ص ۱۸۸ طبع مکتبۂ قاسمی دیوبند.

[3] وشرط للفطر مع العلۃ والعدالۃ نصاب الشھادہ وھو رجلان او رجل وأمرأتان ولفظ اشھد. الدر المختار علی الشامی کراچی ص ۲/۳۸۶، کتاب الصوم، شامی زکریا ص ۳/۳۵۳، مبحث فی صوم یوم الشک، مجمع الأنھر ص ۳۴۸ ج ۱ کتاب الصوم، طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت، ھندیۃ کوئٹہ ص ۱/۱۹۸، کتاب الصوم، الباب الثانی فی رؤیۃ الھلال،

بغیر ثبوتِ رویت کے عید کرنا درست نہیں

سوال:- (۱) اگر کوئی شخص بلا چاند دیکھے صرف ریڈیو کی خبر پر ۳۰ر رمضان کو عید کرے تو جائز ہوگا یا نہیں؟

بغیر رویت کے محض ریڈیو کی خبر پر عید کرنا

سوال:- (۲) قریبی شہر کلکتہ سے بذریعہ ریڈیو اگر یہ خبر پہنچے کہ اگر چہ کلکتہ میں چاند نہیں دیکھا گیا، لیکن چونکہ ڈھاکہ، دہلی وغیرہ شہر سے چاند کی خبریں بذریعہ ریڈیو آرہی ہیں، اسی بناء پر یہ کلکتہ میں عید ہو رہی ہے اس خبر پر کلکتہ والوں کو اور کلکتہ کی خبر پر دیہاتوں میں عید کرنا جائز ہوگا یا نہیں؟

(۳) اگر ۳۰ر رمضان کو ایسی خبر پر عید کرے اور بعد کو اگلے روز چاند ہونے کی تحقیق ہو جائے، تو اس کو عید بلا تحقیق کرنا جائز ہوا یا نہیں؟

(۴) اور اگر چہ بعد میں چاند کی تحقیق ہوئی، لیکن چونکہ وہ لوگ ۳۰ر رمضان کو آٹھ بجے تک روزہ میں تھے، ریڈیو کی ایسی خبر پر کلکتہ کے مسلمان آکر دیہات میں کہیں اور وہ لوگ روزہ توڑ کر عید کر لیں، تو قضاء و کفارہ یعنی ۶۰ر روزے لازم ہوں گے۔

(۵) یا صرف ایک روزہ رکھے؟

(۶) یا کچھ کرنا نہیں پڑے گا؟

(۷) اور جو لوگ ایسی خبروں کو غیر معتبر سمجھ کر ۳۰ر رمضان کو عید نہ کر کے پورا ۳۰ر روزہ رکھ کر اگلے دن عید کریں تو وہ حق پر تھے، یا نہیں؟

(۸) اگر چہ بعد میں ۲۹ر رمضان کے چاند کی تحقیق ہو تب بھی کیا ہوگا؟

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

(۹) چونکہ صرف ریڈیو کی خبر تھی، جس کے مشتہر غیر مسلم ہوتے ہیں۔

(۱۰) یا ڈھاکہ کی خبر جو مسلمین دے رہے ہیں انکے احوال معلوم نہیں کہ متقی ہیں یا نہیں؟

(۱۱) اور دہلی چونکہ کلکتہ سے قریب ہزار میل ہے، جسکا طلوع وغروب کلکتہ کے ساتھ متفق نہیں ہوسکتا، کہ وہاں ۲۹؍رمضان کو چاند ہوا ہو اور یہاں نہیں اسلئے اس کو غیر معتبر سمجھ کر۔

(۱۲) اور چونکہ کلکتہ والے خود چاند نہیں دیکھے صرف ڈھاکہ یا دہلی کی خبر پر عید کررہے ہیں۔

(۱۳) لہٰذا اس خبر کو بھی غیر معتبر سمجھ کر ۳۰؍رمضان کو عید نہ کریں بلکہ روزہ رکھیں تو ان کا یہ روزہ رکھنا حرام تو نہیں ہوگا۔

(۱۵) نیز امسال دیوبند وسہارن پور میں روزہ کتنے ہوئے؟

(۱۶) عید کب ہوئی۔

(۱۷) اچھا شریعت میں کوئی ایسی حد معین ہے کہ اگر مثلاً پانچ سو میل کے اندر والے کے لئے حجت ہو، اس سے اگر دور ہو تو حجت نہیں۔

یہ کل سترہ سوالات ہیں، امید ہے کہ ہر ہر سوال کے جواب سے سرفراز فرمائیں گے، حقیقت میں سوال ایک ہی ہے، اس لئے آپ کے قانون کے خلاف نہیں ہوا۔

ضروری گذارش: چونکہ اس مسئلہ پر پوری مغربی بنگال میں اختلاف ہے، اور شدید اختلاف ہے، اس لئے برائے کرم ہر ہر سوال کے جواب سے سرفراز فرمائیں کیوں کہ اس کا ہر سوال حقیقی اور واقعی ہے، مخترعہ نہیں، جس کا جواب نہیں آئے گا، پھر اسی کو لے کر جھگڑا ہوگا، ۲۲؍شوال کو ہمارا ایک اجلاس ہوگا، جس میں یہی مسئلہ لے کر گہری بات ہوگی، لہٰذا قبل اس تاریخ کے اگر جواب پہنچے تو بڑا احسان ہوگا، خط پہنچنے میں چھ روز لگتے ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) اگر ۲۹؍کو مطلع صاف ہو کہ نہ بادل ہو نہ غبار نہ دھواں ہو نہ بارش ہو نہ سرخی ہو تو محض کسی

ریڈیو کی اتنی خبر پر کہ فلاں جگہ چاند ہو گیا ۳۰ رمضان کو عید کرنا درست نہیں[۱]

(۲) اتنی خبر بھی کافی نہیں[۲]

(۳) بلا تحقیق عید کرنا جائز نہیں تھا، اگر چہ بعد میں تحقیق سے حجت کا علم ہو جائے[۳]

(۴) جب تک شرعی طور پر تحقیق نہ ہو جائے روزہ توڑنے کی اجازت نہیں لیکن بعد میں تحقیق ہونے پر کہ اسی روز عید تھی، قضاء و کفارہ کا وجوب نہ ہوگا[۴]

(۶،۵) نہ قضاء سے ہے نہ کفارہ، بلا تحقیق روزہ توڑنے پر استغفار کرے[۵]

(۷) جب تک تحقیق نہ ہو جائے روزہ رکھنا لازم ہے، عید کرنا درست نہیں لہذا انہوں نے ٹھیک کیا[۶]

---

[۱] وان لم یکن بالسماء علة فیھما یشترط ان یکون فیھما الشھود جمعاً کثیراً یقع العلم بخبرھم (بحر کوئٹہ ص۲۶۸، ج:۲، کتاب الصوم) الدر المختار مع الشامی زکریا ص۳۵۶ ج۳ کتاب الصوم مطلب ما قاله السبکی من الاعتماد علی قول الحساب مردود، الفتاویٰ الھندیة کوئٹہ ص۱۹۸ ج۱ کتاب الصوم الباب الثانی فی رؤیة الھلال طبع کوئٹہ.

[۲] تقدم تخریجه تحت عنوان "ریڈیو کی خبر پر افطار اور عید" رقم الحاشیة ۱، "ریڈیو کے ذریعہ شھادت" رقم الحاشیة ۱.

[۳] ان غم علی الناس ھلال شوال اکملوا عدة رمضان ثلاثین یوماً لان الاصل بقاء الشھر وکماله فلا یترک ھذا الاصل الا بیقین (بدائع ص۸۰، ج:۲، کتاب الصوم، مطبوعه کراچی.

[۴] ولا قضاء علیھا ان شرع فیھا ثم افطر الخ (عالم گیری کوئٹہ ص۲۰۱/۱، الباب الثالث فیما یکرہ للصائم، شامی زکریا ص۴۱۲/۳ کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم ومالا یفسد فصل فی العوارض طحطاوی مع المراقی مصری ص۵۶۹، کتاب الصوم، فصل فی العوارض،

[۵] حوالۂ باله.

[۶] ان غم علی الناس ھلال شوال اکملوا عدہ رمضان ثلاثین یوماً لان الاصل بقاء الشھر وکماله فلا یترک ھذا الاصل الا بیقین (بدائع ص۸۰، ج:۲، کتاب الصوم، مطبوعه کراچی، بدائع الصنائع زکریا ص۲۲۰ ج۲ فصل انواع الصوم، بحر کوئٹہ ص۲۶۳ ج۲ کتاب الصوم، زیعلی ص۳۷۱ ج۱ کتاب الصوم امدادیه ملتان.

(۸) انہوں نے ٹھیک کیا وہ گنہگار نہیں[1]

(۹،۱۳) محض یہ خبر کہ چاند ہو گیا یا عید ہے کسی کی بھی معتبر نہیں اگر چہ ریڈیو پر خبر دینے والے مسلم متفق ہوں[2]

(۱۴) آپ کی تحریر کردہ صورت میں وہ لوگ گنہگار نہیں[1]

(۱۵) ۲۹/ ہوئے۔

(۱۶) عید سنیچر کو ہوئی۔

(۱۷) ایک قول میں اس کا بھی اندازہ کیا گیا ہے: **وقدر البعد الذی تختلف فیه المطالع مسیرة شهر فاکثرعلٰی مَا فی القهستانی**(رد المحتار ص: ۹۲ ج:۲) شامی نے اس کی دلیل کے ضعف کی طرف بھی اشارہ کیا ہے[4] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دار العلوم دیوبند ۱۰/۱۰/۹۱ھ

---

[1] ان غم علی الناس هلال شوال اکملوا عده رمضان ثلاثین یوماً لان الاصل بقاء الشهر وکماله فلا یترک هذا الاصل الا بیقین (بدائع ص ۸۰، ج:۲، کتاب الصوم، مطبوعه کراچی، بدائع الصنائع زکریا ص ۲۲۰ ج۲ فصل انواع الصوم، بحر کوئٹه ص۲۶۳ ج۲ کتاب الصوم، زیعلی ص ۳۷۱ ج ۱ کتاب الصوم امدادیه ملتان.

[2] تقدم تخریجه تحت عنوان "ریڈیو کے ذریعے شهادت" رقم الحاشیة ۱، "ریڈیو کی خبر پر افطار اور عید" رقم الحاشیة ۱.

[3] گذشتہ صفحہ کا حوالہ نمبر ۵۔

[4] فی القهستانی عن الجواهر اعتباراً بقصه سلیمان علیه السلام فانه قد انتقل کل غدو ورواح من اقلیم الی اقلیم وبینهما شهر اهـ ولا یخفی مافی هذا الاستدلال. شامی کراچی ص: ۳۹۳، ج:۲، مطلب فی اختلاف المطالع کتاب الصوم وشامی نعمانیه ص: ۹۲، ج:۲، شامی زکریا ص۳۶۴/۳۶۳ ج۳ مطلب فی اختلاف المطالع، طحطاوی مع المراقی ص ۵۴۱ فصل فی ما یثبت الهلال فی صوم مطبوعه مصر.

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

اٹھائیس رمضان کو چاند کی شہادت

سوال:- ایک گاؤں میں دس آدمیوں نے گواہی دی ہے کہ ہم نے مورخہ ۲۸/رمضان المبارک ۷۵ھ کو شام چاند بچشم خود دیکھا ہے، لوگوں کے روزے چھوڑوانے اور جو آدمی چاند دیکھنے والے ہیں، ان میں پانچ بالغ اور پانچ نابالغ ایک چمار باقی نومسلم ہیں گاہے گاہے نماز پڑھتے ہیں لیکن ہیں مسلمان، چاند دیکھنے والوں کا کیا حکم ہے، اور مفطرین کا کیا حکم ہے۔

الجواب حامداًومصلیاً

مہینہ ۲۹/روز کا ہوتا ہے، یا ۳۰/کا ۲۸/کا نہیں ہوتا، وہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں، جب وہ نمازی نہیں، تو وہ کبیرہ گناہ کے مرتکب ہیں فاسق ہیں انکی شہادت ہرگز مقبول نہیں: **وقبل بلادعوی وبلا لفظ اشهد للصوم مع علةٍ كغيمٍ خبر عدل اومستورعلى ماصَحّحَه البزازى علىٰ خلاف ظاهر الرواية لا فاسق اتفاقا بين اهل المذهب ومانسبه الاكمل الى الطحاوى من ان شهادة الفاسق فى هلال رمضان تقبل فهى نسبة غير صحيحة كما اوضحه صاحب النهر وفى النهر قول الفاسق فى الديانات اى يمكن تلقيها من العدول غير مقبول كالهلال ورواية الاخبار ولو تعدد كفاسقين فاكثر** (درمختار[1] وطحطاوی[2] ص: ۴۴۶، ج: ۱)

ایسے لوگوں کی شہادت پر اعتماد کرتے ہوئے روزہ افطار کرنا ہرگز درست نہیں، خصوصاً جب

---

[1] الدر مختار مع الشامى نعمانيه ص: ۹۰، ج: ۲، مطلب فى صوم يوم الشک شامى كراچى ص: ۳۸۵، ج: ۲.

[2] طحطاوى على الدر ص: ۴۱۷، ج: ۱، كتاب الصوم، مطبوعه مصر، فتح القدير ص ۳۲۲ ج ۲ كتاب الصوم فصل فى رؤية الهلال مطبوعه دار الفكر بيروت.

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

کہ چاند کا محل بھی نہیں[1]، جس میں شک اور شبہ کی گنجائش ہو لہٰذا جن لوگوں نے ان کے کہنے سے روزہ نہیں رکھا، ان کے ذمہ قضا لازم ہے[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف

تیس رمضان کو چاند نظر نہیں آیا

سوال:-شرعی شہادت کی بناء پر قاضی شہر نے رویت ہلال کی تصدیق کردی اور عام اعلان بھی کردیا اور اس علان کے مطابق عوام وخواص نے روزے رکھنا بھی شروع کردیئے، تیس روزے پورے ہونے کے بعد جب تیس تاریخ کو چاند دیکھنے کی نوبت آئی تو مطلع بالکل صاف تھا، مگر اس کے باوجود چاند نظر نہیں آیا، اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ صبح عید منائی جائے یا نہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر ہلال رمضان کی رویت کے وقت مطلع صاف نہیں تھا، بلکہ ابر تھا اور قاضی کے پاس دو

---

[1] عن ابن عمر قال قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنّا اُمّة اُمّيّة لا نكتب ولا نحسب الشهر هكذا وهكذا وهكذا وعقد الإبهام فى الثالثة ثم قال الشهر هٰكذا وهٰكذا وهٰكذا يعنى تمام الثلاثين يعنى مرّة تسعا وعشرين ومرة ثلاثين متفق عليه، مشكوٰة المصابيح ص ۱۷۴ ج ۱ كتاب الصوم باب رؤية الهلال طبع ياسر نديم ديوبند.

[2] إذا مضٰى من رمضان تسعة وعشرون يوما فاصبح الناس فى الرساتيق وسمعوا اصوات الطبل فى اليوم الثلاثين فظنوا ان هذا يوم العيد فافطروا ثم تبين أن صوت الطبل كان لغير ما ظنوا هل تلزمهم الكفارة؟ فقال لا، فتاوى التاتارخانية ص ۳۹۵ ج ۲ كتاب الصوم الفصل التاسع ما يصير شبهة فى اسقاط الكفارة، طبع ادارة القرآن كراچى شامى زكريا ص ۳۸۳، ج ۳، كتاب الصوم باب ما يفسد الصوم وما لا يفسد مطلب فى جواز الافطار بالتحرّى.

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

گواہوں نے اپنی رویت بیان کی جس پر قاضی نے ثبوت رمضان کا اعلان کردیا اور تیس روزے پورے ہونے پر مطلع صاف ہونے کے باوجود عید کا چاند نظر نہیں حالانکہ یہ اکتسویں شب ہے، تو عید نہ کی جائے بلکہ روزہ رکھا جائے، اگر ایک شخص کی خبر پر ثبوت رمضان کا اعلان کیا گیا تھا پھر تیس روزے ہوجانے پر مطلع صاف ہونے کے باوجود چاند نظر نہیں آیا تو اس شخص کو جس کی خبر پر رمضان کا اعلان کیا گیا تھا شرعی سزا دیجائے کیونکہ اس نے ہلال رمضان کی خبر غلط دی تھی۔ ردالمحتار ص: ۹۴، ج:۲[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

زوال سے پہلے یا بعد چاند دیکھ کر روزہ افطار کردینا

سوال:- اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے یہاں ابر کی وجہ سے انتیس رمضان کو رویتِ ہلال نہ ہوئی مگر تیس تاریخ کو چھ سات بجے تقریباً دوسری جگہ سے ٹیلیفون اور تار آیا اور قریب دس بجے چاند بھی دیکھا گیا، بناءعلیہ بعض لوگوں نے صرف تار اور ٹیلیفون پر اعتماد کرکے رویتِ ہلال کے قبل روزہ توڑ ڈالا اور بعضوں نے چاند دیکھ کر توڑا مگر قبل زوال اور بعضوں نے چاند دیکھ کر بعد زوال توڑا اور بعض لوگوں نے چاند دیکھا قبل زوال اور روزہ بعد زوال توڑا اور بعض لوگوں نے اپنی خوشی سے رکھ لیا تھا مگر کسی مولوی صاحب کے کہنے پر توڑا چاند کے یقین تار ٹیلیفون پر اعتماد کرکے کہ انتیس پر چاند ہوا اور آج عید کا دن ہے، عید کے روز روزہ رکھنا حرام ہے، پھر ایک دوروز کے بعد یقینی طور پر ثابت ہوگیا کہ انتیس تاریخ کو چاند ہوا ہے، اب ان لوگوں کا روزہ توڑنا بحکم شرع شریعت صحیح

---

[1] وبعد صوم ثلاثین بقول عدلین حل الفطر ولو صاموا بقول عدل حیث یجوز وغم ھلال الفطر لایحل علی المذھب (الدر) ای الفطر اذا لم یر الھلال قال فی الدرر ویعزر ذلک الشاھد ای لظھور کذبہ. (شامی نعمانیہ ص: ۹۴، ج:۲، قبیل مطلب فی رویۃ الھلال نھارا شامی کراچی ص: ۳۹۰، ج:۲)

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

ہے یا نہیں؟ برتقدیر ثانی کفارہ بھی ہے، یا صرف قضاء ہے، ہر ایک فریق کا حکم بالدلیل تحریر فرمائیں بحوالہ کتب معتبرہ وتعین صفحہ جات۔ بینواوتوجروا۔

الجواب حامداًومصلیاً

تار اور ٹیلیفون کی خبر شرعی شہادت نہیں[1] لہٰذا اس پر روزہ توڑنا جائز نہیں ہے، قریب ۱۰؍بجے چاند دیکھنا بھی روزہ توڑنے کے لئے ظاہر مذہب کے موافق شرعی حجت نہیں، اس پر عمل کرتے ہوئے روزہ توڑنا بھی منع ہے: **ورویته نهاراً قبل الزوال وبعده غير معتبر على ظاهر المذهب وعليه اكثر المشائخ وعليه الفتوىٰ بحر عن الخلاصه درمختار ومعنى عدم اعتبارها انه لا يثبت بها حكم من وجوب صوم او فطر فلذا قال فى الخانية فلا يصام له ولا يفطر** (ردالمحتار[2] ص: ۱۴۹، ج:۲)

عبارت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ خواہ چاند قبل الزوال دیکھا جاوے تو خواہ بعد الزوال دونوں صورتوں میں اس دن کے حق میں یہ رویت معتبر نہ ہوگی، لہٰذا دونوں صورتوں میں روزہ توڑنا درست نہ ہوگا، خواہ روزہ قبل الزوال توڑے خواہ بعد الزوال ہر حال میں ممنوع ہوگا، یہی قول مختار اور مفتی بہ ہے والبسط فی ردالمحتار[3] ص:۱۴۶، ج:۲ صرف تار اور ٹیلیفون پر اعتماد کر کے روزہ توڑنا نہ خود جائز ہے، نہ کسی دوسرے مولوی صاحب وغیرہ کے کہنے سے جائز، یہ صحیح ہے کہ عید کے روزہ رکھنا حرام

---

[1] الشهادة هى اخبار صدق لإثبات حق بلفظ الشهادة فى مجلس القضاء قوله فى مجلس القضاء خرجه به اخباره فى غير مجلسه فلا يعتبر الخ شامى كراچى ص۶۲ ج۷ كتاب الشهادات، طحطاوى على الدر ص۲۲۷ ج۳، دار المعرفة بيروت.

[2] رد المحتار ص: ۹۲، ج:۲، نعمانيه، خانيه على الهندية ص۱۹۸ ج۱ كتاب الصوم الفصل الاوّل فى رؤية الهلال الخ مطبوعه كوئٹه، تاتارخانية ص۳۵۴ ج۲ كتاب الصوم الفصل الثانى فى رؤية الهلال، مطبوعه كراچى.

[3] شامى زكريا ص۳۶۱ ج۳ كتاب الصوم مطلب فى رؤية الهلال نهاراً.

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

ہے لیکن عید کا روز چاند دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے یا رمضان شریف کے یقینی طور پر تیس دن گذرنے سے یا شرعی شہادت مہیا ہوجانے سے۔

اورصورتِ مسئولہ میں چاند دیکھا نہیں، رمضان شریف کے پورے تیس دن ہوئے نہیں شرعی شہادت موجود نہیں پھر عید کا روز ہونا کیسے ثابت ہوا، البتہ جس نے ناواقفیت کی بنا پر کسی مولوی صاحب کے کہنے سے روزہ توڑا ہے وہ گنہگار نہیں جن لوگوں نے چاند دیکھ کر قبل الزوال روزہ توڑا ہے یا قبل الزوال دیکھ کر بعد الزوال توڑا ہے اس کے ذمہ کفارہ نہ ہونا ظاہر ہے، کیونکہ اس میں اختلاف ہے، امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر چاند قبل الزوال دیکھا جاوے تو وہ شب گذشتہ کا ہوگا، لہٰذا یہ دن اس قول کے مطابق عید کا دن ہے گو اس مسئلہ میں طرفین کے قول پر فتویٰ نہیں ہوتا۔

ورويته بالنهار ليلة الآتية مطلقاً اى سواء رؤى قبل الزوال او بعده وقوله على المذهب اى الذى هو قول ابى حنيفة رحمة اللّٰه عليه ومحمد رحمة اللّٰه عليه قال فى البدائع فلا يكون ذلک اليوم من رمضان عندهما. وقال ابويوسف رحمة اللّٰه عليه ان كان بعد الزوال فكذالک وان كان قبله فهو لليلة الماضية ويكون اليوم من رمضان وعلى هذا الخلاف هلال شوال فعندهما يكون للمستقبلة مطلقاً ويكون اليوم من رمضان وعنده لوقبل الزوال يكون للماضية ويكون اليوم يوم الفطر لانه لا يرى قبل الزوال عادة الا ان يكون لليلتين فيجب فى هلال رمضان كون اليوم من رمضان وفى هلال شوال كونه يوم الفطر والاصل عندهما انه لا تعتبر رويته نهاراً (الٰى) قوله والمختار قولهما اهـ(شامی[1] ص: ۱۴۶، ج: ۲)

چونکہ ان دونوں فریقوں نے قبل الزوال چاند دیکھ لیا ہے لہٰذا اگر یہ عادل ہیں اور شہادت دیں

[1] شامی زکریا ص ۳۶۱ ج ۳ کتاب الصوم مطلب فی رؤیۃ الهلال.

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

تو ان کا دیکھنا گویا کہ سب کا دیکھنا ہے اور ان کے حق میں شبہ پیدا ہوتا ہے، پس جس فریق نے بعد الزوال چاند دیکھ کر روزہ توڑا ہے تو درحقیقت اس نے بھی اسی چاند کو دیکھا ہے، جس کو دوفریق نے قبل الزوال دیکھا ہے کوئی نیا چاند نہیں دیکھا تو جو اثر پہلے دوفریق کے حق میں اس چاند کا ہوا ہے یعنی شبہ کی وجہ سے کفارہ کا وجوب نہ ہونا وہی اثر اس فریق کے حق میں بھی ہوگا، یہ حال ان تین فریق کا ہوا جنہوں نے چاند دیکھا ہے، اب رہ گئے وہ فریق جنہوں نے چاند نہیں دیکھا نہ قبل الزوال نہ بعد الزوال بلکہ کسی مولوی صاحب کے کہنے سے روزہ توڑا ہے یا صرف تار ٹیلیفون پر اعتبار کر کے توڑا ہے، سو ان دونوں کا حکم بھی وہی ہے جو پہلے ان تین فریق کا ہے، کیونکہ روزہ رکھنے اور افطار کرنے کے لئے ہر شخص کا چاند دیکھنا ضروری نہیں، اگر امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر فتویٰ ہوتا تو پہلے دوفریق کی رویت سب کے حق میں کافی ہوتی، یعنی وہ ان سب کے حق میں عید کا دن ہوتا اور ان دونوں فریق پر بھی کفارہ واجب نہ ہوگا، نیز بعد میں اس روز کا روز عید ہونا یقینی طور پر ثابت بھی ہوگیا۔

رای مکلف هلال رمضان او الفطر ورد قوله بدلیل شرعی صام مطلقاً وجوباً وقيل ندباً فان افطر قضى فقط فيهما لشبهة الرد علة لما تضمنه قوله فقط من عدم لزوم الكفارة اى ان القاضى لما رد قوله بدليل شرعى اورث شبهة وهذه الكفارة تندرى بالشبهات هدايه. ولا يخفى ان هذه علة لسقوط الكفارة فى هلال رمضان اما فى هلال الفطر فلكونه يوم عيد عنده كما فى النهر وغيره وكانه تركه لظهوره (واختلف فيما اذا افطر قبل الرد لشهادته) وكذا لو لم يشهد عند الامام فصام ثم افطر كما فى السراج (والراجع عدم وجوب الكفارة وصححه غير واحد لان ما رأه يحتمل ان يكون خيالاً لا هلالاً) انما يصلح تعليلاً لعدم الكفارة فى هلال رمضان اما فى هلال شوال فانما لا تجب لانه يوم عيد عنده

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

علیٰ نسق ما تقدم. (درمختار[۱] ص: ۹۰، ج: ۲، مکتبہ نعمانیہ وشامی ص: ۱۳۸، ج: ۲)

دیکھئے اس صورت میں ایک شخص نے خود اپنی آنکھ سے رمضان شریف یا عید کا چاند دیکھ لیا لیکن قاضی نے اس کے قول کو فسق وغیرہ کی وجہ سے رد کردیا اور پھر اس نے روزہ توڑ دیا (گو ایسی حالت میں روزہ رکھنا چاہئے) تو اس کے ذمہ کفارہ واجب نہیں، اگر رمضان شریف کا چاند دیکھ کر ایسا کیا ہے تو اس نے ایسا روزہ توڑا ہے جو اس کے نزدیک رمضان کا روزہ ہے، اور اگر عید کا چاند دیکھ کر روزہ توڑا ہے تو قاضی اور تمام اہل شہر کے نزدیک وہ رمضان کا روزہ ہے، اور اگر قاضی کے رد کرنے سے پہلے روزہ توڑا ہے، یا قاضی کے پاس شہادت ہی نہیں دی اور پھر روزہ رکھ کر واقعۃً اس کے ہلال نہ ہونے بلکہ خیال ہونیسے اور ہلال عید میں خود اس کے نزدیک یوم عید ہونے سے شبہ پیدا ہوگیا اور اتنا شبہ سقوط کفارہ کے لئے کافی ہے۔

قال فی البحر وانما لم تجب الکفارۃ بافطارہ عمداً بعد اکلہ اوشربہ اوجماعہ ناسیا لانہ ظن فی موضع الاشتباہ بالنظیر وھو الاکل عمدا لان الاکل مصاد للصوم ساھیاً اوعامدا فاورث شبھۃ وکذا فی شبھتہ اختلاف العلماء فان مالکاً رحمہ اللّٰہ یقول بفساد صوم من اکل ناسیا واطلقہ فشمل ما لوعلم انہ لم یفطرہ بان بلغہ الحدیث اوالفتویٰ اولاً وھوقول ابی حنیفۃ رحمۃ اللّٰہ علیہ وھو الصحیح وکذا لو ذرعہ القی وظن انہ یفطرہ فافطر فلا کفارۃ علیہ لوجود شبھۃ الاشتباہ بالنظیر فان القیٔ والاستقاء متشابھان لان مخرجھما من الفم وکذا لو احتلم للتشابہ فی قضاء الشھوۃ وان علم ان ذلک لا یفطرہ فعلیہ الکفارۃ لانہ لم توجد شبھۃ ولو شبھۃ الاختلاف (رد المحتار[۲] ص: ۱۵۷)

---

[۱] رد المحتار ص:۹۰، ج:۲، کتاب الصوم نعمانیہ، شامی زکریا ص۳۵۰، ج۳، کتاب الصوم، مجمع الأنھر ص ۳۵۱ ج ۱ کتاب الصوم مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت.

[۲] شامی کراچی ص: ۴۰۱، ج:۲، باب ما یفسد الصوم، شامی نعمانیۃ ص: ۱۰۱، ج:۲، البحر الرائق ص۲۹۳ ج۲ کتاب الصوم فصل فی العوارض مطبوعہ کوئٹہ، زیلعی ص۳۴۳ ج ۱ کتاب الصوم فصل فی العوارض مطبوعہ ملتان.

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

ان سب صورتوں میں شبہۃ الاشتباہ اور شبہۃ الاختلاف کا اعتبار کر کے کفارہ لازم نہیں کیا گیا اور اختلاف دوسرے ائمہ کا بھی اس میں مؤثر ہو گیا اور صورتِ مسئولہ میں تو اختلاف امام ابو یوسفؒ کا ہے اور شبہ کلی ظاہر ہے، لہٰذا کفارہ لازم نہیں ہوگا، اور اگر بادل وغیرہ کی وجہ سے انتیس رمضان کو رویت نہیں ہوئی اور اس بات سے ایک دو روز شرعی شہادت سے انتیس کی رویت ثابت ہوگئی تو پھر قضاء بھی اس دن کی لازم نہیں تار اور ٹیلیفون کی خبر شرعی نہ ہونے میں **البیان الکافی فی حکم الخبر التلغرافی** مستقل رسالہ ہے۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم ۱۱/۹/ ۷۵ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح عبد اللطیف مفتی مدرسہ ہذا ۱۲/ ذیقعدہ ۷۵ھ

ریڈیو کی خبر کا اعتبار اور توحیدِ عید کا مسئلہ

سوال:-مؤدبانہ التماس ہے کہ آپ ہندو بیرون ہند مسلمانوں کے دینی معاملات میں رہبر اکبر مانے جاتے ہیں اور مسلم قوم کو دینی امور میں آپ پر کامل بھروسہ ہے، اس لئے آپ کو بھی یہ سمجھنا اور دیکھنا ہوگا کہ بوقت موجودہ ایک مسئلہ سامنے آیا ہے آج کے حالات میں اس کو ٹھیک طریقہ سے سمجھانے کا کیا راستہ اختیار کیا جائے، اگر وقت کو نہیں سمجھا گیا اور مسائل دینی کو پندرہ سو سال پرانے طور پر ہی سلجھانے کی کوشش کی تو اس طرح عوام کا اطمینان حاصل کرنا مشکل ہو جائے گا، ساتھ میں یہ کہنا نہیں چاہتا کہ زمانہ کو دیکھ کر آپ نمازوں کے اوقات گھٹا دیں، زکوٰۃ کم کر دیں، ایک آدھ بار شراب کی چھوٹ دیدیں، یا ایک بیوی تک شادی کا مسئلہ طے کر دیں بنیادی چیزوں پر تبدیلی کی توجہ دلانا بھی دین محمدی سے انحراف ہے، لیکن جہاں احادیث کے مسائل ہیں وہاں وقت کی ضرورت کو سمجھ کر مسائل حل کرنا ضروری ہے، میرا مقصد رویت ہلال سے ہے، چاند دیکھ کر روزہ رکھنا اور چاند دیکھ کر عید کرنا مسئلہ ہے، لفظ دیکھنے کی بات چیت کہی گئی ہے، اس وقت انسان کے پاس جو

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

ذرائع تھے وہ صرف دیکھنے کے تھے، اللہ تعالیٰ کی طویل وعریض زمین اور اس پر طلوع وغروب کی حالت ایک ملک سے دوسرے ملک کے جداگانہ ہے اور اس اعتبار سے دیکھ کر عمل کرنا بہترین ضابطہ ہے، لیکن آج وقت نے ایسی تبدیلیاں کھڑی کی ہیں، جن کو جھٹلایا نہیں جاسکتا، لاسلکی پیغامات تک ہم نے جو دلیلیں چاند کے معاملے میں آپ کے سامنے رکھی تھیں وہ لائق قبول نہیں اس لئے عوام میں تار اور ٹیلیفون ایجاد ہونے تک بھی بحث نہیں، چھڑی لیکن یکا یک برقی بے تار طاقت نے ایک نیا ماحول سامنے رکھ دیا ہے اور وہ ہے ٹیلی ویژن، ریڈیو ان آلوں نے ملکوں اور قوموں کی موت وبقاء تک اپنا دسترس حاصل کرلیا ہے، اگر مشرقی بنگال میں کوئی حادثہ ہوا تو اس کی خبر فی الوقت دینے والے یہی آلے اور انہیں جیسی برقی طاقت کے آلے ہیں جن پر بھروسہ کر کے دفاع یا حملہ وغیرہ کا انتظام ہوتا رہتا ہے، کیا ان سے انکار کرنا اللہ تعالیٰ کے انعامات سے منکر ہونا نہیں ہے؟ اگر مسلمان کسی شئی کو حاصل نہ کرسکا تو کیا اس بناء پر ان انعامات کو جھٹلانا، ان میں تاویلیں پیدا کرنا مناسب ہے؟ ہمارے علماء میں کثرت ان کی ہے جو دین محمد کو محض ایک گھیرے میں دکھا کر عوام کو اس سے باہر جانے نہیں دینا چاہتے لیکن علماء کو جھٹلانے سے کثرت والی پارٹی کیا عوام میں مقبول ہوگی جنھوں نے علامہ اقبال اور مولانا ابوالکلام آزاد وغیرہ جیسے دقیق مطالعہ نے زمین کے ساتھ آسمانوں تک انسان کی دسترس کو قرآن حکیم سے ثابت کیا ہے، قرآن حکیم کے ان رازوں کی عقدہ کشائی کی ہے، جن کو سمجھنے میں علماء کی عقل نے ساتھ نہیں دیا۔

نشر واشاعت پر ہندوستان میں بھی اختیار دے رکھا ہے، جہاں مسلم حکومتیں نہیں ہیں وہاں سب آپ ہی ہیں پھر کیا سبب ہے کہ آپ ایران، پاکستان، مکہ، مدینہ انڈونیشیا اور دیگر اسلامی ممالک کے بذریعۂ ریڈیو اس اعلان کی مخالفت کرتے ہیں جو رمضان المبارک کے چاند سے بطور خاص متعلق ہے اور اگر اس کتاب کے مضمون کو پڑھا جائے جو فتاویٰ دارالعلوم دیوبند کے نام سے موسوم ہے اور جو حضرت مفتی اعظم عزیز الرحمٰن صاحب اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

لکھی ہے اور جہاں "**کشف الظنون فی حکم الخط والتلفون**" کی سرخی دیکھ کر ہلال پر بہت وقت صرف کرنے کے بعد بھی حق اور ظاہر پر قطعی فیصلہ نہ کرکے عوام کو الجھن میں ڈالا ہے، ایسے مضامین جن کے پڑھنے کے بعد بھی انسان قطعی فیصلہ پر نہ پہنچے کیا معنی رکھتا ہے، کیا شہادت زیادہ قابل یقین ہے، جب کہ وہ شاہد جس کی تعریف کی گئی ہے، اس جمہوری دور میں غائب ہیں جیسے کبھی نہ تھے اور کیا اسلامی ممالک کے ریڈیو کی نشریات پر شبہ ظاہر کرنا مناسب ہے، علماء کے رویہ سے مسلم عوام کس طرح مستفید ہوں، نتیجہ یہ ہے کہ ہر سال دو، دو دن مسلمانوں کے رمضان اور عید ہورہی ہے، گویا اس طرح تفریق کی دعوت دی جارہی ہے، بہتر ہو کہ آپ اتنی اتنی چھوٹی بات سے مسلمانوں کو دو اور تین روز تک علیحدہ علیحدہ رمضان اور عید کے جھگڑے سے بچائیں، اور اس ریڈیو پر اظہار اطمینان کریں، جو ملکوں اور قوموں کے تحفظ کی ڈیوٹی دے رہے ہیں۔ فقط والسلام

نوٹ: اگر طبیعت پر ناراضگی آئے تو حقائق پر نظر رکھ کر معاف فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

دین اسلام اور اس کے بنیادی احکام وہی ہیں جو پندرہ سو سال پہلے عطا ہوئے اور احکم الحاکمین نے زبردست سند عطا فرمائی: **الیوم اکملتُ لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً**[۱] نیز ارشاد فرمایا: **ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه وهو فی الأخرة من الخاسرین**[۲]

جس کی تفصیلات وتشریحات حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث میں فرمائی ہیں،

[۱] سورۂ المائدہ: ۳/ آج کے دن تمہارے لئے تمہارے دین کو میں نے کامل کردیا اور میں نے تم پر اپنا انعام تمام کردیا اور میں نے اسلام کو تمہارے دین بننے کے لئے پسند کرلیا (بیان القرآن)

[۲] سورۂ آل عمران: ۸۵/ اور جو شخص اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کو طلب کرے گا وہ اس سے مقبول نہ ہوگا، اور وہ آخرت میں تباہ کاروں میں سے ہوگا۔ (بیان القرآن)

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

الحمدللہ ثم الحمدللہ۔ آپ بنیادی طور پر پختگی سے قائم ہیں اور کسی ترمیم کے روادار نہیں بلکہ ترمیم کو دین سے انحراف تصور کرتے ہیں، اللہ پاک مزید استقامت عطا فرمائے اتنا تو ذہن نشین رکھیں کہ نئے مسائل کو حل کرنے کے لئے اصل بنیادیں تو وہی ہیں جن پر پندرہ سو سال گذر چکے، حق تعالیٰ نے ان بنیادوں میں ایسی گہرائی رکھی ہے، کہ نئے مسائل کے لئے ان سے خوب روشنی ملتی ہے، اور علماء امت نے ہمیشہ ایسی روشنی سے نئے مسائل کو حل کیا ہے، ٹرین، پلین میں نماز، ایک نماز مثلاً مغرب پڑھی ہوئی نماز کا حکم اور وہاں غروب ہونے پر دوبارہ پڑھنے کا حکم، پٹرول سے کپڑے دھونے کا حکم انجکشن کے ذریعہ جانوروں کو گابھن کرانے اور عورتوں سے بچہ پیدا کرانے کا حکم وغیرہ وغیرہ سارے ہی مسائل کا حل کیا ہے، جس کی وجہ سے یہ سب مسائل بھی دائرے کے اندر آ گئے ہیں، دائرہ سے خارج نہیں، حق تعالیٰ نے زندگی کے مختلف شعبوں کے احکام کو بیان کر کے قرآن کریم میں متعدد مقامات پر ارشاد فرمایا ہے: "**تلک حدود اللّٰہ**" اور ان حدود اللہ سے خارج ہونے پر ارشاد فرمایا ہے "**ومن یتعدد حدود اللّٰہ فقد ظلم نفسہ**"[۱] رہا عوام کا اطمینان ان بیچاروں میں اتنی صلاحیت اور استعداد کہاں ہے، کہ مسائل شرعیہ کی گہرائی تک پہنچ سکیں، اکثریت کا فیصلہ کوئی شرعی فیصلہ نہیں ہوتا: "**وان تطع اکثر من فی الارض یضلوک عن سبیل اللّٰہ ان یتبعون الا الظن**" (الآیۃ)[۲]

پورے انتظامات اہل اسلام کے ہاتھ میں ہونے کے باوجود بھول، چوک غلطی سے تحفظ کا کیا اطمینان ہے، چند سال ہوئے پاکستان میں مولانا احتشام صاحب نے ریڈیو کو ایک تقریر ریکارڈ کرائی تھی جس میں اہل پاکستان کو عید کی مبارک باد اور پھر اس کے متعلق ہدایات دی تھیں، ریڈیو کے ذمہ داروں کو غلط فہمی ہوئی انہوں نے رویت ہلال سے پہلے ہی اس کو نشر کر دیا جس سے

[۱] سورہ الطلاق: ۱/ اور جو شخص احکام خداوندی سے تجاوز کرے گا اس نے اپنے اوپر ظلم کیا۔ (بیان القرآن)

[۲] سورہ الانعام: ۱۱۴/ اور دنیا میں زیادہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر آپ ان کا کہنا ماننے لگیں تو وہ آپ کو اللہ کی راہ سے بے راہ کر دیں۔ وہ محض بے اصل خیالات پر چلتے ہیں، اور بالکل قیاسی باتیں کرتے ہیں۔ (بیان القرآن)

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

تمام پاکستان میں ہیجان پیدا ہوگیا پھر ریڈیو کو اپنی غلطی پر معذرت کرنیکی نوبت آئی۔

اسمبلی میں یہ مسئلہ زیرِ بحث آیا کہ ریڈیو سے آنے والی خبر معتبر ہے یا نہیں، ان لوگوں نے اس پر اطمینان نہیں کیا، عدالتوں، کچہریوں میں، ریڈیو اور ٹیلیفون سے شہادت نہیں قبول کی جاتی، شاہد خود حاضر عدالت ہو یا پھر اس کے پاس کمیشن جائے تب وہ شہادت معتبر ہوتی ہے، شرعاً بھی پس پردہ کی شہادت معتبر نہیں: "**النغمة تشبه النغمة**"[1] کوئی شخص اپنی تحریر بذریعہ ڈاک بھیج دے وہ بھی شرعاً کافی نہیں: "**الخطّ يشبه الخط**"[2]

جن بلاد اسلامیہ کا آپ نے تذکرہ کیا ہے کیا ان میں ٹیلی فون ٹیلی ویژن کی شہادت پر مقدمہ فیصل کر دیا جاتا ہے؟

چاند کا نکلنا سب مقامات پر بیک وقت نہیں ہے، بلکہ اس میں قدرت کا پیدا کیا ہوا اختلاف ہے کہیں ایک دن پہلے طلوع ہوتا ہے کہیں دو دن پہلے اگر شرعی اصول کے مطابق ایک ملک میں چاند کی رویت ثابت ہوجائے اور دو عادل شاہد بذریعۂ ہوائی جہاز ایسے ملک میں آکر شہادت دیں جہاں اس روز اٹھائیس تاریخ ہو تو شاہدوں کے عادل وثقہ ہونے کے باوجود ان کی شہادت قابل سماعت نہیں ہوگی۔

شہادت کے لئے محل ہونا ضروری ہے، اس کا محل یوم الشک ہے، یعنی ۲۹/تاریخ اور ۲۸/ تاریخ کو تو شہادت لی بھی نہیں جائے گی، ورنہ شاہد کاذب قرار دیا جائے گا، اگر چار آدمی عادل معتبر

---

[1] مجمع الأنهر ص۲۶۶ ج۳ كتاب الشهادات فصل يشهد بكل ما سمعه الخ مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، زيلعى ص۲۱۳ ج۴ كتاب الشهادة مطبوعه امداديه ملتان، عالمگيرى ص۵۲ ج۳ كتاب الشهادات، الباب الثانى مطبوعه كوئٹه.

[2] مجمع الأنهر ص۲۳۰ ج۳ كتاب القضاء مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، شامى كراچى ص۴۱۳ ج۴ كتاب الوقف مطلب لا يعتمد على الحظ إلا فى مسائل، ص۳۸۷ ج۷ كتاب الشهادة مطبوعه دار الفكر بيروت.

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

کسی شخص کے متعلق گواہی دیں کہ ہم نے اس کو زنا کرتے ہوئے دیکھا ہے، لیکن تفتیش سے معلوم ہوا کہ وہ شخص مجبوب ہے، یعنی اس کے پاس آلہ ہی موجود نہیں بلکہ مقطوع ہے، تو ان شاہدوں کی وجہ سے اس شخص کو سنگسار نہیں کیا جائے نہ شاہدوں کے حد قذف جاری ہوگی [۱]

آفتاب غروب ہونے پر مغرب کا وقت ہوجاتا ہے مغرب کی نماز کا پڑھنا فرض ہوجاتا ہے اگر ٹیلی ویژن سے معلوم ہوا کہ فلاں مقام پر آفتاب غروب ہوگیا تو کیا اس کی وجہ سے ایسی جگہ پر بھی نماز کا حکم کیا جائے گا جہاں سورج سامنے ہو ؟

اسی طرح ٹیلی ویژن کے ذریعہ رویت ہلال ثابت ہونے پر کیا دو روز پہلے حج کا بھی حکم کردیا جائے گا ؟

یہ چاند سورج کا اختلاف قدرت کا پیدا کیا ہوا اختلاف ہے، جو رہتی دنیا تک باقی رہیگا، اور جو مسائل چاند و سورج سے متعلق ہیں ان میں بھی یہ اختلاف ظاہر ہوکر رہیگا، اسکے متعلق یہ کہنا کہ علماء تفریق کی دعوت دیتے ہیں یہ سوء ظن ہے یا مسائل سے عدم واقفیت پر مبنی ہے۔

اطمینان قلبی حاصل ہونے کی دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ اسلام کے بنیادی اصول کی گہرائی تک آدمی پہنچ جائے تو وہ بہت جلد سمجھ جائے گا کہ یہ مسئلہ کس اصل پر مبنی ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ قلب میں اسلام اور اس کے احکام کی انتہائی عظمت ہوتب اطمینان حاصل ہوتا ہے، لیکن اگر ہر شخص اپنی عقل کی کسوٹی بنا کر ہر مسئلہ کو اس پر پرکھنے کی کوشش کرے یا دوسروں کو دعوت دے تو اس کی سعی لا حاصل ہے، عقلاً، شرعاً، عرفاً کسی طرح بھی درست نہیں، اور

---

[۱] واذا شهدوا على رجل بالزنا وهو مجبوب فانه لا يحد ولا يحد الشهود ايضاً كذا فى التبيين. (عالمگیری ص: ۱۵۳، ج:۲، کتاب الحدود) الدر المختار على الشامى كراچى ص۳۳ج۲ كتاب الحدود باب الشهادة على الزنا، تبيين الحقائق ص۱۹۰ج۳ كتاب الحدود، باب الشهادة على الزنا والرجوع عنها، مطبوعه امداديه ملتان، عالمگيرى ص۴۵۲/۳، كتاب الشهادات، مطبوعه كوئٹه،

جن لوگوں نے ایسا کیا ہے وہ کبھی صراط مستقیم پر قائم نہیں رہے: "ضلّوا فاضلوا"[1] ممکن ہے کہ آپ کے سامنے بھی اس کے کچھ نمونے ہوں، ممکن کیا ضرور آپ کے سامنے بھی نمونے ہیں۔

جو شخص تحقیق حق کے لئے مسئلہ دریافت کرے اس پر ناراض ہونا بے محل ہے اگر چہ وہ حقیقت سے ناواقف ہو۔

نامناسب بھی لکھ دے تو وہ معذور ہے اس کا علاج ناراضگی نہیں بلکہ نرمی وشفقت سے افہام وتفہیم ہے یہ بھی ممکن ہے کہ افہام وتفہیم میں کوئی جملہ سائل کے مزاج کے خلاف آ گیا ہو تو اس کے لئے معذرت خواہ ہوں، معاف فرمائیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۸۸/۱۱/۲۱ھ

پہاڑ کا سامنے ہونا مانع رویتِ ہلال ہے

سوال:- رویتِ ہلال کے متعلق حیلولة الجبال علة فی السماء کا حکم رکھتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

رویتِ ہلال کے متعلق احکام مختلف ہیں شعبان، رمضان، عیدین میں اختلاف کثیر ہے: حیلولۃ الجبال وغیرہ کو بعض احکام میں اختلاف مطالع کے ماتحت ذکر کیا گیا ہے: **وحكى عن ابى عبد الله ابن ابى موسىٰ الضرير أنه استفتى فى اهل الاسكندرية ان الشمس تغرب بها ومن على منارتها يرى الشمس بعد ذلك بزمان كثيرفقال يحل لاهل البلد الفطر ولا يحل لمن على راس المنارة اذا كان يرى غروب الشمس لان مغرب الشمس يختلف كما يختلف مطلعها فيعتبر فى اهل كل موضع مغربه اهـ**

---

[1] مشکوٰۃ شریف ص ۳۳ کتاب العلم الفصل الاول، مطبوعہ یاسر ندیم.

(بدائع[۱] ص:۸۳، ج:۲) **واما اذا جاء من مکان اٰخر خارج المصر فانه تقبل شهادته اذا کان عدلاً ثقة لانه یتیقن فی الرویة فی الصحاری مالم یتیقین فی الامصار لما فیها من کثرة الغبار وکذا اذا کان فی المصر فی موضع مرتفع.**[۲] (بحر الرائق ص: ۲۶۹، ج:۲) **وذکر الطحاوی انه تقبل شهادة الواحد اذا جاء من خارج المصر وکذا اذا کان علی مکان مرتفع کذا فی الهدایة**[۳]

وعلی قول الطحاوی اعتمد الامام المرغینانی وصاحب الاقضیة والفتاویٰ لکن فی ظاهرالروایة لا فرق بین خارج المصر والمصر (کذا فی معراج الدرایة فتاویٰ عالمگیری[۴] ص:۱۹۸، ج:۱)

علتِ فی السماء کے وقت ہلال رمضان واحد عدل کی خبر سے ثابت ہوجاتا ہے اور ہلال عید عدلین کی شہادت سے ثابت ہوتا ہے[۵] جن حضرات کے نزدیک اختلافِ مطالع معتبر نہیں ان کے نزدیک ایک جگہ کا ثبوت سب جگہ کے لئے کافی ہے، لہٰذا اگر پہاڑ کے اوپر یا کسی ایسی جگہ جہاں حیلولۃ الجبال نہ ہو ثبوت ہلال ہوجائے تو دامن کوہ میں رہنے والوں کے لئے بھی ثبوت کا حکم دیا جائے گا، اور جن مشائخ کے نزدیک اختلاف مطالع معتبر ہے جیسے صاحب تجرید وغیرہ[۶] ان کے نزدیک ثبوت نہ

---

۱ بدائع الصنائع ص: ۲۲۵، ج:۲، اثبات الاهلة. مطبوعه زکریا دیوبند.

۲ مطبوعه کوئٹه کتاب الصوم.

۳ هدایه ص ۲۱۶ ج ۱ کتاب الصوم.

۴ عالمگیری ص: ۱۹۸، ج: ۱، الباب الثانی فی رویة الهلال مطبوعه کوئٹه.

۵ قبل فی هلال رمضان خبر عدل ...... وفی هلال النظر وذی الحجة شهادة حرین او حر وحرتین بشرط العدالة ولفظ الشهادة الخ ملتقی الابحر ص۳۴۸ ج۱ کتاب الصوم دار الکتب العلمیة بیروت، النهر الفائق ص۱۳ ج۲ دار الکتب العلمیة بیروت، زیلعی ص ۳۱۹ ج ۱ مطبوعه امدادیه ملتان.

۶ ومختار صاحب التجرید وغیره من المشائخ اعتبار اختلاف المطالع الخ فتح القدیر ص ۳۱۴ ج۲، مطبوعه دار الفکر بیروت.

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

ہوگا، زیلعی[۱] نے اس کو اشبہ کہا ہے، اور اول ظاہر الروایۃ ہے شیخ ابن ہمام نے اس کو احوط کہا ہے اور خلاصہ میں ہے: ظاہر المذہب وعلیہ الفتویٰ۔(فتح[۲] ج:۲،ص:۵۳، وبحر[۳] ج:۲،ص:۲۷۰)

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۱/۱/۵۲ھ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۷/ذیقعدہ ۵۲ھ

رؤیت نہ ہونے پر پہلی تاریخ کا اعلان

سوال:-برطانیہ میں عموماً بادل غبار آلود ہوتا ہے، جس کی وجہ سے سال کے بارہ مہینے چاند کی رویت محال تو نہیں نہ ممکن ہوتی ہے، اسلئے رمضان وعیدین کے تعیین کے بارے میں ہر سال یہ معمول رہتا ہے کہ رمضان کی ابتداء کے لئے قریبی ملک مراکش ۲۹/شعبان کو فون سے گفتگو کی جاتی ہے، اور اس پر رمضان یا عدم رمضان کا اعلان کیا جاتا ہے، چنانچہ اس سال بھی اسی طرح مراکش فون سے گفتگو ہونے پر ۱۸/ستمبر مطابق ۷۴ھ بروز بدھ رمضان کا اعلان کیا گیا اور اس اعلان پر لوگوں نے رمضان شروع کیا۔

عید الفطر کے لئے عموماً ہر سال یہ ہوتا ہے کہ چار پانچ مسلم ملکوں کے ریڈیو فون وغیرہ کی اطلاع پر اس کو خبر مستفیض قرار دے کر عید الفطر کا اعلان کیا جاتا ہے۔

سال رواں رویت ہلال کمیٹی نے ۲۹/رمضان بروز بدھ جمعرات کو عید الفطر ہونے کا اعلان کیا تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ انہوں نے لندن میں ایک صاحب سے بذریعہ فون ساؤتھ افریقہ

---

[۱] خلاصة الفتاویٰ ص ۲۴۹ ج ۱ کتاب الصوم الفصل الاول فی الشهادة علی هلال رمضان الخ مطبوعه امجد اکیڈمی لاهور.

[۲] فتح القدیر ص: ۳۱۴، ج: ۲، فصل فی رویة الهلال مطبوعه دارالفکر.

[۳] وهو الاشبه کذافی التبیین والاول ظاهر الروایة وهو الاحوط کذا فی فتح القدیر وهو ظاهر المذهب وعلیه الفتویٰ کذافی الخلاصة. (البحرالرائق ص: ۲۷۰، ج: ۲، کتاب الصوم)

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

گفتگو کی جس میں انہوں نے جمعرات کو عید ہونے کی اطلاع دی (تحقیق سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جنوبی افریقہ میں رمضان ۳۰/شعبان پورے کرکے شروع ہوا، اور یہاں ۲۹/شعبان کو چاند کی اطلاع پر) اسی طرح ایک صاحب نے مراکش فون سے گفتگو کی وہاں سے انہوں نے عید ہونے کی اطلاع دی یہ بات کرنے والے دونوں آپس میں غیر متعارف تھے، اور الجزائر سے اقبال نامی شخص کے پاس کسی صاحب کا ٹیلکش عید ہونے کا آیا تھا، فیصلہ کے وقت یہ دونوں مجہول لندن کے ایک فرد کی مذکورہ خبروں پر اعتماد کرتے ہوئے ہلال کمیٹی نے ۱۷/اکتوبر جمعرات کو عید ہونے کا اعلان کیا اور لوگوں نے عید منائی۔

مگر بعض علماء نے ہلال کمیٹی کے اس فیصلہ سے اتفاق نہیں کیا، وہ دلیل میں یہ کہتے ہیں کہ عید کے لئے صرف مراکش اور افریقہ کی دو خبریں کافی نہیں کیونکہ یہ شرعی شہادت نہیں، صرف خبر ہے، اور دو خبریں استفاضہ کا درجہ بھی نہیں رکھتی اور الجزائر کی خبر موہوم ہے اسلئے ان علماء نے ۱۸/اکتوبر جمعہ کو ۳۰/روزہ کرکے عید الفطر منانے کا اعلان کیا۔

اب ہم عوام کے لئے سوال طلب عمور یہ ہے کہ جن لوگوں نے جمعرات کو عید منائی اور روزہ نہیں رکھا، کیا انکو ایک روزہ کی قضاء لازم ہوگی؟ صرف قضاء ہوگی یا کفارہ بھی، شبہہ اس لئے بھی زیادہ قوی ہو رہا ہے کہ جن شہروں کے مقامی علماء نے ہلال کمیٹی کے اعلان پر جمعرات کو عید کا اعلان کیا، ان کو بھی بعد میں تحقیق ہونے پر جمعرات کو عید کے اعلان پر افسوس ہوا کہ یہ صحیح نہیں ہوا، امید کہ جواب سے جلد مدلل طور پر ممنون فرمائیں گے،

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسی صورت میں وہ لوگ ایک روزہ بطور قضاء بعد میں رکھیں کفارہ لازم نہیں، کفارہ اس وقت لازم ہوتا ہے کہ رمضان کا روزہ شروع کرکے بلا عذر شرعی توڑ دیا جائے یہاں ایسا نہیں ہوا۔

عید کا اعلان کرنے میں پوری احتیاط نہیں کی گئی۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود دارالعلوم دیوبند ۱۸/۱۰/۹۴ھ

C:\f.m.Fainal\Jild-15\Sahri & Iftar

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب دوم

سحری اور افطار

کیا افطار کے لئے اذان شرط ہے؟

سوال:- رمضان یا اس کے علاوہ روزوں میں افطار غروب آفتاب پر موقوف ہے یا اذان مغرب پر بعض لوگ باوجود غروب ہونے کے افطار نہیں کرتے اور اس کے لئے اذان کو شرط جانتے ہیں، کیا یہ درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

غروب متحقق ہوجانے پر افطار کا وقت ہوجاتا ہے، اذان پر موقوف نہیں، لیکن عموماً لوگ غروب کا انداز نہیں کر پاتے یا اذان غروب پر ہی ہوتی ہے، اس لئے اذان پر افطار کے عادی ہیں[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] ھو الامساک عن المفطرات حقیقۃ او حکما فی وقت مخصوص وھو الیوم ای الیوم الشرعی من طلوع الفجر الی الغروب الی قولہ قال علیہ السلام اذا اقبل اللیل من ھاھنا فقد افطر الصائم ای اذا وجدت الظلمۃ حسا فی جھۃ المشرق فقد ظھر وقت الفطر او صار مفطرا فی الحکم ...... وانما ادی بصورۃ الخبر ترغیبا فی تعجیل الافطار، شامی مع الدرالمختار مطبوعہ زکریا دیوبند ص ۳/۳۳۰، اول کتاب الصوم، سکب الانھر علی ھامش مجمع الانھر ص ۱/۳۴۱، اول کتاب الصوم، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت، مراقی الفلاح مع الطحطاوی مصری ص ۵۲۱، کتاب الصوم.

C:\f.m.Fainal\Jild-15\Sahri & Iftar

افطار غروب پر یا اذان پر

سوال:- کیا روزہ افطار کرنے کے لئے غروب آفتاب شرط ہے یا اذان شرط ہے، جب کہ پچاس فٹ اونچا بانس پر لال بتی کا انتظام کیا گیا ہے جس کو دیکھ کر روزہ افطار کرتے ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

روزہ افطار کرنے کے لئے دن کا ختم ہونا اور رات کا شروع ہوجانا ضروری ہے، اور یہ چیز آفتاب غروب ہونے سے ہوتی ہے: "ثمَّ اتموا الصيَّام الى الليل" (الآیۃ[۱]) اور اذان غروب آفتاب سے پہلے درست نہیں[۲] بعض جگہ غروب سے کچھ وقفہ کے بعد ہوتی ہے بعض مقامات پر سرخ بتی بھی غروب پر روشن کی جاتی ہے، لیکن اگر غروب متحقق ہوجائے اور سرخ بتی روشن نہ ہو تو اس کی وجہ سے افطار کو مؤخر کرنے کی ضرورت نہیں[۳]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دار العلوم دیوبند ۲۷/۹/۱۳۹۹ھ

---

۱ سورہ بقرہ: آیت نمبر ۱۸۷.

ترجمہ: پھر پورا کرو روزہ کو رات تک۔

۲ فيعاد أذان وقع قبله كالاقامة. اى فى انما تعاد اذا وقعت قبل الوقت شامی زكريا ص: ۵۰، ج: ۲، مطلب فى المواضع التى يندب لها الاذان فى غير الصلاة. باب الاذان، مطبوعه زكريا، البحر الرائق ص ۲۶۲، الاذان، مطبوعه كراچى، عالمگيرى كوئٹه ص ۵۳/۱، كتاب الصلوة، الباب الثانى فى الاذان)

۳ عن عمر رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اقبل الليل من ههنا وادبر النهار من ههنا وغربت الشمس فقد افطر الصائم. متفق عليه. (مشكوٰة شريف ص: ۱۷۵، الفصل الاول، كتاب الصوم، مطبوعه ياسر نديم ديوبند) (باقی اگلے صفحہ پر)

غروب سے پہلے چاند دیکھ کر روزہ توڑنا درست نہیں

سوال:- تیسواں چاند اگر وقت افطار سے گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ قبل نظر آجائے تو روزہ توڑ دینا چاہئے، یا نہیں کیوں کہ بعض لوگوں نے یہ کہہ کر روزہ توڑ دیا ہے کہ چاند نظر آ گیا، ایسے لوگوں کے متعلق کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

چاند اگر غروب آفتاب سے ڈیڑھ گھنٹہ قبل نظر آجائے، تب بھی غروب تک روزہ پورا کرنا لازم ہے، غروب سے پہلے روزہ توڑنا اور دوسروں کا روزہ توڑوانا حرام ہے: **رؤيته بالنهار لليلة الآتية (درمختار علی الشامی[۱] ص: ۱۳۰، ج: ۲)**

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رات اس جگہ سے آئے اور دن اس جگہ سے جائے اور سورج غروب ہوجائے پس اس وقت روزہ دار کے لئے افطار کا وقت ہے۔ **اذا اقبل الليل فليفطر الصائم وذلک ان الخيرية منوطة بتعجيل الافطار.** **(مرقاة، ص: ۵۱۰، ج: ۲، کتاب الصوم، الفصل الاول، باب ای فی مسائل متفرقة من کتاب الصوم، مطبوعه بمبئی)**

(حاشیہ صفحہ ہذا) [۱] **درمختار مع شامی زکریا ص: ۳۶۱، ج: ۳، شامی نعمانیه ص ۲/۱۵۳، مطلب فی روية الهلال نهاراً. کتاب الصوم. اذا رأو الهلال نهارا قبل الزوال او بعده لايصام به ولايفطر وهی من الليلة المستقبلة، خانية علی هامش الهندية ص ۱/۱۹۸، کتاب الصوم، الفصل الاول فی رؤية الهلال، مطبوعه دارالکتاب ديوبند، تاتارخانيه ص ۲/۳۵۴، کتاب الصوم، الفصل الثانی فيما يتعلق برؤية الهلال، مطبوعه کراچی.**

C:\f.m.Fainal\Jild-15\Sahri & Iftar

غروبِ شمس کی علامت کیا ہے؟

سوال:- افطار غروبِ شمس کے بعد فوراً ہونا چاہئے لیکن غروبِ شمس ہے کیا؟ کیا شمس کی طرف اعلیٰ کا آنکھ سے غائب ہونے کا نام ہے یا کہ غروبِ شمس کے لئے ظلمت من المشرق بھی ضروری ہے، جس طرح شامی ج:۲، میں شرط لگائی ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جس وقت جرم شمس غائب ہوتا ہے جب ہی مشرق سے ظلمت ظاہر ہوتی ہے، چونکہ ہر شخص کی نظر جرم شمس پر نہیں پڑتی، اس لئے ظہورِ ظلمت کو اس کی علامت قرار دیا گیا ہے کہ یہ ایک حسی چیز ہے، جس کو ہر شخص پہچان لیتا ہے شامی کی عبارت کا مطلب بھی یہی ہے[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۳۰؍ ذی الحجہ ۶۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

اذان افطار کے بعد

سوال:- رمضان میں اذان مغرب افطار سے قبل کی جائے یا افطار کے بعد۔

---

[1] والمراد بالغروب زمان غيبوبة جرم الشمس بحيث تظهر الظلمة فی جهة الشرق. (شامی ص: ۸۰، ج: ۲، مطبوعه نعمانيه، شامی کراچی ص: ۳۷۱، ج: ۲، مطبوعه زکریا ص ۳/۳۳۰، کتاب الصوم، مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۵۲۱، کتاب الصوم، مطبوعه مصری، سکب الانهر علی هامش مجمع الانهر ص ۳۴۱، ج ۱، کتاب الصوم، مطبوعه دارالکتب العلمية بيروت)

C:\f.m.Fainal\Jild-15\Sahri & Iftar

الجواب حامداً ومصلیاً

افطار کر کے اذان دی جائے[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۰/۹/۹۵ھ

رمضان میں غروب کی کتنی دیر بعد جماعت کھڑی ہو

﴿اکابر کے معمولات﴾

سوال:- (۱) رمضان میں غروب کے بعد نماز جماعت میں کم ازکم اور زیادہ سے زیادہ کتنی منٹ تاخیر کی گنجائش ہے یعنی افطار کے لئے کتنی منٹ نکالی جائے یہاں برطانیہ میں افطار کے بعد نماز کے بارے میں اکثر جگہوں میں اختلاف ہوتا رہتا ہے، بعض کہتے ہیں مختصر افطاری کر کے نماز کھڑی کردی جائے، بعض کہتے ہیں حسب خواہش افطار کرنی چاہئے، لہٰذا اس سلسلہ میں اپنے اکابر خصوصاً حضرت گنگوہیؒ حضرت تھانویؒ حضرت مدنیؒ وغیرہ کے معمولات تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے معمولات میں ہے رمضان میں روزہ عموماً مدرسہ میں مہمانوں کے ساتھ افطار فرماتے ہیں، اور اذان اول وقت ٹھیک وقت پر ہوتی ہے، اور

---

[۱] ویستحب السحور وتاخیرہ وتعجیل الفطر لحدیث. ثلاث من اخلاق المرسلین تعجیل الافطار. (درمختار مع الشامی ص: ۴۰۰، ج:۳، کتاب الصوم، مطلب فی الاخذ من اللحیة، مطبوعہ زکریا دیوبند، مجمع الانہر ص۳۶۵/۱، کتاب الصوم، باب موجب الفساد، مطبوعہ دارالکتب العلمیة بیروت)

اطمینان کے ساتھ افطار کر کے ہاتھ دھو کر کلی کر کے بطمانینت وسکون نماز کیلئے کھڑے ہوتے ہیں، اذان اور جماعت کے درمیان اتنا وقت بخوبی ہوتا ہے کہ کوئی چاہے تو اطمینان سے وضو کرے اور تکبیر اولیٰ نہ جائے، اہل محلّہ اپنے گھروں میں افطار کر کے بخوبی تکبیر اولیٰ میں شریک ہوتے ہیں، اھ معمولات اشرفیہ اکابر کا رمضان ص[1] ۳۰ ر

حضرت مدنیؒ کے معمولات میں ہے۔ ۸/۱۰ ر منٹ اس افطار میں لگ جاتے ہیں، اھ اکابر کا رمضان ص[2] ۳۲ ر

حضرت سہارن پوری کے معمولات میں ہے تقریباً دس منٹ کا فصل ہوتا تھا، تاکہ اپنے گھروں سے افطار کر کے آنے والے نماز میں شریک ہوسکیں، اکابر کے رمضان ص[3] ۶ ر

حضرت مولانا یحییٰ صاحب کے معمولات میں ہے، حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی نور اللہ مرقدہٗ کے دور میں مغرب کی اذان خود کہنے کا بہت معمول تھا اس میں جہری الصوت اور نہایت طویل اذان کا معمول تھا، وہ (مولانا یحییٰ صاحبؒ) اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میں اس وجہ سے اہتمام کرتا تھا کہ اطمینان سے لوگ اپنے اپنے گھروں سے فارغ ہو کر آجائیں، دور تک آواز پہنچتی رہے، میری اذان کے درمیان بہت اطمینان سے آدمی افطار سے فارغ ہوسکتا ہے، اور اذان کے بعد اپنے گھر سے چلے تو حضرت قطب عالم امام ربانی قدس سرہٗ کے یہاں تکبیر اولیٰ میں شریک ہوسکتا ہے، حضرت قطب عالم قدس سرہٗ کے یہاں نصف النہار سے گھڑیوں کے ملانے کا بہت اہتمام تھا والد صاحب فرماتے تھے، کہ میں غروب سے ایک دو منٹ پہلے خانقاہ کی چھت پر چلا جایا کرتا تھا خود رو گھاس کے دو چار پتے توڑ کر ان

---

[1] حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کاندھلوی اور دیگر اکابر کا رمضان۔ ص: ۱۶۱، مطبوعہ دار العلوم المدنیة بفیلو

[2] ایضاً ص ۱۷۴،

[3] ایضاً ص ۱۳۷،

C:\f.m.Fainal\Jild-15\Sahri & Iftar

کو چبا کر ان سے افطار کر کے اذان شروع کر دیتا تھا، اور بہت ہی لمبی اور اطمینان سے اذان کہا کرتا تھا، اھ اکابر کا رمضان ص ۶۴[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۰/۹/۹۵ھ

نمازِ مغرب افطار کے کتنے منٹ بعد

سوال:- رمضان المبارک میں روزہ افطار کرنے کے بعد مغرب کی نماز کی جماعت میں کتنی دیر کی تاخیر کی جاسکتی ہے، کچھ لوگ کہتے ہیں کہ نماز کے لئے افطار کے فوراً بعد کھڑا ہونا چاہئے، کچھ کہتے ہیں کہ محلے کے لوگوں کے آنے کے بعد دس منٹ تک انتظار کیا جاسکتا ہے، برائے مہربانی جواب سے مطلع فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اذان وجماعت میں اتنا فصل کیا جائے کہ پابند جماعت افطار سے فارغ ہوکر کلی وغیرہ کرلیں اور شروع جماعت سے شریک ہوسکیں، جولوگ اپنے مکان پر افطار کرتے ہیں ان کو بھی چاہئے کہ افطار میں زیادہ وقت خرچ نہ کریں اور اپنے انتظام میں تمام حاضرینِ مسجد کو نہ روکے رہیں، آپس کی مصالحت سے وہاں کے اعتبار سے ۵/۱۰ منٹ جیسا مناسب ہو تجویز کر لیں اس میں نزاع نہ کریں[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳/۹/۸۸ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین غفرلہ

دارالعلوم دیوبند ۱۴/۹/۸۸ھ

---

[1] ایضاً ص ۱۹۸،

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

سحر وافطار کی اطلاع بذریعہ سائرن

سوال:-شہر سہارن پور میں عرصہ دراز سے رمضان المبارک میں سحر وافطار کے وقت گولے چھوڑے جاتے ہیں اب تقریباً آٹھ دس جگہ گولے چھوڑے جاتے ہیں اور ان میں تھوڑا لیٹ ٹائم میں فرق ہوجاتا ہے اور تقریباً چالیس روپئے روزانہ خرچ ہوتے ہیں، جامع مسجد میں تین سو روپے ہر سال خرچ آتا ہے اور گولا سبزی منڈی میں چھوڑا جاتا ہے، ایسی صورت میں کسی کو چوٹ آجانے کا بھی خطرہ ہے، جس سے ناحق جھگڑا کھڑا ہوگا، ایسی صورت میں اگر جامع مسجد کی طرف سے ایک سائرن خرید لیا جائے، تو تمام شہر کو آواز پہنچ جائے، اور سحر وافطار صحیح طریقہ پر ہوجائے اور رقم بھی بچ جائے، شرعاً اس کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر وہاں افطار کی اطلاع جامع مسجد کے ذمہ ہے، تو موجودہ انتشار کا دفعیہ، جھگڑے سے تحفظ سائرن سے ہوجائے تو ذمہ دارانِ جامع مسجد کے مشورے سے سائرن خرید سکتے ہیں، اس کو مسجد سے باہر کسی سہ دری وغیرہ میں رکھا جائے، اگر رائے متفق نہ ہو تو اہلِ وسعت اس کا انتظام کرلیں۔فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۱/۱۴۰۱ھ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۲؎ ویفصل بین الاذان والاقامة لکراهة وصلهما لقوله ﷺ لبلال اجعل بین اذانک واقامتک نفسا حتی یقضی المتوضی حاجته فی مهل وحتی یفرغ الآکل من اکل طعامه فی مهل بقدر ما یحضر الملازمون الی قوله ولان المقصود بالاذان اعلام الناس بدخول الوقت لیتهیئو للصلاة بالطهارة فیحضروا المسجد وبالوصل فینتفی هذا المقصود ...... الحاصل ان التاخیر الیسیر للاعانة علی الخیر غیر مکروه الخ، طحطاوی مع المراقی ص ۱۵۹، باب الاذان، مطبوعه مصر، تبیین الحقائق ص ۱/۹۲، باب الاذان، مطبوعه امدادیه ملتان.

C:\f.m.Fainal\Jild-15\Sahri & Iftar

سحری وافطار کے وقت ڈھول بجانا

سوال:- کیا سحری وافطار ونماز جمعہ وعیدین کے لئے جمع ہونے کے واسطے کوئی باجایا دف یانقارہ یاڈھول یابارود کا گولہ یا گھنٹہ بجانا درست ہے یانہیں؟ اگر جائز ہے تو تمام باجے یا کوئی خاص باجہ مثلاً دف اور جملہ امورشادی بیاہ بارات نکاح کے لئے جائز ہے، یاصرف وہی امور مثل مذکورہ بالا کے لئے جائز ہے؟ اور مسجد کے چھت یا مسجد کے فرش یا مینار یا برج پر بھی جائز ہےاور افطاری کے وقت قبل اذان یابعداذان بجانا چاہئے،بعض مقام ایسے ہی ہیں،جس جگہ اہل ہنود اس رحمتِ عظمیٰ سے منع کرتے ہیں،یعنی اذان بلندآواز سے نہیں ہونے دیتے اس جگہ یہ نقارہ وغیرہ بجادیا جائے یا عام جگہ؟ اوراس سے شبہ ہوتا ہے کہ جوموافقت کرے غیرقوم کی وہ انہیں میں سے ہے، تمام باجوں کے ساتھ شیطان ہے یا تمام کاموں کے واسطے فرمایا منادی ہونی چاہئے۔

الجواب حامداًومصلیاً

سحر کا یاافطاری کا اگر وقت معلوم نہ ہوتا ہواورروزوں کے فساد کا اندیشہ ہو،تو نقارہ بجانا یا گھنٹہ بجانا، گولہ بنانا درست ہے[1]لیکن مسجد یااس کی چھت پرنہیں چاہئے، بلکہ مسجد سے ہٹ کرکسی دوسرے مکان یا بلند مقام پر چاہئے کیونکہ یہ چیز احترام مسجد کے خلاف ہے،نماز کیلئے

---

[1] وینبغی ان یکون بوق الحمام یجوز کضرب النوبة وعن الحسن لابأس بالدف فی العرس لیشتھر وفی السراجیة ھذا اذا لم یکن له جلاجل ولم یضرب علی ھیئة التطرب اقول وینبغی ان یکون طبل المسحر فی رمضان لا یقاظ النائمین للسحور کبوق الحمام. (شامی کراچی ص: ۳۵۰، ج: ۶، شامی زکریا ص ۹/۵۰۵، شامی نعمانیه ص ۵/۲۲۳، قبیل فصل فی اللبس، کتاب الحظر والاباحة، سکب الانھر علی ھامش مجمع الانھر ص ۴/۲۲۲، کتاب الکراھیة، فصل فی المتفرقات، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت)

شریعت نے اذان مقرر فرمادی ہے، لہٰذا اس کے لئے ان چیزوں کی ضرورت نہیں، نماز عید کے وقت کا پہلے سے اعلان کردیا جائے، جب کہ اذان کی ممانعت اس جگہ ہے، اس قدر بلند آواز سے نہ کہی جائے جس سے ناقابلِ برداشت فتنہ پیدا ہو، لیکن بالکل ترک کرنا بھی نہیں چاہئے بلکہ کسی قدر درست آواز سے کہہ لیا کریں، آخر تکبیر بھی تو کہتے ہی ہوں گے، اس سے کچھ اور بلند آواز سے کہہ لیں نکاح کے اعلان کے لئے دف بجانا بغیر ساز کے درست ہے[۱] اور کسی باجے کی کسی کام کے لئے قطعاً اجازت نہیں[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم ۲؍ربیع الثانی ۶۰ھ

صحیح عبد اللطیف مدرسہ ہذا ۲۱؍ربیع الثانی ۱۳۶۰ھ

روزہ کس چیز سے افطار کیا جائے؟ اور نمک وادرک سے افطار کرنا

سوال:- ہمارے یہاں لوگ نمک وادرک سے یا چاول ادرک ونمک سے افطار

۱؎ وینبغی ان یکون بوق الحمام یجوز کضرب النوبة وعن الحسن لابأس بالدف فی العرس لیشتهر وفی السراجیة هذا اذا لم یکن له جلاجل ولم یضرب علی هیئة التطرب اقول وینبغی ان یکون طبل المسحر فی رمضان لا یقاظ النائمین للسحور کبوق الحمام. (شامی کراچی ص: ۳۵۰، ج: ۶، شامی زکریا ص ۹/۵۰۵، شامی نعمانیه ص ۵/۲۲۳، قبیل فصل فی اللبس، کتاب الحظر والاباحة، سکب الانهر علی هامش مجمع الانهر ص ۴/۲۲۲، کتاب الکراهیة، فصل فی المتفرقات، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت)

۲؎ استماع صوت الملاهی کضرب قصب ونحوه حرام. (الدرالمختار مع ردالمحتار ص ۶/۳۴۹، مطبوعه کراچی، ومطبوعه نعمانیه ص ۵/۲۲۳، شامی زکریا ص ۹/۵۰۴، کتاب الحظر والاباحة، قبیل فصل فی اللبس، سکب الانهر علی هامش مجمع الانهر ص ۴/۲۲۳، کتاب الکراهیة، فصل فی المتفرقات، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت)

C:\f.m.Fainal\Jild-15\Sahri & Iftar

کرتے ہیں اور اس کو شریعت سمجھتے ہیں، یہاں تک کہ اگر کہیں جاتے ہیں اور لوٹنے میں راستہ میں افطار کرنا ہوگا، یہ سمجھ کر تھوڑا چاول ونمک باندھ لیتے ہیں، اسے ایک صاحب نے بے بنیاد اور بدعت کہا ہے اور کہا ہے کہ افضل خرما سے پھر میٹھی چیز سے پھر پانی سے افطار کرنا ہے، ان صاحب کا یہ کہنا صحیح ہے یا غلط؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نمک یا ادرک یا چاول سے افطار کو سنت یا مستحب سمجھنا اور اس کو حکم شرعی تصور کرنا غلط اور بے اصل ہے ابوداؤد شریف[1] اور ترمذی شریف[2] سے معلوم ہوتا ہے کہ کھجور سے افطار کرنا سنت سے ثابت ہے اور اگر کھجور میسر نہ آئے تو خشک چھوارے سے وہ بھی نہ ہو تو پانی سے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳۰/۸/۹۱ھ

بازار میں فروخت ہونے والے پھلوں سے افطار

سوال:- ہمارے شہر میں یہ رواج ہو گیا ہے کہ اکثر وبیشتر آم وامرود وبیر وغیرہ کی بیع پھول اور پھل آنے سے قبل کر دی جاتی ہے، اس قسم کا پھل کھانا حرام یا مکروہ ہے، حضرت تھانویؒ کے متعلق معلوم ہوا کہ وہ اس قسم کے پھل نہیں کھاتے تھے، مگر دورِ حاضر کے علما وصلحاء

---

[1] عن انس بن مالک رضی الله عنه يقول كان رسول الله ﷺ يفطر على رطبات قبل ان يصلى فان لم تكن فعلى تمرات فان لم تكن حسا حسوات من ماء، ابو داؤد شریف ص ۱/۳۲۱، کتاب الصیام، باب مایفطر علیه، مطبوعه رشیدیه دهلی.

[2] ترمذی شریف ص ۱/۱۵۰، ابواب الصوم، باب ماجاء ما یستحب علیه الافطار، مطبوعه اشرفی دیوبند، مشکوة شریف ص ۱/۱۷۵، کتاب الصوم، الباب الثانی، قبیل باب تنزیه الصوم، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند.

واتقیاء کی اکثریت اس قسم کے کھانے سے قطعاً احتراز نہیں کرتے، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ عوام اس کو بلا تکلیف کھاتے ہیں اور ناجائز بھی نہیں سمجھتے ہیں، تو کیا اس کی وجہ سے کچھ گنجائش نکل آئی ہے، اور حرمت میں کچھ تخفیف ہوگئی ہے، نیز رمضان المبارک میں اس قسم کے پھلوں سے افطار کرنا کیسا ہے؟ حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب قدس سرہٗ ''رُبَّ صَائم لیس لہٗ من صیامہ الاّ الجُوع'' کے تحت فضائل رمضان المبارک میں رقم طراز ہیں کہ اس سے مراد مالِ حرام سے افطار کرنا ہے، کیا ثمراتِ مذکورہ سے روزہ افطار کرنا تو اس میں داخل نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ بیع باطل ہے[1]، جس پھل کے متعلق پختہ معلوم ہو کہ اس کی بیع باطل ہوئی ہے، اس کا کھانا جائز نہیں، نہ افطار میں نہ بغیر رمضان کے حضرت تھانوی قدس سرہٗ کے متعلق یقین ہے، کہ وہ ایسا پھل نوش نہیں فرماتے تھے، مگر یہ بھی صحیح نہیں کہ وہ پھل بالکل ہی نوش نہیں فرماتے تھے، اگر کاشت کی زمین کو سال دو سال کے لئے اجارہ پر لے لیا جائے تو اس کی پیداوار درست ہے بہت سے لوگ یہ معاملہ کرتے ہیں اس لئے پھل کو کلیۃً ناجائز نہیں کہا جائے گا۔[2]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۷/۸/۹۰ھ

---

[1] لا خلاف فی عدم جواز بیع الثمار قبل ان تظهر ولا فی عدم جوازه بعد الظهور قبل بدو الصلاح الخ، شامی کراچی ص۵۵۵/۴، مطبوعه زکریا ص۸۵/۷، فصل فیما یدخل فی البیع ومالا یدخل، مطلب فی بیع الثمر والزرع الخ، مجمع الانهر ص۲۵، ۲۶/۳، کتاب البیوع، فصل یدخل البناء والمفاتیح، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

[2] وتصح اجارة ارض للبناء والغرس وسائر الانتفاعات الخ، درمختار علی الشامی زکریا ص۴۰/۹، باب مایجوز من الاجارة الخ، سکب الانهر علی هامش مجمع الانهر ص۵۲۲/۳، باب مایجوز من الاجارة ومالا یجوز، مطبوعه درالکتب العلمیة بیروت، البحرالرائق کوئٹه ص۳۰۵/۷، باب مایجوز من الاجارة ومالایجوز.

C:\f.m.Fainal\Jild-15\Sahri & Iftar

دوسرے کی افطاری سے پرہیز کرنا

سوال: - کوئی شخص رمضان المبارک میں اپنے گھر سے افطاری لے کر آتا ہے، اور مسجد میں رکھتا ہے، اور وہ شخص کسی دوسرے کی افطاری لینے سے انکار کرتا ہے تو اس شخص کی افطاری دوسرے روزہ دار کو کھا لینی چاہئے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جو شخص دوسرے کی لائی ہوئی افطاری بلا وجہ شرعی نفرت کرتا ہے، وہ برا کرتا ہے ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہئے۔ اگر دوسرے لوگوں نے اس کی لائی ہوئی افطاری کو قبول نہ کیا تو مستقل نفرت سب کے دل میں بیٹھ جائے گی، اس لئے مناسب یہ ہے کہ جب وہ اپنی افطاری پیش کرے تو اس کو قبول کرنے میں عذر نہ کیا جائے امید ہے کہ وہ خود بھی نرم ہو جائے گا۔[1]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۴/۹۱ھ

افطاری کے بعد کلی کرنا

سوال: - کیا افطاری کے بعد نماز میں شرکت کے لئے کلی کرنا ضروری ہے، اگر بغیر کلی کئے نماز میں شریک ہو جائے تو نماز میں کوئی نقص تو نہیں آئے گا۔

[1] ولو دعی الی دعوة فالواجب أن یجیبه الی ذلک وانما یجب علیه أُن یجیبه اذا لم یکن هناک معصیة ولا بدعة وان لم یجبه کان عاصیاً الخ. (عالمگیری کوئٹہ ص: ۳۴۳، ج:۵، الباب الثانی عشرفی الهدایا والضیافات، کتاب الکراهیة. شامی زکریا ص ۹/۵۰۱، کتاب الحظر والاباحة، قبیل فصل فی اللبس.

C:\f.m.Fainal\Jild-15\Sahri & Iftar

الجواب حامداًومصلیاً

اگرایسی چیز کھائی ہے کہ اس کے اجزاء منہ میں باقی ہیں،تو کلی کرلی جائے،ورنہ اگر عین نماز کی حالت میں وہ اجزاء اندر چلے گئے تو فسادنماز کا خطرہ ہے[1]، اگرایسی چیزنہیں کھائی تو یہ خطرہ نہیں تاہم کلی کرلینا اعلی بات ہے[2]۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمودغفرلہ

دارالعلوم دیوبند۱۰/۹/۹۵ھ

\PAGE24\A022 not found.

---

[1] والمستحب تطهير الفم فی جميع المواضع، عالمگيری کوئٹه ص۵/۳۳۷، کتاب الکراهية، الباب الحادی عشر فی الکراهية فی الاکل ومايتصل به.

[2] او اکل ما يبين أسانانه ...... لاتفسد فلانه لايمکن الاحتراز عنه ...... الااذا کان کثيرا فتفسد به صلاته ...... الفاصل بينهما مقدار الحمصة، تبيين الحقائق للزيلعی ص ۱/۱۵۹، باب مايفسد الصلاة ومايکره فيها، مطبوعه امداديه ملتان، مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص:۲۷۷، فصل فيما لا يفسد الصلاة، مطبوعه مصر، البحرالرائق کراچی ص ۲/۱۴، باب مايفسد الصلاة ومايکره فيها)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب سوم

﴿روزہ کے مفسدات ومکروہات﴾

روزہ میں مسواک سنت ہے

سوال:- ماہِ رمضان المبارک میں روزہ کی حالت میں مسواک کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

درست بلکہ سنت ہے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۹/۵/۱۳۹۰ھ

---

[1] لایکرہ دھن شارب وکحل ومسواک ولو عشیا. (الدر) بل یسن للصائم کغیرہ صرح بہ فی النھایۃ. (شامی کراچی ص: ۴۱۹، ج:۲، شامی نعمانیہ ص: ۱۱۴، ج:۲) مطلب فی حدیث التوسعۃ، باب مایفسد الصوم مراقی مع الطحطاوی مصری ص ۳۶۱، فصل فیما یکرہ للصائم وما لایکرہ الخ.

C:\f.m.Fainal\Jild-15\Roze ke Mufsdat & Makrohat

کسی کا تھوک نگلنے سے کفارہ

سوال:- اگر کوئی روزہ دار آدمی اپنے دوست یا اپنی بیوی کا لعاب یا تھوک نگل گیا تو کیا اس کی وجہ سے کفارہ لازم ہوا یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

قضا بھی لازم ہوگی اور کفارہ بھی لازم ہوگا: **ومنه ابتلاع بزاق زوجته او بزاق صديقه لانه يتلذ ذبه لا تلزم الكفارة ببزاق غيرهما لانهٔ يعافه ا هـ مراقی[1] الفلاح** ص: ۳۶۵. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۰/۶/۲۲ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ

دارالعلوم دیوبند ۹۰/۶/۲۲ھ

ندی میں غسل کرتے ہوئے پانی پی لیا

سوال:- ایک شخص رمضان کا روزہ رکھتے ہوئے ندی پر غسل کرنے کے لئے گیا، تو ایک آدمی اس کو پکڑ کر ندی کے اندر لے گیا تیرنا سکھانے کے لئے تو اس نے ندی میں ڈوبتے ہوئے پانی پی لیا کیا اس کا روزہ ٹوٹ گیا؟

---

[1] مراقی مع الطحطاوی ص: ۵۴۹، مصری، باب مایفسد به الصوم وتجب به الكفارة مع القضاء. شامی کراچی ص ۲/۴۱۰، باب مایفسد الصوم ومالا يفسده، مطلب فی جواز الافطار بالتحری، هندیه کوئٹه ص۲۰۳/ ۱، الباب الرابع فیما یفسد ومالا يفسد.

الجواب حامداً ومصلیاً

ٹوٹ گیا[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

چکنے ہاتھ سے مضمضہ واستنشاق روزہ میں

سوال:- ایک شخص نے روزہ کی حالت میں اپنے ہاتھ پر سرسوں کے تیل کی مالش کی، پھر وضو کیا ہاتھوں پر چکناہٹ کا اثر باقی تھا، ایسی ہی چکناہٹ سے انگلیوں سے ناک میں پانی لگایا، اور ناک صاف کر کے وضو کرنے کے تھوڑی دیر بعد میں بھی محسوس ہوا کہ زبان پر بھی چکناہٹ کا اثر محسوس ہوتا تھا، نیز حلق کے اندر بھی اور زبان پر بھی، اب شبہ ہوتا ہے کہ پیٹ کے اندر بھی چکناہٹ گئی ہے اس کے علاوہ جب سر میں تیل لگاتا ہے تو حلق اور زبان پر بھی اثر معلوم ہوتا ہے، ایسی حالت میں حلق یا زبان پر چکناہٹ محسوس ہوتی ہے، تو روزہ میں اس سے کیا خرابی اور فرق ہوا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اس سے روزہ میں فرق نہیں آتا ہے، بعض دفعہ چکناہٹ بہت تیز ہوتی ہے، بغیر کلی اور بغیر ناک میں چکنے ہاتھ سے پانی داخل کئے ہوئے بھی محض سانس کے ساتھ اندر پہنچ کر سر

---

[1] لو اکل مکرها او مخطئا علیه القضاء دون الکفارة المخطی هو الذاکر للصوم غیر القاصد للفطر اذا اکل او شرب (هندیه کوئٹه ص ۱/۲۰۲، الباب الرابع فیما یفسد ومالا یفسد، النهر الفائق ص ۲/۲۱، باب مایفسد الصوم الخ، مطبوعه مکه مکرمه، بحر کوئٹه ص ۲/۲۷۶، باب مایفسد الصوم الخ.

اور حلق کو متأثر کر دیتی ہے اور جب کہ پانی حلق کے اندر داخل نہیں ہوا اور نہ دماغ میں پہنچا تو روزہ پر اثر کیوں پڑے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۸۹/۹/۲۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ

دار العلوم دیوبند ۸۹/۹/۲۰ھ

سر پر تیل رکھنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا

سوال: - ایک شخص نے صبح کو ۱۰/ بجے دن کو روزہ کی حالت میں اپنے سر پر بھول کر تیل رکھ لیا تھا کیا روزہ ٹوٹ گیا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

باقی رہا ٹوٹا نہیں اگر جان کر رکھ لیگا، تب بھی نہیں ٹوٹے گا[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مدرسہ ہذا

روزہ کی حالت میں تمباکو سے تیار شدہ منجن کا استعمال

سوال: - زید روزہ کی حالت میں ایک قسم کا منجن جو تمباکو اور پرانے گڑ سے تیار کیا جاتا

---

[1] ادھن لم یفسد صومہ. (مراقی ۱۰۵، مطبوعہ مصری، طحطاوی ص: ۵۴۳، مطبوعہ مصری، باب مالایفسد الصوم، الدر مع الشامی کراچی ص ۳۹۵/۲، باب مایفسد الصوم، مطلب یکرہ السھر اذا خاف فوت الصبح، ھندیہ کوئٹہ ص ۲۰۳/۱، الباب الرابع فیما یفسد الصوم الخ)

C:\f.m.Fainal\Jild-15\Roze ke Mufsdat & Makrohat

ہے، استعمال کرتا ہے جس کی اسے عادت پڑی ہوئی ہے اس کے استعمال سے اس کو تسکین بھی ہوتی ہے، اس منجن میں نشہ بقدر تمبا کو ہے، کیا ایسے منجن کا روزہ کی حالت میں استعمال کرنا جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس سے پورا پرہیز کرے اکثر اس کا کچھ حصہ حلق کے اندر پہنچ جاتا ہے، نشہ کا ہونا مستقل وجہ منع ہے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۷/۹۴ھ

روزہ میں ڈکار میں ذائقہ محسوس ہونا

سوال:- زید روزہ رکھتا ہے، لیکن اس کو ڈکار (ریاحی) آتی ہے، اگر وہ روکتا ہے تو اس کا پیٹ پھول جاتا ہے، تکلیف ہونے لگتی ہے، اگر ڈکار لیتا ہے تو جو کچھ اس نے کھایا ہے، اس کا ذائقہ اندر سے باہر آتا ہے، اس کا روزہ اگر وہ ڈکار لیتا ہے ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ڈکار آنے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا، اگر چہ ذائقہ بھی اس کے ساتھ آجائے[2]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۰/۹/۹۹ ۱۳ھ

---

[1] وکره مضغ العلك الذی لا یصل منه شیئ الی الجوف مع الریق. مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص: ۵۵۹، فصل فیما یکره للصائم وما لا یکره الخ. الدر مع الشامی کراچی ص۲/۴۱۶، باب مایفسد الصوم، مطلب فیما یکره للصائم، هندیه کوئٹه ص ۱/۱۹۹، الباب الثالث فیما یکره للصائم. (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

C:\f.m.Fainal\Jild-15\Roze ke Mufsdat & Makrohat

کچی ڈکار آنا

سوال:-عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ کچی ڈکار آنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اس کی کیا حقیقت ہے، کیوں کہ کبھی کبھی تو کم سے کم کھانے پر بھی آرام نہ ملنے کی وجہ سے اس طرح کی ڈکار آہی جاتی ہے، یا گلا چلنے ہی لگتا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

کچی ڈکار سے بھی روزہ فاسد نہیں ہوتا[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم ۱۳۹۹/۹/۲۰ھ

ناک میں دوا ڈالنا کیا مفسد صوم ہے

سوال:- ایک آدمی کو دائمی ناک کی بیماری ہے، (ناک ہمیشہ بند رہتی ہے) جس کی وجہ سے دواؤں کا استعمال کرنا ضروری اور لازمی ہے، اب روزے کی حالت میں اس شخص

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [۲] کما یستفاد وان ذرعه القيء وخرج ولم يعد لايفطر مطلقا، (درمختار مع الشامی ص ۳/۳۹۲، باب مایفسد الصوم ومالا یفسد الصوم، مطلب فی الکفارة، مطبوعه زکریا دیوبند، هندية کوئٹه ص ۱/۲۰۴، الباب الرابع فیما یفسد ومالا یفسد، مراقی مع الطحطاوی مصری ص ۵۴۵، باب فی بیان مالایفسد الصوم)

(حاشیہ صفحہ هذا) [۱] چنانچہ قے کی وجہ جس طرح روزہ فاسد نہیں ہوتا ہے، اسی طرح ڈکار کی وجہ سے بھی روزہ فاسد نہیں ہوتا ہے، کیونکہ یہ قے کی بنسبت اخف ہے۔ واذ ذررعه القئ وخرج ولم يعد لايفطر مطلقاً (درمختار مع الشامی ص: ۳۹۲، ج:۳، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده. مطلب فی الکفارة، مطبوعه زکریا دیوبند، هندیه کوئٹه ص ۱/۲۰۴، الباب الرابع فیما یفسد ومالا یفسد، مراقی مع الطحطاوی مصری ص ۵۴۵، باب فی بیان مالایفسد الصوم.

مذکور کو ناک میں دوا ڈالنے کی اجازت ہے، یا نہیں؟ نہ ڈالنے کی صورت میں بیحد تکلیف ہوتی ہے، اور اکثر منہ سے سانس لینی پڑتی ہے، جس سے گلہ اور منہ سوکھ جاتا ہے، اور درد ہونے لگتا ہے، ناک کے اندر مادہ جم جاتا ہے، اور دوا ڈالنے کی وجہ سے وہ صاف ہوجاتا ہے، براہ کرام جواب سے مطلع فرماویں۔

الجواب حامداًومصلیاً

اگر حالتِ صوم میں ناک میں دوا ڈالی اور وہ دوا جوفِ دماغ میں پہنچ گئی تو روزہ ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں: **او استعط فی انفه شیئًا (الٰی ان قال) فوصل الدواء حقیقة الٰی جوفه و دماغه (قوله وصل الدواء حقیقة) اشار الٰی ان ما وقع فی ظاهر الروایة من تقیید الافساد بالدواء الرطب مبنی علی العادة من انه یصل والا فالمعتبر حقیقة الوصول الخ کذا فی الشامی**[1] **ص: ۱۴۰، ج: ۲.** فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۳/۹/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ

روزہ میں خوشبو کا حکم

سوال:- ہومیو پیتھک میں ایک اصول معالجہ یہ بھی ہے، کہ شکر کی سادہ گولیوں کی شیشی میں دوا کے تین قطرے ڈال کر رکھ دیتے ہیں، جب گولیاں خشک ہوجائیں تو انہیں

---

[1] شامی نعمانیه ص: ۱۰۲، ج: ۲، شامی کراچی ص: ۴۰۲، ج: ۲. مطلب فی حکم الاستمناء، باب ما یفسد الصوم، مراقی مع الطحطاوی مصری ص ۵۵۴، باب مایفسد الصوم ویوجب القضاء من غیر کفارة، هندیه کوئٹه ص ۲۰۴ / ۱، الباب الرابع فیما یفسد ومالا یفسد.

C:\f.m.Fainal\Jild-15\Roze ke Mufsdat & Makrohat

مریض کو سونگھنے کی ہدایت کریں، اس طرح کہ ناک کے ایک راستہ کو بند کر کے دوسرا راستہ کھول دیں ایک یا دو مرتبہ سونگھنا کافی ہوتا ہے، اس عمل سے روزہ فاسد ہوتا ہے کہ نہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

محض کسی خوشبو یا بدبو کے بے اختیار ناک میں جانے یا قصداً سونگھنے سے خواہ علاجاً ہو یا تنشیطاً روز فاسد نہیں ہوتا[1]۔ اگربتی، عطر، دواسب کا ایک حکم ہے، البتہ اگربتی وغیرہ سلگا کر اس کا دھواں حلق میں پہنچانا مفسد صوم ہے۔ **کذا فی مراقی الفلاح و الطحطاوی**[2]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

لوبان سونگھنے سے روزہ کا حکم

سوال:- بہشتی زیور کے تیسرے حصہ میں لکھا ہے کہ روزہ کی حالت میں لوبان وغیرہ کی دھونی سلگا کر سونگھنے سے روزہ جاتا رہے گا، کیا یہ حکم لوبان ہی کے لئے ہے، یا اگربتی وغیرہ ہر دھوئیں کے لئے ہے، بعض حضرات روزہ میں اگربتی جلا کر سونگھتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ تو خوشبودار چیز ہے، اور خوشبو سونگھنے سے روزہ نہیں جاتا یہ صحیح ہے یا غلط؟

---

[1] لایکرہ للصائم شم رائحۃ المسک والورد ونحوہ مما لا یکون جوھرا متصلا کالدخان. (مراقی ص: ۱۰۵، مطبوعہ مصری، طحطاوی مصری ص: ۵۴۳، باب فی بیان مالایفسد الصوم)

[2] من ادخل بصنعہ دخانا حلقہ بای صورۃ کان الادخال فسد صومہ سواء کان دخان عنبر اوعود او غیرھما. (مراقی ص: ۱۰۵، مطبوعہ مصری، طحطاوی مصری ص: ۵۴۴، باب فی بیان مالا یفسد الصوم، سکب الانھر ص ۱/۳۶۱، کتاب الصوم، باب موجب الفساد، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت، الدر مع الشامی کراچی ص ۲/۳۹۵، باب مایفسد الصوم، مطلب یکرہ السھر اذا خاف فوت الصبح)

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر لوبان وغیرہ غرض جو بھی دھواں خوشبو کے لئے سونگھ کر حلق یا دماغ میں پہنچایا جائے اس سے روزہ فاسد[1] ہوجائے گا۔ محض خوشبو (عطر) سونگھنے سے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ **کذا فی الطحطاوی**[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

روزہ میں اگربتی اور عطر سونگھنا

سوال:- صائم رمضان یا غیر رمضان ہے بحالتِ روزہ اگربتی یا لوبان کا دھواں سونگھے یا سینٹ تو روزہ ٹوٹتا ہے، یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

سینٹ یا کسی بھی عطر کے سونگھنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، اگربتی یا لوبان کا دھواں بالقصد حلق کے راستے سے اندر پہنچانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے: **صَرَّحَ به الشامی وغیرہ فی**

---

[1] من ادخل بصنعه دخانا حلقه بای صورة كان الادخال فسد صومه سواء كان دخان عنبر اوعود اوغيرهما (مراقی ص: ۱۰۵، مطبوعه مصری، طحطاوی مصری ص: ۵۴۴، باب فی بيان مالايفسد الصوم)

[2] لا يكره للصائم شم رائحة المسک والورد ونحوه مما لا يكون جوهرا متصلا كالدخان (مراقی ص: ۱۰۵، مطبوعه مصری، طحطاوی ص: ۵۴۳، مطبوعه مصری، باب فی بيان ما لا يفسد الصوم، سکب الانهر مع مجمع الانهر ص ۱/۳۶۱، کتاب الصوم، باب موجب الفساد، مطبوعه دارالکتب العلمية بيروت، الدر مع الشامی کراچی ص ۲/۳۹۵، باب ما يفسد الصوم، مطلب يكره الهسر اذا خاف فوت الصبح)

C:\f.m.Fainal\Jild-15\Roze ke Mufsdat & Makrohat

ردالمحتار وغیرہ من کتب الفقه لو ادخل حلقه الدخان افطر ای دخان کان اھ (درمختار) ای بای صورة کان الادخال حتّٰی لو بتخر بخور فآواہ الیٰ نفسه واشتمّه ذاکراً لصومه افطر لامکان التحرز عنه وھٰذا مما یغفل عنه کثیر من الناس ولا یتوھم انه کشم الورد ومائه والمسک لوضوح الفرق بین ھواء تطیب بریح المسک وشبھه وبین جوھر دخان وصل الٰی جوفهٖ بفعله امداد وبه علم حکم شرب الدخان اھ شامی[1] ص: ۱۳۳، ج: ۱. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی

عنہ دارالعلوم دیوبند ۸/۱۱/۸۸ھ

اگربتی روزہ میں

سوال:- رمضان شریف میں جمعہ کی نماز کے وقت مسجد میں ایک روزہ دار شخص نے کچھ اگربتیاں اس مقصد سے سلگائیں کہ تمام مسجد میں خوشبو پھیلے، اگربتیاں جلتی رہیں اور خوشبو پھیلتی رہے، نماز کے بعد کچھ لوگوں نے اچھی خوشبو ہونے کی وجہ سے لمبا سانس لے کر خوشبو سونگھی، کسی نے جلتی ہوئی اگربتیوں کو قریب لے نہیں سونگھا اور نہ اس کے پاس سونگھنے بیٹھا، تمام مسجد میں خوشبو پھیل رہی تھی، اس خوشبو کو لمبا سانس لے کر سونگھا، ایسی حالت میں کیا روزہ دار اور نمازیوں کے روزے ٹوٹ گئے اور جنھوں نے خوشبو کو لمبی سانس لے کر سونگھا تھا ان کے روزے کیا ٹوٹ گئے؟

---

[1] شامی نعمانیه ص: ۹۷، ج: ۲، شامی کراچی ص: ۳۹۵، ج: ۲. یکرہ السھر اذا خاف قوت الصبح، باب ما یفسد الصوم، سکب الانھر ص ۱/۳۶۱، کتاب الصوم، باب موجب الفساد، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، مراقی مع الطحطاوی مصری ص ۵۴۳، ۵۴۴، باب فی بیان مالا یفسد الصوم.

C:\f.m.Fainal\Jild-15\Roze ke Mufsdat & Makrohat

الجواب حامداً ومصلیاً

اگربتی کا دھواں اگر قصداً سانس لے کر دماغ میں پہنچ جاتا ہے تو روزہ فاسد ہوگیا اگر دھواں دماغ میں نہیں پہنچا صرف خوشبو سونگھی ہے تو روزہ فاسد نہیں ہوا، روزہ کی حالت میں اگربتی نہ سلگائی جائے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۹/۸۵ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۹/۸۵ھ

ہومیو پیتھک دوائی کا سونگھنا

سوال:- ہومیو پیتھک دوا کے سونگھنے سے مریض کو بالکل اتنا ہی اثر ہوتا ہے جتنا کہ دوا کے کھانے سے، خواہ دوا کی صرف ایک ہی گولی چٹکی میں لے کر کسی روزہ دار مریض کو سونگھائی جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

محض سونگھنے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۰/۹/۹۳ھ

---

[1] دخل حلقه غبار او ذباب او دخان ولو ذاكراً استحساناً لم يفطر. (الدر المختار) لو ادخل حلقه الدخان ای بای صورة كان الادخال حتى لوتبخر ببخور فآواه الى نفسه او اشتمّهٗ ذاكراً لصومه افطر لامكان التحرز عنه وهذا مما يغفل عنه كثير من الناس. (شامی نعمانيه ص۹۷/۲، شامی کراچی ص۳۹۵/۲، باب مایفسد الصوم وما لا یفسده، سكب الانهر ص۳۶۱/۱، كتاب الصوم، باب موجب الفساد، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، مراقی مع الطحطاوی مصری ص۵۴۳، ۵۴۴، باب فی بیان مالایفسد الصوم) (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

C:\f.m.Fainal\Jild-15\Roze ke Mufsdat & Makrohat

روزہ میں انجکشن

سوال:- میں آپ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ ایک معاملہ میں اپنی تسکین کرلوں، اورآپ کی رہنمائی سے فائدہ اٹھاؤں امید کہ آپ بذات خود تکلیف وتوجہ فرما کر جواب مرحمت فرمائیں گے، واقعہ یہ ہے کہ ابھی دیوبند کے دارالعلوم سے انگریزی میں ایک رسالہ رمضان المبارک پر شائع ہوا ہے یہ رسالہ مہتمم جناب قاری محمد طیب صاحب کی جانب سے ہے، اس لئے اس کی بڑی اہمیت ہے، اس میں لکھا ہے کہ انجکشن لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا صرف دواستثناء کے گئے ہیں، (۱) اگر زخم کے کر کے پانی پیٹ میں لے جایا جائے یا (۲) براہ راست دماغ میں دوالے جائی جائے، بقیہ انجکشن کوعمومیت کے ساتھ جائز کہا گیا ہے اس میں مجھے شبہ گذرتا ہے، اور خیال ہوتا ہے کہ یہ معاملہ مزید توجہ کامحتاج ہے۔

اسی رسالہ میں روزے کی تعریف یہ کی گئی ہے، کہ کھانے پینے اور جماع سے صبح صادق سے غروب آفتاب تک پرہیز کرنا، ایک زمانہ میں کھانے کا طریقہ صرف یہ تھا کہ حلق کے راستہ سے کھانا پیٹ میں ڈالا جائے، اور پینے کا بھی یہی طریقہ تھا کہ پانی حلق کے راستہ سے پیٹ میں ڈالا جائے، مگر سائنس کی ترقی نے نئے نئے طریقے ایجاد کئے ہیں انہوں نے دریافت کیا کہ کھانا پیٹ میں جا کر کیا کام دیتا ہے کھانا معدے میں ہضم ہونے کے بعد اس کا جوہر خون بن کر رگوں میں رواں ہوتا ہے، لہٰذا ایسے مریضوں کو جو منہ سے کھانہیں سکتے رگوں کے انجکشن

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۲؎ لایکرہ للصائم شم رائحة المسک والورد ونحوہ مما لایکون جوھراً متصلا کالدخان. (مراقی ص:۱۰۵ مطبوعہ مصری، مراقی مع الطحطاوی ص:۵۴۳، مطبوعہ مصری، باب فی بیان مالایفسد للصوم، سکب الانھر ص ۱/۳۶۱، کتاب الصوم، باب موجب الفساد، مطبوعہ دارالکتب العلمیة بیروت، شامی کراچی ص۲/۳۹۵، باب مایفسد الصوم، مطلب یکرہ السھرا اذا خاف فوت الصبح)

C:\f.m.Fainal\Jild-15\Roze ke Mufsdat & Makrohat

کے ذریعہ کھانا پہنچایا جاتا ہے بلکہ براہ راست خون بھی رگوں میں پہنچا دیا جاتا ہے، اور عرصہ تک اسی طرح مریض کو وہ جو ہر رگوں میں پہنچا کر جو کھانے کا مقصد ہے، بلا کھانا کھلائے رکھا جاتا ہے۔

اسی طرح پانی پینے کا ایک مقصد رگوں کو سیراب کرنا ہے، ایک کافی مقدار پانی کی ہر انسانی جسم میں موجود رہنی ضروری ہے، اور اگر وہ موجود نہ رہے تو انسان مر جائے گا اس لئے ہیضہ کا مرض پانی کی کمی سے ہوتا ہے، دستوں کے راستہ اس کے جسم کا پانی نکل جاتا ہے اور اس کا علاج یہ ہے کہ رگ کاٹ کر پانی براہ راست رگوں میں بھر دیا جاتا ہے واضح ہو کہ رگ کاٹ کر پانی میں نہیں ڈالا جاتا ہے، بلکہ رگوں میں بھرا جاتا ہے اگر ناک کے ذریعہ ٹیوب ڈال کر پیٹ میں پانی ڈالا جائے تو ڈالا جا سکتا ہے، مگر معدے میں سوء ہضم ہے اور جب تک پانی تحلیل ہو کر رگوں کو سیراب کرے گا، مریض ختم ہو جائے گا، لہٰذا براہ راست پانی رگوں میں ڈال دیا جاتا ہے۔

یہ دو مثالیں میں نے دی ہیں، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بعض انجکشن غذا کا بعض پینے کا مقصد ادا کرتے ہیں، تمثیل کے لئے حسب ذیل باتوں پر نگاہ فرمائی جائے۔

(۱) گلوکوز کا ۲۵/۵۰، ۱۰۰، ۲۰۰، ۵۰۰/سی سی کا رگوں کے ذریعہ انجکشن کھانے کا کام دے گا۔

(۲) رگ کو کاٹ کر دو سیر چار سیر پانی براہ راست رگوں میں بھر دیا جائے یہ طریقہ پینے کا کام دے گا۔

(۳) رگوں کے ذریعہ خون جسم کے اندر ڈال دیا جائے یہ طریقہ طویل اور پیچیدہ راستے کو ترک کر کے براہ راست غذا کا مقصد پورا کرتا ہے، یہ سب انجکشن ہیں اور عمومیت کے پیش نظر سوال یہ ہے کہ کیا یہ سب جائز ہیں اور اگر یہ جائز ہیں تو ہر آدمی کھانا کھانے کے بجائے

۵۰سی سی گلوکوز انجکشن لے لے۔ کھانے کا مقصد حل ہوجائے گا، اور بلا روزہ کا مقصد پورا کئے روزہ کہلائے گا۔

لہٰذا التماس ہے کہ آپ مندرجہ بالا امور پر میری تشفی فرماویں، میں جناب والا کی اس عنایت وکرم فرمائی کا بہت ممنوع ہوں گا۔ والسلام

الجواب حامداً ومصلیاً

روزے کی نقل کردہ تعریف: کھانے، پینے، اور جماع سے صبح صادق سے غروب آفتاب تک پرہیز کرنا۔

انجکشن سے چاہے وہ ۵۰سی سی کا ہو یا اس سے کم زاید کا اس تعریف میں خلل نہیں آتا، کھانا، پینا، بدیہی ہے انجکشن کو کھانا پینا نہیں کہا جاتا، رگ کاٹ کر پانی عروق (رگوں) میں پہنچانے سے جو فائدہ حاصل ہوتا ہے، یعنی رگوں کو تر اور سیراب کرنا وہ فائدہ گو پورا نہ سہی، لیکن کافی مقدار میں ٹھنڈے پانی سے غسل کرنے میں غوطہ لگانے، ایرکنڈیشنڈ میں داخل ہونے، سبز وشاداب مقام پر پہنچ جانے سے بھی حاصل ہوتا ہے، سر اور بدن پر تیل کی مالش سے بھی تیل اندر پہنچتا ہے اور رگوں میں تراوٹ پیدا ہوتی ہے، اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا[1]۔ شدت گرمی کی وجہ سے کپڑا بھگو کر حالت صوم میں سر پر لپیٹنا حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے

---

[1] من اغتسل فی ماء فوجد برده فی باطنه انه لا یفطر. (شامی کراچی ص:۳۹۶، ج:۲، شامی نعمانیه ص:۹۸، ج:۱، باب مایفسد الصوم، النهر الفائق ص۱۷/۲، باب مایفسد الصوم، مطبوعه مکه مکرمه) ادهن لم یفسد صومهٗ. (مراقی مع الطحطاوی ص:۵۴۳، مطبوعه مصری، باب فی بیان مالا یفسد الصوم، هندیه کوئٹه ص۲۰۳/۱، الباب الرابع فیما یفسد، النهر الفائق ص۱۶/۲، باب مایفسد الصوم، مطبوعه عباس احمد الباز مکه مکرمه)

C:\f.m.Fainal\Jild-15\Roze ke Mufsdat & Makrohat

ثابت ہے[۱]۔ ظاہر ہے کہ مقصد کے خلاف ہے، یونانی اطباء بعض امراض کے علاج میں بھپارہ دیتے ہیں جس سے مسامات کھل کر دوا کے اثرات اندر داخل ہوتے ہیں، اور اکثر مسامات سے ہی پسینہ کے راستہ امراض باہر آجاتے ہیں، اور کبھی مادۂ کثیفہ کو رقیق بنا کر صورت اسہال یا پلٹس مادہ خارج کر دیا جاتا ہے، غرض کہ جو فائدے حلق کی راہ دوا جوف معدہ میں پہنچانے سے حاصل ہوتا ہے وہی بھپارہ دینے سے حاصل ہوتا ہے، اور یہ طریقۂ علاج طب قدیم میں موجود ہے، جدید انکشاف نہیں، فقہاء ومجتہدین اس سے خوب واقف ہیں، مگر اس کو مفسد صوم نہیں قرار دیا، آج سائنس کی ترقی کی وجہ سے اگر ڈاکٹر پر اعتماد کرتے ہوئے اس کا یقین کیا جاتا ہے کہ رگوں کے ذریعہ پانی جسم میں پہنچانے سے پینے کا مقصد حاصل ہوتا ہے، اور خون رگوں میں پہنچانے سے کھانے کا مقصد حاصل ہوتا ہے، اور بعض مریضوں پر تجربہ اس کا مؤید بھی ہے تو آج سے چودہ سو سال پہلے صادق ومصدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ سبحان اللہ، الحمد للہ۔ کھانے کا مقصد حاصل کرنے کیلئے مفید ہے[۲]۔ اور جان نثار پیروی کرنے والوں کو

---

[۱] کپڑا بھگو کر بحالت صوم سر پر لپیٹنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ثابت ہے اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکا ثبوت نہیں ملا، شدت گرمی یا شدت پیاس سے سر پر پانی بہانا آپ سے بہر حال ثابت ہے۔

فی حدیث ابی بکر عن بعض اصحاب النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم لقد رأیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم بالعرج یصب علی راسه الماء وهو صائم من العطش او من الحر. (ابوداؤد، ص: ۳۲۲، ج: ۱، کتاب الصیام، باب الصائم یصب علیه الماء، شامی کراچی ص: ۴۱۹، ج: ۳، کتاب الصوم، مشکوٰة ص: ۱۷۷، باب تنزیه الصوم، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند)

وکان ابن عمر رضی الله عنهما یبل الثوب ویلفه علیه وهو صائم، (شامی کراچی ص ۲/۳۲۲، مطلب فی حدیث التوسعة علی العیال، کتاب الصوم، بذل المجهود ص ۳/۳۵۳، مطبوعه سهارنپور، کتاب الصوم، باب الصائم یصب علیه الماء)

[۲] فی حدیث اسماء بنت یزید مرفوعاً قال یجزئهم ما یجزی اهل السماء من التسبیح والتقدیس (مشکوٰة ص: ۴۷۷، باب العلامات بین یدی الساعة، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند)

C:\f.m.Fainal\Jild-15\Roze ke Mufsdat & Makrohat

اس کا تجربہ بھی ہے، یہ یقین واعتقاد بہت زیادہ قوی ہے، سائنس اور ڈاکٹروں کے یقین واعتماد سے کیا اس کو بھی مفسد صوم قرار دیا جائے گا غیبت کو قرآن پاک نے اکل فرمایا ہے: ''اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَأکُلَ لَحْمَ اَخِیْہِ''[1] سورہ الحجرات (الآیۃ) اور بعض کے متعلق تجربۃً قے کرا کے مشاہدہ کرانا بھی حدیث شریف میں مذکور ہے[2]۔ کیا یہ بھی مفسد صوم ہے۔

بعض صورتیں ایسی بھی کہ وہاں مشاہدۃً اکل وشرب ہے مگر مقصد اکل وشرب اس پر کچھ بھی مرتب نہیں ہوتا، پھر بھی وہ مفسد صوم ہے، مثلاً کسی نے ایک تل کھالیا اس سے بھوک کچھ بھی دفع نہیں ہوتی مگر روزہ فاسد ہوگیا۔[3] اور اگر بھول کر کھا پی لیا تو حقیقۃً اکل وشرب بھی پایا گیا اور مقصد بھی پورا ہوگیا لیکن روزہ فاسد نہیں ہوا۔[4]

بعض ایسی صورتیں بھی ہیں کہ جوف میں ایسی چیز داخل ہوگئی جو اکل وشرب کا فائدہ دینے کے بجائے وبال ومصیبت بن گئی مگر روزہ فاسد ہوگیا، مثلاً کسی روزے دار کے تیر مارا گیا

---

[1] سورۂ حجرات آیت: ۱۱،
ترجمہ:- کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مردار بھائی کا گوشت کھائے۔

[2] فی حدیث عبید مرفوعاً فقال لاحدھما قیئی فقاء ت قیحا او دماً وصدیدا ولحماً حتی قاء ت نصف القدح الحدیث، (مسند احمد ص: ۴۳۱، ج:۵، حدیث عبید مولی النبی ﷺ، مطبوعہ دارالفکر بیروت، مجمع الزوائد ص: ۳۹۹، ج:۳، کتاب الصیام، باب الغیبۃ للصائم، مطبوعہ دارالفکر بیروت)

[3] اکل مثل سمسمۃ من خرج یفطر. (الدر مع الشامی کراچی ص:۴۱۵، ج:۲، شامی نعمانیہ ص:۱۱۲، ج:۲، مطلب فی مایکرہ للصائم، ھندیہ کوئٹہ ص۲۰۳/۱، الباب الرابع فیما یفسد ومالا یفسد، النھر الفائق ص۲/۱۸، باب ما یفسد الصوم، مطبوعہ مکہ مکرمہ)

[4] اذا اکل الصائم او شرب او جامع ناسیاً لم یفطر. (الدرمع الشامی ملخصاً ص ۳۹۴، ج:۲، مطبوعہ کراچی، شامی نعمانیہ ص:۹۷، ج:۲، باب مایفسد الصوم ومالا یفسدہ، ھندیۃ کوئٹہ ص ۲۰۲/۱. الباب الرابع فیما یفسد)

اورلوہے کا حصہ اندر رہ گیا تو روزہ فاسد ہوگیا[1] سونے میں احتلام سے مقصد جماع حاصل ہوگیا مگر روزہ فاسد نہیں ہوا۔ محض دیکھ کر انزال ہوگیا روزہ فاسد نہیں ہوا[2]۔ سفر میں عامۃً مشقت ہوتی ہے، جس کی رعایت سے شریعت نے قصر نماز کا حکم دیا اور اجازت افطار دی اور دوسرے بعض احکام میں بھی تخفیفاً سہولت اور رخصت دی اور مسافت سفر تین یوم (تین منزل تقریباً اڑتالیس میل) مقرر کی[3]، لیکن اگر کوئی شخص تین دن کی مسافت تین گھنٹہ یا اس سے کم میں طے کرے اور بہت راحت کے ساتھ کہ کسی قسم کی مشقت پیش نہ آئے تو کیا وہ نماز قصر نہیں کرے گا یا اس کو رخصت افطار سے محروم کردیا جائے گا، یا دوسرے احکام میں تخفیف کی سہولت ورخصت سے فائدہ نہیں حاصل کر سکے گا۔

اصل یہ ہے کہ قانون پر عمل کی صورت شرعاً تجویز کردی گئی ہے، اس طرح عمل کیا جائے اور اس پر حکم دیا جائے گا، اس کے خلاف اپنی دوسری صورت تجویز کر کے اپنے تجویز کردہ مقصد قانون کو پورا کیا گیا تو وہ شرعاً قانون پر عمل نہیں ہوگا، اور جو صورت حدود قانون کے اندر جائز ہے اس کو مقصد قانون کے خلاف قرار دے کر حدود جواز سے خارج نہیں کیا جائے گا، سرکاری قانون ہے کہ لفافہ پر ۲۵/ پیسے کا ٹکٹ لگایا جائے اب اگر کوئی شخص ۲۵/ پیسے

---

[1] ولو بقی النصل فی جوفه فسد. (الدر مع الشامی کراچی ص:۳۹۷، ج:۲، شامی نعمانیه ص:۹۸، ج:۲، باب مایفسد الصوم، النهر الفائق ص۲/۲۳، باب مایفسد الصوم الخ، مطبوعه مکه مکرمه، بحر کوئٹه ص۲/۲۷۹، باب مایفسد الصوم الخ)

[2] احتلم او انزال بنظر او بفکر لم یفطر. (شامی کراچی ص:۳۹۶، ج:۲، شامی نعمانیه ص:۹۸، ج:۲، مطلب یکره السهر، هندیة کوئٹه ص۱/۲۰۴، الباب الرابع، النهر الفائق ص۲/۱۶، باب مایفسد الصوم ومالایفسده، مطبوعه مکه مکرمه)

[3] اقل مسافة تتغیر فیها الاحکام مسیرة ثلاثة ایام (هندیة کوئٹه ص۱/۱۳۸، الباب الخامس عشر فی صلاة المسافر، النهر الفائق ص۱/۳۴۴، باب صلاة المسافر، مطبوعه مکه مکرمه، بحر کوئٹه ص۲/۱۲۸، باب المسافر.

کا ٹکٹ نہیں لگاتا ہے بلکہ ۲۵/ پیسے لفافہ پر چپکا دیتا ہے اس تخیل سے کہ مقصد قانون یہ ہے کہ ۲۵/ پیسے حکومت کے لئے خرچ کئے جائیں، سومیں نے ۲۵/ پیسے خرچ کردیئے، تو اس کا یہ عمل قانون پر عمل نہیں ہوگا، بلکہ کہا جائے گا کہ اس نے قانون میں تحریف وترمیم کی ہے جس کا اس کو حق نہیں تھا۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

روزہ میں انجکشن

سوال:- زید کو رمضان شریف میں انجکشن کی ضرورت ہے بوجہ بیماری بخار ہو یا پھوڑا یا اور کوئی صورت ہو تو انجکشن لگوایا جاسکتا ہے، یا نہیں؟ اور کوئی صورت جواز کی ہے یا نہیں اگر ہے تو پھر حدیث ''**الفطر مما دخل ولیس مما خرج**'' (شرح وقایہ جلد اول ص:۱۹۷) سے تعارض ہوگا کہ نہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

انجکشن سے روزہ نہیں ٹوٹتا **الفطر مما دخل ولیس مما خرج** اول تو کلیہ نہیں بلکہ خاص موقعہ کے متعلق ہے،[1] **کما یظهر بادنٰی تأمُّل** دوسرے حصر کے لئے نہیں، تیسرے جومنفذ سے داخل ہو وہ مفطرِ صوم ہے، **والمفطر انما هو الداخل من المنافذ اهـ**[2] شامی ص:۱۳۴، ج:۲، چوتھے مطلقاً داخل بھی مفطرِ صوم نہیں بلکہ جوف معدہ میں

---

[1] لقوله علیه السلام الفطر مما دخل ولیس مماخرج وهو مخصوص بحدیث الاستسقاء او الفطر فیه (بحر کوئٹه ص۲۷۸/۲، باب مایفسد الصوم ومالا یفسده)

[2] شامی نعمانیه ص:۹۸، ج:۲، شامی کراچی ص:۳۹۵، ج:۲. باب مایفسد الصوم وما لا یفسدهٗ. النهر الفائق ص۱۷/۲، باب مایفسد الصوم ومالا یفسده، مطبوعه عباس احمد الباز مکه مکرمه.

C:\f.m.Fainal\Jild-15\Roze ke Mufsdat & Makrohat

جو داخل ہو وہ مفطر ہے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۳/۹/۸۵ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ

دارالعلوم دیوبند ۱۵/۹/۸۵ھ

روزہ میں انجکشن

سوال:- بحالت صوم انجکشن لگوانا کیسا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جائز ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

روزہ میں انجکشن اور پمپ سے منہ میں ہوا لینا

سوال:- فرض روزہ کی حالت میں انجکشن لگوانا اور سانس کے مریض کا پمپ کے ذریعہ منہ میں ہوا لینا کیسا ہے؟

---

[1] والذی ذکرہ المحققون ان معنی الفطر وصول ما فیہ صلاح البدن الی الجوف اعم من کونہ غذاء او دواء. (شامی کراچی ص: ۴۱۰، ج: ۲، شامی نعمانیہ ص: ۱۰۸، ج: ۲، مطلب فی جواز الافطار بالتحری، کتاب الصوم)

[2] والذی ذکرہ المحققون ان معنی الفطر وصول ما فیہ صلاح البدن الی الجوف اعم من کونہ غذاء او دواء. (شامی کراچی ص: ۴۱۰، ج: ۲، شامی نعمانیہ ص: ۱۰۸، ج: ۲، مطلب فی جواز الافطار بالتحری، کتاب الصوم)

C:\f.m.Fainal\Jild-15\Roze ke Mufsdat & Makrohat

الجواب حامداًومصلیاً

انجکشن سے روزہ فاسد نہیں ہوتا، الّا یہ کہ جوفِ معدہ میں دوا پہنچائی جائے[۱]۔ ہوا منہ کے اندر جانے سے بھی روزہ فاسد نہیں ہوتا، اگرچہ پمپ سے پہنچائی جائے، جب کہ کوئی اور چیز نہ ہو[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

احتلام مفسد صوم نہیں جماع مفسد ہے

سوال:- اگر روزہ رکھا ہوا ہے اور سوتے میں حاجت غسل ہوجائے یا دیدہٗ ودانستہ صحبت کرلے تو روزہ رہے گا یا نہیں اگر رہے گا تو کیسا؟

الجواب حامداًومصلیاً

احتلام سے روزہ فاسد نہیں ہوتا[۳]۔ ہاں عمداً صحبت کرنے سے فاسد ہوجاتا ہے، اور

---

[۱] ان معنى الفطر وصول ما فيه صلاح البدن الى الجوف اعم من كونه غذاء اودواءً. (شامی کراچی ص: ۴۱۰، ج:۲، شامی نعمانیه ص:۱۰۸، ج:۲، باب مايفسد الصوم، مطلب فی جواز الافطار بالتحری، هندیه کوئٹه ص۲۰۴/۱، الباب الرابع فيما يفسد الخ)

[۲] دخل حلقه غبار او ذباب او دخان لم يفطر (الى قوله) ولا يتوهم انه كشم الورد ومائه والمسک لوضوح الفرق بين هواء تطيب بريح المسک وشبهه وبين جوهر دخان الخ (شامی کراچی ملخصاً ص۲/۳۹۵، باب مايفسد الصوم الخ، سکب الانهر مع مجمع الانهر ص۱/۳۶۱، باب موجب الفساد، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، طحطاوی مع المراقی مصری ص۵۴۳، باب فی بيان مالايفسد الصوم)

[۳] ولو اكل او شرب او جامع ناسياً لا يفطر وكذا لونام فاحتلم (مجمع الانهر ص:۳۶۰، ج:۱، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، كتاب الصوم، باب موجب الفساد، شامی کراچی ص:۴۰۱، ج:۲، شامی نعمانیه ص:۹۸، ج:۲، كتاب الصوم، مطلب فی حكم الاستمناء بالكف، النهر الفائق ص۲/۱۶، باب مايفسد الصوم ومالايفسد، مطبوعه مکه مکرمه)

C:\f.m.Fainal\Jild-15\Roze ke Mufsdat & Makrohat

کفارہ وقضا ذمہ میں لازم ہوتے ہیں[۱]۔ اگر رمضان کے علاوہ کا روزہ ہوتو صرف قضاء لازم آئے گی، کفارہ لازم نہ ہوگا[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۵۵/۸/۲۹ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبداللطیف یکم رمضان ۱۳۵۵ھ

جلق کی وجہ سے روزہ فاسد ہوجاتا ہے

سوال:- عادت جلق مذہبی اعتبار سے غلط ہے، یا نہیں؟ اس سے غسل اور وضوتو خیر واجب ہی جاتا ہے، مگر روزہ کی حالت میں روزہ پر کیا اثر پڑتا ہے، اور کیا اس کا کرنے والا زانی شخص کے برابر گنہ گار ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مذہبی اعتبار سے غلط ہے ناجائز گناہ ہے، اس سے روزہ فاسد ہوجائے گا[۳]۔ ایسا کرنے

---

[۱] من جامع عمداً فی احد السبیلین فعلیه القضاء والکفارة. (عالمگیری ص:۳۰۵، ج:۱، ما یوجب القضاء والکفارة، مطبوعه کوئٹه پاکستان، النهر الفائق ص۲۰، ۲/۲۱، باب مایفسد الصوم، مطبوعه مکه مکمه، الدر مع الشامی زکریا ص۳۸۵ تا۳/۳۸۸، باب مایفسد الصوم الخ، مطلب فی جواز الافطار بالتحری)

[۲] ولا کفارة بافساد صوم غیر رمضان لانه لم یهتک حرمة الشهر فعلی هذا لا تلزم الکفارة علی قضاء رمضان. (مجمع الانهر، ص:۳۵۵، ج:۱، باب موجب الفساد، مطبوعه دارالکتب العلمية بیروت، شامی نعمانیه ص:۱۰۴، ج:۲، شامی کراچی ص:۴۰۴، ج:۲، کتاب الصوم، قبیل مطلب فی جواز الافطار بالتحری، النهر الفائق ص۲/۲۲، باب مایفسد الصوم، مطبوعه عباس احمد الباز مکه مکرمه)

[۳] وکذا الاستمناء بالکف. ای فی کونه لایفسد لکن هذا اذا لم ینزل اما اذا انزل فعلیه القضاء. وان کره تحریماً لحدیث "ناکح الید ملعون" ......(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

والا زنا کی سزا کا مستحق نہیں اس پر حدِ زنا جاری نہیں کی جائے گی[1]۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۱۲/۹۵ھ

جلق مفسدِ صوم اور موجبِ غسل ہے یا نہیں

سوال:- جلق لگایا گیا اور منی کپڑے وغیرہ میں نہیں لگی تو اس صورت میں صرف اعضائے تناسل دھولینا کافی ہے یا غسل واجب ہے؟ اور مفسدِ صوم ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جلق سے اگر منی نہیں نکلی تو روزہ فاسد نہیں ہوا، اگر مذی نکلی ہے، تو عضو کا دھولینا اور وضو کرلینا کافی ہے، غسل واجب نہیں، نہ روزہ فاسد ہوا، اگر منی نکلی ہے تو روزہ بھی فاسد ہوگیا اور غسل بھی واجب ہے[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۷/۹/۸۵ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۷/۹/۸۵ھ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)......(شامی زکریا ص ۳۷۱/۳، کتاب الصوم. مطلب فی حکم الاستمناء بالکف، طحطاوی علی المراقی مصری ص ۵۴۳، باب فی بیان مالایفسد الصوم، فتح القدیر ص ۳۳۰/۲، کتاب الصوم، باب مایوجب القضاء والکفارة، طبع دارالفکر بیروت)

(حاشیہ صفحہ ھذا) [1] الاستمناء حرام ولو مكن امرأته أو امته من العبث بذكره فأنزل كره ولاشئ عليه اى من حدٍ وتعزيرٍ. (درمختارى مع الشامى كراچى ص۲۷/۴، كتاب الحدود، مطلب فى حكم اللواطة)

[2] وكذا الاستمناء بالكف اى فى كونه لا يفسد لكن هذا اذا لم ينزل اما اذا انزل فعليه القضاء. (شامى نعمانيه ص: ۱۰۰، ج: ۲، شامى كراچى ص: ۳۹۹، ج: ۲، مطلب فى حكم الاستمناء بالكف، باب مايفسد الصوم، طحطاوى على المراقى ص ۵۴۳، باب فى بيان مالايفسد الصوم، مطبوعه مصرى، فتح القدير ص ۳۳۰/۲، كتاب الصوم، باب مايوجب القضاء والكفارة، مطبوعه دارالفكر بيروت)

C:\f.m.Fainal\Jild-15\Roze ke Mufsdat & Makrohat

استمناء بالید کے بعد بیوی سے جماع کرلیا

سوال:- زید نے رمضان کا روزہ رکھنے کی حالت میں قصداً ہاتھ سے ذکر کوحرکت دے کر انزال کردیا، پھر یہ سمجھ کر کہ روزہ ٹوٹ گیا قصداً بیوی سے جماع کیا، اور کھایا پیا تو کیا زید پر کفارہ لازم ہوگا یا نہیں؟ اور بیوی کے قرینہ سے یہ پتہ چلا کہ پہلے تو راضی نہیں تھی مگر اپنے اصرار پر قائم نہ رہی بلکہ زید کو قدرت دیدی خفیف طریقہ سے زید کا ڈر کرتے ہوئے، تو بیوی پر قضاء لازم آئے گی یا کفارہ؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگر روزۂ رمضان کی حالت میں جماع کرتا تو اس پر کفارہ لازم ہوتا، مگر رمضان کا روزہ تو پہلے ہی ختم کرچکا جس کی وجہ سے قضا لازم ہوگئی[1]۔ ایسی حالت میں جماع کرنے سے اس پر کفارہ لازم نہیں، البتہ اس کی بیوی پر قضا بھی لازم ہے اور کفارہ بھی لازم ہے[2]۔ رد المحتار ص:۱۰۸، ج:۲. فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۷/۹۲ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۷/۹۲ھ

---

[1] وكذا الاستمناء بالكف (الدر) اذا انزل فعليه القضاء. (شامي نعمانيه ص:۱۰۰، ج:۲، شامی کراچی ص:۳۹۹، ج:۲، مطلب فی حکم الاستمناء، باب مایفسد الصوم، طحطاوی علی المراقی ص۵۴۳، باب فی بیان مالایفسد الصوم، فتح القدیر ص۲/۳۳۰، کتاب الصوم، باب مایوجب القضاء والکفارة، مطبوعه دارالفکر بیروت)

[2] وان جامع فی رمضان اداء اوجو مع فی احد السبیلین عمداً قضی وکفر. (تنویر مختصراً مع الشامی ص:۱۰۸، ج:۲، مطبوعه نعمانیه، شامی کراچی ص:۴۰۹، ج:۲، مطلب فی جواز الافطار بالتحری، باب مایفسد الصوم، النهر الفائق ص۲/۲۰، کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم ومالا یفسده، مطبوعه عباس احمد الباز مکه مکرمه، طحطاوی مع المراقی مصری ص۵۴۷، باب مایفسد به الصوم وتجب به الکفارة مع القضاء)

C:\f.m.Fainal\Jild-15\Roze ke Mufsdat & Makrohat

ادخالِ اصبع اورتقبیل حالت صوم میں

سوال:-سحری کھانے کے بعد بیوی سے صحبت کرنا یا شرمگاہ میں انگلی ڈالنا یا وہ خود ڈالے روزہ میں کیسا ہے؟ یا یہ سب کرنے سے روزہ میں کوئی فرق آتا ہے یا قضاء واجب ہے یا کیا؟ جواب دیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

صبح صادق سے پہلے تو ان چیزوں سے بلکہ صحبت سے بھی روزہ میں کوئی خرابی نہیں آتی اس لئے کہ روزہ صرف سحری کھالینے سے شروع نہیں ہوتا، بلکہ صبح صادق سے شروع ہوتا ہے[1]، اس لئے پہلے روزہ ہی نہیں، صبح صادق کے بعد اگر بیوی کی شرمگاہ میں انگلی داخل کی یا بیوی نے خود داخل کی اگر وہ انگلی خشک ہے تو روزہ فاسد نہیں ہوا، اگر تر تھی تو فاسد ہوگیا، قضاء لازم ہوگی[2]۔ بوسہ اگر اس طرح لیا کہ اس کی رال لعاب میں نگل گیا تو روزہ فاسد ہوگیا، اور کفارہ بھی لازم ہوگا۔[3] اگر بغیر اس کے لیا ہے تو روزہ فاسد نہیں ہوا، جس کو جماع یا انزال کا اندیشہ ہو اس کو

---

[1] هو امساک عن المفطرات حقیقة او حکما فی وقت مخصوص وهو الیوم ای الیوم الشرعی من طلوع الفجر الی غروب، (الدر مع الشامی کراچی ص ۲/۳۷۱، اول کتاب الصوم، النهر الفائق ص۲/۵، کتاب الصوم، مطبوعه مکه مکرمه، مراقی مع الطحطاوی مصری ص ۵۲۱، اول کتاب الصوم)

[2] او ادخل اصبعه الیابسة فیه ای دبره اوفرجها ولو مبتلة فسد الخ، درمختار مع الشامی ص: ۹۹، ج: ۲، مطبوعه نعمانیه. شامی کراچی ص۳۹۷، ج: ۲، باب مایفسد الصوم. مراقی مع الطحطاوی مصری ص۵۵۷، باب مایفسد الصوم ویوجب القضاء من غیر کفارة، النهر الفائق ص۲/۲۳، باب مایفسد الصوم ومالا یفسده، مطبوعه مکه مکرمه.

[3] ومن موجب الکفارة ابتلاع بزاق زوجته، (مراقی ص۱۰۷، مطبوعه مصری، مع الطحطاوی ص ۵۴۹، باب مایفسد به الصوم، شامی کراچی ص ۲/۴۰۱، باب مایفسد الصوم، مطلب فی جواز الافطار بالتحری، النهر الفائق ص ۲/۲۱، باب مایفسد الصوم، مطبوعه مکه مکرمه)

C:\f.m.Fainal\Jild-15\Roze ke Mufsdat & Makrohat

یہ سب نہیں کرنا چاہئے جس کو اندیشہ نہ ہو اس کے لئے بوسہ لینے میں مضائقہ نہیں مگر اس طرح نہ لے کہ روزہ فاسد ہو جائے[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۷/۹/۸۵ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ

دارالعلوم دیوبند ۱۷/۹/۸۵ھ

بحالتِ صوم ادخالِ اصبع

سوال:- روزے کی حالت میں بغرضِ صفائی اگر کوئی تر انگلی مقعد میں داخل کرے تو اس سے روزہ کے فساد کا حکم ہوگا کہ نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر محلِ حقنہ تک تر انگلی پہنچ جائے تو روزہ فاسد ہو جائے گا: **اذا دخل اصبعه مبلولة اهـ في دبره او استنجٰى فوصل الماء الٰى داخل دبره اوفرجها الداخل بالمبالغة فيه والحد الفاصل الذى يتعلق بالوصول اليه الفساد قدر المحقنة قلما يكون ذلك اهـ[۲] مراقى الفلاح باب مايفسد الصوم ويوجب القضاء. الطحطاوى[۳] ص: ۲۰۸.** فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۹/۸۹ھ

---

[۱] وكره قبلة ومس ومعانقة ومباشرة فاحشة ان لم يأمن المفسد وان امن لا بأس. (درمختار مع الشامى نعمانيه ص: ۱۱۳، ج: ۲، شامى كراچى ص ۴۱۷، ج: ۲، مطلب فيما يكرهٔ للصائم. النهر الفائق ص ۲/۲۷، قبيل فصل فى العوارض، مطبوعه مكه مكرمه، مراقى مع الطحطاوى مصرى ص ۵۶۰، فصل فيما يكره للصائم)

[۲] مراقى الفلاح ص: ۱۰۹، مطبوعه مصرى. (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

انگلی ڈال کر پاخانہ نکالنا

سوال:- ایک آدمی کو قبض کی شکایت ہے، اس نے روزہ کی حالت میں تھوڑی سی انگلی ڈال کر خشک پائخانہ نکالا تو روزہ فاسد ہوگا یا نہیں؟ اگر فاسد ہوگیا تو کفارہ لازم ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر خشک انگلی سے یہ کام لیا ہے تو روزہ فاسد نہیں ہوگا[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۸/۱/۹۳ھ

لمس سے انزال ہونے پر فسادِ صوم

سوال:- روزہ کی حالت میں زید نے اپنی بیوی سے دور سے بات کی اور ہاتھ پکڑا کہ انزال ہوگیا، روزہ رہا یا ٹوٹ گیا یا کوئی خامی ہوئی۔

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)

[3] الطحطاوی ص:۵۵۷، مطبوعہ مصری مصری. شامی کراچی ص۳۹۷/۲، باب مایفسد الصوم الخ، مطلب یکرہ السهر اذا خاف فوت الصبح، هندیه کوئٹه ص۲۰۴/۱، الباب الرابع فیما یفسد ومالا یفسد.

(حاشیہ صفحہ ھذا)

[1] ادخل اصبعه الیابسة فیه ای دبره اوفرجها لم یفطر. (الدرا لمختار مختصراً مع الشامی نعمانیه ص:۹۹، ج:۲، قبیل مطلب مهم المفتی فی الوقائع، باب مایفسد الصوم، مراقی مع الطحطاوی مصری ص۵۵۷، باب مایفسد الصوم ویوجب القضاء من غیر کفارة، النهر الفائق ص۲۳/۲، باب مایفسد الصوم، مطبوعه مکه مکرمه)

C:\f.m.Fainal\Jild-15\Roze ke Mufsdat & Makrohat

الجواب حامداً ومصلیاً

روزہ ٹوٹ گیا قضا لازم ہوگی[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۹/رمضان ۶۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مظاہر علوم سہارن پور ۱۰/رمضان المبارک ۶۷ھ

زوجہ کی تقبیل ولمس مفسدِ صوم نہیں

سوال:- روزہ کی حالت میں زید نے اپنی زوجہ کو گود میں لیا بوسے لئے روزہ ٹوٹ گیا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

روزہ نہیں ٹوٹا لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے کہ مبادا نوبت آگے تک پہنچے[۲]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] او لمس فانزل قضى فقط. (الدرالمختار مع الشامی نعمانیہ ص:۱۰۴، ج:۲، شامی کراچی ص:۴۰۳، ج:۲، باب مایفسد الصوم. قبیل مطلب فی جواز الافطار بالتحری، ھدایہ مع الفتح ص ۲/۳۳۱، باب مایوجب القضاء والکفارۃ، مطبوعہ دار الفکر بیروت، النھر الفائق ص ۲/۱۶، باب مایفسد الصوم ومالا یفسدہ، مطبوعہ مکہ مکرمہ)

[۲] وکرہ قبلۃ ومس ومعانقۃ ومباشرۃ فاحشۃ ان لم یامن المفسد. (الدرالمختار مع الشامی نعمانیہ ص:۱۱۲، ج:۲، شامی کراچی ص:۴۱۸، ج:۲، مطلب فیما یکرہ للصائم، النھرالفائق ص۲/۲۷، فصل فی العوارض، مطبوعہ مکہ مکرمہ، مراقی مع الطحطاوی مصری ص ۵۶۰، فصل فیما یکرہ للصائم)

سانپ وغیرہ کے کاٹنے سے روزہ کا حکم

سوال: -کیا سانپ، بچھو کے کاٹنے اور انجکشن لگوانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

روزہ نہیں ٹوٹتا[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

سحری کھائی صبح صادق سے ایک دو منٹ بعد

سوال: -سحری کا آخری وقت مثلاً پانچ بجے ہے ایک شخص مثال کے طور پر چار بج کر پچیس منٹ پر سوکر بیدار رہوا اس نے جلدی جلدی دو چار لقمے کھائے، جس وقت وہ کھا کر پانی پینے لگا اس وقت پانچ بج کر ایک منٹ یا دو منٹ زیادہ ہو گئے اب کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس کو یہ چاہیئے کہ اس روزہ کو پورا کرے پھر بعد رمضان ایک روزہ جداگانہ اس کے عوض رکھے۔ **او تسحر او جامع شاكاً فى طلوع الفجر وهو طالع لا كفارة عليه للشبهة لان الاصل بقاء الليل ويأثم اثم ترک التثبت مع الشک اھ[۲] مراقی**

---

[۱] والمفطر انما هو الداخل من المنافذ اھ شامی نعمانیه ص:۹۸، ج:۲، باب ما یفسد الصوم. النهر الفائق ص۱۷/۲، باب مایفسد الصوم ومالا یفسده، مطبوعه مکه مکرمه.

[۲] مراقی ص:۱۰۹، مطبوعه مصری. طحطاوی ص:۵۵۲، مطبوعه مصری. النهر الفائق ص۳۶/۲، باب مایفسد الصوم ومالایفسده، مطبوعه مکه مکرمه، الدر مع الشامی کراچی ص۴۰۵/۲، باب مایفسد الصوم الخ، مطلب فی حکم الاستمناء بالکف.

C:\f.m.Fainal\Jild-15\Roze ke Mufsdat & Makrohat

الفلاح ص: ۳۶۹، باب مایفسد الصّوم ویوجب القضاء. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

سحری اس وقت کھائی جبکہ صبح صادق ہوچکی تھی

سوال:- جب طلوع حسی پانچ بجے ہوتا ہے، تو ایک شخص سحری کھاتا ہوا جب رکا جبکہ ٹھیک چار بج چکے تھے تو اس دن کا روزہ رہے گا یا نہیں؟

یہ شخص جو کہ سحری کھا رہا ہے اس کو باوجود مطلع صاف ہونے کے تعیین کے درجہ میں صبح صادق کا وجود بالکل محسوس نہیں ہورہا ہے، شخص مذکور ماہر اوقات ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

ہمارے اطراف کے طلوع کے لحاظ سے اس دن کا روزہ نہیں ہوا، اس لئے کہ سحری صبح صادق کے بعد کھائی ہے[1] نفس صبح صادق سے کھانے سے رک جانا چاہئے، تبیین کا منتظر نہیں رہنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۴/۴/۷۹ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۴/۴/۷۹ھ

---

[1] او تسحر او افطر بظن الیوم لیلا والحال ان الفجر طالع والشمس لم تغرب قضی فی الصور کلها فقط (الدرالمختار علی هامش الشامی کراچی ص۴۰۶/۲، باب مایفسد الصوم ومالا یفسد، مطلب فی حکم الاستمناء بالکف، عالمگیری ص۱۹۴/۱، کتاب الصوم، الباب الاول فی تعریفه، مطبوعه کوئٹه، مراقی مع الطحطاوی مصری ص۵۵۶، باب مایفسد الصوم ویوجب القضاء)

جس لاؤڈ اسپیکر پر گانے گائے جائیں اس سے سحری کے لئے جگانا

سوال:- لاؤڈ اسپیکر پر فحش گانے ہوتے ہیں، کچھ قوالیاں بھی ہوتی ہیں، اس طرح سحری کے لئے جگانا جائز ہے یا نہیں؟ شادی بیاہ کے موقع پر لاؤڈ اسپیکر لگا کر اس طرح گانے بجانا جائز ہے یا نہیں؟ اور لاؤڈ اسپیکر سے جو روپیہ کمایا جاتا ہے، وہ حلال ہے یا حرام؟ کوئی عالم فاضل اگر ایسے شخص کے یہاں ٹھہرے یا کھانا کھاوے تو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

لاؤڈ اسپیکر پر اس طرح گانے گا کر سحری کے لئے جگانا ممنوع ہے، احترام رمضان کے بھی خلاف ہے، فی نفسہ بھی ناجائز ہے، شادی بیاہ میں بھی یہ چیز منع ہے[1]، اس طرح روپیہ کمانا بھی منع ہے، اہل علم کو ایسے روپئے سے دعوت قبول نہیں کرنا چاہئے[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1] ان الملاهی کلها حرام قال ابن مسعود صوت اللهو والغناء ینبت النفاق فی القلب قلت وفی البزازیة استماع صوت الملاهی کضرب قصب ونحوه حرام الخ (درمختار علی الشامی زکریا ص ۵۰۲، ۹/۵۰۴، کتاب الحظر والاباحة، قبیل فصل فی اللبس، هندیه کوئٹه ص ۳۵۱، ۵/۳۵۲، کتاب الکراهیة، الباب السابع عشر فی الغناء واللهو وسائر المعاصی)

[2] آکل الربوا وکاسب الحرام اهدی الیه او اضافه وغالب ماله حرام لا یقبل الخ (عالمگیری ص ۵/۳۴۳، مطبوعه کوئٹه، کتاب الکراهیة، الباب الثانی عشر فی الهدایا والضیافات)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب چہارم

روزوں کی قضاء اور کفارہ

رمضان سمجھ کر یکم شوال کا روزہ

سوال:- رمضان المبارک کی انتیسویں شام میں مطلع صاف ہونے کے باوجود ہلال نظر نہ آیا اور شب کے ۹ ½ بجے ریڈیو سے بھی یہ اطلاع ملی کہ ریاست میسور اور بھارت کے دوسرے حصہ میں ہلال نظر نہ آیا، رمضان المبارک ۳۰/ کی صبح کو یہ خبر ملی کہ بمبئی میں عید منائی جارہی ہے تو یہاں کے بہت سارے روزہ داروں نے روزہ توڑ دیا اور بہت ساروں نے روزہ نہ توڑا، عید کی نماز دوسرے دن پڑھی گئی، برائے مہربانی اس مسئلہ پر روشنی ڈالیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

کسی افواہ پر بغیر تحقیق وتصدیق کے ۳۰/ رمضان کو روزہ توڑنا درست نہیں، لیکن اگر بعد میں تحقیق ہوجائے کہ وہ تاریخ ۳۰/ رمضان کی نہیں بلکہ یکم شوال تھی تو اس روزہ کی قضاء یا کفارہ کچھ لازم نہیں[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ ۲۳/۱۰/۸۵ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ

---

[1] ولزم نفل شرع فیه قصداً اداءً وقضاءً الا ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

C:\f.m.Fainal\Jild-15\Rozon ki Qaza & Kaffara

ریڈیو کی خبر پر افطار کرنے سے قضاء کا حکم

سوال:- ریڈیو کی خبر پر روزہ رکھنا یا توڑنا کیسا ہے؟ جن لوگوں نے ریڈیو کی خبر سن کر روزہ توڑا ان لوگوں پر صرف قضا لازم ہے، یا نہیں؟ یا کفارہ بھی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر ریڈیو پر یہ خبر آئے کہ فلاں جگہ چاند ہو گیا تو یہ کافی نہیں، البتہ اگر یہ اعلان آئے کہ فلاں جگہ قاضی شرعی یا حاکمِ مسلم یا رویتِ ہلال کمیٹی نے جس کے افراد باعلم اور متبع شریعت ہوں شرعی شہادت لے کر اعلان کر دیا ہے کہ فلاں روز عید ہے، تو یہ اعلان یوم الشک میں ایسے مقامات پر معتبر مانا جائے گا، کہ اس کے تسلیم کرنے سے مہینہ ۲۸ر دن یا ۳۱ر دن کا نہ ہو جائے[1]، امسال جن لوگوں نے تیسواں روزہ محض ریڈیو کی خبر پر بغیر تحقیق شرائط توڑ دیا ہے انہوں نے غلط کیا، ان کو اس میں جلدی سے کام لینا نہیں چاہئے تھا، لیکن جب بعد میں یہاں شہادتوں

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)............فی العیدین وایام التشریق فلا یلزم لصیرورته صائمًا بنفس الشروع فیصیر مرتکباً للنهی الخ. درمختار نعمانیه ص: ۱۲۰، ج: ۲، شامی زکریا ص: ۴۱۱، ج: ۳، کتاب الصوم، فصل فی العوارض. ولاقضاء علیه ان شرع فیها ثم افطر کذا فی الکنز، عالمگیری ص ۱/۲۰۱، الباب الثالث فیما یکره للصائم الخ، مطبوعه کوئٹه، زیلعی ص ۲/۳۴۶، کتاب الصوم، قبیل باب الاعتکاف، النهر الفائق ص ۲/۴۱، کتاب الصوم، فصل فی النذر، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

(حاشیہ صفحہ ھذا)

[1] ملاحظه هو آلات جدیده کے شرعی احکام، مصنفه مفتی محمد شفیع صاحبؒ ص ۱۸۸، هلال کے معامله میں آلات جدیده کی خبروں کا درجه، مطبوعه قاسمی دیوبند، انوار رحمت مصنفه مفتی شبیر احمد صاحب ص ۵۴۲، جدید آلات اور چاند کا ثبوت، مطبوع مرادآباد.

C:\f.m.Fainal\Jild-15\Rozon ki Qaza & Kaffara

سے ثابت ہوگیا، کہ وہ عید کا دن تھا تو اس دن کے روزہ کی قضاء لازم نہیں[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۸/۱۱/۸۵ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ

رمضان کے متعدد روزں کے قضاء کا طریقہ

سوال:- زید نے قضائے عمری کے روزوں کی نیت اس طرح پر کی کہ میرا جو روزہ قضاء ہوا ہے وہ رکھ رہا ہوں، اسی طرح نیت کر کے اس نے سب روزے رکھ لئے یہ درست ہوئے یا نہیں؟ جب کہ مسئلہ شاید یوں ہے کہ نیت کرے کہ پہلے سال کے رمضان کی قضاء دوسرے تیسرے کی قضاء رکھ رہا ہوں علی الترتیب۔

الجواب حامداً ومصلیاً

تعیین کر لینا تو بلا اختلاف یہ قضا درست ہوجاتی، اب بلا تعیین روزے پورے کر لئے تب بھی ایک قول پر درست ہو گئے، بحوالہ خلاصۂ مراقی الفلاح[2] میں اس قول کو بھی صحیح لکھا ہے

---

[1] ولز نفل شرع فيه قصدا اداء وقضاء الا فى العيدين وايام التشريق فلا يلزم لصيرورته صائما بنفس الشروع فيصير مرتكبا للنهى الخ، الدر المختار على الشامى كراچى ص۲/۴۲۸، كتاب الصوم، فصل فى العوارض، ولا قضاء عليه ان شرع فيها ثم افطر، عالمگيرى ص۱/۲۰۱، الباب الثالث فيما يكره للصائم الخ، مطبوعه كوئٹه، بحر كوئٹه ص۲/۲۹۸، كتاب الصوم، قبيل باب الاعتكاف.

[2] وكذا الصوم الذى عليه من رمضانين اذا اراد القضائه يفعل مثل هذا على احد تصحيحين مختلفين صحح الزيلعى لزوم التعيين وصحح فى خلاصة عدم لزوم التعيين، مراقى الفلاح على الطحطاوى مصرى ص۳۶۳، باب قضاء الفوائت، تاتارخانيه ص۲/۳۶۰، كتاب الصوم، الفصل الثالث فى النية، مطبوعه كراچى، المحيط البرهانى ص۳/۳۴۴، الفصل الثالث ما يتعلق بالنية، مطبوعه ڈابهيل.

C:\f.m.Fainal\Jild-15\Rozon ki Qaza & Kaffara

دوبارہ قضاء رکھنے کی ضرورت نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۰/۱/ ۸۶ھ

نذر و قضاء روزوں میں کون سے پہلے رکھے

سوال:- ایک شخص نے جس کے رمضان کے روزے کسی عذر کی وجہ سے قضاء ہوگئے اس کے بعد اس شخص نے نذر کے روزے مانے مسئلہ یہ ہے کہ وہ شخص اگر رمضان کے قضاء روزے رکھنے سے پہلے نذر کے روزے رکھتا ہے تو نذر کے روزے رکھنا جائز ہوگا یا رمضان کے روزوں کی قضاء کے بعد وہ نذر کے روزے رکھے گا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

قضاء اور نذر مطلق روزوں کیلئے شریعت نے وقت متعین نہیں کیا، پس اگر نذر کے روزے پہلے رکھے پھر قضاء کے روزے رکھے تب بھی بری الذمہ ہوجائیگا۔ **لقولہ تعالیٰ فعدۃ من ایام اخر**[۱] (الآیۃ)

روزوں کی قضاء عمری

سوال:- ایک شخص کے ذمہ فرض روزے باقی ہیں بالغ ہونے کے بعد بہت سے روزے متواتر اور بہت سے غیر متواتر روزے نہیں رکھے، تو تو روزے اور نمازیں کس طرح قضاء کرے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

روزہ اور نماز دونوں چیزیں بالغ ہونے سے فرض ہوتی ہیں، پس جب بالغ ہوا ہے

---

[۱] **ترجمہ**: تو اس کی گنتی پوری کرنی چاہئے، اور دنوں سے۔ سورہ بقرہ آیت نمبر: ۱۸۵۔

C:\f.m.Fainal\Jild-15\Rozon ki Qaza & Kaffara

اسی وقت سے حساب کر کے ہر روز کی چھ نمازیں یعنی پانچ فرض نمازیں چھٹی وتر کی قضاء کرے۔ اوراسی وقت سے ہر رمضان کے روزے رکھے اور روزے سے رمضان کی تعیین کرے مثلاً پہلے رمضان کے روزے جو مجھ پر فرض ہوئے اور میں نے نہیں رکھے اسکے روزے رکھتا ہوں اس نیت سے ایک مہینہ کے روزے رکھے اور روزے بعد دوسرے رمضان کے اسی طرح رکھے یا یہ نیت کرے کہ اخیر کے رمضان کے روزے جو مجھ پر فرض ہوئے اور میں نے نہیں رکھے وہ رکھتا ہوں۔ھکذا فی الطحطاوی علی[1] المراقی الفلاح ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

مستحاضہ کے روزوں سے متعلق

(ترجمہ منیۃ المصلی کی ایک عبارت کی توضیح)

سوال:- گذارش ہے کہ ترجمہ منیۃ المصلّی صلوٰۃ الرحمٰن فصل باب الحیض کے آخری مسئلہ میں یہ عبارت بحرالرائق کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ جو عورت بسبب خون استحاضہ کے بھول گئی گنتی حیض کی اور وقتِ حیض الخ اور حکم روزے کے واسطے اس کے یہ ہے کہ روزہ رکھے رمضان کے تمام مہینے میں کیوں کہ ہر روز پاک ہونے کا گمان ہے، اور بعد رمضان کے قضاء کرے بیس روزے اور نزدیک بعضوں کے بائیس روزے اور احتیاط اسی میں ہے، کہ یہ حکم اس عورت کا ہے، جس کو حیض ہر مہینہ میں ایک دفعہ آتا ہے، اور اگر دو دفعہ آتا ہو یعنی اول مہینہ

---

[1] واذا کثرت الفوائت یحتاج لتعیین کل صلاۃ فاذا اراد تسھیل الامر علیہ نوی اول ظھر علیہ او ان شاء نوی اخرہ وکذا الصوم الذی علیہ من رمضانین اذا اراد قضاء یفعل مثل ھذا. (مراقی ص:۲۷، مطبوعہ مصری، طحطاوی مصری ص:۲۶۲، باب قضاء الفوائت، المحیط البرھانی ص ۳/۳۴۴، الفصل الثالث، ما یتعلق بالنیۃ، مطبوعہ ڈابھیل گجرات، تاتارخانیہ ص ۲/۳۶۰، کتاب الصوم، الفصل الثالث فی النیۃ، مطبوعہ کراچی)

C:\f.m.Fainal\Jild-15\Rozon ki Qaza & Kaffara

میں اور آخر مہینہ میں تو وہ عورت قضاء کرے تیس روزے اور نزدیک بعضوں کے چھتیس روزے اور احتیاط اسی میں ہے، فقط یہ عبارت سلیس حضور فرما دیں کہ طہر کی مدت تو پندرہ روز ہے پھر قضاء بیس روزں کی کیونکر اور بائیس کی کیونکر کرے، اگر دس روز حیض میں شمار ہوئے تو دو روز زائد کیسے اور کل رمضان تو ۲۹/ یا ۳۰/ دن کا ہوتا ہے، تو قضاء ۳۲/ یا چھتیس دن کی کیونکر ہوئی اگر تمام مہینہ ناپاکی میں شمار ہوا تو طہر کا زمانہ کب ہوا یعنی پاکی کتنے روز رہی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ترجمہ منیۃ المصلّی صلوٰۃ الرحمان میرے پاس موجود نہیں، البتہ بحر[1] شرح کنز میں ص:۲۱۰، ج:۱، پر یہ مسئلہ بڑی تفصیل کے ساتھ مذکور ہے اس میں کچھ دوسرے اقوال فقہاء بھی درج ہیں مگر چونکہ آپ نے صرف چار اقوال نقل کر کے ان کی وجہ دریافت کی ہے اس لئے انہیں چار کی وجہ پر اکتفا کرتا ہوں، زیادہ سے زیادہ مدت حیض دس روز ہیں، اور اصالۃً دس روز ماہ رمضان میں حیض کے شمار ہوں گیں، اور بعد رمضان دس روز کا اعادہ ہوگا، پھر جب انتیس کے ماہ میں دس روزوں کا اعادہ کیا تو اس احتمال کی بنا پر کہ شاید دس روز حیض کے ہوں دوسرے دس روزوں کا حکم دیا گیا لہٰذا بیس روزوں کی قضاء ہوگئی یہ اس وقت ہے جب کہ عورت کو یہ علم ہو کہ حیض کی ابتداء رات میں ہوئی اگر ابتداء دن میں ہوئی ہو تو بائیس روزوں کا اعادہ کرے اس لئے کہ اس صورت میں گیارہ روزوں کا اور حکم دیا جائے گا یہ کل تیس روزے ہوگئے، یہ دونوں صورتیں اس وقت ہیں کہ قضاء مسلسل ہو یا ایک ہی ماہ میں ہو: **واما الصوم فانها تصوم كل شهر رمضان لاحتمال طهارتها كل يوم وتعيد بعد رمضان عشرين يوما وهو على ثلاثة اوجه الاول ان عملت ان ابتداء حيضها كان يكون بالليل فانها تقضى عشرين يوما لجواز ان حيضها فى كل شهر عشرة ايام فاذا قضت عشرة**

[1] البحر الرائق کوئٹہ ص ۲۱۱، ۲۱۰/۱، باب الحیض.

C:\f.m.Fainal\Jild-15\Rozon ki Qaza & Kaffara

یجوز حصولها فی الحیض فتقضی عشرة اخریٰ والثانی ان علمت ان ابتداء حیضها کان یکون بالنهار فتقضی اثنین وعشرین یوما لان اکثر مافسد صومها فی الشهر احد عشر یوما فتقضی ضعفه احتیاطاً اهـ ولا یخفی انه یظهر فیما اذا قضته موصولاً او مفصولا ولکن فی شهر واحد اهـ بحر[1]

اگر دو دفعہ حیض آتا ہو اور حیض کی ابتداء دن میں ہوئی ہو تو ہر ماہ کے پندرہ روز طہر کے رہیں گے، پندرہ روز حیض کے مگر چونکہ طہر کی ابتداء دن میں بھی ہو سکتی ہے، ایسی حالت میں طہر کے چودہ ہی روز رہینگے تو گویا کہ رمضان شریف میں چودہ ہی روزے صحیح ہو گئے اور سولہ روزہ فاسد پس سولہ کی قضاء کرے گی آئندہ ماہ میں مگر اس میں بھی اسی طرح کے سولہ کے فساد کا احتمال ہے۔

لہٰذا دوسرے سولہ کا حکم دیا جائے گا، تو کل تیس ۳۲/ ہو جائیں گے: وان علمت ان ابتداء حیضها کان بالنهار یقضی اثنین وثلثین یوما ان قضت موصولاً برمضان لان اکثر ما فسد من صومها من اول الشهر ستة عشر یوماً اهـ[2] اور چھتیس کا قول بحر میں نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲/ ربیع الثانی ۶۰ھ

کفارہ صیام

سوال:- ایک شخص اپنے فرض روزہ کا کفارہ اس طرح ادا کرتا ہے کہ ایک آدمی کو دونوں وقت کھانا دیتا ہے، اپنے سامنے بٹھا کر نہیں کھلاتا ساٹھ دن برابر دیتا ہے، یا فطرہ بھی

---

[1] منحة الخالق علی هامش بحر الرائق کوئٹہ ص: ۲۱۰، ج: ۱، باب الحیض.

[2] البحر الرائق ص: ۲۱۱، ج: ۱، باب الحیض. مطبوعہ کوئٹہ.

دیتا ہے، اور کھانا بھی دیتا ہے یعنی کسی دن فطرہ کسی دن کھانا دیتا ہے، ہر صورت سے اس کا کفارہ ادا ہوجاتا ہے، یا نہیں، یا کیا صورت بہتر ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

روزہ کا کفارہ اوّلاً غلام آزاد کرنا ہے اگر اس کی قدرت نہ ہوتو دو ماہ تک مسلسل روزہ رکھنا اگر اس کی قدرت نہ ہوتو ساٹھ مسکینوں کو دو وقت کھانا کھلانا اگر ایک فقیر کو کھانا دے تو اس کی دو صورتیں ہیں اول یہ کہ اپنے سامنے بٹھا کر کھلائے سو اس میں کوئی مقدار متعین نہیں وہ جتنا بھی کھالے صرف اتنی شرط ہے کہ فقیر بالغ ہو یا بلوغ کے بالکل قریب ہو اور پہلے سے کھانا کھائے ہوئے نہ ہو دوسری صورت یہ ہے کہ اس کو کھانا یا غلہ وغیرہ دیدے سو اس کیلئے ضروری ہے کہ ایک وقت کا کھانا ایک فطرہ سے کم نہ ہو کذا فی مراقی الفلاح[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۳/ربیع الاول ۵۵ھ

کفارۂ صوم کی تشریح

سوال:- خباثتِ نفس کی وجہ سے شادی کے بعد رمضان شریف میں روزہ کی حالت

---

[1] والکفارة تحریر رقبة مومنة فان عجز عنه صام شهرین متتابعین فان لم یستطع الصوم اطعم ستین مسکینا یغدیهم ویعشیهم واکل الشبعان لا یکفی ولا یجزی اطعام غیر المراهق او یعطی کل فقیر نصف صاع من بر او دقیقه اویعطی قیمته. (ملخصاً طحطاوی علی المراقی مصری ص: ۵۵۲، کتاب الصوم، فصل فی الکفارة، البحر الرائق ص۲/۲۷۷، باب مایفسد الصوم، مطبوعه کوئٹه، شامی زکریا ص ۳/۳۹۰، مطلب فی الکفارة، باب مایفسد الصوم ومالا یفسده)

میں مباشرت کرلی، ایک مولوی صاحب کے بتلانے پر ۱۲۰ر خوراکوں کا حساب لگا کر نقد دو غریبوں کو یکمشت دیدیا، ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ وہ ایک دم ادا کرنے سے ادا نہیں ہوا، ۳۰ر یوم یا تو کھانا کھلائے یا پونے دو سیر گندم یا اسکے برابر قیمت دینی چاہیے تب کفارہ ادا ہوگا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

رمضان المبارک کا روزہ توڑنے سے کفارہ لازم ہوتا ہے، کفارہ یہ ہے کہ دو مہینے کے مسلسل روزے رکھے، اگر ضعف یا مرض کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکے تو ساٹھ غریبوں کو دو وقت شکم سیر کھانا کھلائے خواہ ساٹھ غریبوں کو کھانا دیدے، ہر ایک صدقۃ الفطر کے برابر یا اس کی قیمت دیدے، ان سب صورتوں میں کفارہ ادا ہوجائے گا، جس میں ساٹھ روزے مسلسل رکھنے کی طاقت ہو، اس کے لئے کھانا کھلانا یا غلہ یا قیمت دینا درست نہیں بلکہ وہ روزہ ہی رکھے گا، تب ہی کفارہ ادا ہوگا، غلہ یا قیمت (صدقۃ الفطر کے برابر) ساٹھ غریبوں کو دینے کے بجائے اگر دو غریبوں کو مجموعہ دیدیا تو کفارہ ادا نہیں ہوگا، اٹھاون کو اور دیدے، ہر ایک کو صدقۃ الفطر کے برابر دے تب ادا ہوگا[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳؍۱؍۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۳؍۱؍۹۰ھ

---

[1] فان لم يستطع الصوم لمرض او كبر اطعم ستين مسكينا يغديهم ويعشيهم غداءً وعشاءً مشبعين اوغدائين او عشائين ولو اطعم فقيراً ستين يوماً اجزاه او يعطي محل فقير نصف صاعٍ من بر او يعطي قيمته (مراقي) ولو اباح واحداً كل الطعام في يوم واحدٍ دفعة اجزأ عن يوم ذلك فقط اتفاقاً وكذا اذا ملكه الطعام بدفعات في يوم واحد على الاصح. (طحطاوي على مراقي ص: ۵۵۲، مطبوعه مصري، فصل في الكفارة، عالمگيري ص ۵۱۳/ ۱، كتاب الطلاق، الباب العاشر في الكفارة، مجمع الانهر ص ۱۲۵/ ۲، كتاب الطلاق، باب الظهار، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت)

C:\f.m.Fainal\Jild-15\Rozon ki Qaza & Kaffara

کفارہ صوم ادا ہونے کی آسان صورت

سوال:- اگر دینی مدرسہ کے مقیم طلباء روزہ کے کفارہ کا کھانا نہیں کھا سکتے ہیں، دیگر مساکین مستحق ہیں تو ان میں تمیز دشوار ہوگی کہ مسکین کون ہے، اور پیشہ ور فقیر کون؟ نیز وقتِ واحد میں جس کا اجتماع دشوار ہوگا، ساٹھ کا دشوار تر، اس دشواری میں اور اضافہ ہو جائے گا، اگر دونوں وقت کے کھانے کی شرط ہے کہ مساکین وہی ہیں جو صبح کو کھا چکے ہیں، اس حالت میں آسان صورت کیا ہے روزہ کے کفارہ ادا ہونے کی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مدرسہ میں ایسے ساٹھ مسکینوں کو دو وقت کھلانا دشوار نہیں، اس سے بھی زیادہ سہل صورت یہ ہے کہ ایک مسکین کو تجویز کر لیا جائے اس کو دونوں وقت بلا کر کھلا دیا جائے جب ساٹھ دن (ایک سو بیس وقت) مسلسل کھالے گا تو کفارہ ادا ہو جائیگا[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۰/۱/۹۳ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ

دارالعلوم دیوبند ۲۰/۱/۹۳ھ

کفارہ صوم میں دینی مدارس کے طلباء کو کھانا کھلانا

سوال:- دینی مدرسہ کے مقیم طلباء کو جن کے خورد ونوش کا مدرسہ ذمہ دار ہے، روزہ

---

[1] ولو اطعم فقيرا ستين يوماً اجزائه. (مراقی مصری ص: ۱۰۸، طحطاوی ص: ۵۵۲، کتاب الصوم، فصل فی الکفارة، مطبوعه مصری، ملتقی الابحر ص ۱۲۵/۲، کتاب الطلاق، باب الظهار، مطبوعه دارالکتب العلمية بيروت، النهر الفائق ص ۲۶۰/۲، کتاب الطلاق، باب الظهار، فصل فی الکفارة، مطبوعه دارالکتب العلمية بيروت)

C:\f.m.Fainal\Jild-15\Rozon ki Qaza & Kaffara

کے کفارہ کا کھانا کھلایا جاسکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

وہ مستحقِ زکوٰۃ ہوں تو انکو کھلا سکتے ہیں، مگر ان کو بٹھا کر کھلایا جائے، یہ نہ ہو کہ دو روٹی دیکر چلتا کر دیا جائے، بیٹھ کر دو روٹی کھائیں یا کم زیادہ جتنے میں سیر ہو جائیں[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

کفارۂ صوم میں ساٹھ مساکین دونوں وقت ایک ہی ہوں یا الگ الگ؟

سوال:- روزہ کے کفارہ میں ساٹھ مسکین کو دو وقت (دن رات) کھانا کھلایا جائے گا یا تیس کو دو وقت کھانا کھلا کر ساٹھ پورے کئے جائیں گے؟ نیز دونوں وقت کھانا کھانے والے ایک ہی ہوں گے یا دن میں اور رات کو اور ہو سکتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ساٹھ مسکینوں کو دو وقت پیٹ بھر کھانا کھلایا جائے، دونوں وقت وہی ہوں گے[۲]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

[۱] اطعم ستين مسكينا يغديهم ويعشيهم غداء وعشاء مشبعين. الى قوله والشرط اذا اباح الطعام ان يشبعهم ولو بخبز البر من غير إدم ...... واكل الشبعان لا يكفي، (مراقي الفلاح شرح نور الايضاح ص ۱۰۸، طحطاوی مصری ص ۵۵۲، فصل في الكفارة، ملتقى الابحر ج ۲، ص ۱۲۵، كتاب الطلاق، باب الظهار، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، النهر الفائق ص ۴۶۰، ج ۲، كتاب الطلاق، باب الظهار، فصل في الكفارة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت) (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

کفارۂ صوم میں ایک مسکین کو دو ماہ کھلانا

سوال: - میرے ذمہ قصداً روزہ توڑنے کی وجہ سے دو ماہ کا کفارہ لازم ہے، اب مجھ میں غلام کے آزاد کرنے کی اور مسلسل دو ماہ روزہ رکھنے کی دشواری ہے، اگر میں ساٹھ مسکینوں کی جگہ ایک طالب علم یا غریب کو دو ماہ مسلسل کھلا دوں دونوں وقت کا کھانا ایک طالب علم یا غریب کو مقرر کر دوں تو یہ میرا کفارہ ادا ہو جائے گا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایک طالب علم کو مقرر کر دیں، کہ وہ روزانہ دونوں وقت آپ کے مکان پر آکر کھانا کھا لیا کرے، جتنی مقدار وہ کھائے اور سیر ہو جایا کرے ان شاء اللہ تعالیٰ اس طرح بھی کفارہ ادا ہو جائے گا: ولو اطعم فقيرا ستين يوماً اجزأه لانه بتجددا لحاجة بكل يوم يصير بمنزلة فقير آخر وا لشرط اذا اباح الطعام ان يشبعهم اھ (مراقی الفلاح[1]) جب ساٹھ دن پورے ہو جائیں گے کفارہ ادا ہو جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہ

دارالعلوم دیوبند ۲/۳/۹۶ھ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)

[2] اطعم ستين مسكينا يغديهم ويعشيهم غداء وعشاءً مشبعين بشرط ان يكون الّذين اطعمهم ثانياهم الذين اطعمهم اوّلا حتى لو غدى ستين غيرهم لم يجز. (مراقى الفلاح مصرى ص: ۱۰۸، طحطاوى مصرى ص: ۵۵۲، فصل فى الكفارة، مجمع الانهر ص۲/۱۲۵، كتاب الطلاق، باب الظهار، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، النهر الفائق ص ۲/۴۶۰، كتاب الطلاق، باب الظهار، فصل فى الكفارة، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت)

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] مراقى الفلاح ص: ۱۰۸، فصل فى الكفارة، ومايسقطها عن الذمة. مطبوعه مصرى.

C:\f.m.Fainal\Jild-15\Rozon ki Qaza & Kaffara

کفارۂ صوم میں تتابع ضروری ہے

سوال:- ایک شخص نے کفارہ کے انسٹھ روزے مسلسل رکھے، ساٹھویں روزہ رکھنے کے دن وہ بیمار پڑ گیا، تو کیا از سرِ نو ساٹھ روزے رکھے یا بعد صحت صرف ایک روزہ رکھے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

پھر سے ساٹھ روزے مسلسل رکھے۔[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند یکم جمادی الاول ۱۳۹۰ھ

کفارۂ صوم میں بیماری کی وجہ سے اگر تسلسل نہ ہو سکے

سوال:- رمضان المبارک کے روزے رکھ کر عمداً توڑنے پر کفارہ لازم آتا ہے، اس کفارہ میں ایک تخفیف تو معلوم ہو چکی ہے، کہ ایک رمضان المبارک کے متعدد روزے رکھ کر توڑے ہوں یا متعدد رمضانوں کے رکھ کر توڑے ہوں تو کفارہ میں تداخل ہو کر ایک کفارہ کافی ہوگا، بشرطیکہ سب روزوں کے توڑنے کے بعد کفارہ ادا کر دیا جائے، یہ معلوم کرنا ہے کہ کوئی دوسری تخفیف بھی اس بات میں ہے، مثلاً تتابع صیام اگر کسی عذر کی وجہ سے باقی نہ رہ سکیں، مثلاً تیس روزے رکھنے کے بعد بیماری کی وجہ سے ایک دو روزے چھوٹ گئے پھر تیس روزے رکھ کر ساٹھ پورے کر دے تو کفارہ ادا ہوگا یا از سرے نو روزے رکھ کر ساٹھ پورے کرے گا نیز

---

[1] صام شهرين متتابعين فان افطر ولو بعذر غير الحيض استانف. (طحطاوى على المراقى مصرى ص: ۵۵۲، فصل فى الكفارة، البحرالرائق ص۲۷۷/۲، باب مايفسد الصوم ومالا يفسده، مطبوعه كوئٹه، شامى زكريا ص ۳/۳۹۰، باب مايفسد الصوم ومالايفسده، مطلب فى الكفارة)

کفارہ کے بعد قضاء صیام بھی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

کفارہ صوم میں بہ نسبت کفارہ ظہار کے ایک تخفیف اور بھی ہے، وہ یہ ہے کہ صیام شہرین متتابعین کے لئے کفارہ ظہار میں قبل المس کی قید بھی ہے، کفارہ صوم میں یہ قید نہیں ہے تتابع بہرحال ضروری ہے، صرف ایام حیض کو مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے، ایام نفاس کو مستثنیٰ نہیں کیا گیا مرد کے لئے کوئی عذر معتبر نہیں جس طرح بھی تتابع میں فرق آجائے گا، استیناف لازم ہوگا: **ککفارة المظاهر ای مثلها فی الترتیب فیعتق اولا فان لم یجد صام شهرین متتابعین فان لم یستطع اطعم ستین مسکینا فلو افطر ولو لعذر استانف الا لعذر الحیض.** (شامی[1] نعمانیه ص: ۱۰۹، ج: ۲) **واما النفاس فیقطع التتابع فی صوم کل کفارة** اھ (شامی[2] نعمانیة ص: ۵۸۱، ج: ۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۶/۳/۱۵ھ

متعدد روزوں میں زنا سے کفارہ ایک ہی ہوگا یا زیادہ

سوال:- زید نے ہندہ کے ساتھ رمضان شریف میں روزہ رکھتے ہوئے زنا کیا اور وہ

---

[1] شامی زکریا ص: ۳۹۰، ج:۳، کتاب الصوم، مطلب فی الکفارة. بحر ص۲/۲۷۷، باب مایفسد الصوم ومالایفسده، مطبوعه کوئٹه، طحطاوی علی المراقی ص ۵۵۲، فصل فی الکفارة، مطبوعه مصری.

[2] شامی زکریا ص: ۱۴۱، ج:۵، باب الکفارة، مطلب لاستحالة فی جعل المعصیة سبباً للعبادة. مجمع الانهر ص ۲/۱۲۳، کتاب الطلاق، باب الظهار، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، النهر الفائق ص۲/۴۵۷، کتاب الطلاق، باب الظهار، فصل فی الکفارة، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

اس ماہ کے اندر پانچ یا چھ مرتبہ کیا اور زید زنا کرنے کے بعد فوراً غسل کیا اور یہ جب نماز پڑھنے کے لئے مسجد گیا تو مقتدیوں نے زید کو امام بنا دیا اور زید نے حیض کی حالت میں بھی زنا کیا ہے، ایک یا دو مرتبہ اسی ماہ کے اندر، اب زید کو کتنے روزے رکھنے چاہئے، آیا متواتر روزہ رکھنا چاہئے یا جدا جدا یا صدقہ وغیرہ؟ ان مقتدیوں کی نماز ہوگی یا نہیں یا پھر نماز کو لوٹانا ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

زید و ہندہ نے اپنے فعل شنیع سے جتنے روزے کو فاسد کیا ہے ان سب کی قضاء لازم ہے، اور جب کہ روزہ توڑ کر کفارہ ادا کرنے سے پہلے پہلے دوسرا روزہ توڑ دیا تو کفارہ میں تداخل ہو جائے گا یعنی قضاء تو ہر روزہ کی لازم ہوگی، مگر کفارہ ایک ہی کافی ہوگا، جو ساٹھ روزہ ہے: **لو تكرر فطره ولم يكفر للاول يكفيه واحدة ولو في رمضانين عند محمدؒ وعليه الاعتماد بزازيه ومجتبىٰ وغيرهما**[1] (رد مختار ص: ۱۱۰، ج: ۲) اس میں دوسرا قول بھی ہے وہ یہ کہ ہر روزہ کا کفارہ جداگانہ ادا کرنا ہوگا، زید و ہندہ کا باہمی تعلق کا منقطع کرانا ضروری ہے دونوں کی علیحدہ علیحدہ شادی کرادی جائے جن لوگوں نے زید کے پیچھے نماز پڑھی وہ ادا ہوگئی جب تک زید سچی توبہ نہ کرے، اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہوگا۔[2]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] درمختار علی هامش الشامی کراچی ص: ۴۱۳، ج: ۲، مطبوعه زکریا ص: ۳۹۱، ج: ۳. كتاب الصوم، مطلب فی الكفارة، البحرالرائق کوئٹه ص۲/۲۷۷، باب مایفسد الصوم ومالایفسده، مراقی مع الطحطاوی ص ۵۵۲، فصل فی الكفارة الخ، مطبوعه مصری.

[2] أن امامة الفاسق مكروهة تحريما: طحطاوی مصری ص: ۲۴۴، فصل في بيان الاحق بالامامة.

C:\f.m.Fainal\Jild-15\Rozon ki Qaza & Kaffara

کیا کفارہ مفتی کا حق ہے؟

سوال:- اگر کوئی شخص کفارہ یا ساٹھی کی جملہ رقم ایک دن ایک ہی وقت یا دن کے مختلف گھنٹوں میں کسی ایک فقیر یا قاضی یا استاذ یا مرشد کو دیدے تو پورا کفارہ ادا ہو جائے گا یا نہیں؟ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ کفارہ کا مستحق مرشد یا قاضی ہی ہے گو وہ صاحبِ نصاب ہی کیوں نہ ہوں

الجواب حامداًومصلیاً

کفارہ کا مستحق وہ ہے جو زکوٰۃ کا مستحق ہے[1]، جس کفارہ میں تعدد شرط ہے اس میں ایک دفعہ ایک شخص کو دینا کافی نہیں، جس قسم کے کفارہ کے متعلق دریافت کرنا ہے اس کو تعیین کے ساتھ دریافت کیا جائے فتاویٰ[2] عالمگیری میں تفصیل مذکور ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ

دارالعلوم دیوبند ۲۴/۴/۸۹ھ

مس بالید سے انزال کی صورت میں کفارہ نہیں

سوال:- ایک شخص رمضان کا روزہ رکھتے ہوئے ایک عورت کے یہاں گیا اس کی چھاتی اور اس کے کلّے کو اپنے ہاتھ سے مس کیا اور اسی حالت میں انزال ہو گیا تو کیا اس کا روزہ ٹوٹ گیا اور کفارہ لازم ہوگا۔

---

[1] مصرف الزکاة والعشر وهو مصرف أيضاً لصدقة الفطر والكفارة والنذر وغير ذالک من الصدقات الواجبة. (شامی نعمانیه ص:۵۸، ج:۲، باب المصرف، سکب الانهر ص ۲/۳۲۴، باب فی بیان احکام المصرف، مطبوعه دارالکتب العلمية بيروت)

[2] عالمگیری کوئٹه ص ۲/۶۱، کتاب الایمان، الفصل الثانی فی الکفارة.

C:\f.m.Fainal\Jild-15\Rozon ki Qaza & Kaffara

الجواب حامداً ومصلیاً

روزہ ٹوٹ گیا مگر صرف قضاء لازم ہے کفارہ لازم نہیں: **وانزال بتفخيذ اوتبطين اوعبث الكف اوانزل من قبلة او لمس لاكفارة عليه**[1] **مراقی الفلاح ص: ۳۹۲، باب مايفسد الصوم ويوجب القضاء من غير كفارة.** فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

مسافر ومریض پر فدیہ صوم وصلوٰۃ

سوال: -اگر مریض بسبب مرض روزہ نہ رکھ سکے، اور صحت کی قطعاً نوبت نہیں آئی، تو ایسی صورت میں اس پر صدقہ واجب ہوگا، یا نہیں باوجودیکہ صدقہ کے لئے صحت ضروری ہے تاکہ انہیں ایام کے اعتبار سے صدقہ کی وصیت کر جائے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر ایسا مریض تھا کہ روزہ نہیں رکھ سکتا تھا اور مرض ہی میں انتقال ہوگیا، روزہ رکھنے کے قابل صحت میسر نہیں ہوئی تو اس کے ذمہ فدیہ کی وصیت لازم نہیں، نہ ورثہ کو فدیہ صوم دینا واجب ہے۔ **وكذا حكم الصوم فی شهر رمضان ان افطر فيه المسافر والمريض وماتا،قبل الاقامة والصحة لعدم ادراكهما عدة من ايام اُخر فلا يلزمهما الايصاء به لانهما عذرا فی الاداء فلان يعذرا فی القضاء اولى . زيلعی. واذا لم يلزمها**

---

[1] مراقی الفلاح مصری ص: ۱۰۹، طحطاوی مصری ص: ۵۵۷، هدايه مع فتح القدير ص ۲/۳۳۱، باب مايوجب القضاء والكفارة، مطبوعه دارالفكر بيروت، عالمگيری ص ۱/۲۰۴، الباب الرابع فيما يفسد ومالايفسد، مطبوعه كوئٹه.

C:\f.m.Fainal\Jild-15\Rozon ki Qaza & Kaffara

القضاء لایلزمها الایصاء به.[1] مراقی الفلاح وطحطاوی مختصراً ص: ۲۶۲.

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

صوم وصلوٰۃ کا فدیہ اس کی مقدار اس کا مستحق

سوال: - ایک شخص کا انتقال ہوا جس کی چند نمازیں ایسی حالت میں قضاء ہوئیں کہ اس کو ہوش تھا مگر طاقت اتنی نہ تھی کہ اشارہ ہی سے نماز پڑھتا ایسی صورت میں ان نمازوں کا فدیہ ادا کرنا ضروری ہے، یا نہیں اگر ضروری ہو تو کس طرح ادا کرے اور فی نماز کس مقدار میں؟

(۲) مندرجہ بالا شخص کے رمضان کے کچھ روزے بھی قضاء ہوگئے ہیں جس کے بعد بیماری نے اس کو اتنی مہلت نہ دی کہ قضاء ادا کر سکے ان کا فدیہ کس طرح اور فی روزہ کس مقدار سے ادا کرے۔

(۳) ایک نماز کا فدیہ ایک ہی آدمی کو دے یا کئی آدمیوں کو بھی دے سکتا ہے، اسی طرح کئی نمازوں یا کئی روزوں کا فدیہ چند مساکین کو دے یا ایک ہی مسکین کو دے سکتا ہے، اور گیہوں وغیرہ کی قیمت بھی ادا کر سکتا ہے، یا نہیں۔

(۴) اس فدیہ کے مستحق کون ہیں مسجد کی مرمت میں خرچ کرنا یا کھانا پکا کر طلبہ کو کھلانا

---

[1] مراقی الفلاح مع الطحطاوی مصری ص: ۳۵۵، فصل فی اسقاط الصلاۃ والصوم، کتاب الصلاۃ. مجمع الانهر ص۳۶۷/۱، کتاب الصوم، فصل فی بیان الاعذار المبیحة للافطار، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، زیلعی ص۳۳۴/۱، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، مطبوعه امدادیه ملتان، عالمگیری ص۲۰۷/۱، الباب اخامس فی الاعذار الخ، مطبوعه کوئٹه.

C:\f.m.Fainal\Jild-15\Rozon ki Qaza & Kaffara

یا کپڑے بنا کر طلبہ کو پہنانا جائز ہے یا محض فقیروں کو دینا چاہئے۔

(۵) اگر کسی میت کے ورثاء غریب ومفلس ہوں اور وہ میت کی فوت کردہ نمازوں کا فدیہ ادانہ کرسکتے ہوں، تو میت کی براءت کی اور کیا صورت ہوسکتی ہے۔فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر ایسی حالت میں نمازیں قضاء ہوئی ہیں کہ مریض میں سر سے اشارہ کرنے کی بھی طاقت نہیں تھی، اور مرض سے صحت نہیں پائی بلکہ اسی حالت میں انتقال ہوگیا تو اس پر ان نمازوں کی قضاء فرض نہیں نہ اس کی طرف سے ان نمازوں کا فدیہ دینا ضروری ہے:**وان تعذر الایماء براسه وکثرت الفوائت بان زادت علیٰ یوم ولیلة سقط القضاء عنه وان کان یفهم فی ظاهر الروایة وعلیه الفتویٰ درمختار قال الشامی فلومات ولم یقدر علی الصلوٰة لم یلزمه القضاء حتی لا یلزمه الایصاء بها.** شامی[۱] ص:۳۱۰، ج:۱۔

(۲) ایسی حالت میں روزہ کی قضاء بھی ضروری نہیں لہٰذا فدیہ بھی ضروری نہیں: **لا قضاء للصوم علی المریض والمسافر اذا ماتا قبل الصحة او الاقامة** بحر[۲] ج:۲، ص:۲۸۳، ایک روزہ کا فدیہ نصف صاع گیہوں ہے، فطرہ کی طرح اسی طرح ہر نماز کا فدیہ نصف صاع ہے، اور وتر مستقل نماز کے حکم میں ہے: **یعطی لکل صلوٰة نصف صاع من**

۱؎ شامی کراچی ص:۹۹، ج:۲، مطبوعه نعمانیه ص۵۱۰/۱، باب صلاة المریض، زیلعی ص۲۰۱، باب صلاة المریض، مطبوعه امدادیه ملتان، هندیه کوئٹه ص۱۳۷/۱، باب الرابع عشر فی صلاة المریض،

۲؎ بحر ص:۲۸۳، ج:۲، فصل فی العوارض کتاب الصوم. مطبوعه کوئٹه، مراقی الفلاح مع الطحطاوی مصری ص۳۵۵، فصل فی اسقاط الصلاة والصوم، عالمگیری ص۲۰۷/۱، الباب الخامس فی الاعذار الخ، مطبوعه کوئٹه.

C:\f.m.Fainal\Jild-15\Rozon ki Qaza & Kaffara

بر كالفطرة وكذا حكم الوتر والصوم.[۱] درمختار ص: ٧٦٦، ج: ١.

(۳) ایک نماز کا فدیہ ایک ہی کو دیا جائے کئی کو نہ دیا جائے: ولو ادى الفقير اقل من نصف صاع لم يجز[۲] درمختار ج: ١، ص: ٧٦٨، البتہ کئی نمازوں کا فدیہ ایک کو دینا جائز ہے: ولو اعطاه الكل جاز[۳] اسی طرح کئی روزوں کا فدیہ بھی ایک کو دینا جائز ہے: ويجوز اعطاء فدية صلوات ايّام ونحوها لواحد من الفقراء جملة.[۴] مراقی الفلاح ص: ٢٥٥، اور ایک روزہ کا فدیہ کئی کو دینا جائز نہیں، گیہوں وغیرہ کی قیمت دینا بھی جائز ہے، بلکہ بہتر ہے: قال الشامی ج: ١، ص: ٧٦٦، تحت قول الدر (نصف صاع من بر) ای او من دقيقه اوسويقه او صاع تمر او زبيب اوشعير او قيمته وهى افضل عندنا لاسراعها لسد حاجة الفقير.[۵]

---

[۱] الدر مع الشامی کراچی ص: ۷۲، ج: ۲، مطلب فی اسقاط الصلاة عن الميت. باب قضاء الفوائت، عالمگیری ص ١٢٥/١، باب الحادی عشر فی قضاء الفوائت، مطبوعه کوئٹه، مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ٣٥٦، باب صلاة المريض، فصل فی اسقاط الصلوة، والصوم، مطبوعه مصری.

[۲] الدر مع الشامی کراچی ص: ۷۴، ج: ۲، شامی نعمانیه ص: ۴۹۳، ج: ١. باب قضاء الفوائت، مطلب فی بطلان الوصية بالختمات الخ، بحر کوئٹه ص ٢/٩١، باب قضاء الفوائت، تاتارخانیه ص ١/٧٧١، كتاب الصلوة، فی قضاء الفوائت، مطبوعه کراچی.

[۳] عالمگیری ص ١/١٢٥، الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت، مطبوعه کوئٹه، شامی کراچی ص ٢/٧٤، باب قضاء الفوائت، مراقی الفلاح مع الطحطاوی مصری ص ٣٥٧، فصل فی اسقاط الصلوة والصوم، قبيل باب قضاء الفوائت.

[۴] مراقی مصری ص: ۷۲، طحطاوی مصری ص: ٣٥٧، قبيل باب قضاء الفوائت،

[۵] شامی کراچی ص: ۷۲، ج: ۲، ومطبوعه نعمانیه ص: ٤٩٢، ج: ١. مطلب فی اسقاط الصلاة عن الميت، باب قضاء الفوائت، مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ٥٩٦، باب صدقة الفطر، مطبوعه مصری، مجمع الانهر ص ١/٣٣٩، باب صدقة الفطر، مطبوعه بيروت،

(۴) غریب مسکین لوگ اس فدیہ کے مصرف ہیں، مسجد کی مرمت میں اس کو صرف کرنا جائز نہیں، کھانا پکا کر غریب طلبہ کو بطور تملیک دیدینا جائز ہے، اسی طرح کپڑے، بنا کر دینا بھی جائز ہے، بشرطیکہ طلبہ مستحق ہوں مالدار نہ ہوں، فقیروں کو دینا بھی جائز ہے[1]۔

(۵) اگر ورثہ میت کے ساتھ احسان کا معاملہ کرنا چاہیں تو نصف صاع کسی فقیر کو دیدیں اور قبضہ کرادیں، اس کے بعد وہ فقیر نصف صاع بطور ہبہ اس کو دیدے اور ورثہ اس پر قبضہ کرلیں، اسی طرح لیتے دیتے رہیں، مگر قبضہ ضرور ہوتا رہے، ہر مرتبہ میں ایک نماز کا فدیہ ادا ہوتا رہے گا، جب حساب لگا کر دیکھ لیں کہ پوری نمازوں کا فدیہ ہوگیا تو وہ نصف صاع اگر فقر کو دینا تھا تب تو اسی کو دیدیں اگر کسی سے قرض لیا تھا، اس کا واپس کردیں، انشاء اللہ امید ہے کہ میت کی برأت ہوجاوے گی، اور ورثہ کا یہ معاملہ بطور احسان وتبرع ہوگا کیونکہ ان پر مفلس ہونے کی حالت میں ایسا کرنا واجب نہیں[2]، اورصورت مسئولہ میں تو میت سب کے نزدیک بالکل بری ہے کیوں کہ نماز قضا کرنے کا اسے موقع ہی نہیں ملا۔ھٰکذا فی کتب الفقه نحو مراقی[3] الفلاح ص: ۲۵۴، وشامی ص۶۷۷/ ۱، فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۰/۷/ ۵۲ھ

صحیح: عبداللطیف ناظم مدرس مظاہر علوم سہارن پور ۱۲/ رجب ۵۲ھ

---

[1] ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لا إباحة کما مر لا یصرف الی بناء نحو مسجد ولاالی کفن میت وقضاء دینه، الدرالمختار علی الشامی زکریا ص: ۲۹۱، ج:۳، کتاب الزکوة، باب المصرف.

[2] ولو لم یترک ما لا یستقرض وارثه نصف صاع مثلا ویدفعه لفقیر ثم یدفعه الفقیر للوارث ثم وثم حتی یتم. (الدرمع الشامی کراچی ص:۷۳، ج:۲، شامی نمعانیه ص:۴۹۲، ج:۱، مطبوعه زکریا ص ۵۳۴/ ۲، باب قضاء الفوائت، مطلب فی بطلان الوصیة بالختمات الخ، مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص۳۵۷، ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

نماز روزہ کے فدیہ کی ادائیگی

سوال:- ہندہ بحالت ضعیفی پانچ ماہ از جمادی الآخر تا نصف شوال بمرض فالج بخار بیمار رہ کر فوت ہوگئی اس عرصہ میں کسی وقت افاقہ نہیں ہوا ان ایام کی نمازیں اس کی فوت ہوئیں اور روزے بھی نہ رکھ سکی، البتہ اول الذکر دو ماہ پورے ہوش باقی رہے اور باقی عرصہ میں ہوش کی یہ حالت تھی کہ بیمار پرسی کرنے والوں کو پہچانتی تھی کہ کھانا پانی طلب کرتی اور بول و براز کے اخراج کا اس کو کچھ پتہ نہ چلتا تھا، اور جس وقت تیماردار وضو کرا کر چارپائی قبلہ رخ کر کے نماز کی کہہ کر نیت بندھواتے تو اس وقت رفع یدین کرا کے ہاتھ بندھوانے کے بعد پھر ایک دو منٹ کے بعد دعاء کے لئے ہاتھ خود بخود اٹھا لیتی تھی، گویا نسیان تھا ہوش قائم نہ تھے، بتانے پر کہ نماز پوری کر لی تو کہہ دیتی کہاں نماز پڑھتی ہوں کیا ان ایام کی نمازیں روزے اس کے ذمے ہیں یا نہیں پھر کہہ کر نماز کے فدیہ کی وصیت کرائی تھی کہ میرے بعد میری فوت شدہ نمازوں کا فدیہ دیدینا اور روزوں کے فدیہ کی کوئی وصیت نہیں کی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

صورت مذکورہ میں روزوں کی قضاء اس کے ذمہ واجب نہیں تھی، لہٰذا فدیہ بھی واجب نہیں ہوا جن نمازوں کے پڑھنے کا وقت پایا اور اس قدر حواس باقی رہے کہ اشارہ کر کے نماز پڑھ سکے اور پھر نہیں پڑھی نہ ادا نہ قضا اور ان کے متعلق وصیت کی ہے تو ورثہ کے ذمہ ایک تہائی ترکہ سے وصیت کو پورا کرنا واجب ہے حساب کر کے ہر نماز کے عوض ایک صدقۃ الفطر کی مقدار

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)...... كتاب الصلوة، فصل في اسقاط الصلوة والصوم، مطبوعه مصرى، منحة الخالق ص ۹۰/۲، باب قضاء الفوائت، مطبوعه كوئٹه)

[۳] مراقى مصرى ص: ۱۷، طحطاوى مصرى ص: ۳۵۴، فصل في اسقاط الصلاة والصوم، شامى كراچى ص: ۹۹، ج: ۲، شامى نعمانيه ص: ۵۰۱، ج: ۱. باب صلاة المريض.

C:\f.m.Fainal\Jild-15\Rozon ki Qaza & Kaffara

غلّہ یا اس کی قیمت ادا کریں، وتر مستقل نماز ہے اگر تہائی ورثہ سے یہ وصیت پوری نہ ہو سکے، تو پھر ورثہ کی اجازت پر موقوف ہے اگر ورثہ بالغ ہوں اور وہ سب رضامند ہوں تو زیادہ میں وصیت پوری کردی جائے ورنہ نہیں نابالغ کی اجازت کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں اور جن نمازوں کا وقت ایسی حالت میں پایا کہ اس قدر حواس باقی نہیں تھے اور بعد میں حواس اس قدر درست نہیں ہوئے کہ ان کی قضاء کر سکے تو ان کا فدیہ واجب نہیں[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ

مظاہر علوم سہارن پور

اداءِ فدیہ کا طریقہ اور مصرف

سوال:- اگر فدیہ کی اجازت ہو تو کیا یہ ضروری ہے کہ ہر روزہ کا فدیہ روزانہ ہی ادا کیا جائے یا پورے ماہ کے روزوں کا فدیہ یکمشت ختم رمضان پر یا پیشگی ہی ادا کیا جا سکتا ہے، اور اگر ایسا ممکن ہو تو ختم رمضان پر پورے ماہ کے فدیہ کے لئے کس قدر غلّہ دینا ضروری ہے، آیا بازاری بھاؤ کے اعتبار سے اس کی قیمت ادا کی جا سکتی ہے یا نہیں اگر قیمت ادا کی جا سکتی ہے تو آیا اس کا غرباء کو ہی تقسیم کرنا ضروری ہے، یا کسی غریب عزیز کو بھی دیا جا سکتا ہے، یا کسی مدرسہ کو بھی دیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

---

[1] واذا مات المريض ولم يقدر على اداء الصلاة بالايماء براسه لايلزمه الايصاء بها وكذا حكم الصوم فى شهر رمضان ولزم عليه الوصية بما قدر عليه من ادراك عدة من ايام اخروبقى بذمته فيخرج عنه وليه ثلث ماترك فيعطى لصوم كل يوم وكذا الصلاة كل وقت حتى الوتر نصف صاع من بر اوقيمته. (مراقى ملخصاً ص: ۱۷، مصرى، طحطاوى ص: ۳۵۵، مصرى، فصل فى اسقاط الصلاة والصوم، الدرالمختار مع الشامى كراچى ص ۷۲-۷۳/۲، باب قضاء الفوائت، مطلب فى اسقاط الصلوة عن الميت، عالمگيرى كوئٹه ص ۱۲۵/۱، الباب الحادى عشر فى قضاء الفوائت)

C:\f.m.Fainal\Jild-15\Rozon ki Qaza & Kaffara

الجواب حامداً ومصلیاً

جس صورت میں فدیہ کا حکم ہے تو فدیہ یکمشت قبل رمضان اور بعد رمضان اور روزانہ جس طرح دل چاہے ادا کیا جاسکتا ہے، کوئی خاص پابندی نہیں، ایک روزہ کا فدیہ ایک صدقۂ فطر کے برابر غلّہ یا اس کی قیمت ہے جو بازار کا عام بھاؤ ہو اس سے قیمت لگالی جائے[1]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۹/۸۸ھ

فدیہ دیندار عالم کو دینا افضل ہے

فدیہ یا فطرہ کسی عالم دیندار شخص کو جو صاحبِ حاجت ہوں لیکن خرچ سے پریشان ہوں دینا انسب ہے، یا بالکل مسکین کو؟

الجواب حامداً ومصلیاً

دیندار حاجت مند کو دینا افضل ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] ویجوز الفطر لشیخ فان وعجوز فانیة وتلزمهما الفدیة لکل یوم نصف صاع من بر ثم ان شاء اعطی فی اول رمضان وان شاء اعطی فی اٰخر. (طحطاوی مصری ص: ۵۲۶، فصل فی العوارض، عالمگیری کوئٹہ ص۲۰۷/۱، الباب الخامس فی الاعذار الخ، شامی کراچی ص۴۲۴/۲، فصل فی العوارض المبیحة)

تنبیہ: غریب عزیز اور غریب طالب علم کو بھی فدیہ دینا درست ہے بلکہ افضل ہے۔ (عالم گیری ص: ۱۸۷، ج: ۱)

[2] التصدق علی الفقیر العالم افضل من التصدق علی الجاهل. (عالمگیری ص: ۱۸۷، ج: ۱، فصل فی المصارف، شامی نعمانیه ص: ۶۹، ج: ۲، شامی کراچی ص: ۳۵۴، ج: ۲، باب المصرف، طحطاوی علی المراقی ص۵۹۴، باب المصرف، مطبوعه مصری)

فدیہ کتنے مال سے دیا جائے

سوال:- فدیہ متروکہ مال کی کس مقدار سے دیا جائے گا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ایک تہائی ترکہ سے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

اگر قلت مال سے فدیہ پورا نہ ہو سکے تو

سوال:- اگر مقدار سے ادا نہ ہو سکے تو پھر کیا کیا جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس سے زائد ورثاء کے ذمہ واجب نہیں اگر بالغ ورثاء اپنا اپنا کل حصۂ میراث فدیہ میں دیدیں تو تبرع ہوگا نابالغ کا نہ دیا جائے[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

---

[1] وفدی لزوما عنه عن الميت وليه كالفطرة قدرا بعد قدرته عليه وفوته ای فوت القضاء بالموت بوصيته من الثلث ای ثلث ماله بعد تجهيزه وايفاء ديون العباد. (الدرالمختار على الشامی کراچی۲/۴۲۴، فصل فی العوارض المبيحة لعدم الصوم. زکریا ص۳/۴۰۶. مراقی الفلاح مع الطحطاوی مصری ص۳۵۵، باب صلاة المريض، فصل فی اسقاط الصلاة والصوم، البحرالرائق کوئٹہ ص ۲/۹۱، باب قضاء الفوائت، قبیل باب سجود السهو)

[2] فيخرج عنه وليه من ثلث ماترک الموصی وان لم يوص لا يلزم الوارث الاخراج، فان تبرع جاز. (مراقی الفلاح على الطحطاوی ص:۳۵۵، مطبوعه مصری، فصل فی اسقاط الصلاة والصوم، عالمگیری ص۱/۱۲۵، الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت، مطبوعه کوئٹہ، شامی کراچی ص۲/۷۳، باب قضاء الفوائت، مطلب فی اسقاط الصلوة عن الميت)

C:\f.m.Fainal\Jild-15\Rozon ki Qaza & Kaffara

فدیۂ صیام شروع رمضان میں دے یا اخیر رمضان میں؟

سوال:- آیا فدیہ رمضان شریف شروع ہوتے ہی ادا کرنا ضروری ہے یا رمضان کے کچھ دن گذرنے پر بھی دے سکتے ہیں، نیت پہلے سے کرلی جائے کہ دوں گا، میرے گھر میں والد اور والدہ دونوں بے حد کمزور اور بیمار ہیں، صحت وقوت بہت کم ہے اور نہ اس کے عود کرنے کی کوئی امید ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

شیخ فانی کو فدیہ دینا شروع رمضان میں بھی درست ہے اخیر میں بھی[۱]۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہ

دارالعلوم دیوبند ۱۱/۹/۸۵ھ

مرض وفات کے روزوں کا فدیہ لازم نہیں

سوال:- مرض الوفات کے روزہ کا فدیہ واجب ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مرض الوفات کے روزوں کا فدیہ واجب نہیں[۲]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند

---

[۱] ان شاء اعطی فی اول رمضان وان شاء اعطی فی اخرہ. (طحطاوی مصری ص: ۵۲۶، فصل فی العوارض، شامی کراچی ص۴۲۷/۲، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، بحر کوئٹہ ص۲۸۷/۲، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، مطبوعہ الماجدیہ کوئٹہ)

[۲] فان ماتوا فیہ ای فی ذلک العذر فلا تجب علیهم الوصیة .... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

پہلے کا کھلایا ہوا کفارہ میں محسوب نہیں

سوال:- زید ایک غریب کو ایک سال سے کھانا کھلا رہا ہے اب مسئلہ یہ ہے کہ اگر زید نے رمضان میں روزے کی حالت میں ایسے فعل کئے جس سے قضاء و کفارہ دونوں واجب ہوتا ہے مثلاً قصداً کھانا کھایا یا جماع کرلیا تو کیا اگر زید یہ نیت کرے کہ جو میں نے غریب کو کھلایا ہے اس میں دو مہینہ کفارہ کا ہے تو اس کی نیت درست ہوگی یا دوبارہ پھر کھلانا پڑے گا؟

الجواب حامداً ومصلیّاً!

پہلے کا کھلایا ہوا اب کفارہ میں محسوب نہیں ہوگا جیسے حنث سے پہلے کفارہ یمین کا ادا کرنا معتبر نہیں۔ افسادِ صوم کے بعد کفارہ کا ادا کرنا ضروری ہے نیز نیت متاخرہ عملِ مقدم میں کافی نہیں اسکے ذریعہ سے واجب ادا نہیں ہوتا لا عبرة بنية متاخرة اهـ (درمختار[1]) فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ

دارالعلوم دیوبند ۲۲/۱۱/۹۱ھ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)............بالفدية لعدم ادراكهم عدة من ايام أخر. (درمختار على الشامى كراچى ص: ۴۳۴، ج: ۲، كتاب الصوم فصل فى العوارض المبيحة لعدم الصوم. ومطبوعه زكريا ص: ۴۰۶، ج: ۳، بحر ص ۲/۲۸۳، كتاب الصوم، فصل فى العوارض، مطبوعه الماجديه كوئٹه، عالمگيرى كوئٹه ص ۱/۲۰۷، كتاب الصوم، الباب الخامس فى الاعذار الخ، مطبوعه الماجديه كوئٹه)

(حاشیہ صفحہ ھذا) [1] الدر المختار على الشامى زكريا ص: ۲/۹۴، كتاب الصلاة، مطلب فى حضور القلب والخشوع.

C:\f.m.Fainal\Jild-15\wo majboriyan jin se aitar jaez

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

باب پنجم

﴿وہ مجبوریاں جن سے افطار جائز ہو جاتا ہے﴾

مریض کے لئے افطار کی رخصت

سوال:-اگر کوئی شخص اختلاطی دورہ میں مبتلا ہو کیفیت ان کی یہ ہو کہ بغیر دوا کے صحت نہ ہوتی ہو اور نماز میں کبھی اس کی کیفیت یہ ہو کہ چار کی جگہ پانچ اور دو سجدوں کی جگہ تین سجدے یا چار سجدے کرتا ہو اور رمضان کے روزے میں حالت اس کی غیر ہوتی ہو حتی کہ ہوش حواس بھی مختل ہو جاتے ہیں اندریں صورت اس کو رمضان کے روزوں کے متعلق کیا کرنا چاہئے، روزے رکھنے کی طاقت بالکل نہیں ہے اور روزوں کی ادائیگی کی کیا شکل ہونا چاہئے، نیز کفارہ کی کیا تفصیل ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جس شخص میں بیماری کی وجہ سے روزہ رکھنے کی طاقت نہیں اگر روزہ رکھے تو مرض کے زیادہ ہونے کا خوف ہے، تو اس کے لئے شرعاً اجازت ہے کہ رمضان شریف میں روزہ نہ رکھے بلکہ صحت یاب ہو کر قضاء کرے اگر حالت مرض ہی میں مر گیا صحت یاب نہیں ہوا، تو اس

C:\f.m.Fainal\Jild-15\wo majboriyan jin se aitar jaez

پر قضاء، فدیہ کچھ واجب نہیں اگر صحت یاب ہوکر روزوں کی قضاء نہیں کی اور مر گیا تو مرتے وقت اس پر وصیت واجب ہے، ورنہ اس کی طرف سے ایک ثلث ترکہ میں سے اس کے روزوں کا فدیہ دیں، ہر روزہ کے عوض ایک صدقۃ الفطر کی مقدار غلّہ یا اس کی قیمت کسی مسکین، غریب کو دیں، یا پیٹ بھر کھانا کھلا دیں، اگر وصیت نہیں کی تو ورثہ کے ذمہ کچھ واجب نہیں، اور جو شخص اس قدر بوڑھا ہوگیا ہے کہ اس میں روزہ رکھنے کی بالکل طاقت نہیں اور یہ بھی توقع نہیں کہ آئندہ اس میں اس قدر طاقت آئیگی بلکہ روز بروز حالت کمزور ہی ہورہی ہے، معلوم ہوتا ہے کہ موت کا وقت قریب آگیا تو ایسے شخص کے لئے شرعاً حکم ہے کہ وہ اپنی زندگی ہی میں روزوں کا فدیہ دیدے اس کی ضرورت نہیں کہ مرتے وقت وصیت کرے اور بعد میں اس کے ورثہ فدیہ دیں، اگر اس نے اپنی زندگی میں فدیہ نہ دیا اور وصیت کی تو طریقۂ مذکورہ کے مطابق فدیہ دیدیا جائے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

---

[۱] لمسافرٍ او مريض خاف الزيادة الفطر وقضوا ما قدروا بلا فدية وولاء فان ماتوا فيه اى فى ذلك العذر فلا تجب عليهم الوصية بالفدية ولو ماتوا بعد زوال العذر وجبت الوصية وفدى عنه وليه كالفطرة قدرا بعد قدرته عليه وفوته بوصية من الثلث وللشيخ الفانى العاجز عن الصوم الفطر ويفدى. (الدر المختار مع الشامى ملخصاً كراچى ص: ۴۲۱، ج: ۲، فصل فى العوارض، شامى نعمانيه ص: ۱۱۷، ج: ۲، ومطبوعه زكريا ص ۴۰۳/ تا ۳/۴۱۰، مجمع الانهر ملخصاً ص ۳۶۶، تا ۱/۳۶۹، فصل يباح الفطر لمريض الخ، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، كنز على هامش البحر ص ۲۸۱، تا۲/۲۸۶، فصل فى العوارض، مطبوعه كراچى)

C:\f.m.Fainal\Jild-15\wo majboriyan jin se aitar jaez

مسافر کو فرض روزہ توڑنے کی اجازت

سوال:- زید نے فرض روزے کی نیت کی اور دن کا کچھ حصہ گذرا تھا کہ وہ اتفاقیہ سفر پر روانہ ہوگیا، سفر کافی طویل ہے، کیا زید اس روزے کو توڑ سکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر مشقت ہے پورا کرنا دشوار ہے تو اس کو توڑ سکتا ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

اگر بکریاں چرانے کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکے تو کیا کرے؟

سوال:- چوں کہ بکریاں چرانا بہت مشکل کام ہے ایک شخص کی عمر ۴۵/سال ہے اس کام میں دوڑ دھوپ زیادہ کرنا پڑتی ہے کیا وہ بکریاں چرانے میں رمضان المبارک کے روزے فوت کرسکتا ہے۔

---

[1] (وللمسافر) الذی انشأ السفر قبل طلوع الفجر اذ لا یباح له الفطر بانشائه بعد ما اصبح صائما بخلاف ما لوحل به مرض بعده فله (الفطر) مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص:۵۶۵، فصل فی العوارض. مطبوعه مصر، مجمع الانهر ص ۱/۳۷۲، فصل یباح الفطر لمریض الخ، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، تاتارخانیه ص ۲/۳۸۳، کتاب الصوم، الفصل السابع فی الاسباب المبیحة للفطر، مطبوعه کراچی.

وجاز الفطر لمن حصل له عطش شدیدا وجوع مفرط یخاف منه الهلاک، مراقی مع الطحطاوی ص:۵۶۴، فصل فی العوارض. کتاب الصوم، مطبوعه مصر، مجمع الانهر ص ۱/۳۶۶، فصل یباح الفطر الخ، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، تاتارخانیه ص۲/۳۸۷، الفصل السابع، مطبوعه کراچی.

C:\f.m.Fainal\Jild-15\wo majboriyan jin se aitar jaez

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر روزہ برداشت نہیں کرسکتا تو جن ایام میں برداشت کرسکے ان ایامِ غیر رمضان میں قضاء رکھے[1]، برداشت نہ کرسکنے کا مطلب یہ ہے کہ بھوک پیاس کی وجہ سے ہلاک ہونے یا بدحواس ہوجانے کا ظن غالب ہو[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۸۹/۲/۱۸ھ

جواب صحیح ہے، لیکن جب بکریاں چرانا ہی اس کا ذریعۂ معاش ہے، تو ایسا انتظام کرنا بھی ضروری ہے کہ ٹھنڈے وقتوں میں بکریاں چرا کر بقیہ دن سکون سے رہ کر روزے پورے کر لیا کرے[3]۔

بندہ نظام الدین دارالعلوم دیوبند ۸۹/۲/۱۹ھ

---

[1] ولو ضعف عن الصوم لاشتغاله بالمعشية فله ان يفطر، اقول هذا اذا لم يدرک عدة من ايام أخر يمكنه الصوم فيها، اما اذا امكنه يجب القضاء، منحة الخالق على البحر الرائق ص ۲/۲۸۱، فصل فی العوارض، مطبوعه سعید کراچی، حاشية الشلبی علی شرح الكنز للزيلعی ص۱/۳۳۷، فصل فی العوارض، مطبوعه امدادیه ملتان.

[2] وجاز الفطر لمن حصل له عطش شديد أوجوع مفرط يخاف منه الهلاک او نقصان العقل أو ذهاب الحواس وكان ذلک لا تعاب نفسه. مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص:۵۲۴، فصل فی العوارض. كتاب الصوم. مطبوعه مصر، مجمع الانهر ص۱/۳۶۶، فصل يباح الفطر الخ، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، فتح القدير ص۲/۳۵۰، كتاب الصوم، فصل فی العوارض، مطبوعه دار الفكر بيروت.

[3] سألت اباحامد: عن خباز يخبز فی شهر رمضان والضعف فی آخر النهار هل يجوز له ان يعمل هذا العمل؟ فقال لا يجوز له بان يعمل مايوصله الی هذا النوع من الضعف ولكن يخبز نصف النهار ويستريح فی النصف الباقی الخ، تاتارخانيه ص۲/۳۸۵، كتاب الصوم، الفصل السابع، فی الاسباب المبيحة الخ.

C:\f.m.Fainal\Jild-5\Nafli roze

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب ششم

نفلی روزے

تنہا جمعہ کا روزہ

سوال: - یہ جو مشہور ہے کہ صرف جمعہ کے روز نفل روزہ نہ رکھا جائے، بلکہ اس سے پہلے یا بعد کا دن ملا لیا جائے، یہ کہاں تک صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جی ہاں بعض روایات میں صرف جمعہ کا نفلی روزہ رکھنے سے ممانعت آئی ہے، اس لئے اس کے ساتھ ایک دن پہلے یا بعد میں ملا لینا چاہئے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۰/ صفر ۶۸ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۱/ صفر ۶۸ھ

---

[۱] عن ابی ہریرة قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم لا یصوم احدکم یوم الجمعة الا ان یصوم قبله او یصوم بعده متفق علیه. (مشکوٰة شریف ص: ۱۷۹، باب صیام التطوع، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، بخاری شریف ص ۱/۲۶۶، کتاب الصوم، باب صوم یوم الجمعة، مطبوعه اشرفی دیوبند، مسلم شریف ص ۱/۳۶۰، کتاب الصیام، باب کراهیة افراد یوم الجمعة بصوم، مطبوعه رشیدیه دهلی) (ترجمہ اگلے صفحہ پر)

C:\f.m.Fainal\Jild-5\Nafli roze

صومِ عاشورہ

سوال:- عاشورہ کا ایک روزہ مکروہ ہے، لیکن مکروہ ہونے کے ساتھ ثواب بھی ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

عاشورہ کے فقط ایک روزہ پر کفایت کرنا مکروہ ہے[1]، لیکن ثواب اس کا بھی ملے گا۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸/۷/۱۳۹۲ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۹/۷/۹۲ھ

صوم عاشورہ منفرداً مکروہ ہے

سوال:- محرم کے دو روزے جو کہ مسنون ہیں بجائے دو کے اگر ایک ہی رکھے تو کیا ناجائز ہے یا جائز۔ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

مکروہ تنزیہی ہے: **واما القسم السادس و هو المكروه فهو قسمان مكروهاً**

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) **ترجمہ**:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں کوئی جمعہ کے دن کا روزہ نہ رکھے مگر اس سے قبل یا بعد بھی روزہ رکھے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] والمكروه تحريما كالعيدين وتنزيها كالعاشوراء وحده (درمختار على الشامي كراچي ص ۳۷۵/۲، اول كتاب الصوم، عالمگيری کوئٹه ص ۲۰۲/۱، كتاب الصوم، قبيل الباب الرابع فيما يفسد وفيما لا يفسد، سكب الانهر على مجمع الانهر ص ۳۴۳/۱، كتاب الصوم، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت.

C:\f.m.Fainal\Jild-5\Nafli roze

تنزیھاً ومکروھاً تحریماً الا والذی کرہ تنزیھاً کصوم یوم عاشوراء منفرداً عن التاسع اوعن الحادی عشر اھـ. مراقی الفلاح[۱] ص: ۳۵۱. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ذی الحجہ کے روزے اور قربانی سے کھانے کی ابتداء

سوال:- ذی الحجہ کی نویں تاریخ کا ایک روزہ ہے یا دو رکھنے چاہئے اور دس تاریخ کو کیا یہ ضروری ہے، کہ روزہ قربانی کے گوشت سے کھولا جائے۔ فقط واللہ اعلم

الجواب حامداً ومصلیاً

یکم ذی الحجہ سے ۹/ذی الحجہ تک روزے رکھنا بہت ثواب ہے[۲]، اورنویں ذالحجہ کا ان روزوں میں سب سے زیادہ درجہ ہے[۳]۔ مستحب یہ ہے کہ ذی الحجہ کو اپنی قربانی سے ابتداء کرے

---

[۱] مراقی الفلاح مصری، ص: ۱۰۱، کتاب الصوم، طحطاوی مصری ص: ۵۲۸، کتاب الصوم، عالمگیری کوئٹہ ص ۱/۲۰۲، کتاب الصوم، قبیل الفصل الرابع فیما یفسد الخ، الدرالمختار علی الشامی کراچی ص۲/۳۷۵، کتاب الصوم.

[۲] فی حدیث ابی ھریرة مرفوعاً ما من ایام احب الی اللّٰہ ان یتعبد لہ فیھا من عشر ذی الحجة یعدل صیام کل یوم منھا بصیام سنة. (ترمذی شریف ص: ۱۵۸، ج: ۱، ابواب الصوم، باب ماجاء فی صیام العشر، مطبوعہ اشرفی دیوبند، ابن ماجہ ص ۱۲۴، کتاب الصوم، باب صیام العشر، مطبوعہ اشرفی دیوبند، مشکوة شریف ص ۱۲۸، باب فی الاضحیة، الفصل الثانی، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند) **ترجمہ:**- اللہ کے نزدیک کوئی دن جس میں اس کی عبادت کی جائے دس ذی الحجہ سے زیادہ پسندیدہ نہیں ہے کہ ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزہ کے برابر ہے۔

[۳] فی حدیث ابی قتادةؓ مرفوعاً صیام یوم عرفة انی احتسب علی اللّٰہ ان یکفرا لسنة التی بعدہٗ والسنة التی قبلہ. (ترمذی شریف ص۱/۱۵۷، باب ماجاء فی فضل صوم یوم عرفة، طبع اشرفی دیوبند، مسلم شریف ص۱/۳۶۷، کتاب الصوم، باب استیجاب صیام ثلاثة ایام من شھرا الخ، مشکوة شریف ص ۱۷۹، باب صیام التطوع، الفصل الاول، طبع یاسر ندیم دیوبند)

C:\f.m.Fainal\Jild-5\Nafli roze

اس سے پہلے نہ کھائے، لیکن اس سے پہلے کھانا بھی مکروہ یا ناجائز نہیں[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف ۱۴/ ذی الحجہ

فضائل میں ضعیف روایت پر عمل برائے صوم وشب برأت

سوال:- ہمارے یہاں گذشتہ سال پندرہویں شعبان کا روزہ نہیں رکھا گیا اور کہا گیا کہ یہ روزہ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے، کیا یہ صحیح ہے، علاوہ ازیں اس روزہ کو بدعت قرار دیتے ہیں کیا فضائل میں ضعیف حدیثوں کا اعتبار ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

عن علی قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم اذا کانت لیلة النصف من شعبان فقوموا لیلها وصوموا یومها فان اللّٰہ تعالٰی ینزل فیها بغروب الشمس الی السماء الدنیا فیقول اللّٰہ لامن مستغفر فاغفرله الا من مستر زق فارزقه الا من مبتلٰی فاعانیه الا کذا الا کذا حتی یطلع الفجر رواہ ابن ماجه. (مشکٰوۃ شریف[۲] ص:۱۱۵)

ابن[۳] ماجہ میں یہ روایت ص:۱۰۰ پر ہے: **ویجوز عند اهل الحدیث وغیرهم**

---

[۱] ویندب تاخیر اکله عنها وان لم یضح فی الاصح ولو اکل لم یکره، (الدر مع الشامی کراچی ص:۱۷۶، ج:۲، باب العیدین، مطلب لا یلزم من ترک المستحب ثبوت الکراهیة، البحر الرائق کوئٹه ص:۱۶۳، ج:۲. باب العیدین، مراقی الفلاح مع الطحطاوی مصری ص ۴۳۹، باب العیدین)

[۲] مشکٰوۃ ص:۱۱۵. باب قیام شهر رمضان، الفصل الثالث، مطبوعه دارالکتاب دیوبند.

[۳] ابن ماجه ص ۹۹، باب ماجاء فی قیام شهر رمضان، ماجاء من لیلة النصف من شعبان، مطبوعه اشرفی دیوبند.

C:\f.m.Fainal\Jild-5\Nafli roze

التساهل فى الاسانيد ورواية ما سوى من الضعيف والعمل به من غير بيان ضعفه فى غير صفات الله تعالىٰ والاحكام كالحلال والحرام وغيرهما وذاك كالقصص وفضائل الاعمال والمواعظ وغيرهما مما لا تعلق له بالعقائد والاحكام اهـ (تدريب[1] الراوى ص: ۱۹۲) پس اس روزہ کو بدعت کہنا درست نہیں، جب کہ اس کے متعلق حدیث شریف موجود ہے[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۵؍۲؍۹۲ھ

چند مخصوص تاریخوں کا روزہ

سوال:-لوگوں میں مشہور ہے کہ سال بھر میں پانچ روزے ایسے ہیں جن کے رکھنے کا ثواب ایک ہزار برس کے روزوں کے برابر ہے (۱) ۲۷؍رجب کو (۲) ۲۵؍ذی قعدہ کو (۳) ۱۸؍ذی الحج کو (۴) ۲۲؍محرم کو (۵) ۱۲؍ربیع الاول کو، براہ کرم اگران روزوں کا ثبوت ہوتب بھی نہ ہو جب بھی نظام میں شائع فرمادیں، کیونکہ اس مسئلہ میں ابوتراب کاکوریؒ کی ایک کتاب دیکھنے میں آئی ہے انہوں نے بغیر حوالہ کے لکھا ہے جس سے تشویش ہوتی ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

۲۷؍رجب، ۲۵؍ذی قعدہ، ۱۸؍ذی الحجہ، ۲۲؍محرم، ۱۲؍ربیع الاول ان پانچ دن کے روزوں کے متعلق کوئی صحیح حدیث کتب حدیث میں مذکور نہیں، نہ فقہاء نے ان ایام میں روزہ رکھنے کی فضیلت بیان کی ہے، عوام میں ۲۷؍رجب کے متعلق بہت بڑی فضیلت مشہور ہے، مگر

---

[1] تدريب الراوى كراچى ص ۲۵۲.

[2] ابن ماجه ص: ۱۰۰. باب ما جاء فى ليلة النصف من شعبان. مطبوعه اشرفى ديوبند.

وہ غلط ہے، اس فضیلت کا اعتقاد بھی غلط ہے، اس نیت سے روزہ رکھنا بھی غلط ہے، **ماثبت بالسنۃ**[1] وغیرہ میں اس کی تفصیل موجود ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ

صیام دوام

سوال:- ایک شخص ہمیشہ روزہ رکھتا ہے جائز ہے یا نہیں، اور اس کو ہمیشہ رکھنے کا ثواب ہوگا یا نہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ہمیشہ روزہ رکھنا اس طرح کہ ایام منہیہ میں بھی روزہ رکھے تو یہ روزہ رکھے تو یہ مکروہ تحریمی ہے[2]۔ اگر ایام منہیہ میں روزہ نہ رکھے اور تمام سال روزہ رکھے تو اس میں اختلاف ہے، بعض نے اس کو مکروہ کہا ہے کیونکہ یہ عادت ہوجاتی ہے عبادت نہیں رہتی، یا اس سے ضعف زیادہ ہوجاتا ہے[3]۔ **کما مر فی مراقی الفلاح ص: ۳۷۴.** بعض نے کہا ہے کہ اس میں

---

[1] ثم اعلم انا لم نجد فی کتب الحدیث لا اثباتا ولا نفیا مااشتھر من تخصیص الخامس والعشرین من رجب بالتعظیم والصوم والصلوۃ وتسمیتہ صوم الاستفتاح وتسمیتہ بمریم روزہ الخ، ماثبت بالسنۃ ص۷۷،

[2] الذی کرہ تحریماً صوم العیدین الفطر والنحر للاعراض عن ضیافۃ اللّٰہ ومخالفۃ الامر ومنہ صوم ایام التشریق لورود النھی عن صیامھا. (مراقی مصری ص: ۱۰۱، طحطاوی مصری ص: ۵۲۸، کتاب الصوم، البحر الرائق کوئٹہ ص۲۵۷/۲، کتاب الصوم، مجمع الانھر ص۳۴۳/۱، کتاب الصوم، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

[3] وکرہ صوم الدھر لانہ یضعفہ اویصیر طبعاً لہ ومعنی العبادۃ علی مخالفۃ العادۃ. (مراقی مصری ص۱۰۲، طحطاوی مصری ص۵۲۹، کتاب الصوم، بدائع الصنائع زکریا ص۲۱۷/۲، کتاب الصوم، صوم الوصال، الدرالمختار مع الشامی زکریا ص۳۳۷، ۳/۳۳۸، کتاب الصوم)

C:\f.m.Fainal\Jild-5\Nafli roze

کچھ حرج نہیں اور یہی مختار ہے لہٰذا ثواب ہوگا (کذا فی الهندية[1] ج: ۱، ص: ۱۹۹) صوم داؤد علیہ السلام افضل ہے وہ یہ کہ ایک دن روزہ رکھے دوسرے دن افطار کرے[2]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ ۱۰؍۱؍۵۴ھ

صحیح: عبداللطیف ۱۳؍محرم ۵۴ھ

صوم یوم الشک

سوال:۔ امسال رمضان میں جن لوگوں نے رمضان شریف کا روزہ رکھا تھا یعنی ان کے زعم میں ۳۰؍شعبان کو یکم رمضان ہو چکی تھی، لہٰذا اس حساب سے ان کے ۳۰؍ یوم کے روزے پورے ہو گئے، یا کہ نہیں اگر نہیں تو کیا ان کو بھی ایک روزہ مثل ان لوگوں کے جنہوں نے اس روز روزہ نہیں رکھا تھا، بعد میں بموجب فتویٰ دہلی رکھنا پڑے گا، یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بلا چاند دیکھے محض شک کی بنیاد پر تیس شعبان کو یکم رمضان سمجھ کر روزہ رکھنا مکروہ ہے،

---

[1] ويكره صوم الوصال وهو ان يصوم السنة كلها ولا يفطر فى الايام المنهى عنها واذا افطر فى الايام المنهية المختار انه لا بأس به كذا فى الخلاصة. (عالمگیری کوئٹه ص: ۲۰۱، ج: ۱، ما يكره للصائم، شامی زکریا ص۳/۳۳۷، کتاب الصوم، تاتارخانيه کراچی ص ۲/۳۸۹، الفصل الثامن فى بيان الاوقات التى يكره فيها الصوم)

[2] عن عبد الله بن عمر يقول قال رسول الله ﷺ احب الصيام الى الله صيام داؤد فانه كان يصوم يوما ويفطر يوما، (ابن ماجه شريف ص ۱۲۳، كتاب الصوم، باب ماجاء فى صيام داؤد عليه السلام، مطبوعه اشرفى ديوبند) والافضل ان يصوم يوما ويفطر يوما (الهنديه كوئٹه ص ۱/۲۰۱، كتاب الصوم، الباب الثالث فيما يكره للصائم ومالا يكره، البحر الرائق كوئٹه ص۲/۲۵۷، اول كتاب الصوم)

تاہم جن لوگوں نے ایسا کیا انکے روزے مکروہ ہوگئے اب ان کے ذمہ ایک روزہ کی قضاء لازم نہیں: **وکرہ فیہ ای فی یوم الشک کل صوم الاصوم نفل جزم بہ بلا تردید بینہ وبین صوم اٰخر فانہ لا یکرہ وان ظہر انہ من رمضان اجزأ عنہ ای عن رمضان ماصامہ بای نیۃ کانت الخ مراقی[1] الفلاح مختصراً ص: ۳۷۷.** فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

یوم الشک میں روزہ

سوال:- ۲۹؍شعبان کو مطلع صاف تھا بالکل اور چاند نظر نہیں آیا، ۳۰؍شعبان کو زید نے اس نیت سے روزہ رکھا کہ اگر شہادت کی بنا پر روزہ ہوگیا تو فرض ورنہ نفل بکر نے ۳۰؍شعبان کو بلا تردد نفل روزہ رکھا کچھ روز بعد شرعی شہادت سے ۳۰؍شعبان کو یکم رمضان ہے، سوال یہ ہے کہ زید بکر کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

رمضان شریف کا روزہ دونوں سے ادا ہوگیا، بکر کا بلا کراہت اور زید کے روزہ میں اس تردد کی وجہ سے کچھ کراہت آگئی تاہم قضاء کسی کے ذمہ نہیں: **وان ظہر انہ من رمضان اجزاء عنہ ای عن رمضان ماصامہ بای نیۃ کانت الی قولہ واما کراہیۃ النفل مع التردد فلانہ ناوٍ للفرض من وجہ وھو ان یقول ان کان عدا من رمضان فعنہ والا**

---

[1] **مراقی ص: ۱۰۳، طحطاوی مصری ص: ۵۳۴. فصل فیما یثبت بہ الھلال، الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۳/۳۴۶، کتاب الصوم، مبحث فی صوم یوم الشک، ھدایہ مع فتح القدیر ص ۲/۳۱۴، کتاب الصوم، فصل فی رویۃ الھلال، مطبوعہ دارالفکر بیروت.**

C:\f.m.Fainal\Jild-5\Nafli roze

فتطوع الخ. (مراقی الفلاح[1] ص:۳۷۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۹/۹/۵۹ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ ہٰذا

صحیح: عبد اللطیف

کیا یوم الشک کا روزہ مکروہ ہے

سوال:- شعبان کے چاند کا پتہ نہ چلا کہ ۲۹/ کا ہوا یا ۳۰/ کا بوجہ ابر غلیظ ہونے کے، اس وجہ سے شہادت دو ہوئی، بعض نے پیر کو ۲۹/ کا چاند شمار کر کے کیا اور بعض نے منگل کو ۳۰/ شمار کیا، اور ابر کی وجہ سے، رمضان میں بھی اختلاف ہوا جس کے اعتبار سے پیر کی شبِ برأت ہوئی، ان کے اعتبار سے بدھ کی ۳۰/ رہوئی اور منگل والوں کے لئے جمعرات کی ۳۰/ رہوئی ایک عالم کے پاس گئے جمعرات کے روزہ کے واسطے دریافت کرنے کے لئے، انہوں نے کہا میں بدھ کو روزہ رکھوں گا، تم کو اختیار ہے چاہے روزہ رکھو یا نہ رکھو، اور میں بحیثیت مفتی ہونے کے یوم شک میں روزہ رکھوں گا، اب اس شخص کو اطمینان نہ ہوا اور دوسرے عالم کے پاس گیا کہ کوئی اطمینان بخش جواب دیں، انہوں نے شعبان کا چاند بوجہ عدمِ رویت پورے ۳۰/ دن تو رجب کا شمار کر کے شعبان کے ایام شمار کئے گئے تو بدھ کی ۲۹/ اور جمعرات کی ۳۰/ رہوئی اور شعبان کی رویت کا ۲۹/ یا ۳۰/ کا ثبوت نہیں ملا اور نہ باہر سے شعبان کے چاند کی رویت کی خبر ملی۔ اس وجہ سے شعبان ۳۰/ دن شمار کئے اب اس حساب سے بدھ کی ۲۹/ ہوتی ہے۔ اس عالم نے

---

[1] مراقی الفلاح ص:۱۰۳، مطبوعہ مصری، طحطاوی مصری ص:۵۳۴. فصل فیما یثبت بہ الھلال، مجمع الانھر ص۳۴۷/۱، کتاب الصوم، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، البحر الرائق کوئٹہ ص۲۶۵/۲، کتاب الصوم.

جمعرات کو یوم الشک قرار دے کر اور اس چاند کو پورے ۳۰؍ دن کا کرنے کا حکم دیا چونکہ چاند کا کوئی ثبوت نہیں ملا بوجہ ابر کے۔ **لہذا** اس وجہ سے عالم نے جمعرات کے روزہ کو منع کر دیا اور اس کو مکروہ تحریمی قرار دیا۔ اس نے عالم سے دلیل مانگی تو اس نے یہ عبارت پڑھی: **وینبغی للناس ان یلتمسوا الهلال فی یوم التاسع والعشرین من شعبان فان غم علیکم الهلال اکملوا عدة شعبان ثلاثین یوما ثم صاموا ولا یصام یوم الشک لقوله علیه السلام من صام یوم الشک فقد عصی ابا القاسم فان غم لیلة الشک لا یصام لا تصوموا قبل رمضان صوموا لرویته وافطر والرؤیته فان حال بینکم وبینه سحاب فاکملوا العدة ثلاثین ولاستصالوا عدة الشهر استقبالا.**

لہذا ان دلائل کی وجہ سے عالم نے رمضان کا روزہ جمعرات کے دن مکروہ تحریمی قرار دیا اور حکم دیا کہ لوگوں سے منادی کرائی جائے کہ جمعرات کو روزہ رکھنا مکروہ تحریمی ہے، اور روزہ نہیں رکھا جائیگا، اب عالم نمبر: ۱؍ عالم نمبر: ۲؍ کے اختلاف کی بناء پر بعض نے روزہ رکھا اور بعض نے نہیں رکھا اور بعض نے روزہ رکھ کر دن میں توڑ دیا۔ عالم دوم کے کہنے پر عالم اول کا کہنا ہے کہ گناہ ہوا اور اس کی کوئی حد نہیں ہوسکتی۔ عالم دوم نے کہا نہ قضاء ہے نہ کفارہ وہ دن ہی رمضان کا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

۲۹؍ تاریخ کو ابر وغیرہ کی وجہ سے جب چاند نظر نہ آئے نہ شرعی شہادت حاصل ہو تو مہینہ ۳۰؍ کا شمار کرنا چاہئے، محض احتمال کی وجہ سے اگلا روز آئندہ ماہ کی یکم قرار دینا درست نہیں۔ یہ حکم رجب، شعبان، رمضان وغیرہ ہر ماہ کے لئے عام ہے عالم اول نے صورت مسئولہ میں جو مفتی ہونے کی حیثیت سے یوم الشک میں روزہ رکھا ہے درست ہے۔

اور یہ حکم شریعت کا ہے۔ لیکن یہ روزہ رمضان کا نہیں بلکہ خالص نفلی روزہ ہے عالم اول

سے دو قسم کی کوتاہی ہوئی ہے۔ اول یہ کہ انہوں نے عوام کو بتایا نہیں کہ یہ نفلی روزہ ہے جس سے عوام سمجھے کہ یہ رمضان کا روزہ ہے کہ انہوں نے یوم الشک میں عوام کو روزہ رکھنے اور نہ رکھنے کا اختیار دیا حالانکہ عوام کے لئے یہ حکم نہیں ہے۔ بلکہ عوام کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ زوال تک انتظار کرلیں کہ ممکن ہے کہ کہیں سے شہادت آ جائے۔ پھر اگر زوال تک شہادت نہ آئے تو اس وقت کھائیں پئیں۔ نیز عالم اول کو اپنے روزہ کا اولا اخفاء کرنا چاہئے تھا۔ اگر اظہار کی ضرورت پر اظہار کرتے تو رمضان ہونے کا شبہ نہ ہوتا۔

عالم دوم نے یوم الشک کے روزہ کو مکروہ تحریمی فرمایا یہ صحیح ہے۔ مگر دو قسم کی کوتاہی ان سے بھی ہوئی ہے۔ اول یہ کہ انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ کیسا روزہ رکھنا مکروہ تحریمی ہے جس سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ عالم اول نے جو روزہ رکھا ہے وہ بھی مکروہ تحریمی ہے، حالانکہ جمعرات کو زوال کے وقت تک انتظار کا حکم دینا چاہئے تھا۔ اگر شہادت نہ آتی تب کھانے پینے کا حکم دیتے۔ نیز عالم دوم نے یہ بھی تفصیل نہیں کی کہ مفتی کو روزہ رکھنا مکروہ تحریمی نہیں۔ کیوں کہ وہ خالص نفلی روزہ رکھتا ہے، اور عوام کو روزہ رکھنا مکروہ تحریمی ہے۔ کیونکہ وہ اس کو رمضان کا روزہ سمجھ کر رکھتے ہیں۔ جب کہ ثبوت رمضان کا نہیں ہوا۔ اور لوگوں نے روزہ توڑ دیا خواہ خود توڑ دیا یا عالم دوم کے کہنے پر توڑا تو عالم اول نے ان کے ذمہ قضاء و کفارہ کا لزوم کس دلیل سے کیا ان سے مطالبہ کیا جائے: **وكره فيه اى يوم الشك كل صوم من فرض وواجب وصوم ردد فيه بين نفل وواجب الاصوم نفل جزم به بلا ترديد بينهٗ وبين صوم اٰخر فانهٗ لا يكره لحديث السرار اذا كان علىٰ وجه لا يعلم العوام ذٰلك ليعتادوا صومه وان ظهر انه من رمضان اجزأ عنه اى عن رمضان مَا صَامه باى نية كانت وهو مَا اذا ظهر انهٗ من رمضان فانه يجزى عنه فكانهٗ لم يشرع ملتزمًا بل مسقطاً من الوجه فلا قضاء عليه لو افسده والمختار ان يأمر المفتى**

C:\f.m.Fainal\Jild-5\Nafli roze

العامة باظهار النداء بالتلوم ای بالانتظار بلانية صوم فی ابتداء يوم الشک ثم يأمر العامة بالافطار اذا ذهب وقت انشاء النية ولم يتبين الحال ويصوم فيه نفلاً المفتی والقاضی اهـ[1] مراقی الفلاح وطحطاوی مختصراً ص:۳۵۵، ولا يصام يوم الشک الا نفلاً و يكره غيره ولو جزم ان يكون عن رمضان كره تحريمًا والتنفل فيه احب ان وافق صومًا يعتاده والا يصومه الخواص ويفطر غيرهم بعد الزوال به يفتی اهـ[2] درمختار ص:۱۳۴، ج:۲.

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۷/۹/۶۲ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ ۱۸/رمضان ۶۲ھ

صحیح: عبد اللطیف ۱۸/رمضان ۶۲ھ

یوم عرفہ ونحر میں شک

سوال:- اوائل ذی الحجہ میں مختلف جگہوں سے ۲۹/ کے چاند کی خبر معلوم ہوئی لیکن شرعی ثبوت نہ ہوا، پس اس صورت میں ۹/ذی الحجہ جس کے متعلق یوم عرفہ ویوم نحر ہونے کا شک ہے نفلی روزہ رکھنا کیسا ہے، زید کہتا ہے کہ جائز وافضل ہے: لما فی الفيض وغيره لو وقع الشک فی ان اليوم عرفة او يوم النحر فالافضل فيه الصوم. (شامی ص۸۷، ج۲)

---

[1] مراقی الفلاح مصری ص۱۰۳، طحطاوی مصری ص۵۳۴،۵۳۶، فصل فيما يثبت به الهلال.

[2] الدرالمختار علی الشامی کراچی ص:۳۸۱، ج:۲، شامی نعمانیه ص:۸۷، ج:۲، مبحث فی صوم يوم الشک. فتح القدير ص۳۱۴، ۲/۳۱۹، فصل فی روية الهلال، مطبوعه دارالفکر بيروت، البحرالرائق کوئٹه ص۲۶۴، ۲/۲۶۵، کتاب الصوم.

اورعمر کہتا ہے کہ مکروہ ہے: لما فی مجالس الابرار ما تردد بین البدعة والسنة یترکه لان ترک البدعة لازم واداء السنة غیر لازم (۱۲۹ مجلس ثامن عشر) اوکان فی شیء وجوه کثیرة یوجب الحل و الجواز ووجه واحد یوجب الحرمة وعدم الجواز یرجح جانب الحرمة احتیاطاً. (مجالس ص: ۱۵۵، مجلس نمبر: ۹۶)

نیز عمر یہ بھی کہتا ہے کہ قربانی اس صورت میں دودن تک کی جائے تیسرے دن نہ کی جاوے بخلاف زید کے کہ وہ کہتا ہے کہ بلاتردد تین دن تک کی جائے اور خالد کہتا ہے بہتر یہ ہے کہ عرفہ مشکوکہ میں روزہ رکھا جائے اور تیسرے دن قربانی نہ کی جائے کس کا قول صحیح ہے، جواب مدلل بحوالہ کتب وعبارت عنایت ہو۔

الجواب حامداً ومصلیاً

زید کا قول قوی معلوم ہوتا ہے فقہاء نے ہلال رمضان کے مسئلہ میں اختلاف مطالع کو معتبر نہیں مانا ذی الحجہ کے متعلق جو احکام ہیں، جیسے حج، صوم، عرفہ، اضحیہ، ان میں معتبر ہے، جب ثبوت رویت کے باوجود ان مسائل میں صحت کا حکم ہے، تو محض شک کی صورت میں نفل روزہ اور اضحیہ کی ممانعت نہ کی جائے گی۔

تنبیه: یفهم من کلامهم فی کتاب الحج ان اختلاف المطالع فیه معتبر فلا یلزمهم شیء لو ظهر انه رئی فی بلدة اخریٰ قبلهم بیوم وهل یقال کذٰلک فی حق الاضحیة لغیر الحجاج لم اره والظاهر انها کاوقات الصلوٰة یلزم کل قوم العمل بما عندهم فتجزئ الاضحیة فی الیوم الثالث عشر وان کان علیٰ رؤیا غیرهم هو الرابع عشر. شامی[1] ج: ۲، ص: ۹۶.

اگر کوئی شخص جانب احوط وتنزہ کو اختیار کرے، اس کی ممانعت نہیں مگر روزہ یا اضحیہ کی

[1] شامی کراچی ص ۲/۳۹۴، قبیل باب مایفسد الصوم.

C:\f.m.Fainal\Jild-5\Nafli roze

ممانعت کا حکم نہیں کیا جاسکتا، محض شک سے حلت وحرمت کے احکام صادر نہیں ہوتے، مجالس ابرار کی عبارت کا مطلب تو یہ ہے کہ اگر مسئلہ واحدہ میں دونوں قسم کی دلیلیں موجود ہوں تب یہ حکم ہوگا، اس قسم کی عبارت شامی[1] وبحر[2] وغیرہ میں بھی موجود ہیں۔ مگر صورت مسئولہ میں تو عدم حرمت پہلے سے متعین ہے اور وجود دلیل حرمت میں شک ہے والیقین لایزال بالشک[3].

واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ، مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۳/ جمادی الاولیٰ ۶۹ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ ۲۳/ جمادی الاولیٰ ۶۹ھ

گناہ کے ترک کا عہد
پھر اس کے خلاف کرنے پر روزہ کی نیت کرنا

سوال:- زید سے ایک گناہِ کبیرہ صادر ہو رہا ہے، وہ بہت کوشش کرتا ہے کہ اس گناہ سے نجات مل جائے، توبہ بھی کرتا ہے اور پختہ ارادہ بھی کرتا ہے کہ اب نہیں کرے گا، مگر وہ گناہ پھر بھی اس سے صادر ہو جاتا ہے، لہٰذا اس نے ایک تدبیر سوچی کہ جب اس سے یہ گناہ صادر

---

[1] شامی کراچی ص: ۶۴۲، ج: ۲، شامی نعمانیه ص: ۴۳۱، ج: ۲. مطلب اذا تردد الحکم، مکروهات الصلوة، شامی کراچی ص ۱/۱۷۶، کتاب الطهارة، مطلب یطلق الدعاء علی ما یشمل الثناء.

[2] ان الحکم اذا تردد بین سنة وبدعة کان ترک البدعة راجحاً علی فعل السنة. (البحر الرائق ص: ۲۰، ج: ۲، باب مایفسد الصلاة ومایکره،

[3] الاشباه والنظائر ص ۱۰۰، تحت القاعدة الثانیة، مطبوعه دارالعلوم دیوبند، قواعد الفقه ص ۱۴۳، مطبوعه دارالکتاب دیوبند، القواعد الفقهیة المحمودة ص ۳۹، الفصل الثانی، القاعدة الثانیة، من القواعد الخمسة الکبری، مطبوعه مکتبه المظاهر سیلم.

C:\f.m.Fainal\Jild-5\Nafli roze

ہوگا تو وہ ایک ہفتہ کا روزہ رکھے گا تاکہ نفسِ امارہ روزہ کی وجہ سے مرجائے، مگر پھر بھی اس سے گناہ صادر ہوا، لہٰذا اس نے ایک ہفتہ کا روزہ رکھ لیا، مگر جب بہت مرتبہ صادر ہوتا رہا تو کیا پے درپے اسپر لازم ہے کہ روزہ رکھے یا فصل کرکے رکھے اور کس وقت رکھے اور کتنے روز رکھے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر اس نے صرف دل میں سوچا ہے اور اپنے اوپر بطور نذر و یمین کے لازم نہیں کیا ہے تو اس کے ذمہ ایسے روزوں کا رکھنا لازم نہیں ہے[۱]، البتہ گناہوں کا چھوڑنا اور توبہ کرنا اور توبہ پر پختہ رہنے کیلئے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنا ضروری ہے، اور توبہ کرتے وقت پختہ عہد چاہئے کہ آئندہ نہیں کرے گا[۲]، پھر اگر صدور ہوجائے تو پھر توبہ کرے مایوس کبھی نہ ہو[۳]۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۹۱/۵/۲۵ھ

---

[۱] واجب بالنذر بلسانه فلا يكفى لا يجابه النية منح عن شمس الائمة، الدرالمختار مع الشامى زكريا ص ۴۳۰/۳، باب الاعتكاف، قال فى شرح الملتقى والنذر عمل اللسان الخ، شامى زكريا ص ۴۱۹/۳، باب مايفسد الصوم الخ، مطلب فى الكلام على النذر، سكب الانهر كوئٹه ص ۳۷۳/۱، كتاب الصوم، فصل ثانى، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، عالمگيرى كوئٹه ص ۲۱۳/۱، الباب السابع فى الاعتكاف.

[۲] والتوبة فى الشرع ترك الذنب لقبحه والندم على مافرط منه والعزيمة على ترك المعاوة والتدارك ما امكنه ان يتدارك من الاعمال بالاعادة الخ، مرقاة شرح مشكوة ص ۶۰/۳، باب الاستغفار، مطبوعه بمبئى، نووى على مسلم ص ۳۵۴/۲، كتاب التوبة، مطبوعه رشيديه دهلى، المفهم شرح مسلم ص ۶۹/۷، كتاب الرقاق، باب وجوب التوبة، مطبوعه دارابن كثير بيروت.

[۳] قل ياعبادى الذين اسرفوا على انفسهم لا تقنطوا من رحمة الله يغفر الذنوب جميعا انه هو الغفور الرحيم، سورة الزمر آيت: ۵۳.

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

باب ہفتم

روزے کے متفرق مسائل

جہاں اٹھارہ گھنٹہ کا دن ہو وہاں روزہ کی صورت

سوال:- جہاں دن اٹھارہ گھنٹے سے بھی زیادہ کا ہوتا ہے، اوررات چھ گھنٹے یا اس سے کم اور کبھی اس کا عکس بھی ہوتا ہے، کیا روزہ دن کے تناسب سے رکھا جائے گا، یا کوئی دوسرا حساب ہوگا۔

الجواب حامداًومصلیاً

وہاں کے قوی مزاج لوگ اتنے بڑے دن کا عموماً تحمل کرتے ہیں اس لئے وہاں خود ان کا ہی دن معتبر ہوگا، کسی دوسرے حساب کی ضرورت نہیں جیسا کہ مجموعہ الفتاویٰ ص:۶۹۶، ج:۱، میں ہے[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] صوم وصلوۃ وغیرہ کے احکام کے نصوص جمیع مکلفین کے لئے ہر شہراور ہر زمانہ میں عام ہیں، لہذا اختلاف اقالیم اور طول نہار کی وجہ سے کوئی خلل نہ پڑیگا اور یہ خیال کرنا کہ جہاں دن بہت بڑا ہوتا ہے وہاں روزہ ہلاکت کا باعث ہے غلط ہے، کیوں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام کو عام کررکھا ہے اسی طرح جہاں روزہ رکھنا طاقت بشریہ سے خارج معلوم ہوتا ہے وہاں ابن آدم کا مسکن نہیں بنایا۔اھ　　(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

طویل دن میں روزہ کس طرح رکھے

سوال: - گرمیوں میں دن لمبا ہوتا ہے کناڈا جب کہ اس سے اوپر تو بیس بائیس گھنٹہ کا دن ہوتا ہے تو ان لوگوں کے لئے روزہ کا کیا حکم ہوگا پوری مدت امساک ہوگا یا اندازہ کر کے جیسے کہ وہاں بعض عرب لوگ کہتے ہیں کہ قریب کے علاقہ میں جو مدت امساک ہے، اس وقت تک روزہ کھول دیا جائے، یہ صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

سردیوں میں وہاں دن چھوٹا ہوتا ہوگا، (دو چار گھنٹہ کا) تو اس وقت بھی اتنے ہی وقت کا روزہ رکھتے ہیں یا قریب کے علاقہ کا حساب لگاتے ہیں نیز پانچ نمازوں کا کیا حساب کرتے ہیں جو معمول ہو اس کو لکھئے انشاء اللہ تعالیٰ جواب مکمل آئے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۴/۱۲/۱۴۰۰ھ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)............اور بلغار میں زمانۂ صیف میں رات اتنی چھوٹی ہوتی ہے کہ بعض اوقات غروب شفق کے ساتھ میں صبح صادق کا طلوع ہوتا ہے، وہاں مسلمان لوگ روزہ رکھتے ہیں، رمضان جاڑے میں پڑے یا گرمی میں، اور آفاقی جو وہاں ہوتے ہیں روزہ رکھتے ہیں اور کوئی روزہ رکھنے کی وجہ سے مرتا نہیں، مجموعة الفتاوی ص ۲۹۶/ ۱، کتاب الصلوة، مطبوعه کراچی.

لم ار من تعرض عندنا لحكم صومهم فيما اذا كان يطلع الفجر عندهم كما تغيب الشمس او بعده بزمان لا يقدر فيه الصائم على اكل مايقيم بنيته ولايمكن ان يقال بوجوب موالاة الصوم عليهم لانه يؤدى الى الهلاک فان قلنا بوجوب الصوم يلزم القول بالتقدير، وهل يقدر ليلهم باقرب البلاد اليهم كما قال الشافعية هنا ايضا، ام يقدر لهم بما يسع الاكل والشرب، ام يجب عليهم القضاء فقط دون الاداء؟ كل محتمل، فليتأمل ولا يمكن القول هنا بعدم الوجوب اصلا كالعشاء عند القائل به فيها، لان علة عدم الوجوب فيها عند القائل به عدم السبب، وفي الصوم قد وجد السبب وهو شهود جزء من الشهر وطلوع فجر كل يوم، هذا ما ظهر لى والله تعالىٰ اعلم رد المحتار على الدر المختار ص ۲۳-۲۴ /۲، كتاب الصلوة، مطلب فى طلوع الشمس من مغربها. مطبوعه زكريا.

مغرب پڑھ کر سفر کیا جہاں ابھی غروب نہیں ہوا

تیس روزے پورے کر کے سفر کیا ایسی جگہ جہاں انتیسواں روزہ ہے

سوال:- ایک شخص یہاں مغرب کی نماز ادا کر کے ہوائی جہاز کے ذریعہ مکہ پہنچ جائے، مکہ میں مغرب کی نماز تفاوتِ وقت کے سبب ابھی ہی ہوتی ہے، کیا پھر دوبارہ اس کو مغرب کی نماز ادا کرنا لازم ہے، علیٰ ہذا مکہ سے روزہ افطار کر کے یا عید کی نماز ادا کر کے ہندوستان آیا ہے کہ یہاں لوگ روزہ سے ہیں، اور نماز عید ادا نہیں کی ہے، اب کیا کرے روزہ رکھے، عید کی نماز دوبارہ ادا کرے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

احتراماً للوقت وموافقة للمسلمین وہ نماز بھی پڑھے اور روزہ بھی رکھے اگرچہ اس کا فریضہ ادا و مکمل ہو چکا[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

گرمی کے روزہ کا ثواب زیادہ ہے

سوال:- کیا روزہ دار اس رمضان میں جس میں روزہ گرمیوں میں پڑے زیادہ ثواب

---

[1] وقالا یشبه بالمصلین ای احتراما للوقت قوله کالصوم ای فی مثل الحائض اذا طهرت فی رمضان فانها تمسک تشبها بالصائم لحرمة الشهر الخ، درمختار مع الشامی کراچی ص ۲۵۲، ۲۵۳/ ۱، باب التیمم، مطلب فاقد الطهورین، الفقه الحنفی وادلته للصاغرجیؒ ص ۳۸۳/ ۱، فقه العبادات، کتاب الصوم، قبیل احکام تتعلق بالمجنون، مطبوعه دار الفیحاء بیروت، حاشیة الشلبی علی هامش الزیلعی ص ۳۳۹/ ۱، فصل فی العوارض، مطبوعه امدادیه ملتان.

C:\f.m.Fainal\Jild-15\Roze ke mutafarriq Masael

کی امید کر سکتے ہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

گرمی کے ایام میں روزہ کا ثواب زیادہ ملنا تو اس کلیہ سے بھی معلوم ہوتا ہے: **اجرک علیٰ قدر تعبک**[۱] نیز افطار کے وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان الفاظ کا فرمانا ثابت ہے: **کان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا افطر قال ذھب الظمأ وابتلت العروق وثبت الاجر انشاء اللّٰہ تعالیٰ اھ۔** (ابوداؤد شریف[۲]) روزہ میں جس قدر پیاس کی شدت ہوگی رگیں خشک ہوجائیں گی، اسی قدر اجر زیادہ ملے گا۔ (انشاء اللہ)

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

بے روزہ کے حق میں سخت الفاظ

سوال:- مولوی صاحب نے عید کے روز نماز پڑھانے سے قبل روزہ نہ رکھنے والے کو برا بھلا کہا اور نماز کے متعلق کوئی ذکر نہیں کیا، بعد نماز مولوی صاحب نے کہا کہ مجھ سے غلطی ہوگئی، کہ روزہ داروں کی نماز مکروہ ہوگی، یہ ہماری غلطی ہے کہ جس آدمی نے روزہ نہیں رکھا ہے، اس کو پچھلی صف میں کھڑا کر دیتے کیونکہ یہ لوگ روزہ نہیں رکھے، روزہ بھر انہوں نے خنزیر کا گوشت کھایا ہے۔

الجواب حامداًومصلیاً

روزہ بھی فرض ہے اور نماز بھی فرض ہے، اگر کسی موقع پر روزہ کا بیان کیا گیا ہے اور نماز

---

[۱] راجع کشف الخفا للعجلونی ص: ۴۹، ج: ۱، حرف الھمزۃ مع الجیم، رقم: ۱۱۲، مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت.

[۲] فی حدیث ابن عمر باب القول عند الافطار. (ابوداؤد ص: ۳۲۱، ج: ۱، طبع رشیدیہ)

C:\f.m.Fainal\Jild-15\Roze ke mutafarriq Masael

کا نہیں کیا گیا تو اس میں کوئی حرج نہیں، اگر نماز میں روزہ دار پچھلی صف میں ہوں اور بے روزہ پہلی صف میں ہوں تو اس سے روزہ داروں کی نماز مکروہ نہیں ہوتی، نماز یا روزہ یا کسی اور دینی کام کے لئے لوگوں کو نصیحت کی جائے تو نرم الفاظ میں زیادہ مؤثر ہوتی ہے[1]، سخت الفاظ کہنا مثلاً یہ کہ بے روزہ لوگ خنزیر کھاتے رہے ہیں، اس سے اکثر اوقات اچھا اثر نہیں ہوتا، لوگ نصیحت حاصل نہیں کرتے، بلکہ ان کی طبیعت میں نصیحت کرنے والے کی طرف سے غلیظ پیدا ہوجاتا ہے اور جو کچھ نماز روزہ پہلے کرتے تھے، وہ بھی ترک کردیتے ہیں[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ

دارالعلوم دیوبند ۳۰/۱۰/۸۵ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

تارکِ صوم کو کتے اور سور کی طرح سمجھنا

سوال:- ایک اشتہار رسال ہے (اس کو دیکھ کر فتویٰ عطا کریں) شرعِ محمدی میں واضح طور پر ارشاد ہے کہ جو مسلمان ماہِ رمضان المبارک میں روزہ نہ رکھے اور نماز نہ پڑھے، وہ ہرگز مسلمان نہیں، وہ خنزیر سے بدتر ہے، ایسے لوگوں پر لعنت کرنا چاہئے، اور ان سے تعلقات

---

[1] الامر بالمعروف یحتاج الی خمسة اشیاء، اولها العلم الی قوله والثالث الشفقة علی المأمور فیامره باللین والشفقة الخ، عالمگیری کوئٹہ ص۵/۳۵۳، کتاب الکراھیة، الباب السابع عشر فی الغناء واللھو الخ، تفسیر مظھری ص۵/۳۹۰، سورة النحل تحت آیت: ۱۲۵، مطبوعہ رشیدیہ کوئٹہ، مرقاة شرح مشکوة ص۴، ج۵، باب الامر بالمعروف، الفصل الاول، مطبوعہ بمبئی۔

[2] للامر بالمعروف شرائط منها ...... وان لا یکون موجبا للفتنة والفساد، وزیادة الذنوب کما صرح به فی المواقف، احکام القرآن للتھانوی ص۲/۶، شروط الامر بالمعروف، سورۂ آل عمران، مطبوعہ ادارة القرآن کراچی۔

C:\f.m.Fainal\Jild-15\Roze ke mutafarriq Masael

منقطع کر دینا چاہئے، اس اشتہار کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

رمضان المبارک کا روزہ اسلام کا عظیم الشان رکن ہے، اس کی فرضیت قرآن کریم سے ثابت ہے: **كُتِبَ عَلَيكُمُ الصِّيَامُ**[1] **فَمَنْ شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ**[2]" بلاعذر شرعی کھلے بندوں رمضان المبارک میں سگریٹ پیتے پھرنا انتہائی جسارت اور رمضان المبارک کی حق تلفی اور اللہ پاک کی قانون شکنی ہے، جس کا وبال دنیا میں بھی سخت ہے، اور آخرت میں بھی عذاب سخت ہے[3]، جو لوگ ایسا کرتے ہیں، ان کو قرآن پاک اور حدیث شریف کے بیان فرمودہ ارشادات سنائے جائیں اور نہایت شفقت ودلسوزی سے خوف دلایا جائے، اہلِ قلب حضرات کے وعظ کرائے جائیں جس سے ان کی اصلاح ہو سکے، لیکن اگر کتے اور خنزیر کی طرح اُن سے نفرت کی جائیگی اور ان پر لعنت کی جائے گی، اور ان کو اسلام سے خارج مانا جائے گا، تو ان سے اصلاح کی توقع نہیں اور یہ طریقہ قرآن وحدیث کے موافق

---

[1] سورہ البقرہ الآیة: ۱۸۳

(**ترجمہ**) تم پر روزہ فرض کیا گیا۔ (بیان القرآن)

[2] سورۃ البقرۃ الآیة: ۱۸۵

(**ترجمہ**) سو جو شخص اس ماہ میں موجود ہو، اس کو ضرور اس ماہ میں روزہ رکھنا چاہئے۔ (بیان القرآن)

[3] عن ابی امامة الباهلیؓ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول بینا انا نائم اتانی رجلان فاخذا بضبعی فاتیا بی جبلا وعرا فقالا اصعد؟ فقلت انی لا اطیقه فقال انا سنسهله لک فصعدت حتی اذ کنت فی سواء الجبل اذا باصوات شدیدة، قلت ما هذه الاصوات؟ قالوا هذا عواء اهل النار، ثم انطلق بی فاذا انا بقوم فعلقین بعراقیبهم مشقةً اشداقهم تسیل اشدا قهم ودما قال قلت من هؤلاء قال الذین یفطرون قبل تحلة صومهم الحدیث رواه ابن خزیمة ابن حبان، الترغیب الترهیب ص۱۰۸/۱۰۹/۲، کتاب الصوم، الترهیب من افطار شئی من رمضان من غیر عذر، مطبوعه مصر.

C:\f.m.Fainal\Jild-15\Roze ke mutafarriq Masael

نہیں[1]، حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہیں کیا، حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ ایک مومن کی عزت اللہ پاک کے نزدیک خانہ کعبہ سے بھی زیادہ ہے[2]۔ لہٰذا ایسا رویہ اختیار نہ کیا جاوے کہ وہ صرف کلمہ پر اکتفاء کر کے بیٹھ جاویں اور اسلام کے بقیہ ارکان کی بھی فکر نہ کریں اور نہ ایسا طریقہ اختیار کیا جاوے کہ ان کو اسلام سے خارج کر کے کتے اور خنزیر کی طرح ان سے نفرت کی جائے، دونوں غلط طریقے ہیں[3]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۱/۱۰/۸۹ھ

رمضان میں اعلانیہ کھانا کھانے کی سزا

روزہ کے ایام میں ہوٹل میں کھلانا

سوال:- رمضان میں وہ لوگ جن پر روزہ فرض ہوتا ہے علانیہ طور پر روزہ داروں

---

[1] ولو كنت فظا غليظ القلب لانفضوا من حولک يدل على وجوب استعمال اللين والرفق وترک الفظاظة والغلظة فى الدعاء الى الله تعالىٰ كما قال تعالىٰ ادع الى سبيل ربک بالحكمة والموعظة الحسنة الخ. الآية، وقوله تعالىٰ فقولا له قولا لينا لعله يتذكر او يخشى، احكام القرآن للجصاص ص ۲/۴۰، سورۂ آل عمران، باب الاستعانة باهل الذمة، قبيل مطلب فى قوله تعالىٰ وشاورهم فى الامر، مطبوعه دارالكتاب العربى بيروت، تفسير مظهرى ص ۵/۳۹۰، سورة النحل تحت آيت: ۱۲۵، مطبوعه رشيديه كوئٹه.

[2] فى حديث عبد اللّٰه بن عمر وقال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يطوف بالكعبة، ويقول ما اطيبک واطيب ريحک مااعظمک واعظم حرمتک والذى نفس محمد بيده محرمة المومن اعظم عند اللّٰه حرمة منک. (ابن ماجه ص: ۲۹۰، باب حرمة دم المومن وماله ابواب الفتن، مطبوعه رشيديه دهلى، ومطبوعه اشرفى ديوبند ص ۲/۲۸۲،)

[3] تقدم تخريجه تحت عنوان ”بے روزہ کے حق میں سخت الفاظ“

C:\f.m.Fainal\Jild-15\Roze ke mutafarriq Masael

کے سامنے کھاتے پھرتے ہیں، اور بازاروں میں گھومتے پھرتے ہیں، کیا احترامِ رمضان کی شریعت نے کوئی حد مقرر کی ہے؟ کیا مریض اور مسافر کو شرعاً اجازت ہے، کہ روزہ داروں کے سامنے کھائیں، رمضان میں ہوٹل میں کھانا روزہ داروں کے سامنے فروخت کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مریض اور مسافر کو عذرِ شرعی کی بناء پر (حائضہ ونفساء کی طرح) روزہ داروں کے سامنے نہیں کھانا چاہئے، سراً کھائے بلاعذر شرعی وہ صورت اختیار کرنا جو سوال میں درج ہے، سخت جرم ہے اور اس کی سزا بھی بہت سخت ہے، مگر سزا دینا ہر ایک کے بس میں نہیں: **ولو اکل عمداً شهرة بلا عذرٍ يقتل اهـ[1] طحطاوی ص: ٣٦٣.**

يجب الامساك بقية اليوم علٰى من فسد صومه وعلٰى حَائض ونفساء طهرتا بعد طلوع الفجر وعلٰى صبى بلغ وكافرا سلم لحرمة الوقت بالقدر الممكن اهـ اما فى حالة تحقق الحيض والنفاس فيحرم الامساك ولكن لا يجبُ الامساك على المريض والمسافر ولكن لا ياكلون جهراً بل سراً اهـ طحطاوى[2] مختصراً ص: ٣٧.

سزا کے لئے قدرتِ قاہرہ ضروری ہے جو کہ امیر المؤمنین کو حاصل ہوتی ہے، جن پر

---

[1] طحطاوى ص: ٥٤٩، مصرى، باب مايفسد به الصوم. هامش الترغيب والترهيب لمحمد عمار ص ١٠٩/٢، كتاب الصوم، الترهيب من افطار شيء من رمضان من غير عذر، مطبوعه مصرى.

[2] طحطاوى مع المراقى ص: ٥٥٨، مطبوعه مصرى. فصل يجب الامساك الخ، مجمع الانهر ص ٣٧٣/١، كتاب الصوم، فصل يباح الفطر الخ، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، الفقة الحنفى وادلته ص ٣٨٣/١، فقه العبادات، كتاب الصوم، قبيل احكام تتعلق بالمجنون، مطبوعه دارالفيحاء بيروت.

C:\f.m.Fainal\Jild-15\Roze ke mutafarriq Masael

روزہ فرض ہے، ان کو کھانا ہوٹل وغیرہ میں کھلانا بھی معصیت اور تعاون علی الاثم ہے: **ولا تعاونو علی الاثم والعدوان**[1] (الآیة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۷/۱/۹۱ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۷/۱/۹۱ھ

غسلِ جنابت بحالتِ صوم آٹھ بجے کرنا

سوال: - زید نے رمضان شریف میں سحری کھانے سے قبل اپنی اہلیہ سے قربت کی اور آٹھ بجے دن کو غسل کیا اور روزہ رکھا، کیا روزہ میں کوئی خامی ہوئی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

روزہ درست ہوگیا[2] لیکن نماز قضاء کرنے کا گناہ بہت بڑا ہوا[3]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] سورہ مائدہ الآیة ۲. (**ترجمہ**) اور گناہ وزیادتی میں ایک دوسرے کی اعانت مت کرو۔ (بیان القرآن)

[2] او اصبح جنبا ...... لایفسد قال فی المجمع: لان اللہ تعالیٰ اباح المباشرة باللیل، ومن ضرورتها وقوع الغسل بعد الصبح، مجمع الانہر ص ۱/۳۶۰، کتاب الصوم، باب موجب الفساد، مطبوعہ دارالکتب العلمیة بیروت، درمختار علی الشامی ص ۳/۳۷۲، باب مایفسد الصوم ومالا یفسد، مطلب فی حکم الاستمناء بالکف، مطبوعہ زکریا دیوبند، تاتارخانیہ ص ۲/۳۷۰، کتاب الصوم، الفصل الرابع فیما یفسد الصوم ومالا یفسد، مطبوعہ کراچی.

[3] عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عن النبی ﷺ انه ذکر الصلوة یوما فقال من حافظ علیها کانت له نورا و برهانا ونجاة یوم القیامة، ومن لم یحافظ علیها لم یکن له نور ولا برهان، ولا نجاة، وکان یوم القیامة مع قارون وفرعون وهامان وابی بن خلف رواه احمد والطبرانی فی الکبیر والاوسط وابن حبان، الترغیب والترهیب للمنذری ص ۱/۳۸۶، کتاب الصلوة، الترهیب من ترک الصلوة تعمدا واخراجها عن وقتها تهاونا، رقم الحدیث (۲۶) مطبوعه درالفکر بیروت.

C:\f.m.Fainal\Jild-15\Roze ke mutafarriq Masael

صبح صادق کے بعد غسل جنابت

سوال:- ایک شخص صحبت کرتا ہے، اور سو جاتا ہے، سحری میں اٹھ کر ہاتھ دھو کر اور کلی غرارہ وغیرہ کرنے کے بعد کھانا کھالیتا ہے، اور پھر سو جاتا ہے، صبح اٹھ کر نہالیتا ہے، اس صورت میں روزہ ہوجاتا ہے، یا نہیں، اور نہانے کا وقت کب تک رہے گا، یعنی کس وقت نہانا افضل ہے، یہ بات عورت اور مرد کے لئے برابر ہے، یا کوئی تفریق ہے، کیونکہ وہ کھانا وغیرہ پکاتی ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اس کا روزہ اس صورت میں صحیح ہے کوئی خرابی نہیں نمازِ فجر سے پہلے پہلے دونوں نہالیں نماز قضاء نہ کریں[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۹/۸۵ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ

دارالعلوم دیوبند ۱۱/۹/۸۵ھ

قربانی کرنے والے کا روزہ رکھنا

سوال:- قربانی کرنے والے کا روزہ رکھنا ٹھیک ہے یا نہیں؟

---

[1] واصبح جنبا وان بقی کل الیوم لم یفطر. (شامی کراچی ص: ۴۰۰، ج: ۲، باب یفسد الصوم وما لا یفسده شامی نعمانیه ص: ۱۰۱، ج: ۲، شامی زکریا ص ۳/۳۷۲، مطلب فی حکم الاستمناء بالکف، عن نوفل بن معاویة رضی الله عنه ان النبی ﷺ قال من فاتته صلاة فکانما وتر اهله وماله رواه ابن حبان فی صحیحه الترغیب للمنذری ص۱/۳۸۷، الترهیب من ترک الصلوة، مطبوعه دارالفکر بیروت)

C:\f.m.Fainal\Jild-15\Roze ke mutafarriq Masael

الجواب حامداً ومصلیاً

قربانی کے دن روزہ رکھنا حرام ہے[1]۔ البتہ سنت یہ ہے کہ عیدالاضحیٰ کی دس تاریخ کو قربانی سے پہلے کچھ نہ کھائے نہ پئے، کھانے کی ابتداء قربانی کے گوشت سے کرے[2]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۶/۲/۹۱ھ

بقرعید کی صلوٰۃ عید تک روزہ ہے

سوال:- عیدالاضحیٰ میں عرف عام میں جو روزہ بولا جاتا ہے، اس کے متعلق زید کہتا ہے کہ اس کی کوئی اہمیت نہیں روزہ موزہ کیسا؟ روزہ تو پورے دن ہوتا ہے، بکر کہتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ اور سنت رہی کہ بروز عیدالفطر آپ نماز عید ادا کرنے سے پہلے کوئی میٹھی چیز تناول فرمالیا کرتے تھے، تاکہ لوگوں کو معلوم ہوجائے کہ آج روزہ نہیں، اور بروز عیدالاضحیٰ آپ صبح صادق سے لے کر جب تک نماز عید ادا نہ فرمالیتے کچھ کھاتے پیتے نہیں تھے، جس کو عرف عام میں روزہ کہہ دیا جاتا تھا، لوگ یہ سنت اپنانے کی سعی کریں، اس لئے لوگوں میں دوران بیان ترغیب دیدینا چاہئے کہ کسی کو شوق ہوجائے۔

---

[1] الذی کره تحریماً صوم العیدین وایام التشریق. (مراقی الفلاح ص:۵۲۸، فصل فی صفة الصوم وتقسیمه، مطبوعه مصر، شامی نعمانیه ص:۸۴، ج:۲، کتاب الصوم،

[2] واحکام الاضحی کالفطر لکنه فی الضحی یؤخر الاکل عن الصلوة استحبابا ...... لانه علیه الصلاة والسلام کان لایطعم فی یوم الاضحی حتی یرجع فیأکل من اضحیته الخ، مراقی علی الطحطاوی ص ۴۳۹، ۴۴۰، باب احکام العیدین الخ، مجمع الانهر ص۲۵۸/۱، باب صلاة العیدین، دارالکتب العلمیة بیروت، البحر الرائق کوئٹه ص۱۶۳/۲، باب العیدین.

C:\f.m.Fainal\Jild-15\Roze ke mutafarriq Masael

الجواب حامداً ومصلیاً

بکر نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو کچھ بیان کیا وہ صحیح ہے، بعض شراح حدیث نے بھی ۱۰/ ذی الحجہ کو نماز عید تک نہ کھانے کا نام صوم رکھا ہے، جس کا اظہار قربانی سے ہوتا ہے، اس ناتمام صوم کو بھی یوم کامل کے صوم کے حکم میں قرار دیا ہے: **باب فی صوم العشر ای فی عشر ذی الحجة والمراد بعشر تسعة ایام کمافی الباب کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یصوم تسع ذی الحجة ای من اول ذی الحجة الی التاسع منها فان العاشر یوم العید والمراد عشر لان فی یوم العید یکون الامساک الی الاضحیة فیکون فی حکم صوم یوم الکامل انوار المحمود ص: ۱۹، ج: ۲، ثم ظاهر الحدیث ان استحباب الامساک لکل رجل یضحی اولا وهٰذا الامساک اسمیہ بالصوم لان الحدیث یسمی صوم عشرة والحال ان صوم العاشر مکروه فالصوم فی الیوم العاشر هو الصوم الی الصلٰوة اهـ العرف الشذی عن الترمذی ۱۱۹، باب الاکل یوم الفطر[1] قبل الخروج.**

اسکو روزہ کہنے نہ کہنے میں نزاع بیکار ہے، اس سے پرہیز کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۸/ ۲/ ۹۵ھ

رمضان میں یکسوئی حاصل ہونے کی تدبیر

سوال: - رمضان المبارک کے متعلق کچھ ہدایت فرمائیں، دنیوی تفکرات سے قلب

---

[1] العرف الشذی علی الترمذی ص ۱۱۹/ ۱، ابواب العیدین. باب الاکل یوم الفطر قبل الخروج.

C:\f.m.Fainal\Jild-15\Roze ke mutafarriq Masael

کو یکسوئی حاصل ہونے کا حضرتِ والا کوئی علاج بتائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اپنا نظام الاوقات بنا کر تمام اوقات کو کام میں مشغول رکھیں، کوئی وقت ضائع نہ ہونے دیں، قرآن کریم کی تلاوت زیادہ کریں، فضائل رمضان اپنے مکان پر یا مسجد میں سننے یا سنانے کا اہتمام کریں، اس سے رمضان کی عظمت دل میں پختہ ہو کر اعمالِ صالحہ کی رغبت میں اضافہ ہوگا، اور انشاء اللہ تعالیٰ یکسوئی میسر ہوگی، خدا دین و دنیا کی ترقیات سے نوازے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

found.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب ہشتم

اعتکاف کے احکام

اعتکاف واجب، سنت، نفل کب ہے؟

سوال: -فرض اعتکاف سنت اعتکاف، نفلی اعتکاف کی وضاحت فرمائیے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

فرض اعتکاف کوئی نہیں، نذر مان لینے سے واجب ہوتا ہے، رمضان میں ایک عشرہ کا اعتکاف سنت ہے، بقیہ جب دل چاہے نفلی ہے[1]۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند

نفلی اعتکاف

سوال: - رمضان المبارک کے مہینہ کے علاوہ دوسرے ایام میں نفلی اعتکاف کی نیت

---

[1] وهو ثلاثة اقسام واجب بالنذر وسنة مؤكدة في العشر الاخير من رمضان ومستحب في غيره من الازمنة (الدرالمختار مع الشامي كراچي ص: ۴۴۱، ج: ۲، شامي نعمانيه ص: ۱۲۹، ج: ۲، باب الاعتكاف، عالمگيري ص ۱/۲۱۱، الباب السابع في الاعتكاف، كتاب الصوم، مطبوعه كوئٹه، البحر الرائق ص ۲/۲۹۹، باب الاعتكاف، مطبوعه كوئٹه)

C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

سے مسجد میں قیام کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نفلی اعتکاف بغیر رمضان کے بھی ہوسکتا ہے اور ایسے معتکف کو بھی مسجد میں قیام کرنا درست ہے۔شامی[1] ج:۲،ص:۱۲۹۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

نفلی اعتکاف کے حقوق اور پابندیاں

سوال:- اعتکاف سنت مؤکدہ علیٰ الکفایہ میں جو پابندی یا حقوق ہیں وہ مستحب اعتکاف میں بھی ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

وہ پابندیاں نفلی اعتکاف میں بھی ہیں، مگر ایک تو اس میں روزہ کی قید نہیں[2]۔ اور اعتکاف مسنون رمضان شریف کے اخیر عشرہ میں ہوتا ہے، اس میں روزہ بھی ہوتا ہے دوسرے بلاضرورت جب مسجد سے معتکف نکلے گا تو نفلی اعتکاف جس کی کوئی مدت معین نہیں

---

[1] هو لبث ذكر فى مسجد جماعة بنية وهو ثلاثة اقسام الى قوله مستحب فى غيره من الازمنة هـو بـمعنى غير المؤكدة، (الدر المختار على الشامى كراچى ص ۲/۴۴۱، باب الاعتكاف، عـالـمـگيـرى كـوئـٹه ص ۱/۲۱۱، كتاب الصوم، الباب السابع فى الاعتكاف، البحر الرائق كوئٹه ص ۲/۲۹۹، باب الاعتكاف،

[2] ومستحب فى غيره من الازمنة (الدر) فلم يكن الصوم شرط له. (شامى نعمانيه ص: ۱۲۹، ج: ۲، ص: ۱۳۰، ج: ۲، شـامـى كـراچـى ص: ۴۴۲، ج: ۲، بـاب الاعتـكـاف، عالمگيرى كـوئـٹـه ص ۱/۲۱۱، كتـاب الـصـوم، الـبـاب الـسـابـع فـى الاعتـكـاف، البحر الرائق كوئٹه ص ۲/۲۹۹، باب الاعتكاف)

کی تھی، وہ ختم ہوجائے گا، فاسد نہیں ہوگا۔ اعتکاف مسنون ایسی حالت میں فاسد ہوجاتا ہے۔ شامی[۱] ج:۲، ص:۱۳۰۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

نفلی اعتکاف مسجد میں نہ کہ گھر میں

سوال:- کیا اعتکاف نفلی بھی ہوتا ہے، اگر کوئی آدمی مسجد میں جاوے اور یہ نیت کر لے کہ میں جب تک مسجد میں رہوں گا میرا اعتکاف ہے، کیا اس کو نفلی اعتکاف کا ثواب ملے گا؟ کیا نفلی اعتکاف گھر میں بھی کیا جاسکتا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

مسجد میں اس طرح نیت کرنے سے نفلی اعتکاف کا ثواب ملے گا[۲]، مرد کو اس طرح گھر

---

[۱] امـا النفل فله الخروج لانه منه له لا مبطل الى قوله: اما السنة فلو خرج ساعة بلا عذر فسد، (الـدرالـمختار على الشامى كراچى ص:۴۴۴، تا ۴۴۷، ج:۲، مطبوعه نعمانيه ص:۱۳۲، ج:۲. مطبوعه زكريا ص۴۳۷، ۳/۴۳۶، باب الاعتكاف، زيلعى ص ۱/۳۵۱، باب الاعتكاف، مطبوعه امداديه ملتان، مجمع الانهر ص۱/۳۷۸، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت.

[۲] واقـلـه نـفـلا سـاعة من ليل او نهار عند محمد وظاهر الرواية عن الامام لبناء النفل على الـمسـامـحة وبـه يـفتٰى. (درمختار علٰى ردالمحتار ص:۱۳۱، ج:۲، مطبوعه نعمانيه، شـامـى كـراچـى ص:۴۴۳، ج:۲، بـاب الاعتـكـاف، زيلعى ص:۳۵۰، ج:۱، بـاب الاعتكاف، مطبوعه امداديه ملتان، مجمع الانهر ص۱/۳۷۷، باب الاعتكاف، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت)

C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

میں ثواب نہیں ملے گا[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

نفلی اعتکاف تھوڑی دیر کا، لفظوں میں اعتکاف کی نیت

سوال:- نفلی اعتکاف گھنٹے آدھ گھنٹے کا بھی ہوجاتا ہے، یا نہیں؟ اور اگر ہوجاتا ہے تو مسجد میں جاتے وقت یعنی داخل ہوکر کیا نیت کرنی چاہئے جو روزانہ اعتکاف کا ثواب مل جایا کرے، لفظوں میں نیت کا طریقہ بتلا دیجئے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

میں جتنی دیر تک مسجد میں ٹھہروں اللہ کے لئے معتکف ہوں، اس نیت سے مسجد میں داخل ہوجایا کرے، بس جتنی دیر تک وہاں رہے گا، اعتکاف کا ثواب ملے گا، گھنٹہ بھر ٹھہرے یا کم وبیش[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۲/۲۶/ ۶۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۲/۲۶/ ۶۷ھ

---

[۱] ومقتضاهٗ انه يندب للرجل ايضاً ان يخصص موضعاً من بيته لصلٰوته النافلة امّا الفريضة والاعتكاف فهو فى المسجد كما لا يخفٰى الخ، شامى ص: ۱۲۹، ج: ۲، مطبوعه نعمانيه، شامى كراچى ص: ۴۴۱، ج: ۲. باب الاعتكاف.

[۲] الصوم ليس بشرط فى التطوع وليس لاقله تقدير على الظاهر حتى لو دخل المسجد ونوى الاعتكاف الى ان يخرج منه صح (عالمگيرى كوئٹه ص: ۲۱۱، ج: ۱، كتاب الصوم، الباب السابع فى الاعتكاف، مراقى الفلاح مع الطحطاوى ص۵۷۸، باب الاعتكاف، مطبوعه مصرى شامى كراچى ص۴۴۳/۲، باب الاعتكاف)

C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

پورے رمضان کا اعتکاف

سوال:- پورے رمضان میں اعتکاف کرنا کیسا ہے؟ اگر کسی نے پورے رمضان شریف اعتکاف کرلیا ہوتو اس کا ثواب ہوگا یا نہیں؟ حدیث سے دس روز ثابت ہے، اور جو چیز ثابت نہ ہو، اس کو ثواب سمجھ کر کرنا کیسا ہے؟ مکمل جواب مع دلائل کے تحریر فرمادیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اخیر دس روز کا اعتکاف ماہ رمضان میں سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے، پورے ماہ کا اعتکاف بھی لیلۃ القدر کی تلاش میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، بیس روز کا بھی ثابت ہے، پس پورے رمضان کا اعتکاف کرنا بھی موجب ثواب ہوگا، بدعت نہیں ہوگا: **عن عائشة رضی اللّٰه عنها ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم کان یعتکف العشر الا واخر من رمضان حتی توفاه اللّٰه ثم اعتکف ازواجه من بعده متفق علیه. مشکوٰة[1] ص: ۱۸۳، ج: ۱.**

عن ابی هرهریرة رضی اللّٰه تعالٰی عنه قال: کان یعرض علی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم القرآن کل عام مرة فعرض علیه مرتین فی العام الذی قبض وکان یعتکف کل عام عشرا فاعتکف عشرین فی العام الذی قبض رواه البخاری. مشکوٰة[2] ص: ۱۸۳، ج: ۱.

---

[1] مشکوة شریف ص ۱۸۳، باب الاعتکاف، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند،

ترجمہ:- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے عشرۂ اخیر کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دیدی، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آزواج مطہرات رضی اللہ عنہن اعتکاف فرمایا کرتی تھیں۔

[2] مشکوة شریف س ۱۸۳، باب الاعتکاف، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

عن ابی سعید الخدری رضی اللّٰہ عنه ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم اعتکف العشر الاول من رمضان ثم اعتکف العشر الاوسط فی قبة ترکیة ثم اطلع راسه فقال انی اعتکف العشر الاول التمس هٰذہ الیلة ثم اعتکف العشر الاوسط ثم اتیت فقیل لی انها فی العشر الاواخر فمن کان اعتکف معی فلیعتکف العشر الاواخر متفق علیه (مشکوٰة[1] شریف)

ہاں اس کو سنت مؤکدہ کہنا صحیح نہیں ہوگا، جیسے کوئی شخص تہجد کی نماز اتنی ہی رکعات پڑھے جتنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، ان کو سنت مؤکدہ علی الکفایہ تصور کرے پھر اس سے زیادہ پڑھے حتیٰ کہ ساری رات پڑھتا رہے تو اس کو بدعت یا ناجائز نہیں کہا جائے گا، بلکہ اس کا یہ پڑھنا موجب اجر وثواب ہوگا، اور ایسا کرنا بکثرت صحابہ وائمہ سے ثابت ومنقول بھی ہے، اگر ایک ماہ کا اعتکاف قربت نہ ہوتا، تو اس کی نذر بھی درست نہ ہوتی، حالاں کہ فقہاء تصریح کی ہے ایک ماہ رمضان المبارک کے اعتکاف کی نذر صحیح ہے، ایک ماہ کی نذر کرے یا کم وبیش کی۔

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم پر ہر سال رمضان المبارک میں ایک مرتبہ قرآن پاک پیش کیا جاتا تھا، اور جس سال وفات ہوئی دو مرتبہ پیش کیا گیا، (حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دو مرتبہ دور فرمایا، اور ہر سال ایک عشرہ کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے، اور جس سال وفات ہوئی دو عشرہ کا اعتکاف فرمایا)

(حاشیہ صفحہ ھذا) [1] **مشکوة شریف ص ۱۸۲، باب لیلة القدر، الفصل الاول، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند،**

ترجمہ:- حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کے عشرۂ اولیٰ کا اعتکاف فرمایا، پھر درمیانی عشرہ کا اعتکاف فرمایا ترکی خیمہ میں پھر اپنا سر مبارک نکالا اور ارشاد فرمایا میں نے عشرہ اولیٰ کا اعتکاف اس رات (لیلۃ القدر) کو تلاش میں کیا تھا، پھر اس تلاش میں عشرہ وسطیٰ کا اعتکاف کیا پھر مجھ کو بتا گیا کہ وہ (لیلۃ القدر) عشرۂ اخیرہ میں ہے پس جس نے میرے ساتھ اعتکاف کیا ہے، وہ عشرہ اخیرہ کا بھی اعتکاف کریں۔

C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

فلو نذر اعتکاف شهر رمضان لزمه واجزاه صوم رمضان عن صوم الاعتکاف وان لم یعتکف قضٰی شهرا غیره بصوم مقصود اهـ درمختار علی هامش الشامی نعانیه[1] ص: ۱۳۰، وص: ۱۳۱، ج: ۲. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۲/۱۱/۹۲ھ

عشرۂ اخیرہ کا اعتکاف

سوال:- رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف مستحب ہے یا سنت مؤکدہ اگر سنت مؤکدہ ہے تو اس میں روزہ رکھنا شرط ہے، یا نہیں؟ اگر شرط ہے تو اب دریافت طلب یہ ہے کہ اگر معتکف نے رات سمجھ کر سحری کھالی پھر معلوم ہوا کہ صبح ہوچکی ہے تو مسئلہ یہ ہے کہ اس روز کا روزہ نہ ہوگا، اب جب کہ روزہ نہ ہوا تو کیا اعتکاف بھی فاسد یا ختم ہوجائے گا؟ اس پر اعتکاف کی قضا لازم ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ اعتکاف سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے[2]۔ اگر بغیر روزہ کے یہ اعتکاف کیا تو یہ اعتکاف

---

[1] الدرالمختار علی ردالمحتار کراچی ص ۲/۴۴۳، مطبوعه زکریا ص ۳/۴۳۲، باب الاعتکاف، بحر ص ۲/۳۰۰، باب الاعتکاف، مطبوعه کوئٹه، عالمگیری ص ۱/۲۱۱، کتاب الصوم، الباب السابع فی الاعتکاف، مطبوعه کوئٹه.

[2] سنة مؤکدة فی العشر الاخیر من رمضان ای سنة کفایة (الدرالمختار علی الشامی نعمانیه ص: ۱۲۹، ج: ۲، شامی کراچی ص: ۴۴۲، ج: ۲. باب الاعتکاف، سکب الانهر ص ۱/۳۷۶، باب الاعتکاف، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، النهر الفائق ص ۲/۴۳، باب الاعتکاف، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

مسنون نہیں ہوگا، بلکہ نفل بن جائے گا، البتہ اگر ایک دن روزہ نہ رکھا تو صرف ایک دن کے اعتکاف کی قضاء لازم ہوگی۔شامی[1] ج:۲،ص:۱۲۹،۱۳۱۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

عشرۂ اخیرہ کے اعتکاف کو توڑنے کی وجہ سے قضاء

قضاء وادا اعتکاف ایک ساتھ

سوال:- زید نے رمضان شریف میں آخری عشرہ کا اعتکاف کیا تین دن اعتکاف کے بعد اچانک خبر آگئی کہ حج بیت اللہ کے سفر میں جانا ہے، جس کی وجہ سے مجبوراً اعتکاف توڑ کر جانا پڑا، تو اب اس عشرہ کی قضاء کرنا لازم ہے یا نہیں؟ نیز قضاء کی کیا صورت ہوگی؟ اور اگر امسال رمضان کے اخیر عشرہ میں قضاء وادا کو مدغم کرنا چاہے تو کرسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

احوط تو یہی ہے کہ بعد رمضان پورے عشرہ کا اعتکاف کرلے اور اس عشرہ کے روزے بھی رکھے، لیکن یہ حکم وجوبی نہیں جس دن اعتکافِ مسنون توڑا ہے اس دن کی قضاء بھی کافی ہے[2]، گذشتہ رمضان کے عشرۂ اخیرہ کو توڑے ہوئے مسنون اعتکاف کی قضاء کے لئے امسال

---

[1] یقضی الیوم الذی افسد لاستقلال کل یوم بنفسہ. (شامی نعمانیہ ص: ۱۳۱، ج: ۲، شامی کراچی ص: ۴۴۵، ج: ۲، باب الاعتکاف، عالمگیری ص۲۱۳/۱، الباب السابع فی الاعتکاف، مطبوعہ کوئٹہ)

[2] لزوم الاعتکاف المسنون بالشروع وان لزوم قضاء جمیعہ اوباقیہ مخرج علی قول ابی یوسف اما علی قول غیرہ فیقضی الیوم الذی افسدہ لاستقلال کل یوم بنفسہ. (شامی نعمانیہ ص ۲/۱۳۱، شامی کراچی ص:۴۴۵، ج:۲، باب الاعتکاف، عالمگیری کوئٹہ ص۲۱۳، ج۱، الباب السابع فی الاعتکاف، تاتارخانیہ کراچی ص ۲/۴۱۴، الفصل الثانی عشر فی الاعتکاف)

رمضان کے عشرۂ اخیرہ کا اعتکاف کافی نہیں، وہ اس میں ادا نہیں ہوگا[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۷/۹/۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ

دارالعلوم دیوبند ۱۸/۹/۸۷ھ

اعتکافِ مسنون توڑ دینے سے اس کی قضاء

سوال:- رمضان المبارک میں بالخصوص عشرۂ اخیرہ میں اعتکاف شروع کر دینے کے بعد لازم ہوجاتا ہے یا نہیں؟ اگر چھوڑ دے تو قضاء لازم ہوگی یا نہیں؟ صلوٰۃ پر قیاس کرتے ہوئے کہ نوافل شروع کر دینے کے بعد لازم ہوجاتا ہے چھوڑ دینے پر قضاء لازم ہوتی ہے یا نہیں؟ آنخضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل کہ عشرۂ اخیرہ میں جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا وحضرت زینب رضی اللہ عنہا نے اعتکاف کے لئے خیمے مسجد میں لگا دیئے تو آنخضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام خیموں کو مسجد سے باہر کر دیا اور توڑ دیا، اور پھر آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا **ما انا بمعتکف** چنانچہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شوال میں دس دن اعتکاف کیا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قضاء لازم ہوتی ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ظاہر نظیر کا یہی تقاضا ہے جو آپ نے کہا، تاہم الاشباہ والنظائر سے معلوم ہوتا ہے کہ

---

[1] ثم اذا لم یصم صوما مقصودا وجاء الرمضان الثانی لم ینقل حکم اللہ تعالیٰ الی ھذا الرمضان الثانی وفی ھامشه (لم ینتقل الخ) علی ان الرمضان لیس خلفا للرمضان الاول ولا محلا للمنذور فلا یصح ذالک الاعتکاف فیه، نور الانوار مع ھامشه ص ۴۰، مبحث الامر، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، الدرالمختار علی الشامی کراچی ص ۲/۴۴۳، باب الاعتکاف.

C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

سنت مؤکدہ کو شروع کر کے اگر توڑ دے تو اس کی قضاء لازم نہیں[۱]، عشرہ اخیرہ کا اعتکاف بھی مؤکدہ ہے، گو علی الکفایہ ہے: ومقتضی النظر انه لو شرع فی المسنون اعنی العشر الا واخر بنیته ثم افسده ان یجب قضائه تخریجاً علٰی قول ابی یوسف رحمة اللّٰه علیه فی الشروع فی نفل الصّلٰوة ناویا اربعًا لا علٰی قولهما (فتح[۲] القدیر ص:۱۰۸، ج:۲. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دار العلوم دیو بند ۱۰/۹/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دار العلوم دیو بند ۱۱/۹/۸۸ھ

اعتکافِ مسنون میں ایک روز کا استثناء

سوال:- زید رمضان المبارک کے اخیر عشرہ کا اعتکاف مسنون کرتا ہے، اگر اعتکاف کرنے سے قبل یہ نیت کر لے کہ رمضان کی فلاں تاریخ کو ایک روز یا ایک شب کے لئے باہر سفر میں جاؤں گا، اور جائے اعتکاف سے نکلوں گا، تو کیا اس صورت میں اعتکاف مسنون ادا ہو جائے گا، اور اعتکاف سے باہر نکلنا جائز ہوگا یا نہیں؟ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

اس طرح اعتکافِ مسنون ادا نہیں ہوگا، اور باہر نکلنے سے اعتکاف باقی نہیں رہے گا[۳]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیو بند ۱۴/۷/۸۹ھ

---

[۱] اذا اشرع فی صلاة وقطعها قبل اکمالها فانه یقضیها الا الفرض والسنن فلا قضاء فیهما وانما یؤدیهما، الاشباه والنظائر ص۸۳، کتاب الصلوة، الفن الثانی، مطبوعه اشاعة الاسلام دهلی.

[۲] فتح القدیر ص:۳۹۳، ج:۲، باب الاعتکاف، مطبوعه دار الفکر بیروت،

[۳] لایخرج المعتکف من معتکفه لیلا ونهارا الا بعذر وان خرج من غیر عذر ساعة فسد اعتکافه، (عالمگیری کوئٹه ص۲۱۳/۱، باب الاعتکاف، شامی کراچی ص۴۴۷/۲، باب الاعتکاف، مجمع الانهر ص۳۷۸/۱، باب الاعتکاف، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت)

C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

اعتکاف میں غسلِ میت کے لئے نکلنا

مستورات کے اعتکافِ مسنون ٹوٹ جانے پر قضاء کا حکم

سوال: - میں ۲۰/رمضان المبارک کو اعتکاف میں بیٹھ گئی، ۲۲/رمضان المبارک کو ۱۱/بجے دن میں میری بھتیجی کی وفات ہوگئی جس میں اپنے بھائی کے گھر جو چند گز کے فاصلہ پر ہے، چلی گئی اور بھتیجی کو غسل دے کر کفن وغیرہ پہنا کر جب جنازہ گھر سے چلا گیا واپس میں اپنے گھر چلی آئی اور پھر اعتکاف میں بیٹھ گئی، اپنے بھائی کے گھر جب تک رہی ان لوگوں کو صبر دلاتی رہی، اور سمجھاتی رہی، اب سوال یہ ہے کہ میرا اعتکاف صحیح ہوا کہ نہیں؟ یہاں کے امام صاحب سے پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ اعتکاف صحیح نہیں ہوا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

بھتیجی کے انتقال پر وہاں جا کر غسل وکفن کرنا اوران لوگوں کو صبر دلانا بہت اجر وثواب کی چیز ہے، لیکن اعتکاف سے نکلنا اس مقصد کے لئے بھی درست نہیں[1]، تاہم اعلیٰ بات یہ ہے کہ آپ دس روز کا اعتکاف مستقل کرلیں، اس میں روزہ بھی رکھیں، حالات اس کی اجازت نہ دیں، تو جس قدر وہاں جانا ہوا، صرف ایک روز کا اعتکاف اور روزہ رکھ کر کرلیں[2]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۱۰/۹۱ھ

---

[1] لایخرج لعیادۃ المریض ومجلس العلم، وصلاۃ الجنازۃ وانجاء الغریق والحریق والجھاد ولو کان النفیر عاما واداء الشھادۃ فانہ یفسد، مجمع الانھر ص ۱/۳۷۹، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت، المحیط ص ۳/۳۸۰، الفصل الثانی عشر فی الاعتکاف، مطبوعہ ڈابھیل، شامی کراچی ص ۲/۴۴۷، باب الاعتکاف، (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

عشرہ اخیرہ کے اعتکاف کے لئے کیا صوم شرط ہے؟

سوال:- ایک شخص رمضان المبارک کے اخیر عشرہ کا اعتکاف کرتا ہے، مگر ایک دن بھول سے صبح ہو جانے پر سحری کھالی رات سمجھتے ہوئے، اب دن غروب ہونے پر افطار کرتا ہے، تو واجب اعتکاف کے اندر خلل واقع نہ ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس اعتکاف کے لئے صوم شرط نہیں: **والصوم شرط لصحة الاعتكاف المنذر وراه (طحطاوی علی المراقی[1] الفلاح ص: ۵۷۸)** فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۹/۴/۹۵ھ

معتکف کا قرآن پاک پڑھانا

سوال:- معتکف قرآن مجید ناظرہ پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟ جب کہ بچے پہلے سے بھی پڑھتے ہوں؟

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [۲] لزوم الاعتكاف المسنون بالشروع وان لزوم قضاء جميع او باقيه مخرج على قول ابى يوسف اما على قول غيره فيقضى اليوم الذى افسده لاستقلال كل يوم بنفسه، (شامی کراچی ص ۲/۴۴۵، باب الاعتكاف، عالمگيری س ۱/۲۱۳، الباب السابع فی الاعتكاف، مطبوعه كوئٹه، تاتارخانیه ص ۲/۴۱۴، الفصل الثانی عشر فی الاعتكاف، مطبوعه كراچی)

(حاشیہ صفحہ ھذا) [۱] طحطاوی علی المراقی الفلاح ص: ۵۷۸، باب الاعتكاف. سكب الانهر ص ۱/۳۷۷، باب الاعتكاف، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، البحر الرائق ص ۲/۳۰۰، باب الاعتكاف، مطبوعه الماجديه كوئٹه.

C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

الجواب حامداً ومصلیاً

پڑھا سکتا ہے،[۱] لیکن اگر بچے اتنے چھوٹے ہوں کہ پاکی ناپاکی نہ سمجھتے ہوں تو ان کو مسجد میں نہ بٹھایا جائے[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

معتکف کا تمباکو کھانا

سوال:- معتکف تمباکو کا پان مسجد میں کھا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

کھا سکتا ہے جب کہ بدبودار نہ ہو[۳]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

۱ ویلازم التلاوة والحدیث والعلم وتدریسه وسیر النبی ﷺ والانبیاء علیهم الصلاة والسلام واخبار الصالحین وکتابة امعد الدین، فتح القدیر ص ۲/۳۹۸، باب الاعتکاف، مطبوعه دارالفکر بیروت، مراقی الفلاح، مع الطحطاوی س ۵۸۱، باب الاعتکاف، مطبوعه مصری، الدالمختار علی الشامی کراچی ص ۲/۴۵۰، باب الاعتکاف.

۲ ویحرم ادخال صبیان ومجانین حیث غلب تنجیسهم والا فیکرهٗ. (الدر المختار علی الشامی نعمانیه ص: ۴۴۱، ج: ۱، مطوعه کراچی ص ۱/۶۵۶، مطلب فی احکام المسجد، باب مایفسد الصلاة، عالمگیری ص ۵/۳۲۱، کتاب الکراهیة، الباب الخامس فی آداب المسجد، مطبوعه کوئٹه، البحر الرائق ص ۵/۲۵۰، کتاب الوقف، فصل فی احکام المساجد، مطبوعه کوئٹه، حلبی کبیری ص ۶۱۰، فصل فی احکام المسجد، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور پاکستان)

۳ ویکره اکل ونوم الالمعتکف وغریب واکل نحو ثوم ویمنع منه (ملخصاً الدر) وملحق بما نص علیه فی الحدیث کل ماله رائحة ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

معتکف کا بیڑی سگریٹ پینا

سوال:- زید بیڑی سگریٹ کا بہت ہی عادی ہے بغیر پئے رہ نہیں سکتا، تو اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ بہ حالتِ اعتکاف مسجد کے باہر بیڑی سگریٹ استعمال کرے یا مسجد میں رہ کر ہی؟ اور زید کے علاوہ مسجد میں معتکف بننے کو کوئی تیار نہیں ہے؟ تو اس صورت میں اس کو معتکف بنایا جائے، یا ترک کر دیا جائے؟ نیز حاجتِ انسانی کے اندر کیا کیا چیزیں داخل ہیں؟ تفصیل درکار ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اعتکاف کی فضیلت بھی بہت ہے اور منفعت بھی بہت ہے، اس کی طرف اہتمام سے توجہ کی جائے[۱]۔ جب قضائے حاجت (پاخانہ پیشاب) کے لئے رات کے وقت مسجد سے باہر جائے تو وہاں یہ حاجت (بیڑی سگریٹ) بھی پوری کرتا آئے، وضو اور مسواک وغیرہ سے منہ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)............ کریهة ماکولا اوغیره. (شامی نعمانیه ص: ۴۴۴، ج: ۱، شامی کراچی ۶۶۹، ج: ۱، قبیل باب الوتر والنوافل) یجب ان تصان عن ادخال الرایحة الکریهة لقوله علیه السلام من اکل الثوم والبصل والنکراث فلا یقربن مسجدنا فان الملائکة تتاذی ممایتأذی منه بنو آدم متفق علیه، (حلبی کبیری ص ۶۱۰، فصل فی احکام المسجد، مطبوعه لاهور، عمدة القاری ص ۱۴۴/۳، الجزء السادس، باب ماجاء فی اکل الثوم النی والبصل الخ، کتاب الآذان، مطبوعه دارالفکر بیروت)

(حاشیہ صفحہ ہذا)

[۱] ومحاسنة کثیرة لان فیه تفریغ القلب عن امور الدنیا وتسلیم النفس الی المولٰی وهو من اشرف الاعمال اذا کان عن اخلاصٍ. (البحرالرائق کوئٹه ص: ۲۹۹، ج: ۲، باب الاعتکاف، مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۵۸۴، مطبوعه مصری، باب الاعتکاف، بدائع ص ۲/۲۷۳، اول کتاب الاعتکاف، مطبوعه زکریا دیوبند)

خوب صاف کرے، بدبودار منہ لے کر مسجد میں نہ آئے[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۴/۱۱/۹۲ھ

اعتکاف میں بیڑی پینا

سوال:- (۱) حالت اعتکاف میں مسجد کے اندر بیڑی پینا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) اگر جائز ہے تو کراہت کے ساتھ جائز ہے یا بغیر کراہت کے؟

(۳) اس سے پہلے مفتی صاحب فتویٰ دے چکے ہیں کہ قضاء حاجت کے وقت بیڑی وغیرہ پی کر منہ کو مسواک سے خوب صاف کر کے مسجد میں داخل ہو تو اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ قضائے حاجت تو صرف زیادہ سے زیادہ دو مرتبہ ہوسکتا ہے، اور بیڑی پینے کی ضرورت دس مرتبہ ہوتی ہے، تو یہ دس مرتبہ کہاں استعمال کرے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) منع ہے[۲]۔

---

[۱] ویکره اكل ونوم الالمعتكف وغريب واكل نحو ثوم ويمنع منه (ملخصاً الدر) وملحق بما نص عليه في الحديث كل ماله رائحة كريهة ماكولا اوغيره. (شامى كراچى ص ۶۶۹/ ۱، قبيل باب الوتر والنوافل، حلبى كبيرى ص ۶۱۰، فصل فى احكام المسجد، مطبوعه لاهور، عمدة القارى ص ۱۴۴/ ۳، جزء: ۶، باب ماجاء فى اكل الثوم الخ، طبع دار الفكر بيروت.

[۲] واكل نحو ثوم ويمنع منه الى قوله علة النهى آذى الملائكة وآذى المسلمين ويلحق بما نص عليه في الحديث كل ماله رائحة كريهة ماكولا أو غيره: شامى كراچى ص: ۶۶۱، ج: ۱، مطلب فى الغرس فى المسجد. حلبى كبيرى ص ۶۱۰، فصل فى احكام المسجد، مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور، عمدة القارى ص ۱۴۴/ ۳، جزء: ۶، باب ماجاء فى اكل الثوم، مطبوعه دار الفكر بيروت.

C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

(۲) مکروہ تحریمی ہے[۱]۔

(۳) مسجد میں ہرگز نہ پیئے[۲] جب سب مرغوبات کو ترک کیا ہے، تو اس سے بھی صبر کرے، اعتکاف کا مقصد بھی یہی ہے کہ زیادہ سے زیادہ صبر کی عادت پیدا ہو۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۰/۱۱/۹۲ھ

بار بار بیتُ الخلاء جانے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا

سوال:- معتکف کو دست لگنے لگے اس وجہ سے ۱۵/۲۰ بار دن میں گھر جانا پڑتا ہے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا[۳]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] فيفهم منه حكم النبات الذى شاع فى زماننا المسمّى بالتتن فتنبه وقد كرهه شيخنا العمادى فى هديته الى قوله ظاهر كلام العمادى أنه مكروه تحريما ويفسق فتعاطيه. شامى كراچى ص: ۴۶۰، ج: ۶، كتاب الاشربة قبيل كتاب الصيد.

[۲] واكل نحوثم ويمنع منه الى قوله علة النهى آذى الملائكة وآذى المسلمين. (شامى كراچى ص: ۶۶۱، ج: ۱، مطلب فى الغرس فى المسجد، حلبى كبيرى ص ۶۱۰، فصل فى احكام المسجد، مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور پاكستان)

[۳] وان خرج بعذر يغلب وقوعه وهو ما مر. (اى من الحاجة الطبعية والشرعية) لا غير لايفسد. (شامى كراچى: ۴۴۷، ج: ۲، باب الاعتكاف، مجمع الانهر ص ۳۷۸/ ۱، باب الاعتكاف، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، تاتارخانيه ص ۴۱۱/ ۲، الفصل الثانى عشر فى الاعتكاف، مطبوعه كراچى)

C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

معتکف بیتُ الخلاء کے لئے نکل کر کتنا کام کرسکتا ہے؟

سوال:- معتکف کا بیتُ الخلاء کر کے گھر میں جانا، بیوی بچوں سے بات چیت کرنا، کوئی کتاب اٹھا کرلانا، کاغذات حساب وغیرہ کے اُٹھا کرلانا، باہر سے آئی ہوئی ڈاک پڑھنا، مہمانوں سے بات چیت کرنا، جو باہر سے آئے ہوں سلام دعاء، خیر وعافیت دریافت کرنا، کپڑے بدن، نہانا اور کپڑے دھونا، خطوط کے جواب لکھنا وغیرہ عمل کرسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

بیتُ الخلاء سے فارغ ہو کر ان کاموں کے لئے مستقلاً مکان پر نہ ٹھہرے، چلتے چلتے ضروری بات سلام ودعا مہمان سے کرسکتا ہے[1]، بقیہ اشیاء مکان سے لاسکتا ہے، ڈاک مسجد میں لاکر پڑھے مسجد میں ہی جواب لکھے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

معتکف سحر وافطار، استنجاء اپنے مکان پر کرے

سوال:- معتکف کا مکان مسجد سے چند قدم پر ہے، معتکف سحر وافطار، چھوٹا بڑا استنجاء

---

[1] وحرم علیه الخروج الالحاجة الانسان طبعیة کبول وغائط (الدر) ولا یمکث بعد فراغه من الطهور. (شامی کراچی ص:۴۴۵، ج:۲، باب الاعتکاف، طحطاوی علی المراقی مصری ص ۵۷۹، باب الاعتکاف، مجمع الانهر ص ۳۷۸/۱، باب الاعتکاف، مطبوعه دارالکتب العلیمیة بیروت)

[2] (وکره) تکلم الا بخیر کقراءة قرآن وحدیث وعلم، وکتابته امور الدین (الدرالمختار مع الشامی ملخصاً ص ۴۵۰، ج ۲، باب الاعتکاف، مطبوعه کاراچی، تاتارخانیه ص ۴۱۴/۲، الفصل الثانی عشر فی الاعتکاف، مطبوعه کراچی، مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۵۸۱، باب الاعتکاف، مطبوعه مصری)

غسل وغیرہ گھر کر سکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

چھوٹا بڑا استنجاء تو بہر حال مسجد سے باہر ہی ہوگا، غسلِ جنابت بھی باہر کرے گا[1]۔ سحر وافطار کی مسجد میں اجازت ہے، اس کے لئے باہر نہ جائے، کوئی لانے والا نہ ہو تو مکان سے جا کر لے آئے، استنجاء کے لئے اگر اپنے گھر ہی کا عادی ہو تو وہاں چلا جایا کرے[2]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

اعتکاف میں حدث

سوال: - اعتکاف میں جاگتے اور سوتے بار بار حدث ہوتا ہوتو بار بار وضو کرنا ہوگا، اور ایسی حالت میں تفسیر وفقہی کتب کا دیکھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

باوضو رہنا مستحب ہے، واجب نہیں[3]۔ تفسیر وفقہ کی کتب کا مطالعہ بھی باوضو مستحب

---

[1] وحرم عليه الخروج الالحاجة الانسان طبعية كبول وغائط وغسل لواحتلم. (الدرالمختار على الشامى كراچى ص ۴۴۵/۲، باب الاعتكاف، تاتارخانيه ص ۲/۴۱۲، الفصل الثانى عشر فى الاعتكاف، مطبوعه كراچى، النهر الفائق ص ۲/۴۶، باب الاعتكاف، مطبوعه دالكتب العلمية بيروت)

[2] اذا كان لايالف غيره بان لا يتيسر له الاّ فى بيته فلا يبعد الجواز بلا خلاف. (شامى كراچى ص: ۴۴۵، ج: ۲، شامى نعمانيه ص: ۱۳۲، ج: ۲. باب الاعتكاف.

[3] ومنه (من المندوب) المحافظة على الوضوء وتفسير ان يتوضاء كلما احدث (تاتارخانيه ص ۱/۱۱۳، قبل مايوجب الوضوء، مطبوعه كراچى، خانيه كوئٹه ص ۱/۳۲، باب الوضوء والغسل الخ، فصل فى صفة الوضوء، طحطاوى مصرى ص ۲٦، فصل فى اوصاف الوضوء)

C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

بحالتِ اعتکاف اخراجِ ریاح

سوال:- مجھے خروجِ ریح کا مرض ہے، خروجِ ریح آواز اور بغیر آواز دونوں طرح سے ہوتا ہے، تو اس حالت میں کیا میں اعتکاف کرسکتا ہوں؟ اگر اس بستی میں ایسے شخص کے سوا کوئی اور شخص اعتکاف سنت علی الکفایہ میں معتکف ہونے والا نہ ہوتب بھی اسکو اعتکاف کرنا چاہئے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس چیز سے انسانوں کو اذیت ہوتی ہے، اس سے ملائکہ کو بھی اذیت ہوتی ہے[2]، مسجد میں احداث مکروہ ہے[3]، جس کا یہ حال ہو کہ اس کو ریاح سے نجات نہ ہو واس کو احترامِ مسجد کے پیشِ نظر اعتکاف سے احتیاط چاہئے خاص کر جب کہ کوئی دوسرا اعتکاف کرنے والا موجود ہو۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ١٢/١٠/٨٩ھ

---

[1] وضوء مندوب فی احوال کثیرة کمس الکتب الشرعیة. (مراقی مصری ص:١٣، فصل فی اوصاف الوضوء، طحطاوی مصری ص:٦٢، فصل فی اوصاف الوضوء، شامی کراچی ص:١٧٦، ج:١، قبیل باب المیاه)

[2] وعن جابر رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ من اکل من هذه الشجرة المنتنة فلا یقربن مسجدنا فان الملائکة تتأذی مما یتاذی منه الانس، متفق علیه، (مشکوة شریف ص٦٨، باب المساجد، ومواضع الصلوة، الفصل الاول، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند)

[3] لایخرج الریح فیه من الدبر. (شامی کراچی ص٦٥٦/١، شامی نعمانیه ص:٤٤١، ج:١، مطلب احکام المسجد، وشامی کراچی ص١٧٢/١، کتاب الطهارة، یوم عرفة افضل من یوم الجمعة، عالمگیری ص٣٢١/٥، کتاب الکراهیة، الفصل الخامس فی آداب المسجد)

مسجد کی ایک جانب سے دوسری جانب منتقل ہونا

سوال:- اعتکاف میں مسجد کے دائیں رُخ پر کھڑکی دریچہ ہے جہاں ہوا اور روشنی کی تنگی ہے، اور بائیں طرف بڑے بڑے دروازے موجود ہیں، جہاں ہوا اور روشنی کی کافی سہولت ہے تو معتکف دائیں سمت کو چھوڑ کر بائیں جانب اپنا حصار کا پردہ باندھنے میں افضل واولیٰ کا معاملہ رہتا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اس میں کافی توسع ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

عورت کا اعتکاف گھر پر نفلی ہے یا سنت ہے

سوال:- گھر پر عورت کا اعتکاف نفل ہوگا یا سنت؟

الجواب حامداً ومصلیاً

وہ نفلی اعتکاف بھی کرسکتی ہے سنت بھی[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] هو (الاعتكاف) شرعاً لبث ذكر في مسجد جماعة مطلقاً (الدر المختار مع الشامي ص: ۴۴۰، ج: ۲، باب الاعتكاف، عالمگیری ص ۱/۲۱۱، الباب السابع في الاعتكاف، مطبوعه کوئٹه، النهر الفائق ص ۲/۴۲، باب الاعتكاف، مطبوعه دارالکتب العلمية بيروت)

[2] والمرأة تعتكف في مسجد بيتها وينقسم اى الاعتكاف الى واجب وهو المنذور والى سنة مؤكدة وهو في العشر الاخير من رمضان والى مستحب وهو ما سواهما. (عالمگیری کوئٹه ص ۱/۲۱۱، الباب السبع في الاعتكاف، النهر الفائق ص ۲/۴۵، باب الاعتكاف، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، الدرالمختار على الشامي كراچي ص ۲/۴۴۱، باب الاعتكاف)

C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

ترکِ اعتکاف سے کیا عورت بھی گنہگار رہے؟

سوال:- اگر کسی بستی سے کوئی صاحب معتکف نہ ہوئے، تو صرف بالغ مرد گناہگار ہوں گے یا مرد، عورت، بالغ، نابالغ لڑکے بھی گنہگار رہوں گے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نابالغ مکلّف نہیں اس پر گناہ نہیں[۱]۔ عورت مسجد میں اعتکاف نہ کرے، بلکہ اپنے مکان میں ایک جگہ متعین کر کے وہیں اعتکاف کرے[۲]۔ کسی نے بھی نہ کیا تو سب بالغ ترکِ سنت کے وبال میں گرفتار ہوں گے۔[۳] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

نابالغ کا اعتکاف

سوال:- نابالغ بچہ معتکف ہوا کیا حکم ہے؟

---

[۱] فصل واما شرائط صحته فنوعان الی ان قال اما مایرجع الی المعتکف فمنها الاسلام والعقل الخ، بدائع زکریا ص ۲/۲۷۴، کتاب الاعتکاف، شرائط صحته، النهر الفائق ص ۲/۴۳، باب الاعتکاف، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، عالمگیری ص ۱/۲۱۱، الفصل السابع فی الاعتکاف، مطبوعه کوئٹه.

[۲] او لبث امرأة فی مسجد بیتها ویکره فی المسجد. (درمختار مع الشامی ص: ۴۴۱، ج: ۲، باب الاعتکاف، مطبوعه کراچی، طحطاوی علی المراقی ص ۵۷۶، باب الاعتکاف، مطبوعه مصری، النهر الفائق ص ۲/۴۵، باب الاعتکاف، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت)

[۳] لوترک أهل بلدة بأسرهم یلحقهم الاساء والا فلا کالتاذین. (مجمع الانهر ص ۱/۳۷۶، باب الاعتکاف، مطبوعه دارالکتب العلیمیة بیروت)

C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

الجواب حامداً ومصلیاً

وہ اعتکاف کرے گا تو اس کو بھی ثواب ملے گا[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

اعتکاف سے روکنا

سوال:- کوئی جاہل معتکف صاحب کو ممانعت کرے اور کہے کہ اس مسجد سے چلے جاؤ، یہاں اعتکاف کی ضرورت نہیں، تو ایسے نامعقول کے لئے شرعی کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس سے وجہ دریافت کر کے اس کا شبہ رفع کر دیا جائے اگر وہ محض عناداً کہتا ہو تو اس کی طرف التفات کی ضرورت نہیں، اس کا شرعی حکم آپ نے خود ہی لکھ دیا کہ وہ جاہل نامعقول ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

---

[1] (۱) واما البلوغ فليس بشرط حتى يصح اعتكاف الصبى العاقل الخ، البحر الرائق ص ۲/۲۹۹، باب الاعتكاف، مطبوعه الماجديه كوئٹه، بدائع زكريا ص ۲/۲۷۴، كتاب الاعتكاف، شرائط صحته، شامى كراچى ص ۲/۴۴۰، باب الاعتكاف،

(۲) حسنات الصبى له لا لابويه بل لهما ثواب التعليم. (الدر المختار على الشامى كراچى ص: ۲۱۵، ج: ۲، شامى نعمانيه ص: ۵۸۷، ج: ۱، كتاب الجنائز)

[2] خذ العفو وأمر بالعرف واعرض عن الجاهلين. سورۂ اعراف ص: ۱۹۹،

ترجمہ:- عادت کر و درگذر کی اور حکم کر نیک کام کرنے کا اور کنارہ کر جاہلوں سے۔

C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

اعتکاف کی حالت میں تقبیلِ وجہ

سوال:- معتکف نے محض دلداری کی خاطر بلاشہوت اپنی بیوی کے رُخسار کو چوم لیا، تو مطلق بوسہ لینا مفسد اعتکاف ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسا کرنا درست نہیں، لیکن اس سے نہ اعتکاف فاسد ہوا نہ روزہ فاسد ہوا، قضاء بھی واجب نہیں[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۷/۱۰/۸۹ھ

معتکف کے لئے امور مباح

سوال:- معتکف کو کبھی پردہ سے باہر یعنی مسجد کے جماعت خانہ میں بھی نماز سنت ونفل وتلاوت قرآن یا کسی کتاب کا دیکھنا کیسا ہے؟ اور جماعت خانہ میں کتاب کا سنانا، اذان دینا، تکبیر کا کہنا، وعظ کہنا، عمدہ اخبار کا دیکھنا اور دینی مضامین کا ترجمہ کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ سب درست ہے[2]، البتہ اذان بلند مقام پر کہنا مستحب ہے[3]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] ولو لم ينزل (اى بقبلة اولمس) لم يبطل ولذا لم يفسد به الصوم وان حرم الكل اى كل ما ذكر من دواعى الوطئ اذلا يلزم من عدم البطلان بها حلها لعدم الحرج. (شامى كراچى ص: ۴۵۰، ج: ۲، شامى نعمانيه ص: ۱۳۵، ج: ۲، باب الاعتكاف، تاتارخانيه ص ۴۱۳/۲، باب الاعتكاف، مطبوعه كراچى، بدائع زكريا ص ۲۸۶/۲، كتاب الاعتكاف، مايفسده ومالايفسده)

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

ملاقاتیوں سے معتکف کا بات چیت اور خیریت معلوم کرنا

سوال:- باہر کے حضرات ملاقات کے لئے آئیں تو ان سے بات چیت خیریت اور دوسرے غائب حضرات کے حالات معلوم کرسکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

کرسکتا ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

معتکف کا ہڈی وغیرہ ڈالنے کے لئے باہر نکلنا

سوال:- اعتکاف کی حالت میں ہاتھ دھونے کا پانی اور دسترخوان پر ہڈی یا کھجور کی گٹھلی وغیرہ مسجد کے باہر پھینک سکتا ہے؟ اسی طرح بوریا یا بستر وغیرہ دھوپ میں رکھ سکتا ہے؟

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [۲] ویکرہ صمت وتکلم الابخیر کقراءة قرآن وحدیث وعلم وتدریس فی سیر الرسول علیه السلام وقصص الانبیاء علیهم السلام وحکایات الصالحین وکتابة امور الدین. (الدرالمختار مع الشامی نعمانیه ص:۱۳۵، ج:۲، شامی کراچی ص:۴۴۹، ج:۲، باب الاعتکاف، فتح القدیر ص۲/۳۹۸، مطبوعه دارالفکر بیروت، عالمگیری ص۱/۲۱۲، الفصل السابع فی الاعتکاف، مطبوعه کوئٹه)

[۳] ویسن الآذان فی موضع عال، شامی زکریا ص۲/۴۸، باب الآذان،

(حاشیہ صفحہ ہذا) [۱] ویکرہ صمت وتکلم الا بخیر وهو مالا اثم فیه ومنه المباح عند الحاجة الیها. (الدرالمختار مع الشامی نعمانیه ص:۱۳۵، ج:۲، شامی کراچی ص:۴۴۹، ج:۲، باب الاعتکاف، البحر الرائق ص۲/۳۰۴، باب الاعتکاف، مطبوعه کوئٹه، مجمع الانهر ص۱/۳۸۰، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، طحطاوی ص۵۸۱، مطبوعه مصری)

C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

الجواب حامداً ومصلیاً

مسجد ہی سے گٹھلی پانی وغیرہ باہر پھینک سکتا ہے، اور مسجد ہی سے بوریا بستر وغیرہ دھوپ میں رکھ سکتا ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دار العلوم دیوبند

معتکف کا قضائے حاجت کو جاتے ہوئے سلام وکلام کرنا

سوال:- بیت الخلاء جاتے ہوئے کسی کی خیریت پوچھ سکتے ہیں، اگر کوئی اپنی خیرت معلوم کرے سلام کا اشارہ کرے تو جواب دینا وغیرہ کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

آتے جاتے سلام کرنا جواب دینا خیریت بتانا پوچھنا، سب درست ہے[۲]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

---

[۱] اس لئے کہ معتکف کے لئے نکلنا ممنوع اور یہ پھینکنے اور رکھنے کے لئے نکلنے کی ضرورت نہیں۔ ولا یخرج منه الا لحاجة شرعية كالجمعة اوطبعية كالبول والغائط. (البحر الرائق ص: ۳۰۱، ج: ۲، باب الاعتكاف، طحطاوی ص ۵۷۹، باب الاعتكاف، مطبوعه مصری، مجمع الانهر ص ۳۷۸/۱، باب الاعتكاف، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت)

[۲] البتہ طبعی ضرورت کو پورا کرنے کے بعد سلام کرنے یا اس کا جواب دینے کے لئے ٹھرنا منع ہے۔ لا يخرج منه الا لحاجة شرعية كالجمعة اوطبيعية كالبول والغائط ولا يمكث بعد فراغه من الطهور لان ماثبت بالضرورة بتقدر يقدرها. (البحر الرائق كوئٹه ص: ۳۰۱، ج: ۲، باب الاعتكاف، طحطاوی مصری ص ۵۷۹، باب الاعتكاف، شامی كراچی ص ۴۴۵/۲، باب الاعتكاف)

معتکف کا مسجد میں بذریعۂ مائک باہر مجمع کو خطاب کرنا

سوال:- کیا معتکف مائک کے ذریعہ باہر کے جلسۂ عام میں مسجد میں بیٹھے بیٹھے خطاب کرسکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

کرسکتا ہے، جب کہ وہ خطاب دینی واصلاحی مضامین سے متعلق ہو[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

اعتکاف کفایہ ہر مسجد ہر شہر میں ہے؟

سوال:- کتنی آبادی پر ایک آدمی کا اعتکاف کافی ہوگا، مثلاً جیسے مدراس، کلکتہ، بمبئی وغیرہ میں ایک آدمی کا اعتکاف کافی ہوگا، یا کئی آدمیوں کو بیٹھنا پڑے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اعلیٰ بات یہ ہے، کہ ہر مسجد میں کم ازکم ایک آدمی اعتکاف کرے، اس سنت علی الکفایہ کی طرف سے بہت غفلت ہے، جو کہ بہت بڑی محرومی ہے، اگر محلّہ یا شہر میں ایک بھی معتکف

---

[1] ویکرہ تکلم الابخیر کقراءۃ قرآن وحدیث وعلم وتدریس فی سیر الرسول علیہ السلام وقصص الانبیاء علیہم السلام وحکایات الصالحین. (ملخصاً الدرالمختار مع الشامی ص:۱۳۵، ج:۲، مطبوعہ نعمانیہ، شامی کراچی ص:۴۴۹، ج:۲، باب الاعتکاف، مراقی مع الطحطاوی مصری ص ۵۸۱، باب الاعتکاف، ہندیہ کوئٹہ ص ۲۱۲/۱، کتاب الصوم، الباب السابع فی الاعتکاف)

C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

ہے تو کافی ہو جائے گا[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

اعتکاف میں غسل

سوال: - حالت اعتکاف میں آرام وٹھنڈک حاصل کرنے کیلئے غسل کرنا جائز ہے؟ اگر غسل کرے تو مسجد کے اندر یا باہر؟

(الف) کنواں، غسل خانہ وضو کی جگہ مسجد کے حدود میں ہے یا باہر؟

الجواب حامداً ومصلیاً

غسل کرنا درست ہے، مسجد ہی میں کسی ٹپ وغیرہ بڑے برتن میں لے کر[2]۔ اگر غسل خانہ میں استنجاء کرنے جائے تو وہاں بھی جلدی سے کر سکتا ہے۔

(الف) عامۃً یہ چیزیں حدود مسجد سے خارج ہوتی ہیں بلا ضرورت معتکف کو وہاں جانا درست نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] (سنة كفاية) فاذا قام بها البعض سقط الطلب عن الباقين. (شامی نعمانیه ص: ۱۳۹، ج: ۲، شامی کراچی ص: ۴۴۲، ج: ۲، باب الاعتكاف، مراقی مع الطحطاوی مصری ص۵۷۸، باب الاعتكاف، مجمع الانهر ص۱/۳۷۶، باب الاعتكاف، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت)

[2] لو امكنه من غير ان يتلوث المسجد فلا بأس به بدائع اى بان كان فيه بركة ماء او موضع معه للطهارة او اغتسل فى اناء بحيث لا يصيب المسجد الماء المستعمل. (شامی کراچی ص: ۴۴۵، ج: ۲، شامی نعمانیه ص: ۱۳۲، ج: ۲، باب الاعتكاف، بدائع زكريا ص۲/۲۸۷، كتاب الاعتكاف، فصل واما ركن الاعتكاف، هنديه كوئٹه ص۱/۲۱۳، الباب السابع فى الاعتكاف)

اعتکاف مسجد ہی میں ہے باہر نہیں

سوال:- رمضان شریف میں ایک عشرہ کا تین روز کا اعتکاف فرض کفایہ مسجد میں کرنا ضروری ہے، یا نہیں؟ ایک شخص مسجد کے آداب کا لحاظ رکھتے ہوئے کہتا ہے کہ مسجد میں کپڑے بھی خراب ہوسکتے ہیں ہوا بھی خارج ہوسکتی ہے، مسجد کے علاوہ بھی دوسری جگہ اعتکاف ہوسکتا ہے، یا نہیں؟ مسجد کے نیچے کا حصہ جس کو تحت الثریٰ بولتے ہیں، اس میں اعتکاف کرسکتے ہیں، یا نہیں؟ اس میں لیٹنا، بیٹھنا جانوروں کا باندھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

رمضان المبارک کے اخیر عشرہ کا اعتکاف فرض کفایہ نہیں، بلکہ سنت کفایہ ہے[1]، اور یہ مسجد ہی میں ہوتا ہے، خارج مسجد کسی مکان میں یا صحن مسجد سے الگ جہاں جوتے اتارتے ہیں، جو نماز کے لئے متعین نہیں ہے وہاں درست نہیں[2]، عورت البتہ اپنے مکان میں اعتکاف کرے گی[3]۔ اگر مسجد میں اعتکاف کی حالت میں بدن ناپاک ہوجائے کپڑے خراب ہوجائیں

---

[1] وسنة مؤكدة فی العشر الأخیر من رمضان ای سنة كفاية كما فی البرهان وغيره. (درمختار علی هامش الشامی كراچی ص: ۴۴۲، ج: ۲، مطبوعه زكريا ص: ۴۳۰، ج:۳، باب الاعتكاف، مراقی مع الطحطاوی مصری ص۵۷۸، باب الاعتكاف، مجمع الانهر ص۳۷۶/۱، باب الاعتكاف، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت)

[2] هو لبث ذكر فی مسجد جماعة هو ماله امام ومؤذن (الدر مع الشامی كراچی ص۴۴۰/۲، باب الاعتكاف، هنديه كوئٹه ص ۲۱۱/۱، الباب السابع فی الاعتكاف، النهر الفائق ص۴۳/۲، باب الاعتكاف، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت)

[3] امرأة فی مسجد بيتها ويكره فی المسجد ولا يصح فی غير موضع صلاتها من بيتها درمختار علی الشامی كراچی ص: ۴۴۱، ج: ۲، مطبوعه زكريا ص: ۴۲۹، ج:۳. باب الاعتكاف

تو مسجد سے باہر جا کر پاکی حاصل کرلے[۱] اعتکاف کی حالت میں وہاں کھانا پینا سونا سب درست ہے[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۸/۳/۹۵ھ

غسلِ سنت وتبرید کے لئے معتکف کا خروج

سوال: - معتکف کو غسلِ سنت یا غسل تبرید کے لئے مسجد سے نکلنے کی اجازت ہے یا نہیں؟ مع حوالہ کتب تحریر فرمایا جائے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ جزئیہ صراحۃً نہیں ملا، اشعۃ اللمعات میں اورادا حسانی سے مطلقاً خروج للغسل کو نقل کیا ہے، [۳] غسل واجب ہو یا سنت ہو، لیکن اورادا حسانی بذاتِ خود ایک مجموعۂ موضوعات ہے۔

---

[۱] وحرم عليه الخروج الا لحاجة الانسان طبيعية كبول وغائط وغسل لواحتلم ولايمكنه الاغتسال في المسجد الى قوله ولا يمكث بعد فراغه من الطهور. (درمختار على الشامي كراچي ص:۴۴۵، ج:۲، شامي زكريا ص:۴۳۴، ج:۳. باب الاعتكاف، النهر الفائق ص۴۶/۲، باب الاعتكاف، مطبوعه مكه مكرمه، فتاوى عالمگيرى كوئٹه ص۲۱۲/۱، الباب السابع فى الاعتكاف)

[۲] وخص المعتكف بأكل وشرب ونوم وعقد احتاج اليه لنفسه اوعياله فلو لتجارة كره: (درمختار على الشامي كراچي ص:۴۴۸، ج:۲، شامي زكريا ص:۴۴۰، ج:۳. باب الاعتكاف، النهر الفائق ص۴۷/۲، باب الاعتكاف، مطبوعه مكه مكرمه، بحر كوئٹه ص۳۰۳/۲، باب الاعتكاف)

[۳] وكان لايدخل البيت الا لحاجة الانسان (الى قوله) وہمچنیں برائے نماز جمعہ وغسل جمعہ روایتے صریح درآں از اصول نمی یابم جز آنکہ درشرح اوراد گفتہ است کہ بیروں می آمد برائے غسل فرض باشد یا نفل متفق علیہ (اشعة اللمعات ص۱۲۰/۲، باب الاعتكاف، مطبوعه نوريه رضويه كراچى)

C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ غسل تبرید یا غسل مسنون کے لئے مستقلاً نہ نکلے بلکہ قضائے حاجت کے لئے جب نکلے تو استنجاء کرتے وقت غسل بھی کرلے۔[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ ۲۷/۲/۶۶ھ

وضواوراذان کے لئے معتکف کا مسجد سے باہر نکلنا

سوال: -(۱) معتکف اذان دینے کے لئے مسجد کی حد سے باہر جا سکتا ہے، یا نہیں؟

(۲) اور مسجد میں کسی برتن میں اس طرح وضو کرنے پر قادر ہونے کے باوجود کہ تلویث مسجد لازم نہ آوے، معتکف وضو کرنے کے لئے باہر جا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) مؤذن منارۂ مسجد پر چڑھ کر اذان دے اور اس کا دروازہ خارجِ مسجد ہو تو اس سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا، کذا فی البدائع ص:[۲] ۱۱۵، ج:۲، رد المحتار[۳] ص:۱۸۱، ج:۲، والبحر

---

[۱] لو خرج لها ثم ذهب لعيادة مريض اوصلاة جنازة من غير ان يكون خرج لذلک قصدا فانه جائز. (شامی کراچی ص:۴۴۵، ج:۲، شامی نعمانیه ص:۱۳۲، ج:۲، باب الاعتکاف، بحر کوئٹه ص۳۰۲/۲، باب الاعتکاف، بدائع زکریا ص۲۸۴/۲، کتاب الاعتکاف، فصل واما رکن الاعتکاف)

[۲] ولو صعد المئذنة لم يفسد اعتكافه بلا خلاف وان كان باب المئذنة خارج المسجد لان المئذنة من المسجد. (بدائع الصنائع زکریا ص۲۸۴/۲، کتاب الاعتکاف، فصل واما رکن الاعتکاف الخ)

[۳] شامی کراچی ص:۴۴۵، ج:۲، شامی نعمانیه ص:۱۳۲، ج:۲، باب الاعتکاف

C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

ص[۱]:۳۰۳، ج:۲، والفتح ص[۲]:۱۱۱، ج:۱،لیکن حدِ مسجد سے باہر جا کر اذان دینے کا حکم میں نے نہیں دیکھا البتہ سکب الانہر ص:۲۵۲، ج:۱، میں خروج للاذان کی اجازت دی ہے اور منارہ کی قید نہیں لگائی[۳]۔

(۲) مسجد میں اس طرح وضو کرنے کے متعلق **لا بأس به** کا لفظ مذکور ہے، جس سے مفہوم ہوتا ہے کہ یہ واجب نہیں بلکہ باہر بھی جا سکتا ہے[۴] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

معتکف کا خارج مسجد سے ہو کر اذان کے لئے جانا

سوال:- مسجد کے زینہ پر سے جو کہ مسجد سے خارج ہے اذان کہہ سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس کی گنجائش ہے[۵]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] البحر الرائق کوئٹہ ص:۳۰۳، ج:۲، باب الاعتکاف،

[۲] فتح القدیر ص:۳۹۶، ج:۲، باب الاعتکاف، مطبوعہ دارالفکر بیروت)

[۳] ولایخرج المعتکف الا لحاجة الانسان طبیعیة او شرعیة کعید او اذان الخ، (سکب الانهر علی مجمع الانهر ص۳۷۸/۱، باب الاعتکاف، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت)

[۴] فلو امکنه من غیر ان یتلوث المسجد فلا بأس به. (شامی کراچی ص:۴۴۵، ج:۲ باب الاعتکاف، بدائع زکریا ص:۲۸۴، ج:۲، کتاب الاعتکاف، فصل واما رکن الاعتکاف الخ، بحر کوئٹہ ص۳۰۳/۲، باب الاعتکاف)

[۵] وحرم علیه الخروج الا لحاجة الانسان طبیعیة أو شرعیة کعید وأذان لو مؤذنا وباب المنارة خارج المسجد. (درالمختار علی هامش الشامی کراچی ص:۴۴۴، ج:۲، مطبوعه زکریا ص:۴۳۴، ج:۳. باب الاعتکاف، بدائع زکریا ص۲۸۴/۲، فصل واما رکن الاعتکاف، البحر الرائق ص۳۰۳/۲، باب الاعتکاف)

معتکف کا وضو کے لئے گھر جانا

سوال:- اگر معتکف کا وضو ٹوٹ جائے اور پانی مسجد سے باہر ہو اور کوئی شخص بھی موجود نہ ہو تو کیا کرے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

گھر جا کر وضو کرے اور فوراً واپس آ جائے: **ولا بأس بان يدخل بيته للوضوء ولا يمكث بعد الفراغ.**[1] (مجمع الانہر) لیکن یہ حکم واجب وضو کا ہے، مستحب وضو کے لئے نکلنے کی ضرورت نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

مسجد میں وضو کا انتظام نہ ہو تو معتکف ندی پر وضو کرلے

سوال:- مسجد میں وضو کے لئے پانی کا انتظام نہیں، قریب ۶۰/۵۰ قدم پر ندی ہے سب لوگ ندی سے وضو کر کے آتے ہیں، معتکف بھی ہر نماز کا وضو کرنے غسل کرنے کپڑے دھونے جا سکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایک دفعہ جائے آئندہ کے لئے پانی لیتا آئے، فرش مسجد کے کنارے پر بیٹھ کر وضو کر لیا کرے، جب پانی ختم ہو جائے اور کوئی لانے والا نہ ہو تو خود چلا جائے، کپڑے بھی لا کر مسجد

---

[1] مجمع الانہر ص: ۳۷۸، ج: ۱، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، طبع دار الکتب العلمية بیروت. هنديه کوئٹه ص ۱/۲۱۲، الباب السابع فی الاعتکاف، محیط برهانی ص ۳/۳۸۰، الفصل الثانی عشر فی الاعتکاف، مطبوعه المجلس العلمی ڈابھیل گجرات)

C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

کے کنارے بیٹھ کر دھوئے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

معتکف کا حوض سے پانی لینا

سوال:- اگر حمام مسجد کے فرش سے الگ ہو تو معتکف وضو کے لئے حوض سے پانی لے سکتا ہے یا نہیں، جب کہ اندر کوئی آدمی ہی نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر کوئی پانی لانے والا نہیں ہے تو لا سکتا ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ
دارالعلوم دیوبند

معتکف کا جامع مسجد میں جمعہ کے لئے جانا

سوال:- ایک مسجد میں تین آدمی اعتکاف میں بیٹھے ایک ساتھ اب الوداع جمعہ آیا، اور یہ اعتکاف کی مسجد جامع مسجد سے دوسرے محلّہ میں تھی، اور جامع مسجد کا محلّہ دوسرا ہے، اور

---

[1] وحرم عليه الخروج الا لحاجة الانسان طبيعية كبول وغائط وغسل لو احتلم ولا يمكنه الاغتسال في المسجد كذا في النهر. (درمختار على هامش الشامي كراچی ص: ۴۴۵، ج: ۲ باب الاعتكاف، النهر الفائق ص ۲/۴۶، باب الاعتكاف، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، هنديه كوئٹه ص ۱/۲۱۲، الباب السابع في الاعتكاف)

[2] ولا يخرج المعتكف من معتكفه ليلا ولا نهاراً الا بعذر. (تاتارخانيه كراچی ص: ۴۱۱، ج: ۲، الفصل الثاني عشر في الاعتكاف، محيط برهاني ص ۳/۳۷۹، كتاب الصوم، الفصل الثاني عشر في الاعتكاف، مطبوعه مجلس علمي گجرات، عالمگيری كوئٹه ص ۱/۲۱۲، الباب السابع في الاعتكاف)

یہ تینوں معتکف اس مسجد سے جامع مسجد گئے نماز جمعہ کے لئے ان میں سے ایک آدمی جامع مسجد کا پیش امام ہے، اس نے جاتے ہی ایک آدمی سے عام آدمیوں کے سامنے پوچھا کہ گھڑی میں چابی دے دی گئی ہے یا نہیں؟ اور نماز عید کے بارے میں ٹائم معلوم کرنے کو عام آدمیوں کے سامنے کچھ باتیں کیں اور قریب بیس منٹ کچھ دین کی باتیں بھی بیان کیں، حالاں کہ دین کی باتیں اور گھڑی میں چابی یہ سب پیش امام ہی ہر جمعہ کو دیتا رہا ہے، اب علماء دین کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماع امت کا کیا حکم ہے اس مسئلہ میں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس صورت میں ان لوگوں کا اعتکاف فاسد نہیں ہوا[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۳/۲/۹۲ھ

معتکف کا تبلیغی اجتماع میں شرکت کرنا

سوال:- کیا معتکف تبلیغی اجتماعات میں تقریر وغیرہ کرنے شریک ہوسکتا ہے، جب کہ اس کی شرکت کے بغیر اجتماع کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جن حوائج طبعیہ شرعیہ کیلئے معتکف کو مسجد سے نکلنے کی اجازت دی گئی ہے، اس میں

---

[1] ولا خرج لوجه مباح كحاجة الانسان او الجمعة وعاد مريضا او صلى على جنازة من غير ان يخرج لذالک قصدا وذالک جائز وبه علم انه بعد الخروج بوجه مباح انما يضر المكث لو في غير مسجد لغير عيادة (شامی کراچی ص ۲/۴۴۶، مطبوعہ زکریا ص ۳/۴۳۷، باب الاعتکاف، بحر کوئٹہ ص ۲/۳۰۲، باب الاعتکاف، بدائع زکریا ص ۲/۲۸۴، کتاب الاعتکاف، فصل واما رکن الاعتکاف)

C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

شرکت اجتماع نہیں اس لئے اس کا اعتکاف ختم ہو جائے گا[1]۔ یہ اور بات ہے کہ اس کی وجہ سے اس سے باز پرس نہ ہو اور اس کو گنہ گار قرار نہ دیا جائے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

معتکف کا اخراجِ ریح کے لئے بیت الخلاء جانا

سوال:- معتکف اگر ہوا خارج کرنے کیلئے بیت الخلاء جائے تو کیا اعتکاف فاسد ہو جائے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اعتکاف فاسد نہیں ہوگا[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دار العلوم دیوبند ۲۸/۱/۹۲ھ

معتکف کو نماز جنازہ کے لئے باہر نکلنا

سوال:- معتکف مسجد میں اعتکاف کر رہا ہے، اتفاقاً جنازہ حاضر ہوا، اب محلّہ والے

---

[1] وحرم عليه الخروج الا لحاجة الانسان طبيعية كبول وغائط وغسل او شرعية كعيد واذان الخ. (الدر المختار على الشامی ص: ۴۴۴، ج: ۲، مطبوعہ کراچی، شامی زکریا ص: ۴۳۴، ج: ۳. باب الاعتكاف، النهر الفائق ص ۲/۴۶، باب الاعتكاف، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، هنديه كوئٹه ص ۱/۲۱۲، الباب السابع فی الاعتكاف)

[2] وكذا لا يخرج فيه الريح من الدبر كما فی الاشباه واختلف فيه السلف فقيل لا بأس وقيل يخرج اذا احتاج اليه وهو الاصح. (شامی کراچی ص: ۶۵۶، ج: ۱، شامی نعمانیه ص: ۴۴۱، ج: ۱، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، مطلب فی احكام المسجد، هنديه كوئٹه ص ۵/۳۲۱، كتاب الكراهية، الباب الخامس فی آداب المسجد)

C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

بوجہ تبرک معتکف صاحب سے نماز پڑھوانا چاہتے ہیں، ان میں سے کوئی اچھی طرح نماز پڑھانا نہیں جانتا۔ شرعی اعتبار سے معتکف نماز جنازہ پڑھا سکتا ہے، یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

صلوٰۃ جنازہ کیلئے مسجد سے نکلنے سے اعتکاف فاسد ہوجاتا ہے: **ولو خرج لجنازة يفسد اعتكافه وكذا لصلاتها ولو تعينت عليه**[1] (هنديه ص: ۲۱۱، ج: ۱)

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۱ر رجب ۱۳۵۶ھ

معتکف کا جنازہ میں شرکت کرنا یا عیادت کرنا

سوال: -معتکف کو شرکتِ جنازہ وعیادتِ مریض کے لئے اگر ضرورت ہو تو جائز ہے یا نہیں؟ اگر آتش زدگی ہو تو اس کو بجھانا جب کہ اپنے گھر کے جلنے کا بھی خوف ہو تو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حالتِ اعتکاف میں شرکتِ جنازہ اور عیادتِ مریض کے لئے اگر مسجد سے نکلے گا تو اعتکاف باقی نہیں رہے گا البتہ بغیر اس کے جائے کام نہ چلے، تو گنہگار نہیں ہوگا: **يفسد لو**

---

[1] فتاوى عالمگيرى كوئٹه ص: ۲۱۲، ج: ۱، الباب السابع فى الاعتكاف، تبيين الحقائق ص ۱/۳۵۱، باب الاعتكاف، مطبوعه امداديه ملتان، شامى كراچى ص ۲/۴۴۸، باب الاعتكاف،

C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

لعیادة مریض اوشهود جنازة وان تعینت علیه الا انه لا یاثم کمافی المریض (شامی[1] ص: ۱۳۳، ج: ۲) اس کی مثال اس طرح سمجھئے جیسے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ سامنے کوئی نابینا ہے جو کنویں میں گرنے کے قریب ہے اور کوئی خبردار کرنے والا نہیں تو یہ نمازی فوراً اس کو جا کر بچائے یا آواز دے کر کہہ دے تو یہ گنہگار نہیں ہوگا، البتہ نماز فاسد ہو جائے گی، وہ باقی نہیں رہے گی۔[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۲۷/۱۰/۹۲ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ

دارالعلوم دیوبند ۲۷/۱۰/۹۷ھ

معتکف کا خارجِ مسجد تراویح کے لئے جانا

سوال:- مذکورہ صورت میں معتکف تراویح کے لئے صحن میں جا سکتا ہے یا نہیں، کہ اگر اعتکاف کیوقت نیت کی ہو تو نکل سکتا ہے ورنہ نہیں، آیا یہ صحیح ہے یا غلط؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جو جگہ مسجد نہیں، وہاں تراویح پڑھنے سے تراویح کی فضیلت تو حاصل ہو جائے گی لیکن سنت کفایہ مسجد میں حاصل ہوگی، اور مسجد میں پڑھنے کا ستائیس درجہ ثواب ہے، وہ نہیں ملے گا۔

---

[1] شامی کراچی ص: ۴۴۷، ج: ۲، شامی نعمانیه ص: ۱۳۰، ج: ۲. باب الاعتکاف، هندیه کوئٹه ص ۲۱۲/۱، الباب السابع فی الاعتکاف، تبیین الحقائق ص ۳۵۱/۱، باب الاعتکاف، مطبوعه امدادیه ملتان.

[2] ولو رای اعمی عند البئر فخاف علیه ان یقع فیها قطع الصلاة لاجله. (فتاوی عالمگیری کوئٹه ص: ۱۰۹، ج: ۱، ممایتصل بذلک مسائل، مفسدات الصلاة)

C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

(کبیری ص[۱]: ۳۸۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

ایضاً

سوال:- اور اگر نہیں نکل سکتا ہو تو تمام مصلی مسجد میں پڑھیں یا صحن میں؟ حالانکہ سخت گرمی کی حالت ہے، اور مصلّی اندر پڑھنے کی حالت میں بہت بے چین رہتے ہیں تو باہر پڑھنے میں کسی قسم کا نقص تو واقع نہ ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

تمام مصلّی اگر صحن میں (جو کہ خارجِ مسجد قرار دیا ہے) پڑھیں گے تو ۲۷/ درجہ ثواب میں کمی رہے گی، مسجد میں پڑھنے سے نفسِ نماز کا ثواب مستقلاً ۲۷/ درجہ زیادہ ملے گا، اور گرمی کے تحمل اور معتکف کی رعایت وغیرہ امور کا ثواب مزید ملے گا، یا صحن داخلِ مسجد کیا جائے یا پنکھے وغیرہ سے ہوا کا انتظام کیا جاوے، تراویح میں پڑھنا سنت علی الکفایہ ہے[۲]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۶/ ۹/ ۶۲ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

---

[۱] الجماعة فی المسجد سنة علی سبیل الکفایة: لو صلی جماعة فی البیت علی هیئة الجماعة فی المسجد نالوا فضیلة الجماعة وهی المضاعفة بسبع وعشرین درجة لکن لم ینالوا فضیلة الجماعة الکائنة فی المسجد. (کبیری ص: ۴۰۲، تراویح. طبع لاهور، شامی کراچی ص ۴۵/ ۲، مبحث صلاة التراویح، بحر کوئٹه ص ۶۸/ ۲، باب الوتر والنوافل)

[۲] **تنبیہ**: خارجِ مسجد باجماعت نماز پڑھنے سے جماعت کا (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

معتکف کو خارج مسجد جانا درست نہیں

سوال:- صحن کو خارج از مسجد ماننے کی صورت میں معتکف تراویح ادا کرنے کے لئے نکل سکتا ہے یا نہیں؟ المستفتی غلام حاجی یوسف ترکیسر ضلع سورت

الجواب حامداًومصلیاً

جب کہ حصہ مسقفہ میں جماعت نہیں ہوتی، تو پھر وہاں اعتکاف درست نہیں، کیونکہ ایسی حالت میں جماعت کیلئے باہر نکلنا ہوگا، اعتکاف ایسی مسجد میں کرنا چاہئے جہاں جماعت ہوتی ہو، تاکہ جماعت کیلئے باہر جانے کی ضرورت پیش نہ آئے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۹/۱۰/۶۱ھ

جوابات صحیح ہیں: اگر فرائض کی جماعت مسجد میں ہوتی ہو اور تراویح کی خارجِ مسجد

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ...... ثواب حاصل ہو جائے گا، البتہ فضیلتِ مسجد حاصل نہیں ہوگی، اور ترک سنت علی الکفایہ لازم آئے گا۔ اور ۲۷/درجہ ثواب مطلق باجماعت نماز پڑھنے سے حاصل ہوتا ہے۔ (کوکب عالم)

الجماعة فی المسجد سنة علی سبیل الکفایة لو صلی جماعة فی البیت علی هیئة الجماعة فی المسجد نالوا فضیلة الجماعة وهی المضاعفه بسبع وعشرین دوجة لکن لم ینالوا فضیلة الجماعة الکائنة فی المسجد. (کبیری ص: ۴۰۲، تراویح، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور، مراقی الفلاح مع الطحطاوی مصری ص ۳۳۵، فصل فی صلاة التراویح، عالمگیری کوئٹه ص ۱/۱۱۶، فصل فی التراویح)

(حاشیہ صفحہ هذا)

[1] **ومنها مسجد الجماعة فیصیح فی کل مسجد له اذان واقامة هو الصحیح. (عالمگیری ص: ۲۱۱، ج: ۱، باب الاعتکاف، تبیین الحقائق ص ۱/۳۵۰، باب الاعتکاف، مطبوعه امدادیه ملتان، البحر الرائق کوئٹه ص ۲/۳۰۱، باب الاعتکاف)**

C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

تو تراویح کی جماعت کیلئے معتکف کو باہر جانا جائز نہیں مسجد میں خود تراویح ادا کرے[1]۔

فقط واللہ اعلم سعید احمد غفرلہ ۹ رشوال ۶۱ھ

صحیح عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۹ رشوال ۶۱ھ

معتکف کا ضرورت کیلئے مسجد سے نکل کر کسی سے بات چیت کرنا

سوال:- معتکف بیت الخلاء کے لئے گھر جا رہا تھا، راستہ میں دوستوں سے ہنسی مذاق کی بات چیت کھڑے ہو کر کی یا چلتے چلتے کی، کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

لغو ہنسی مذاق کہیں بھی نہ کرے[2]۔ ضروری بات چلتے ہوئے کر لے خارجِ مسجد بات کرنے کے لئے کھڑا نہ ہو[3]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] وحرم على المعتكف اعتكاف واجبا الخروج الا لحاجة الانسان او شرعية كعيد الخ، الدرالمختار على الشامي كراچی ص: ۴۴۵، ج: ۲، باب الاعتكاف، البحرالرائق كوئٹه ص: ۳۰۱، ج: ۲، باب الاعتكاف، تبيين الحقائق ص: ۳۵۰، ج: ۱، باب الاعتكاف، مطبوعه امداديه ملتان.

[2] اما التكلم بغير خيرفانه يكره لغير المعتكف فما ظنت للمعتكف. (البحر الرائق ص ۳۰۴، ج ۲، باب الاعتكاف، مجمع الانهر ص ۳۸۰/ ۱، باب الاعتكاف، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، تبيين الحقائق ص ۳۵۲/ ۱، باب الاعتكاف، مطبوعه امداديه ملتان)

[3] ولايخرج منه الا لحاجة شرعية كالجمعة او طبيعية كالبول والغائط ولا يمكث بعد فراغه من الطهور لان ماثبت بالضرورة يتقدربقدرها. (البحرالرائق كوئٹه ص: ۳۰۱، ج: ۲، باب الاعتكاف، تبيين الحقائق ص ۳۵۰/ ۱، باب الاعتكاف، مطبوعه امداديه ملتان، شامي زكريا ص ۴۳۵/ ۳، باب الاعتكاف)

C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

معتکف کا خارجِ مسجد بات کرنا

سوال:- کیا معتکف کا مسجد میں پیشاب یا پاخانہ کی جگہ تک راستہ میں بات کرنا جائز نہیں، اگر بات کرے گا تو اعتکاف باطل ہوجائے گا، اوراس طریقہ پر سلام کا جواب دینا بھی جائز نہیں، اگر ایک آدھ بات کرلی تو کیا اس صورت میں بھی اعتکاف کا بطلان لازم آئے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس سے اعتکاف باطل نہیں ہوگا: وَلاَ یخرج من معتکفه اِلَّا لِحَاجَةٍ شرعیةٍ او طبعیةٍ ای یدعو الیها طبع الانسان ولو ذهب بعد ان خرج الیها لعیادة مریضٍ او صلووة جنازة من غیر ان یکون لذٰلک قصداً جَاز بخلافما اذا خرج لحاجة الانسان ومکث بعد فراغهِ فانه ینتقض اعتکافه عند الامَام اهـ (طحطاوی علیٰ مراقی الفلاح[1] ص: ۴۳۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۹/۹۸ھ

جمعۃ الوداع میں معتکف کہاں تک جاسکتا ہے؟

سوال:- جمعہ، الوداعی جمعہ، عیدین کی نماز بالاخانوں، چھتوں، سیڑھیوں اورسڑکوں تک پر ہوتی ہے، معتکف کہاں کہاں تک چل پھر کرآسکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جوجگہ نماز کے لئے مخصوص کردی گئی ہے وہ مسجد ہے، معتکف کواس جگہ میں رہنے کا حکم

[1] طحطاوی علی المراقی ص: ۵۷۹، مطبوعه مصری، باب الاعتکاف. البحر الرائق کوئٹه ص ۲۰۳/ ۲، باب الاعتکاف، شامی کراچی ص ۴۴۵/ ۲، باب الاعتکاف.

C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

ہے، اور عید کی نماز سے تو پہلے ہی اعتکاف ختم ہوجاتا ہے[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہ دارالعلوم دیوبند

دیہاتی معتکف کونماز جمعہ کے لئے شہر جانا

سوال:-جس گاؤں میں جمعہ کے شرائط نہیں وہاں اعتکاف اخیر عشرہ میں علی الکفایہ مؤکدہ ہے یا نہیں اگر مؤکدہ ہے تو جمعہ کی نماز کے لئے معتکف جس قصبہ میں جمعہ ہوتا ہے، وہاں جا کر نماز جمعہ پڑھ سکتا ہے، یا نہیں۔ مؤکدہ اعتکاف ساقط تو نہیں ہوگا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اعتکاف کے لئے شہر یا شرائط جمعہ کا پایا جانا ضروری نہیں، بلکہ وہ ہر جگہ شہر ہو یا گاؤں مسنون علیٰ الکفایہ ہے البتہ مسجد ایسی ہو جس میں جماعت ہوتی ہو،[۲] گاؤں والے پر نہ جمعہ فرض ہے، نہ سنت مؤکدہ، لہٰذا اس کو جمعہ کیلئے شہر میں آنا جائز نہیں[۳]، اگر آئے گا تو اعتکاف فاسد

---

[۱] والشرط: المسجد المخصوص وهو ماتقام فيه الجماعة. (مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص:۵۷۷، باب الاعتكاف، مطبوعه مصری، تبيين الحقائق ص ۳۴۹،۳۵۰/ ۱، باب الاعتكاف، مطبوعه امداديه ملتان، الدرالمختار على الشامی کراچی ص ۴۴۰/ ۲، باب الاعتكاف)

[۲] والشرط: المسجد المخصوص وهو ماتقام فيه الجماعة. (مراقی الفلاح مع الطحطاوی مصری ص۵۷۷، باب الاعتكاف، تبيين الحقائق ص ۳۴۹، ۳۵۰/ ۱، باب الاعتكاف، مطبوعه امداديه ملتان، الدرالمختار على الشامی کراچی ص ۴۴۰/ ۲، باب الاعتكاف)

[۳] من لاتجب عليهم الجمعة من اهل القرىٰ والبوادى لهم ان يصلوا الظهر بجماعة يوم الجمعة باذان واقامة، (عالمگيری کوئٹه ص:۱۴۵، ج: ۱، صلاة الجمعة، قاضيخان على الهندية كوئٹه ص۱۷۷/ ۱، باب صلاة الجمعة، شامی زکريا ص ۳۳/ ۳، باب الجمعة، مطلب فی شروط وجوب الجمعة)

C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

ہوجائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۹/۱۱/۵۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۱۹/ذی قعدہ ۵۷ھ

معتکف کا کن مجبوریوں کی وجہ سے مسجد سے نکلنا درست ہے؟

سوال:- بعض حالتوں میں معتکف کا مسجد سے نکلنا ضروری ہوتا ہے، ان حالتو ں میں سنتِ مؤکدہ کی ادائیگی کی کیا سبیل ہوگی؟ معتکف کا انتقال ہوگیا، پاگل ہوگیا، پولیس پکڑ لے گئی، مسجد میں آگ لگ گئی، فساد ہوگیا، جان کے خوف سے مسجد سے بھاگ گیا، طبیعت خراب ہوگئی، پیشی مقدمات کی آگئی، بیوی یا بچہ کا انتقال ہوگیا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر ہر مسجد ومحلّہ میں اعتکاف کا اہتمام ہو اور کسی ایک کو اس قسم کا حادثہ پیش آجائے تو بقیہ کا اعتکاف تو پورا ہوجائے گا اور سنت علی الکفایہ ادا ہوجائے گی، مسجد میں آگ لگنے یا فساد ہونے سے اگر وہاں سے نکل کر فوراً دوسری مسجد میں چلا گیا تو اعتکاف فاسد نہیں ہوگا[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

---

[1] ولایخرج منه الا لحاجة شرعية او طبعية او ضرورية كانهدام المسجد واخراج ظالم كرها وتفرق اهله وخوف على نفسه اومتاعه من المكارين فيدخل مسجدا غيره من ساعته. (مراقی الفلاح ص: ۵۷۹، مطبوعه مصری، باب الاعتکاف، شامی کراچی ص:۴۴۷، ج: ۲، باب الاعتکاف، عالمگیری کوئٹه ص ۲۱۲/۱، الباب السابع فی الاعتکاف)

مسجد بارش سے ٹپکتی ہو تو معتکف کیا کرے؟

سوال:- مسجد بارش سے بے حد ٹپکتی ہے جب کہ نماز پڑھنا ہی دشوار ہے لوگوں کو ٹھیک کرانے کی کوئی فکر نہیں ہے، اذان نماز ہوتی ہے لیکن زور سے بارش نہ ہوتی ہو، تو معتکف کا سونا کجا گھنٹہ دو گھنٹہ بیٹھنا دوبھر ہے، کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اصلاح علاج تو یہ ہے کہ چھت درست کرائی جائے اور ہر مسجد و ہر محلّہ میں اعتکاف کا انتظام کیا جائے، مسجد مذکور میں اعتکاف کی گنجائش نہ ہو تو دوسری مسجد میں منتقل ہو جائے، بحالتِ عذر اس کی اجازت ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیو بند

اعتکاف کے ۶۴ر مسائل

سوال:- برائے کرم حسبِ ذیل مسائل میں شرعی حکم سے آگاہ کریں، تمام سوالات ماہِ رمضان المبارک کے آخری عشرہ کے اعتکاف کے بارے میں ہیں۔

رمضان کے اخیر عشرہ کے اعتکاف کا حکم

(۱) رمضان کے اخیر عشرہ کا اعتکاف فرض ہے یا سنت ہے؟

---

[1] ولا یخرج منہ الا لحاجة شرعیة او بطیعة او ضروریة کانھدام المسجد او اخراج ظالم کرھا وخوف علی نفسہ فیدخل مسجدا غیرہ من ساعتہ الخ، (مراقی الفلاح مصری ص ۵۷۹، باب الاعتکاف، بدائع الصنائع زکریا ص ۲/۲۸۴، فصل واما رکن الاعتکاف، مجمع الانھر ص ۱/۳۷۹، باب الاعتکاف، مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت)

C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

معتکف کون کون ہوسکتا ہے؟

(۲) معتکف نیچے لکھے آدمیوں میں سے کون کون ہوسکتا ہے، (۱) غلام، (۲) کوڑھی، (۳) اندھا، (۴) اجہل، (۵) مخنث، (۶) ہیجڑا، (۷) سادا سہاگن، (۷) بے نمازی، (۸) بے روزہ دار، (۹) گونگا بہرہ، (۱۰) نیم پاگل، (۱۱) فقیر، (۱۲) مجذوب، (۱۳) مقروض، (۱۴) فاسق وفاجر، (۱۵) حاملہ جب کہ دن قریب ہوں۔

گھر میں اعتکاف کا حکم

(۳) معتکف کا مسجد میں بیٹھنا ضروری ہے یا مسجد ہوتے ہوئے گھر میں بیٹھ سکتا ہے؟

عورت کے اعتکاف سے مردوں کا اعتکاف ساقط نہ ہوگا

(۴) کوئی صاحب مسجد میں معتکف نہ ہوئے ایک عورت گھر پر معتکف ہوگئی کیا حکم ہے؟

عورت کا اعتکاف مسجد کی مخصوص جگہ میں

(۵) مسجد میں عورتوں کی نماز پڑھنے کی جگہ ایک مقررہ، اس حصہ میں ایک عورت معتکف ہوسکتی ہے یا نہیں؟ اوراس کے اعتکاف سے بستی کا بوجھ اتر جائے گا یا نہیں؟

کیا اعتکاف کے لئے اذان، جماعت، مسجد شرط ہے

(۶) اعتکاف کے لئے مسجد اذان نماز جناعت شرط ہے، یا جس مقام میں نہ ہو، یا چند مسلمان نمازی روزہ دارہ ہوں، یا گاؤں میں چند مکان مسلمانوں کے ہوں نہ نماز پڑھتے ہوں

نہ روزہ رکھتے ہوں وہاں بھی اعتکاف ضروری ہے یا نہیں؟

اگر ۲۴/ رمضان المبارک کو معتکف کا انتقال ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

(۷) معتکف کا ۲۴/ رمضان المبارک کو انتقال ہو گیا کیا حکم ہے؟

دو آدمی کا پانچ پانچ دن اعتکاف کرنے سے سنت ادا نہیں ہوئی

(۸) بغرضِ مجبوری دو صاحب پانچ پانچ یوم معتکف ہوئے کیا حکم ہے؟

معتکف کے لئے حدودِ مسجد

(۹) مسجد کا احاطہ کافی لمبا چوڑا ہے، معتکف کہاں تک چل پھر سکتا ہے؟

معتکف کا قضاءِ حاجت کیلئے نکلتے وقت بات چیت کرنا

(۱۰) پاخانہ آتے جاتے معتکف لوگوں سے بات چیت کر سکتا ہے یا نہیں؟ اگر کر سکتا ہے، تو کتنی دیر تک اور کس قسم کی بات چیت کر سکتا ہے؟

احاطہ مسجد میں پھول سبزی کی دیکھ بھال کرنا

(۱۱) مسجد کے احاطہ میں پھل پھول سبزی لگی ہے معتکف اس کی دیکھ بھال کر سکتا ہے یا نہیں؟

ایضاً

(۱۲) مسجد سے ملحق باغ ہے، معتکف مسجد میں بیٹھے بیٹھے چلتے پھرتے باغ کی نگرانی کرسکتا ہے؟ پرندوں کو بھگانے کے لئے ڈوری کھینچ یا چلاسکتا ہے یا نہیں؟

معتکف کا تعمیر مسجد کا کام کرنا

(۱۳) تعمیرِ مسجد کا کام مسجد میں جاری ہے، معتکف مزدوری سے یا فی سبیل اللہ کام کرسکتا ہے یا نہیں؟

حالت اعتکاف میں ماہواری یا شوہر کی ہمبستری کا حکم

(۱۴) عورت گھر پر معتکف تھی ماہواری خون جاری ہوگیا، یا شوہر سے جبراً صحبت کرلی، نہا کر پھر معتکف ہوگئی کیا حکم ہے؟

ایضاً

(۱۵) معتکف گھر پاخانہ کرنے گیا پاخانہ میں اس کی عورت تھی اس کو دیکھ کر دماغی توازن کھو بیٹھا اور صحبت کرلی، بعد فراغت غسل کر کے معتکف ہوگیا کیا حکم ہے؟ جب کہ دوسرا کوئی معتکف نہیں ہے۔

معتکف کا بیوی کو بوسہ لینا

(۱۶) معتکف کی بیوی کھانا دینے مسجد میں آئی معتکف نے بوسہ لے لیا، کیا حکم ہے؟

اگر معتکف ۲۴ر رمضان کو پاگل ہوجائے

(۱۷) معتکف ۲۴ر رمضان کو پاگل ہوگیا کیا حکم ہے؟

معتکف کا نماز جنازہ میں شرکت

(۱۸) معتکف کے قریبی عزیز کا انتقال ہوگیا جنازہ میں شرکت کرسکتا ہے یانہیں؟

ایضاً

(۱۹) معتکف کی بیوی یا بچے کا انتقال ہوگیا تجہیز وتکفین کا انتظام معتکف کرتا ہے، کیا حکم ہے؟

ایضاً

(۲۰) معتکف کی یا کسی عزیز کی لڑکی کی شادی ہے، شرکت کرسکتا ہے، جاسکتا ہے یانہیں؟

معتکف کا پانی لینے مسجد سے باہر جانا

(۲۱) مسجد میں پانی نہیں معتکف وضوکرنے یا پانی لینے تالاب ندی یا کنویں پر جاسکتا ہے یانہیں؟

پانی نہ ہوتو معتکف تیمّم کرے یا غسل

(۲۲) معتکف کوغسل کی حاجت ہوگئی، مسجد میں پانی نہیں ہے کیا حکم ہے، تیمّم کرے یا

C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

باہر جاکر غسل کرے۔

معتکف کا کھانا لینے گھر جانا

(۲۳) معتکف کا ایک دن سحر وافطار نہیں آیا، کھانا لینے گھر جاسکتا ہے یا نہیں؟

معتکف کا اپنی جگہ دوسرے کو بٹھا کر مقدمہ کی پیشی کو جانا

(۲۴) ۲۸؍رمضان کو معتکف کی مقدمہ کی پیشی آگئی کیا حکم ہے؟ کسی دوسرے کو بٹھا کر جاسکتا ہے یا نہیں؟

معتکف کا علاج کے لئے باہر جانا

(۲۵) معتکف سخت بیمار ہوگیا، علاج کو باہر جاتا ہے کیا حکم ہے؟

معتکف کا تراویح پڑھانے کے لئے دوسری مسجد جانا

(۲۶) حافظ صاحب معتکف ہوگئے تراویح پڑھانے دوسری مسجد میں جاسکتے ہیں یا نہیں؟

معتکف کا وعظ کے لئے دوسری مسجد جانا

(۲۷) عالم صاحب معتکف ہوگئے وعظ کہنے دوسری مسجد یا دینی مجلس میں یا شارعِ عام پر جاسکتے ہیں یا نہیں؟

معتکف کا میٹنگ میں جانا

(۲۸) معتکف سیاسی آدمی ہیں، ایک میٹنگ ہے کلام کرنا ہے اور ضروری ہے کیا حکم ہے؟

معتکف کا ووٹ دینے کے لئے جانا

(۲۹) کیا معتکف رائے شماری میں ووٹ دینے جاسکتا ہے یا نہیں؟

معتکف کا پیر سے مصافحہ کرنے مسجد سے باہر جانا

(۳۰) معتکف کے پیر صاحب پاس والے گاؤں ریل یا موٹر سے گذر رہے ہیں، معتکف سلام ومصافحہ کو جاسکتا ہے یا نہیں؟

ایضاً

(۳۱) معتکف اپنے مقامی پیر صاحب سے ملاقات کو روزانہ، ہفتہ میں یا عشرہ میں جاسکتا ہے؟

بیوی کے علاج کے لئے مسجد سے باہر جانا

(۳۲) معتکف کی بیوی کی طبیعت خراب ہوگئی علان کو لے جاتا ہے کیا حکم ہے؟

معتکف حاکم کے بلانے پر کیا کرے

(۳۳) معتکف کو حاکم یا افسر نے طلب کیا، کیا حکم ہے؟

معتکف کا صلح کرانے مسجد سے باہر نکلنا

(۳۴) لڑائی جھگڑے میں صلح وصفائی کو جاسکتا ہے یا نہیں؟ اگر جاسکتا ہے تو کتنی دور

اور کتنی دیر کو جاسکتا ہے؟

معتکف کا جھاڑ پھونک کے لئے جانا

(۳۵) معتکف سانپ کے کاٹے کو جھاڑنے کا عمل جانتا ہے، پاس والے گاؤں میں سانپ نے کاٹ لیا، لوگ بلانے آئے، جاسکتا ہے یا نہیں؟

معتکف کا بیوی کی دوائی کے لئے جانا

(۳۶) معتکف روزانہ صبح اپنی بیوی کی دوا لینے شفاخانہ جاسکتا ہے یا نہیں؟

معتکف کا آگ بجھانے کے لئے مسجد سے باہر نکلنا

(۳۷) مسجد کے پڑوس میں آگ لگ گئی معتکف آگ بجھانے جاسکتا ہے یا نہیں؟

ایضاً

(۳۸) مسجد میں آگ لگ گئی معتکف پانی ڈھونے آگ بجھانے کو کنویں پر جاسکتا ہے یا نہیں؟

معتکف بمجبوری گھر میں اعتکاف کرسکتا ہے

(۳۹) مسجد کسی حادثہ میں شہید ہوگئی معتکف باقی دن دوسری مسجد یا مسجد نہ ہوتو گھر پورے کرسکتا ہے؟

گم شدہ چیز کو تلاش کرنے مسجد سے باہر نکلنا

(۴۰) معتکف پاخانہ کرنے گیا راستہ میں نقدی یا ضروری کاغذات گر گئے، تلاش کرنے جاسکتا ہے؟

معتکف کا جوتے اٹھانے کے لئے مسجد سے باہر نکلنا

(۴۱) معتکف نے جوتے مسجد سے باہر اتار دیئے چوری کئے جانے کا ڈر ہے اب اُٹھانے باہر جاسکتا ہے؟

چائے پینے کے لئے مسجد سے باہر نکلنا

(۴۲) معتکف چائے کا شدت سے عادی ہے ایک دن گھر سے نہیں آئی ہوٹل یا گھر چائے پینے جاسکتا ہے؟

وعظ سننے دوسری مسجد جانا

(۴۳) معتکف علماءِ کرام کا وعظ سننے دوسری مسجد یا دینی مجلس یا شارعِ عام پر جاسکتا ہے؟

سبق سنانے مدرسہ جانا

(۴۴) معتکف طالب علم ہے سبق سنانے مدرسہ جاسکتا ہے؟

C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

چوری کی رپورٹ لکھوانے باہر جانا

(۴۵) معتکف کے گھر چوری ہوگئی، رپورٹ لکھانے جاسکتا ہے؟

بیڑی پینے کے لئے بار بار باہر جانا

(۴۶) معتکف کثرت سے بیڑی پیتا ہے بار بار جانا پڑتا ہے کیا حکم ہے؟

معتکف کا خشک کپڑے لینے باہر جانا

(۴۷) معتکف نے کپڑے سوکھنے کے لئے ڈالے، ہوا میں اُڑ گئے اٹھانے جاسکتا ہے یا نہیں؟

معتکف کا روزہ نماز نہ پڑھنا

(۴۸) معتکف نہ تو روزہ رکھتا ہے نہ نماز پڑھتا ہے کیا حکم ہے؟

معتکف کا دن بھر بات چیت کرنا

(۴۹) معتکف دن بھر اپنے کاروبار کے سلسلہ میں لوگوں سے مسجد میں بات چیت کرتا ہے، ویسے نماز روزہ کا پابند ہے کیا حکم ہے؟

معتکف کا مسجد میں فون لگوانا

(۵۰) معتکف نے مسجد میں فون لگوالیا ہے، دن بھر اپنے کاروبار، بیوی، بچوں سے

باخبر رہتا ہے کیا حکم ہے؟

قضائے حاجت کے لئے جاتے وقت پانی گھر لے جانا

(۵۱) معتکف گھر پاخانہ جاتے ہوئے دو بالٹی پانی گھر لے جاتا ہے واپسی پر دو بالٹی مسجد میں لیتا آتا ہے؟

قضائے حاجت کے لئے جاتے وقت دکان کا تالا کھولنا

(۵۲) معتکف صبح پاخانہ کرنے جاتا ہے تو راستہ میں اپنی دوکان کا تالہ کھول دیتا ہے اور پاخانہ کر کے مسجد آجاتا ہے، نوکر دن بھر کاروبار چلاتے ہیں شام کو جب پاخانہ کرنے جاتا ہے، تو نقدی سنبھال کر ڈال دیتا ہے، اور پاخانہ کر کے مسجد آجاتا ہے۔

معتکف کا روزانہ سبق پڑھانے مدرسہ جانا

(۵۳) مولانا صاحب معتکف ہیں لیکن بچوں کو عربی سبق دینے روزانہ مدرسہ ایک گھنٹہ کو جاتے ہیں؟

معتکف کا مسجد میں مریضوں کو نسخے لکھوانا

(۵۴) حکیم صاحب معتکف ہیں، لیکن مسجد میں روزانہ صبح ایک گھنٹہ کے قریب مریضوں کو دیکھ کر نسخے لکھتے ہیں

ٹیوشن پڑھانے باہر جانا

(۵۵) ماسٹر صاحب معتکف ہیں دو بچوں کو ٹیوشن پڑھانے ایک گھنٹہ کو جاتے ہیں۔

C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

مسجد میں ہندی وانگریزی پڑھانا

(۵۶) ماسٹر صاحب معتکف ہیں مسجد میں چند بچوں کو ہندی یا انگریزی پڑھاتے ہیں۔

قضائے حاجت کیلئے جاتے آتے ہوئے بیلوں کی دیکھ بھال کرنا

(۵۷) معتکف صبح پاخانہ کر کے گھر سے واپس آیا تو بیلوں کو کھولتا لے آیا، اور کھلیان میں رات میں بند کر کے مسجد آ گیا شام کو پاخانہ جاتے وقت کھلیان سے لے گیا اور گھر باندھ کر کے پاخانہ کر کے مسجد آ گیا، کیا حکم ہے؟

مسجد کے بیت الخلاء کے باوجود گھر قضائے حاجت کیلئے جانا

(۵۸) مسجد میں پاخانہ ہے معتکف کا کہنا ہے کہ مجھے اپنے گھر کے پاخانہ کے علاوہ کہیں پاخانہ نہیں اترتا، کیا معتکف اپنے گھر پاخانہ کرنے جا سکتا ہے؟

مسجد میں داخل ہوتے وقت ہر مرتبہ دعا پڑھنا

(۵۹) معتکف پاخانہ پیشاب کو جب جب مسجد سے باہر نکلے واپسی پر ہر مرتبہ اعتکاف کی دعا پڑھے یا پہلے دن داخل ہوتے وقت کی دعا آخر تک کافی ہے۔

بھول سے مسجد سے نکلنے کا حکم

(۶۰) معتکف بھول سے مسجد سے باہر چلا گیا، کیا حکم ہے؟

نماز جمعہ کے لئے دوسری مسجد جانا

(۶۱) معتکف اپنے محلّہ کی مسجد میں بیٹھ گیا، نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے جامع مسجد جا سکتا ہے، یا نہیں؟

ایضاً

(۶۲) معتکف اپنے گاؤں کی مسجد میں بیٹھ گیا وہاں جمعہ نہیں ہوتا، بلکہ جمعہ پاس والے دوسرے گاؤں میں ہوتا ہے، نمامِ جمعہ ادا کرنے جاسکتا ہے، یا نہیں؟

پولس کا معتکف کو جبراً لے جانے سے اعتکاف کا حکم

(۶۳) معتکف کو پولیس یا کوئی آدمی کسی چکر میں جبراً پکڑ لے گیا، بعد دو گھنٹہ کے چھوڑ دیا کیا حکم ہے؟

جان کے خوف سے مسجد چھوڑ کر فرار اختیار کرنے سے اعتکاف کا حکم

(۶۴) مسجد کے قریب میں جھگڑا ہوا گیا، معتکف کو جان کا خوف ہے، مسجد چھوڑ کر بھاگ سکتا ہے یا نہیں؟ اور دوسرے دن امن ہوگیا تو معتکف اب معتکف رہا یا اعتکاف ٹوٹ گیا؟ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے[1]۔

---

[1] وسنة مؤكدة في العشر الاخير من رمضان ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(۴) بدن سے اگر رطوبت نکلتی یا بدبو آتی ہے، یا لوگ اس سے کراہت کرتے ہیں تو اس کو مسجد میں نہیں آنا چاہئے[1]، نہ وہ مسجد میں اعتکاف کرے۔ (۵) اپنی حالت بدل کر توبہ کرے تو اعتکاف بھی مسجد میں کرے[2]، (۶) کا بھی یہی حکم ہے، (۷) جب مسجد میں اعتکاف کرے گا تو نماز بھی پڑھے گا[3]، (۸) جب مسجد میں عشرہ اخیرہ کا اعتکاف کرے گا تو روزہ بھی

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)............ای سنة کفایة کما فی البرهان، الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۴۳۰/۳، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، الفتاوی الهندیة کوئٹه ص ۲۱۱/۱، کتاب الصوم، الباب السابع فی الاعتکاف، طحطاوی مع المراقی ص۵۷۷، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، مطبوعه مصر.

(حاشیہ صفحہ هذا) [1] واکل نحو ثوم ویمنع منه (نحو ثوم) ای کبصل ونحوه مماله رائحة کریهة الی قوله قلت علة النهی اذی الملائکة واذی المسلمین الی ان قال وکذالک الحق بعضهم بذالک من بفیه بخر او به جرح له رائحة وکذلک القصاب، والسماک والمجذوم والابرص اولیٰ بالالحاق (الدرالمختار مع الشامی زکریا ص۴۳۵/۳، باب مایفسد الصلاة ومایکره فیها مطلب فی الغرس فی المسجد، حلبی کبیر ص ۶۱۰، فصل فی احکام المسجد، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور.

[2] لبث زکر مسجد جماعة او لبث امرأة فی مسجد بیتها الی قوله وهل یصح (ای الاعتکاف) من الخنثی فی تیته؟ لم اره والظاهر لا لانه علی تقدیر انوثته یصح فی المسجد مع الکراهیة وعلی تقدیر ذکورته لا یصح فی البیت بوجه، (الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۴۲۹/۳، باب الاعتکاف، الدرلامنتقیٰ مع مجمع الانهر ص۳۷۸/۱، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، النهر الفائق ص۴۵/۲، باب الاعتکاف، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت)

[3] هو الاقامة بنیة الاعتکاف فی مسجد تقام فیه الجماعة بالفعل الصلوة الخمس، (طحطاوی مع المراقی مصری ص۵۷۶، باب الاعتکاف، مجمع الانهر ص۳۷۶/۱، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، زیلعی ص۳۴۷/۱، باب الاعتکاف، مطبوعه امدادیه ملتان.

رکھے گا،[۱] (۱۰) اگر مسجد کا احترام نہ کرے تو مسجد میں نہ آئے نہ وہاں اعتکاف کرے،[۲] (۱۲) کا بھی یہی حکم ہے، (۱۴) مسجد میں فسق وفجور نہ کرے تو اعتکاف بھی کر لے، (۱۵) گھر میں اعتکاف کرسکتی ہے[۳] باقی لوگوں کے اعتکاف میں کیا اشکال ہے؟

(۳) مرد کا اعتکاف گھر میں نہیں ہوتا، وہ مسجد ہی میں ہوتا ہے[۴]۔

(۴) عورت کا اعتکاف صحیح ہوجائیگا، لیکن مردوں کے ذمہ سے سنت ادا نہیں ہوگی[۵]۔

---

[۱] ومقتضی ذلک ان الصوم شرط ایضاً فی الاعتکاف المسنون لانه مقدر بالعشر الاخیر، (الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۴۳۱/۳، باب الاعتکاف، زیلعی ص۳۴۷/۱، باب الاعتکاف، مطبوعه امدادیه ملتان، النهر الفائق ص ۴۵/۲، باب الاعتکاف، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

[۲] ویحرم ادخال صبیان ومجانین حیث غلب تنجیسهم والا فیکره لما اخرجه المنذری مرفوعا جنبوا مساجدکم صبیانکم ومجانینکم الخ، الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۴۲۹/۲، باب مایفسد الصلوة ومایکره فیها مطلب فی احکام المسجد، حلبی کبیر ص ۶۱۰، فصل فی احکام المسجد، مطبوعه لاهور. البحرالرائق کوئٹه ص ۳۴/۲، فصل لما فرغ من بیان الکراهة فی الصلوة، واما شروط (ای الاعتکاف) فمنها النیة ومنها الاسلام والعقل، فتاوی الهندیة کوئٹه ص ۲۱۱/۱، الباب السابع فی الاعتکاف.

[۳] والمرأة تعتکف فی مسجد بیتها، مجمع الانهر ص۳۷۸، ج ۱، باب الاعتکاف، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، الفتاوی الهندیة کوئٹه ص ۲۱۱/۱، الباب السابع فی الاعتکاف، شامی زکریا ص ۴۲۹/۳، باب الاعتکاف.

[۴] هو لبث ذکر فی مسجد جماعة فانه شرط لاعتکاف الرجل الدرالمختار مع الشامی زکریا ص۴۲۸/۳، باب الاعتکاف، النهر الفائق ص ۴۴/۲، باب الاعتکاف، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، الفتاوی الهندیة کوئٹه ص ۲۱۱/۱، الباب السابع فی الاعتکاف.

[۵] هو لبث ذکر فی مسجد جماعة فانه شرط لاعتکاف الرجل الدرالمختار مع الشامی زکریا ص۴۲۸/۳، باب الاعتکاف، النهر الفائق ص ۴۴/۲، باب الاعتکاف، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، الفتاوی الهندیة کوئٹه ص ۲۱۱/۱، الباب السابع فی الاعتکاف.

(۵) عورت مسجد میں اعتکاف نہ کرے بلکہ گھر میں کرے لیکن اس کے اعتکاف سے مردوں کے ذمہ سے سنت ادا نہ ہوگی۔[۱]

(۶) اعتکاف ایسی مسجد میں کیا جائے جہاں اذان اور پنجگانہ جماعت کا اہتمام ہو، ویران جنگل کی مسجد یا عیدگاہ میں نہیں جہاں بھی مسلمان ہوں ان کو اذان و جماعت کا اہتمام لازم ہے، جہاں مسجد نہ ہو وہاں اعتکاف مسنون نہیں[۲]۔

(۷) اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے اس کی نیت پورے عشرہ کے اعتکاف کی تھی اس کا اس کو اجر ملے گا۔[۳]

(۸) اس طرح سنت ادا نہیں ہوئی۔[۴]

(۹) جو حصہ نماز کے لئے متعین ہے، وہاں تک اجازت ہے بلا وجہ وہاں بھی تفریح

---

[۱] هو لبث ذكر في مسجد جماعة فانه شرط لاعتكاف الرجل الدرالمختار مع الشامي زكريا ص۴۲۸/۳، باب الاعتكاف، النهر الفائق ص۴۴/۲، باب الاعتكاف، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، الفتاوى الهندية كوئٹه ص ۱/۲۱۱، الباب السابع فى الاعتكاف.

[۲] واما شروطه (اى الاعتكاف) ومنها مسجد الجماعة فيصح فى كل مسجد له اذان واقامة هو الصحيح كذا فى الخلاصه، الفتاوى الهندية كوئٹه ص ۱/۲۱۱، الباب السابع فى الاعتكاف، طحطاوى مع المراقى ص ۵۷۶، باب الاعتكاف، مطبوعه مصرى، الدرالمختار مع الشامى زكريا ص ۴۲۹، ۳/۴۲۸، باب الاعتكاف.

[۳] عن انسؓ ان رسول الله ﷺ قال اذا ابتلى المسلم ببلاء فى جسده قال (اى قال الله تعالىٰ) للملك كتب له صالح عمله الذى كان يعمل فان شفاه غسله وطهر (من الذنوب) وان قبضه (اى امر بقبضه واماته غفرله من السيآت) ورحمه (بقول الحسنات او تفضل عليه بزيادة المثوبات) مرقاة المفاتيح ص ۲/۳۰۹، كتاب الجنائز، باب عيادة المريض، الفصل الثانى، مطبوعه بمبئى.

[۴] وسنة مؤكدة فى العشر الاخير من رمضان، (الدرالمختار مع الشامى زكريا ص ۳/۴۳۰، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، طحطاوى مع المراقى ص۵۷۷، باب الاعتكاف، مطبوعه مصر، فتاوى الهندية كوئٹه ص ۱/۲۱۱، الباب السابع فى الاعتكاف)

کرتا نہ پھرے۔[۱]

(۱۰) جب ضرورت ہو بات کرسکتا ہے[۲]، بات کرنے کیلئے نہ نکلے، نہ ٹھہرے ایسی بات بھی نہ کرے، جو مقصدِ اعتکاف کے خلاف ہو۔[۳]

(۱۱) جو حصہ نماز کے لئے ہے وہ مسجد ہے وہاں سے پانی وغیرہ دیدے تو مضائقہ نہیں باہر نہ نکلے۔[۴]

۱؎ (ولایخرج منه) من معتكفه فيشمل المرأة المعتكفة بمسجد بيتها الا لحاجة شرعية كالجمعة والعيدين او حاجة طبيعية كالبول والغائط وازالة نجاسة الخ، طحطاوی مع المراقی ص ۵۷۹، باب الاعتكاف، مطبوعه مصر، فتاوی الهندية كوئٹه س ۲۱۲/۱، الباب السابع فی الاعتكاف، الدرالمختار مع الشامی زكريا ص ۴۳۴/۳، باب الاعتكاف.

۲؎ وتكل الا بخير والمعنى وكره تكلم الا تكلما بخير وهو ممالا اثم فيه ومنه المباح عند الحاجة اليه لا عند عدمها وهو محمل ما فی الفتح انه مكروه (وهو) ای المباح عند عدم الاحتياج اليه، الدرالمختار مع الشامی زكريا ص ۴۴۲، ۴۴۱/۳، باب الاعتكاف، طحطاوی مع المراقی ص ۵۸۱، باب الاعتكاف، مطبوعه مصر، مجمع الانهر ص ۳۸۰/۱، باب الاعتكاف، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت.

۳؎ لو خرج لوجه مباح كحاجة الانسان او الجمعة وعاد مريضا او صلى على جنازة من غير ان يخرج لذالک قصدا وذالک جائز وبه علم انه بعد الخروج لوجه مباح انما يضر المكث لو فی غير مسجد لغير عيادة، شامی زكريا ص ۴۳۷/۳، باب الاعتكاف، طحطاوی مع المراقی ص ۵۷۹، باب الاعتكاف، مطبوعه مصر، فتاوی الهندية كوئٹه ص ۲۱۲/۱، الباب السابع فی الاعتكاف.

۴؎ واكل المعتكف وشربه ونومه وعقده البيع لما يحتاجه لنفسه او عياله لا تكون الا فی المسجد لضرورة الاعتكاف حتى لو خرج لهذه الاشياء يفسد اعتكافه، طحطاوی مع المراقی ص: ۵۸۰، باب الاعتكاف، مطبوعه مصر، الدرالمختار مع الشامی زكريا ص: ۴۴۰، ج: ۳، باب الاعتكاف، الفتاوی الهندية كوئٹه ص: ۲۱۳، ج: ۱، الباب السابع فی الاعتكاف،

C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

(۱۲) مسجد میں چلانا منع ہے[۱]، بغیر چلائے نگرانی کرسکتا ہے[۲]۔

(۱۳) اگر مسجد سے باہر نہ جانا پڑے تو کرسکتا ہے[۳]۔

(۱۴) پہلا اعتکاف ختم ہوگیا[۴]، دوسرا شروع ہوا، اگر عشرہ اخیرہ میں ایسا ہوا تو سنت ادا نہ ہوئی[۵]۔

(۱۵) یہ بھی (۱۴) کی طرح ہے۔

---

[۱] حرمة المسجد خمسة عشر الی قوله والسادس ان لایرفع فیه الصوت، (فتاوی الهندیة کوئٹه ص ۳۲۱/۵، کتاب الکراهیة، الباب الخامس فی آداب المسجد، حلبی کبیر ص ۶۱۰، فصل فی احکام المسجد، مطبوعه لاهور، شامی زکریا ص ۴۲۹/۲، باب مایفسد الصلوة، مطلب فی احکام المسجد، لاینبغی ان یشتغل فیه بامور الدنیا، تبیین الحقائق ص ۳۵۱/۱، باب الاعتکاف، مطبوعه امدادیه ملتان،

[۲] واکل المعتکف وشربه ونومه وعقده البیع لما یحتاجه لنفسه او عیاله لا تکون الا فی المسجد لضرورة الاعتکاف حتی لو خرج لهذه الاشیاء یفسد اعتکافه، طحطاوی مع المراقی ص ۵۸۰، باب الاعتکاف، مطبوعه مصر، الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۴۴۰/۳، باب الاعتکاف، فتاوی الهندیة ص ۲۱۳/۱، الباب السابع فی الاعتکاف.

[۳] واکل المعتکف وشربه ونومه وعقده البیع لما یحتاجه لنفسه او عیاله لا تکون الا فی المسجد لضرورة الاعتکاف حتی لو خرج لهذه الاشیاء یفسد اعتکافه، طحطاوی مع المراقی ص ۵۸۰، باب الاعتکاف، مطبوعه مصر، الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۴۴۰/۳، باب الاعتکاف، فتاوی الهندیة ص ۲۱۳/۱، الباب السابع فی الاعتکاف.

[۴] تکون الزوجة معتکفة فی مسجد بیتها فیأتیها فیه زوجها فیبطل اعتکافها، شامی زکریا ص ۴۴۲/۳، باب الاعتکاف، فتاوی الهندیة کوئٹه ص ۲۱۳/۱، الباب السابع فی الاعتکاف، بحر کوئٹه ص ۳۰۴/۲، باب الاعتکاف.

[۵] وسنة مؤکدة فی العشر الاخیر من رمضان، (الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۴۳۰/۳، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، طحطاوی مع المراقی ص ۵۷۷، باب الاعتکاف، مطبوعه مصر، فتاوی الهندیة کوئٹه ص ۲۱۱/۱، الباب السابع فی الاعتکاف)

C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

(۱۶) ایسا کرنا ممنوع ہے، مگر صرف اتنی بات سے اعتکاف ختم نہیں ہوا[1]۔

(۱۷) وہ مکلّف نہیں رہا[2]، اللہ تعالیٰ اس کو صحت دے۔

(۱۸) شرکتِ جنازہ کے لئے مسجد سے نکلنے سے اعتکاف ختم ہو جائے گا[3]۔

(۱۹) اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اعتکاف باقی نہ رہے گا، اگر چہ ضرورت کی بناء پر ایسا کرنا اس کے ذمہ لازم ہوا اور اس سے گنہگار نہ ہو[4]۔

(۲۰) نہیں[5]۔

---

[1] بطل بانزال بقبلة او لمس او تفخيذ ولو لم ينزل لم يبطل وان حرم الكل اى كل ماذكر من دواعى الوطى اذ لايلزم عدم البطلان بها حلها لعدم الحرج، الدرالمختار مع الشامى زكريا ص ۴۴۲/۳، باب الاعتكاف، البحرالرائق كوئٹه ص ۳۰۴/۲، باب الاعتكاف، فتاوى الهنديه كوئٹه ص ۲۱۳/۱، الباب السابع فى الاعتكاف.

[2] واما شروط (اى الاعتكاف) فمنها النية ومنها الاسلام والعقل والطهارة الخ، فتاوى الهندية كوئٹه ص: ۲۱۱، ج: ۱، كتاب الصوم، الباب السابع فى الاعتكاف، الدرالمختار مع الشامى زكريا ص: ۴۳۰، ج: ۳، باب الاعتكاف، البحرالرائق ص: ۲۹۹، ج: ۲، باب الاعتكاف، مطبوعه كوئٹه.

[3] لو خرج للجنازة يفسد اعتكافه، زيلعى ص ۳۵۱/۱، باب الاعتكاف، مطبوعه امداديه ملتان. الفتاوى الهندية كوئٹه ص ۲۱۲/۱، الباب السابع فى الاعتكاف، شامى زكريا ص ۴۳۸/۳، باب الاعتكاف.

[4] يفسد لو لعيادة مريض او شهود جنازة وان تعينت عليه الا انه لا يأثم كما فى المرض بل يجب كما فى الجمعة، شامى زكريا ص ۴۳۸/۳، باب الاعتكاف، فتح القدير ص ۳۹۶/۲، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، مطبوعه دارالفكر بيروت، النهر الفائق ص ۴۷/۲، باب الاعتكاف، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت.

[5] (ولايخرج منه) من معتكفه فيشمل المرأة المعتكفة بمسجد بيتها الا لحاجة شرعية كالجمعة والعيدين او حاجة طبيعية كالبول والغائط وازالة نجاسة الخ، طحطاوى مع المراقى ص ۵۷۹، باب الاعتكاف، مطبوعه مصر، فتاوى الهندية كوئٹه س ۲۱۲/۱، الباب السابع فى الاعتكاف، الدرالمختار مع الشامى زكريا ص ۴۳۴/۳، باب الاعتكاف.

C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

(۲۱) جا سکتا ہے[۱]۔

(۲۲) تیمّم کر کے باہر نکلے اور غسل کرے[۲]۔

(۲۳) اگر کوئی لانے والا نہ ہو تو جا سکتا ہے۔[۳]

(۲۴) اگر جائے گا تو اعتکاف باقی نہ رہے گا، اور دوسرے شخص کے بٹھانے سے اس کے اعتکاف میں پیوند نہیں لگے گا۔[۴]

---

[۱] (ولایخرج منه) من معتکفه فیشمل المرأة المعتکفة بمسجد بیتها الا لحاجة شرعیة کالجمعة والعیدین او حاجة طبیعیة کالبول والغائط وازالة نجاسة الخ، طحطاوی مع المراقی ص ۵۷۹، باب الاعتکاف، مطبوعه مصر، فتاوی الهندیة کوئٹه س ۱/۲۱۲، الباب السابع فی الاعتکاف، الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۳/۴۳۴، باب الاعتکاف.

[۲] ولو احتلم المعتکف لا یفسد اعتکافه ثم ان امکنه الاغتسال فی المسجد من غیر ان یتلوث المسجد فلا بأس به والا فیخرج فیغتسل ویعود الی المسجد، بدائع زکریا ص۲/۲۸۷، کتاب الاعتکاف، فصل وامارکن الاعتکاف ومحظوراته، الفتاوی الهندیة کوئٹه ص۱/۲۱۳، الباب السابع فی الاعتکاف، الدرالمختار مع الشامی زکریا ص۳/۴۳۵، باب الاعتکاف.

[۳] واکله وشربه ونومه ومبایعته فیه یعنی یفعل المعتکف هذه الاشیاء فی المسجد فان خرج لاجلها بطل اعتکافه الی قوله وقیل یخرج بعد الغروب للآکل والشرب وینبغی حمله علی ماذا لم یجد من یأتی له به فحینئذ یکون من الحوائج الضروریة کالبول والغائط، البحر الرائق کوئٹه ص۲/۳۰۳، باب الاعتکاف، الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۳/۴۴۰، باب الاعتکاف، النهر الفائق ص۲/۴۷، باب الاعتکاف، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

[۴] فان خرج ساعة بلا عذر فسد لو جود المنافی الی قوله الخروج ناسیا او مکرها غیر مفسد لکونه عذرا شرعیا ولیس کذلک بل هو مفسد کما صرحوا به، (البحرالرائق کوئٹه ص ۲/۳۰۲، باب الاعتکاف، الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۴۳۴، ۳/۴۳۵، زیلعی ص ۱/۳۵۰، باب الاعتکاف، مطبوعه امدادیه ملتان، الفتاوی الهندیة کوئٹه ص ۱/۲۱۲، الباب السابع فی الاعتکاف.

(۲۵) باہر جانے سے اعتکاف ختم ہوجائے گا۔[۱]

(۲۶) ان کا بھی اعتکاف ختم ہوجائے گا۔[۲]

(۲۷) ان کا بھی یہی حال ہے۔[۳]

(۲۸) اس کا اعتکاف بھی ختم ہوجائے گا۔[۴]

(۲۹) مثل (۲۸)

---

[۱] فان خرج ساعة بلا عذر فسد لو جود المنافي الى قوله الخروج ناسيا او مكرها غير مفسد لكونه عذرا شرعيا وليس كذلك بل هو مفسد كما صرحوا به، (البحر الرائق كوئٹه ص ۲۰۳/۲، باب الاعتكاف، الدر المختار مع الشامي زكريا ص ۴۳۴، ۳/۴۳۵، زيلعي ص ۱/۳۵۰، باب الاعتكاف، مطبوعه امداديه ملتان، الفتاوى الهندية كوئٹه ص ۱/۲۱۲، الباب السابع فى الاعتكاف.

[۲] فان خرج ساعة بلا عذر فسد لو جود المنافي الى قوله الخروج ناسيا او مكرها غير مفسد لكونه عذرا شرعيا وليس كذلك بل هو مفسد كما صرحوا به، (البحر الرائق كوئٹه ص ۲۰۳/۲، باب الاعتكاف، الدر المختار مع الشامي زكريا ص ۴۳۴، ۳/۴۳۵، زيلعي ص ۱/۳۵۰، باب الاعتكاف، مطبوعه امداديه ملتان، الفتاوى الهندية كوئٹه ص ۱/۲۱۲، الباب السابع فى الاعتكاف.

[۳] فان خرج ساعة بلا عذر فسد لو جود المنافي الى قوله الخروج ناسيا او مكرها غير مفسد لكونه عذرا شرعيا وليس كذلك بل هو مفسد كما صرحوا به، (البحر الرائق كوئٹه ص ۲۰۳/۲، باب الاعتكاف، الدر المختار مع الشامي زكريا ص ۴۳۴، ۳/۴۳۵، زيلعي ص ۱/۳۵۰، باب الاعتكاف، مطبوعه امداديه ملتان، الفتاوى الهندية كوئٹه ص ۱/۲۱۲، الباب السابع فى الاعتكاف.

[۴] فان خرج ساعة بلا عذر فسد لو جود المنافي الى قوله الخروج ناسيا او مكرها غير مفسد لكونه عذرا شرعيا وليس كذلك بل هو مفسد كما صرحوا به، (البحر الرائق كوئٹه ص ۲۰۳/۲، باب الاعتكاف، الدر المختار مع الشامي زكريا ص ۴۳۴، ۳/۴۳۵، زيلعي ص ۱/۳۵۰، باب الاعتكاف، مطبوعه امداديه ملتان، الفتاوى الهندية كوئٹه ص ۱/۲۱۲، الباب السابع فى الاعتكاف.

(۳۰)مثل (۲۸)

(۳۱)مثل (۲۸)

(۳۲)مثل (۲۸)

(۳۳)مثل (۲۸)

(۳۴)مثل (۲۸)

(۳۵)مثل (۲۸)

(۳۶)مثل (۲۸)

(۳۷)مثل (۲۸)

(۳۸)مثل (۲۸)

(۳۹)دوسری مسجد میں اعتکاف پورا کرے[۱]۔

(۴۰)اس کی بھی گنجائش ہے[۲]۔

(۴۱)صحن کے متصل ہی تو ہوں گے اٹھالے[۳]۔

---

[۱] لو انهدم المسجد الذی هو فيه فانتقل الی مسجد آخر لم يفسد اعتكافه للضرورة، زيلعی ص ۱/۳۵۱، باب الاعتكاف، مطبوعه امداديه ملتان، شامی زكريا ص ۳/۴۳۹، باب الاعتكاف، الفتاوی الهندية كوئٹه ص ۱/۲۱۲، الباب السابع فی الاعتكاف.

[۲] واكله وشربه ونومه ومبايعته فيه يعنی يفعل المعتكف هذه الاشياء فی المسجد فان خرج لاجلها بطل اعتكافه الی قوله وقيل يخرج بعد الغروب للآكل والشرب وينبغی حمله علی ماذا لم يجد من يأتی له به فحينئذ يكون من الحوائج الضرورية كالبول والغائط، البحر الرائق كوئٹه ص۲/۳۰۳، باب الاعتكاف، الدرالمختار مع الشامی زكريا ص ۳/۴۴۰، باب الاعتكاف، النهر الفائق ص ۲/۴۷، باب الاعتكاف، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت.

[۳] اگر صحن سے اتنے متصل ہو کہ قدموں کو باہر نکالے بغیر اٹھا سکتا ہو تو اٹھالے ورنہ کسی دوسرے سے منگوالے۔ فان خرج ساعة بلاعذر فسد واراد بالخروج انفصال ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

(۴۲) گنجائش ہے اگر کوئی اور انتظام نہ ہو بہتر یہ ہے کہ وہاں سے لاکر مسجد میں پئے[1]۔
(۴۳) مثل (۲۸)
(۴۴) مثل (۲۸)
(۴۵) مثل (۲۸)
(۴۶) گنجائش ہے اگر بغیر اس کے گذارہ نہیں[2]۔

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ....قدمیه احتراز اعما اذا خرج رأسه الی داره فانه لا یفسد اعتکافه فانه لیس بخروج، البحر الرائق کوئٹه س ۲/۳۰۳، باب الاعتکاف، بدائع الصنائع زکریا ص ۲/۲۸۴، فصل واما رکن الاعتکاف ومحظوراته.

(حاشیہ صفحہ ھذا) [1] واکله وشربه ونومه ومبایعته فیه یعنی یفعل المعتکف هذه الاشیاء فی المسجد فان خرج لاجلها بطل اعتکافه الی قوله وقیل یخرج بعد الغروب للأکل والشرب وینبغی حمله علی ماإذا لم یجد من یأتی له به فحینئذ یکون من الحوائج الضروریة کالبول والغائط، البحر الرائق کوئٹه ص ۲/۳۰۳، باب الاعتکاف، الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۳/۴۴۰، باب الاعتکاف، النهر الفائق ص ۲/۴۷، باب الاعتکاف، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

[2] ''یہ حکم اضطراری حالت ومجبوری کی کیفیت کا ہے اسوقت حقہ، بیڑی، وغیرہ کے لئے نکلنا طبعی ضرورت میں شمار ہوگا اور مخل ومفسد اعتکاف نہ ہوگا'' جیسا کہ فتاوی رحیمیه ص ۵/۲۰۲، باب الاعتکاف، مطبوعه مکتبه رحیمیه گجرات، اورفتاوی رشیدیه میں اسکی اجازت دی گئی ہے۔'' معتکف کو جائز ہے کہ بعد نماز مغرب مسجد سے باہر جا کر حقہ پی کر اور کلی کر کے بوزائل کر کے مسجد میں چلا آوے'' (فتاوی رشیدیه ص ۵۷، حصه سوم مطبوعه مکتبه رحیمیه دهلی)

''ورنہ اصل حکم یہ ہے کہ پیشاب پاخانہ کے لئے جائے تو یہ کام بھی کرلے پھر منہ خوب مسواک سے صاف کر کے مسجد میں آجائے'' جیسا کہ خود حضرت نے ماقبل میں یہی جواب دیا ہے، ملاحظہ ہو عنوان'' وضو، اذان، سگریٹ کے لئے معتکف کا مسجد سے باہر نکلنا'' ولایخرج من معتکفه الا لحاجة شرعیة او حاجة طبعیة کالبول والغائط ولو ذهب بعد ان خرج الیها (ای حاجة طبعیة) لعیادة مریض او صلاة جنازة من غیر ان یکون لذلک قصدا جاز، طحطاوی مع المراقی ص ۵۷۹، باب الاعتکاف، بحر کوئٹه ص ۲/۳۰۲، باب الاعتکاف، شامی زکریا ص ۳/۴۳۷، باب الاعتکاف. مستقل اسی کام کے لئے نکلنا درست نہیں، کفایة المفتی ص ۴/۲۳۲، کتاب الصوم، باب سوم الاعتکاف، مطبوعه کوه نور پریس دهلی، فتاوی دارالعلوم ص ۶/۵۰۵، مطبوعه زکریا دیوبند.

C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

(۴۷) مثل (۲۸)

(۴۸) معتکف ترکِ فرض کی وجہ سے سخت گنہگار ہے[۱]۔

(۴۹) اعتکاف تو ہو جائے گا مگر اس کے اصلی منافع مرتب نہ ہوں گے[۲]۔

(۵۰) حسبِ ضرورت باخبر رہنے سے مضائقہ نہیں[۳]۔

(۵۱) درست ہے مگر مسجد کی بالٹی کو اس طرح گھر کے لئے استعمال نہ کرے[۴]۔

---

[۱] وهی ای الصلاة فرض عين على كل مكلف الى قوله والصوم كالصلاة على الصحيح ويكفر جاحدها وتاركها عمدا مجانة ای تكاسلا فاسق، الدرالمختار مع الشامی زكريا ص۱۵/۲/۴، كتاب الصلوة، طحطاوى مع المراقى ص ۱۳۹، كتاب الصلوة، مطبوعه مصرى، الدرالمنتقى مع مجمع الانهر ص ۱۰۲/۱، كتاب الصلوة، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت.

[۲] واكل المعتكف وشربه ونومه وعقده البيع لما يحتاجه لنفسه او عياله لا تكون الا فى المسجد لضرورة الاعتكاف، حتى لو خرج لهذه الاشياء يفسد اعتكافه، طحطاوى مع المراقى ص ۵۸۰، باب الاعتكاف، مطبوعه مصر، البحرالرائق كوئٹه ص۳۰۳/۲، باب الاعتكاف، الدرالمختار مع الشامى زكريا ص ۴۴۰/۳، باب الاعتكاف، لانه منقطع الى الله تعالىٰ فلا ينبغى له ان يشتغل بامور الدنيا، بحر كوئٹه ص۳۰۳/۲، باب الاعتكاف،

[۳] واكل المعتكف وشربه ونومه وعقده البيع لما يحتاجه لنفسه او عياله لا تكون الا فى المسجد لضرورة الاعتكاف، حتى لو خرج لهذه الاشياء يفسد اعتكافه، طحطاوى مع المراقى ص ۵۸۰، باب الاعتكاف، مطبوعه مصر، البحرالرائق كوئٹه ص۳۰۳/۲، باب الاعتكاف، الدرالمختار مع الشامى زكريا ص ۴۴۰/۳، باب الاعتكاف،

[۴] ولايحمل الرجل سراج المسجد الى بيته ويحمل من بيته الى المسجد، الفتاوى الهندية كوئٹه ص ۱۱۰/۱، قبيل الباب الثامن فى صلاة الوتر، خلاصة الفتاوى ص۴۲۳، كتاب الوقف، الفصل الرابع فى المسجد، مطبوعه كراچى.

C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

(۵۲) گنجائش ہے اگر کوئی اور انتظام نہیں[1]۔

(۵۳) مثل (۲۸)

(۵۴) مثل (۲۸)[2]

(۵۵) مثل (۲۸)

(۵۶) اعتکاف تو فاسد نہیں ہوتا، مگر منافعِ اعتکاف بھی پورے حاصل نہیں ہوتے[3]۔

(۵۷) گنجائش ہے اگر کوئی اور انتظام نہیں[4]۔

(۵۸) جاسکتا ہے[5]۔

---

[1] لو خرج لحاجة الانسان ثم ذهب لعيادة المريض او لصلاة الجنازة من غير ان يكون لذلك قصدا فانه جائز، البحرالرائق كوئٹه ص: ۳۰۲، ج: ۲، باب الاعتكاف، شامی زكريا ص۴۳۷/۳، باب الاعتكاف، طحطاوی مع المراقی ص ۵۷۹، باب الاعتكاف، مطبوعه مصر.

[2] **تنبيه**:- اگر حکیم صاحب مسجد میں نسخے لکھیں تو اعتکاف فاسد نہیں ہوگا جیسا کہ جواب نمبر: ۵۶، میں ہے، اور اگر مطلب میں جاتے ہیں تو فاسد ہو جائیگا، مثل ۲۸۔

[3] واكل المعتكف وشربه ونومه وعقده البيع لما يحتاجه لنفسه او عياله لا تكون الا فی المسجد لضرورة الاعتكاف، حتی لو خرج لهذه الاشياء يفسد اعتكافه، طحطاوی مع المراقی ص ۵۸۰، باب الاعتكاف، مطبوعه مصر، البحرالرائق كوئٹه ص۳۰۳/۲، باب الاعتكاف، الدرالمختار مع الشامی زكريا ص ۴۴۰/۳، باب الاعتكاف، لانه منقطع الی الله تعالیٰ فلا ينبغی له ان يشتغل بالامور الدنيا وكذا كره فيه التعظيم والكتابة والخياطة باجر، البحرالرائق كوئٹه ص۳۰۳/۲، باب الاعتكاف، فتاوی هندية ص ۲۱۲،

[4] لو خرج لحاجة الانسان ثم ذهب لعيادة المريض او لصلاة الجنازة من غير ان يكون لذلك قصدا فانه جائز، البحرالرائق كوئٹه ص ۳۰۲/۲، باب الاعتكاف، شامی زكريا ص۴۳۷/۳، باب الاعتكاف، طحطاوی مع المراقی ص ۵۷۹، باب الاعتكاف، مطبوعه مصر.

[5] حرم عليه الخروج الا لحاجة الانسان طبعية كبول وغائط قال ...... (باقی حاشیہ صفحہ اگلے صفحہ پر)

C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

(۵۹) پہلی دعاء کافی ہے، ہر دفعہ پڑھ لینا بھی بہتر ہے۔

(۶۰) اعتکاف ختم ہو گیا[۱]

(۶۱) جا سکتا ہے[۲]۔

(۶۲) نہیں[۳]۔

(۶۳) مثل (۲۸)

(۶۴) مثل (۲۸) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۱۲/۲۹ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۱۲/۲۹ھ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)..........فی الشامية لان الانسان قد لا يألف غير بيته اى فاذا كان لا يألف غيره بان يتيسر له الا فى بيته فلا يعد الجواز بلا خلاف، الدرالمختار مع الشامى زكريا ص۳/۴۳۵، باب الاعتكاف، النهر الفائق ص ۲/۴۶، باب الاعتكاف، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت،

(حاشیہ صفحہ ھذا) [۱] فلو خرج ولو ناسيا ساعة بلا عذر فسد، الدرالمختار مع الشامى زكريا ص۳/۴۳۷، باب الاعتكاف، الفتاوى الهندية ص ۱/۲۱۲، الباب السابع فى الاعتكاف، مطبوعه كوئٹه، النهر الفائق ص ۲/۴۶، باب الاعتكاف، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت.

[۲] ومن الاعذار الخروج للغائط والبول واداء الجمعة الى قوله ويخرج للجمعة حين تزول الشمس (فتاوى هندية كوئٹه ص ۱/۲۱۲، الباب السابع فى الاعتكاف، الدرالمختار مع الشامى زكريا ص ۳/۴۳۶، باب الاعتكاف، طحطاوى مع المراقى ص ۵۷۹، باب الاعتكاف، مطبوعه مصر.

[۳] جس گاؤں جمعہ نہیں ہوتا ایسے آدمی پر جمعہ فرض نہیں بلکہ اسکے ذمے ظہر کی نماز پڑھنا ضروری ہے جب جمعہ فرض نہیں تو جمعہ کے لئے نکلنا حاجت شرعیہ میں شمار نہ ہوگا اور معتکف کیلئے بغیر حاجت شرعیہ طبعیہ کے نکلنا درست نہیں، وفيما ذكرنا اشارة الى انه لا تجوز فى الصغيرة (شامى زكريا ص۳/۷، باب الجمعة، ولايخرج من معتكفه الا لحاجة شرعية كالجمعة والعيدين او حاجة طبعية، طحطاوى مع المراقى مصرى ص ۵۷۹، باب الاعتكاف، فتاوى هنية كوئٹه ص ۱/۲۱۲، الباب السابع فى الاعتكاف، الدرالمختار مع الشامى زكريا ص ۳/۴۳۴، باب الاعتكاف)

مسائلِ اعتکاف

کیا معتکف مسجد میں ایک ہی جگہ بیٹھے یا ہر جگہ بیٹھ سکتا ہے؟

سوال: -(۱) معتکف مسجد میں مخصوص ایک ہی جگہ بیٹھے یا باہر جگہ بیٹھ سکتا ہے؟

کیا معتکف خارج مسجد اذان پڑھ سکتا ہے؟

(۲) معتکف مسجد میں یا خارجِ مسجد اذان پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

کیا معتکف جمعہ کے لئے شہر جا سکتا ہے؟

(۳) معتکف ایسے گاؤں میں ہے جس میں شرعاً جمعہ درست نہیں تو وہ نمازِ جمعہ کیلئے شہر میں جا سکتا ہے یا نہیں؟

ایضاً

(۴) کوئی شخص شہر میں ایسی جگہ معتکف ہے جہاں جمعہ نہیں ہوتا، تو اسی شہر میں دوسری جگہ نمازِ جمعہ کے لئے جا سکتا ہے یا نہیں؟

کیا اعتکاف گاؤں اور شہر کی ہر ایک مسجد میں ضروری ہے؟

(۵) گاؤں اور شہر کی ہر مسجد میں اعتکاف ضروری ہے یا فقط ایک ہی مسجد میں کافی ہوگا؟

C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) ایک جگہ بیٹھنا لازم نہیں، مسجد کے کسی بھی حصہ میں جانے کی اجازت ہے، مثلاً اندر گرمی ہو تو صحن میں بھی آ سکتا ہے[۱]۔

(۲) معتکف کو اذان پڑھنے کی اجازت ہے، اگر وہ مؤذن ہے تو اذان کی متعینہ جگہ (خارجِ مسجد) بھی اذان پڑھ سکتا ہے[۲]۔

(۳) جب کہ اس پر جمعہ فرض نہیں ہے، تو اس کو اعتکاف کی جگہ سے نکل کر شہر میں جمعہ کے لئے جانے کی اجازت نہیں[۳]۔

(۴) جو شخص شہر کی کسی مسجد میں معتکف ہو جہاں جمعہ نہیں ہوتا، وہ جمعہ والی مسجد میں جمعہ کے لئے جائے، اور نماز پڑھ کر واپس آ جائے بلاضرورت دیر نہ لگائے[۴]۔

(۵) اچھا تو ہے کہ ہر مسجد میں اعتکاف کیا جائے ہر محلّہ میں کسی مسجد میں اعتکاف کرلیا

---

[۱] فتاوی دارالعلوم ص ۶/۵۰۳، مسائل اعتکاف، مطبوعہ زکریا دیوبند، امداد الاحکام ص ۳/۱۴۵، باب الاعتکاف، مطبوعہ زکریا دیوبند.

[۲] ولو صعد المئذنة لم یفسد اعتکافه بلا خلاف وان کان بالئذنة خارج المسجد کذا فی البدائع والموذن وغیره فیه سواء هو الصحیح (عالمگیری کوئٹه ص ۱/۲۱۲، الباب السابع فی الاعتکاف، البحر الرائق کوئٹه ص ۲/۳۰۳، باب الاعتکاف، الدالمختار مع الشامی زکریا ص ۴۳۵، ۳/۴۳۶، باب الاعتکاف، تاتارخانیه کراچی ص ۲/۴۱۲، الفصل الثانی عشر فی الاعتکاف، قاضیخان علی الهندیة کوئٹه ص ۱/۲۲۳، فصل فی الاعتکاف.

[۳] تقدم تخریجه تحت عنوان "دیهاتی معتکف کو نماز جمعه کے لئے شهر جانا"

[۴] یخرج فی وقت یمکنه ان یاتی الجامع فیصلی اربع رکعات قبل الاذان عند المنبر وبعد الجمعة یملک بقدر ما یصلی اربع رکعات او استا علی اختلافهم فی سنة الجمعة، (عالمگیری ص: ۲۱۲، ج: ۱، باب الاعتکاف، تاتارخانیه کراچی ص ۲/۴۱۲، الفصل الثانی عشر فی الاعتکاف، بدائع الصنائع زکریا ص ۲/۲۸۳، فصل واما رکن الاعتکاف)

C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

جائے، تب بھی کافی ہوگا[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲؍۳؍۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

اعتکاف سے متعلق گیارہ مسائل

معتکف ریح مسجد میں خارج کرے یا باہر کرے؟

(۱) اگر ریح کا غلبہ ہو تو اس کو خارج کرنے کے لئے معتکف مسجد سے باہر جائے یا احاطہ مسجد ہی میں کرے۔

ایک قدم مسجد میں اور دوسرا باہر تو اعتکاف کا کیا حکم ہے؟

(۲) اگر ایک قدم ہے مسجد کے اندر اور دوسرا باہر تو اعتکاف ٹوٹے گا یا نہیں؟

مطالعہ یا تلاوت کیلئے معتکف مسجد کا تیل جلاسکتا ہے یا نہیں؟

(۳) معتکف مسجد کا تیل، کتاب یا کلام مجید پڑھنے کے لئے جلاسکتا ہے یا نہیں؟

کیا معتکف مسجد میں چراغ روشن کرسکتا ہے؟

(۴) معتکف مسجد میں دیاسلائی سے چراغ روشن کرے یا چراغ جلاسکتا ہے یا نہیں؟

---

[۱] سنة كفاية فاذا قام بها البعض سقط الطلب عن الباقين، الدرالمختار مع الشامی کراچی ص ۲/۴۴۲، باب الاعتکاف، مراقی مع الطحطاوی مصری ص ۵۷۸، باب الاعتکاف، مجمع الانهر ص ۱/۳۷۶، باب الاعتكاف، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

کیا معتکف کھانا کھانے کے لئے گھر جا سکتا ہے؟

(۵) معتکف اپنا کھانا مکان پر جا کر کھا سکتا ہے یا نہیں جبکہ لانے والا موجود نہ ہو۔

معتکف کا ٹھنڈا پانی قریب ہونے کی صورت میں گرم پانی کے لئے باہر جانا

(۶) اگر گرم پانی دور ہے اور سرد پانی نزدیک تو گرم پانی لینے جا سکتا ہے یا نہیں۔

گرمی یا سردی کی وجہ سے وضو کے لئے باہر سایہ میں جانا

(۷) احاطہ مسجد میں گرمی زیادہ ہے یا سردی زیادہ ہے تو وضو کے لئے باہر سایہ میں جا سکتا ہے یا نہیں؟

ایضاً

(۸) مسجد کی چٹائی یا دیواروں پر تیمّم کر سکتا ہے یا نہیں؟

پانی لانے کے لئے معتکف کیا باہر جا سکتا ہے؟

(۹) اگر پاس موجود ہو تو پھر بھی خود پانی لا سکتا ہے یا نہیں؟

حالت اعتکاف میں حجامت بنوانا

(۱۰) کیا حالت اعتکاف میں حجامت بنوا سکتا ہے یا نہیں۔

C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

ابتداء اعتکاف کا وقت

(۱۱) ۲۰/تاریخ کو اذان مغرب ہوجائے تب بھی اعتکاف میں بیٹھ سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) حدود مسجد سے باہر جانے کی ضرورت نہیں، (کذا فی ردالمختار[۱] ص:۶۸۷، ج:۱)

(۲) نہیں۔ قوله الخروج الخ المراد بالخروج انفصال قدمیه (طحطاوی[۲] ص:۴۷۵)

(۳) اوقات نماز میں جب تک چراغ جلنے کا عرف ہو جلا سکتا ہے اور اس کے بعد تیل دینے والوں کی اجازت سے جلا سکتا ہے[۳]۔

(۴) اگر بدبودار نہ ہو تو مضائقہ نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ[۴] ص:۶)

---

[۱] وكذا لايخرج فيه الريح من الدبر واختلف فيه السلف فقيل لا بأس وقيل يخرج اذا احتاج اليه وهو الاصح (ردالمحتار ص۶۵۶/۱، شامی نعمانیه ص۴۴۱/۱، مطبوعه زکریا ص۴۲۹/۲، باب مايفسد الصلوة الخ، مطلب فی احکام المسجد، عالمگیری کوئٹه ص۳۲۱/۵، کتاب الکراهية، الباب الخامس فی آداب المسجد)

[۲] طحطاوی علی الدر ص۴۷۵/۱، باب الاعتکاف، مطبوعه دار المعرفة بیروت، واراد بالخروج انفصال قدميه (البحر ص۳۰۳/۲، مطبوعه ماجدیه کوئٹه)

[۳] ولابأس بان يترک سراج المسجد فی المسجد الی ثلث الليل ولايترک اکثر من ذلک الا اذا شرط الواقف، ذالک او کان ذلک معتادا فی ذلک الموضع، عالمگیری کوئٹه ص۱۱۰/۱، قبيل الباب الثامن فی صلاة الوتر، قاضیخان علی الهندية کوئٹه ص۶۸/۱، فصل فی المسجد، البحر الرائق کوئٹه ص۲۵۰/۵، کتاب الوقف، فصل فی احکام المسجد.

[۴] فتاویٰ رشیدیه ص۵۳/۱، ص۱۱۳/۲، ص۱۰۸/۳، ممنوع ومباح کے بیان میں۔

C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

(۵) کھا سکتا ہے (کذا فی البحر ص[۱]:۳۰۳، ج:۲) شرط مذکور کے ساتھ۔

(۶) اگر سرد پانی سے وضو کرنے میں زیادہ دقت ہوتی ہے اور حدوث مرض یا ازدیاد مرض کا اندیشہ ہے تو جا سکتا ہے[۲]۔

(۷) زیادہ دقت کی حالت میں جا سکتا ہے جب کہ تحمل نہ ہو[۳]۔

(۸) چٹائی پر اگر غبار ہو تو اس سے تیمم درست ہے[۴]، دیوار مسجد سے بعض کتبِ فقہ میں مکروہ وہ لکھا ہے[۵]۔

(۹) نہیں۔ هٰکذا یفهم (کما فی البحر[۶] ص:۳۰۳، ج:۲) اگر دوسرے منگا سکتا ہے تو خود جانا جائز نہیں۔

---

۱ یخرج بعد الغروب للاکل والشرب وینبغی حمله علی ما اذا لم یجد من یاتی له به فحینئذ یکون من الحوائج الضروریة. (البحر ص: ۳۰۳، ج:۲، باب الاعتکاف، طبع کراچی، شامی زکریا ص ۳/۴۴۰، باب الاعتکاف، تاتارخانیه کراچی ص ۲/۴۱۲، الفصل الثانی عشر فی الاعتکاف)

۲ فلایخرج المعتکف من معتکفه لیلا ونهارا الا بعذر، تاتارخانیه کراچی ص ۲/۴۱۱، الفصل الثانی عشر فی الاعتکاف، عالمگیری کوئٹه ص ۱/۲۱۲، الباب السابع فی الاعتکاف.

۳ فلایخرج المعتکف من معتکفه لیلا ونهارا الا بعذر، تاتارخانیه کراچی ص ۲/۴۱۱، الفصل الثانی عشر فی الاعتکاف، عالمگیری کوئٹه ص ۱/۲۱۲، الباب السابع فی الاعتکاف.

۴ ولوکان الغبار علی ظهر حیوان او نحو ثوب او نحو حنطة فتیمم به جاز بالغبار (طحطاوی علی المراقی مصری ص۹۷، باب التیمم، تاتارخانیه کراچی ص ۲/۲۴۰، نوع آخر فیما یجوز به التیمم)

۵ ویکره مسح الرجل من طین والردغة باسطوانة المسجد او بحائطه قاضیخان علی الهندیة کوئٹه ص ۱/۶۵، فصل فی المسجد)

۶ یخرج بعد الغروب للاکل والشرب وینبغی حمله علی ما اذا لم یجد من یاتی له به فحینئذ یکون من الحوائج الضروریة. (البحر ص: ۳۰۳، ج:۲، باب الاعتکاف، طبع کراچی، شامی زکریا ص ۳/۴۴۰، باب الاعتکاف، تاتارخانیه کراچی ص ۲/۴۱۲، الفصل الثانی عشر فی الاعتکاف)

C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

(۱۰) بال بنواسکتا ہے[۱]، حجامت بنوانا جس میں خون نکلتا ہے منع ہے[۲]۔

(۱۱) غروب آفتاب سے کچھ پہلے اعتکاف کی جگہ میں آجانا چاہئے کیونکہ عین غروب کے وقت مہینہ ختم ہونے پر اعتکاف ختم ہوجائے گا، پس اگر کوئی ۲۰؍تاریخ کو بعد غروب بنیت اعتکاف مسجد میں آیا، تو جس قدر دیر کر کے آیا ہے اتنا وقت ایک عشرہ میں سے کم ہوجائے گا اور ایک عشرہ کا اعتکاف مسنون ہے[۳]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبداللطیف ۲؍رجب ۵۷ھ

شرکت اجتماع کا بوقت نیت اعتکاف استثناء

سوال:- کیا معتکف اجتماعات میں شریک ہونے کو اور دینی خدمات میں شرکت کو

---

[۱] بالوں میں کنگھا کرانا حدیث سے ثابت ہے اور ان کو کسی برتن میں اسطرح دھونا کہ مسجد ملوث نہ ہو درست ہے اسی طرح بال بنوانا بھی درست ہوگا، جبکہ اجرت بغیر بنوائے جائیں اور کوئی تلوث نہ ہو۔

عن عائشة قالت كان رسول الله ﷺ اذا اعتكف ادنى اى قرب الىّ راسه وهو فى المسجد فارجله الحديث، متفق عليه، ان الترجيل مباح للمعتكف قال ابن الهمام وان غسله فى اناء فى المسجد بحيث لا يلوث المسجد لا بأس به (مرقاة ص ۵۶۹/۲، باب الاعتكاف، كتاب الصوم، مطبوعه بمبئى، فتح القدير ص ۳۹۶/۲، باب الاعتكاف، مطبوعه دارالفكر بيروت.

[۲] **فلا يجوز الاستصباح بدهن نجس فيه ولاالبول والفصد فيه ولو فى اناء واما الفصد فيه فى اناء فلم اره وينبغى ان لافرق اى لا فرق بينه وبين البول (الدرالمختار على الشامى كراچى ص ۶۵۶/۱، باب مايفسد الصلوة، مطلب فى احكام المسجد)**

[۳] **وسنة وهو فى العشر الاخير من رمضان (البحرالرائق كوئٹه ص ۲۹۹/۲، باب الاعتكاف، الدرالمختار على الشامى زكريا ص ۴۳۰/۳، باب الاعتكاف، وعند الائمة الاربعة انه يدخل قبل غروب ان اراد اعتكاف شهر او عشر، مرقاة شرح مشكوة ص ۵۷۰/۲، باب الاعتكاف، مطبوعه بمبئى)**

C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

نیت کرتے وقت مستثنیٰ کرسکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بذریعہ نذر اعتکاف کو اپنے اوپر لازم کرتے وقت اگر شرکت اجتماع کو مستثنیٰ کرلے تو پھر شرکت کے لئے نکلنے سے اعتکاف فاسد نہ ہوگا: ولو شرط وقت النذر والالتزام ان یخرج الی عیادۃ المریض وصلوٰۃ الجنازۃ وحضور مجلس العلم یجوز لہ ذالک اھ (عالم گیری[1] ص: ۲۱۲، ج: ۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳۰/۱۱/۹۵ھ

بستی کی مختلف مسجدوں میں سے کسی ایک جگہ اعتکاف

سوال:- موضع کرست ایک بڑی بستی ہے، زیادہ مسلم آبادی ہے البتہ اس کے مذرعہ جات کافی ہیں، جو اکثر ہندو آبادی ہے، بعض مذرعوں میں مسلم آبادی ہے اور وہ بھی مخلوط ہے، نیز یہ مذرعہ کرست سے کوئی ۶/۷ فرلانگ کوئی چار فرلانگ کوئی دو فرلانگ پر آباد ہیں، اگر کرست میں کوئی معتکف ہو تو مسلم آبادی مذرعہ جات کی رمضان المبارک کے اعتکاف سے سبکدوش ہوسکتی ہے، یا نہیں؟ اور اگر کوئی مذرعہ میں معتکف ہو تو خاص کرست اور مذرعہ جات سبکدوش ہوسکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر یہ سب آبادیاں دیکھنے میں جداگانہ معلوم ہوتی ہیں، تو ایک آبادی کا اعتکاف

---

[1] عالمگیری کوئٹہ ص: ۲۱۲، ج: ۱، الباب السابع فی الاعتکاف. تاتارخانیہ ص ۲/۴۱۲، الفصل الثانی عشر فی الاعتکاف، مطبوعہ کراچی، طحطاوی علی المراقی ص ۵۷۹، باب الاعتکاف، مطبوعہ مصر،

C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

دوسری کے لئے کافی نہیں[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۶/۹/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۶/۹/۸۸ھ

جو مسجد وقف نہ ہو اس میں اعتکاف

سوال:- جو مسجدیں وقف نہیں ہیں ان میں رمضان المبارک کا اعتکاف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بہشتی زیور میں اعتکاف کے لئے مسجد کی شرط کیسی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مسجد شرعی تو اسی وقت بنتی ہے جب کہ وہ وقف ہو بغیر وقف کے وہ شرعی مسجد نہیں[۲]، اگرچہ نمازِ جمعہ اور پنجگانہ نماز پڑھنے سے وہاں بھی ادا ہو جاتی ہے، مگر موقوفہ مسجد کو فضیلت حاصل ہے اور اعتکاف موقوفہ مسجد ہی میں کیا جائے[۳]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۱۰/۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۱۰/۹۰ھ

---

[۱] وكل مسجد تقام فيه الجماعة له امام وموذن فانه يعتكف فيه. (الفقه الحنفي وادلته ص ۳۸۶، ج: ۱، الاعتكاف)

[۲] ويزول ملكه عن المسجد والمصلى بقوله جعلته مسجدا عند الثاني وشرط محمد والامام الصلاة فيه، (الدرالمختار مع الشامي كراچي ص ۳۵۶، ج ۴، مطلب في احكام المسجد، كتاب الوقف، مجمع الانهر ص ۲/۵۹۳، كتاب الوقف، فصل في احكام المسجد، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت)

[۳] وشرعاً اللبث في المسجد مع نيته فالركن هو الليث والكون في المسجد. (البحرالرائق ص: ۲۹۹، ج: ۲، باب الاعتكاف، النهر الفائق ص ۲/۴۳، باب الاعتكاف، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، زيلعي ص ۱/۳۴۸، مطبوعه امداديه ملتان)

C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

دوسرے محلّہ کے آدمی کے ذریعہ سنت اعتکاف کی ادائیگی

سوال:- ایک محلّہ کا کوئی آدمی اگر دوسرے محلّہ کی مسجد میں عشرۂ اخیرہ رمضان کا اعتکاف کرے تو کیا اس کے اعتکاف کرنے سے اس مسجد کے محلّہ والوں سے اعتکاف مسنون ادا ہو جائے گا، یا اس مسجد کے محلّہ والوں میں ہی کسی کا معتکف بننا ضروری ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس محلّہ کی مسجد میں اعتکاف کریگا اس مسجد سے متعلق سنتِ اعتکاف ادا ہو جائے گی[1]۔ مگر اہلِ محلّہ کو چاہئے کہ خود ہی اعتکاف کریں دوسرے محلّہ سے بلا کر اعتکاف کرا کے خود محروم نہ رہیں[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

سنتِ اعتکاف کی ادائیگی بذریعہ امام

سوال:- ایک محلّہ کا کوئی آدمی دوسرے محلّہ کا امام ہو تو ان امام صاحب کو اپنی امامت کے محلّہ والوں میں سے شرعاً شمار کیا جائے یا نہیں؟ نیز ان کے لئے امامت کی مسجد میں اعتکاف

---

[1] وسنة مؤكدة فى العشر الاخير من رمضان اى سنة كفاية نظيرها اقامة التراويح بالجماعة فاذا قام به البعض سقط الطلب عن الباقين. (شامى كراچى ص ۲/۴۴۲، باب الاعتكاف، مجمع الانهر ص ۱/۳۷۶، باب الاعتكاف، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت)

[2] قال الزهرى رحمة الله عليه عجبا من الناس كيف تركوا الاعتكاف ورسول الله صلى الله عليه وسلم كان يفعل الشئ ويتركهٔ وما ترك الاعتكاف حتى قبض. (الفقه الحنفى وادلته ص: ۳۸۶، ج: ۱، بحر ص ۲/۲۹۹، باب الاعتكاف، مطبوعه الماجديه كوئٹه، النهر الفائق ص ۲/۴۳، باب الاعتكاف، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت)

کرنے سے اس محلّہ والوں سے اعتکافِ مسنونہ ادا ہو جائے گا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ امام صاحب جس محلّہ کے مسجد کے امام صاحب ہیں بحق اعتکاف اسی محلّہ کے شمار ہوں گے۔[۱] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند

ایسی مسجد میں اعتکاف جسمیں رات کو رکنے کی اجازت نہ ہو

سوال:- مسجد سرکاری احاطہ میں ہے، صرف نماز اذان کی اجازت ہے، وہاں رات کو رکنے کی اجازت نہیں ہے، ایسی صورت میں اعتکاف ہو یا نہ ہو؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جب وہاں رات کو رہنے کی اجازت نہیں تو اعتکاف کیسے کرے گا۔[۲]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند

ویران مسجد اور عیدگاہ میں اعتکاف

سوال:- ویران مسجد یا عیدگاہ میں ایک صاحب نے اعتکاف کیا مسجد میں کوئی نہ

---

[۱] وسنة مؤكدة فى العشر الاخير من رمضان اى سنة كفاية. (الدر) فاذا قام به البعض سقط الطلب عن الباقين. (شامی کراچی ص: ۴۴۲، ج: ۲، باب الاعتكاف)

[۲] ان الاعتكاف يدوم بالليل والنهار الخ، طحطاوی على المراقی ص ۵۸۲، باب الاعتكاف، مطبوعه مصری)

C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

بیٹھا، کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اعتکاف ایسی مسجد میں کیا جاتا ہے جہاں اذان جماعت پنجگانہ کا اہتمام ہو، اگر ویران مسجد میں بھی اعتکاف کیا تو ہو جائے گا عیدگاہ میں کافی نہیں[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

مسجد کے متصل حجرہ میں اعتکاف

سوال:- ایک مسجد جو نوتعمیر ہے اس کے پیچھے حصہ میں شمال کی جانب ایک تین کھونٹا چھوٹا کمرہ ہے، جس کا دروازہ مسجد کے اندر ہی کو ہے، متولّی مسجد نے بیان کیا یہ مسجد تعمیر ہوتے وقت یہ حصہ مسجد ہی کی نیت سے تعمیر ہوا مگر صف سیدھی کرنے کی وجہ سے مشیرانِ کمیٹی نے اس حصہ کو علیحدہ کر دیا اور یہ طے ہوا کہ اس میں مسجد وغیرہ کا سامان رکھ دیا جایا کرے گا، اس حجرہ میں معتکف اعتکاف کے لئے بیٹھ سکتا ہے یا نہیں؟ اس کا کوئی دروازہ باہر کو نہیں ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

مسجد کے کسی حصہ کو جو نماز کے لئے ہو کسی دوسرے کام کے لئے مخصوص کر دینا اور نماز کو وہاں سے ختم کر دینا جائز نہیں، حجرہ کی بظاہر ہیئت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسجد سے خارج ہے، مسجد نہیں ہے، امام یا متولّی یا سامان کے لئے بنایا گیا ہے، اس لئے اس حجرہ میں اعتکاف

---

[1] ومنها مسجد الجماعة فيصح في كل مسجد له اذان واقامة هو الصحيح. (عالمگیری ص: ۲۱۱، ج: ۱، درمختار علی الشامی کراچی ص ۲/۴۴۰، باب الاعتكاف، مجمع الانهر ص۱/۳۷۷، باب الاعتكاف، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت)

C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

نہ کیا جائے[۱]۔ ہاں اگر دروازہ یا دیوار توڑ کر مسجد میں شامل کرلے تو پھر وہاں اعتکاف کرنے میں مضائقہ نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۱۶/۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۹/۱۶/۹۰ھ

معتکف کا صحنِ مسجد میں حجامت بنوانا

سوال:- معتکف مسجد کے فرش پر بیٹھ کر حجامت بنواسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بنواسکتا ہے البتہ بال وہاں نہ گرنے پائیں[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

---

[۱] وشرعاً هو الاقامة بنية أى بنية الاعتكاف فى مسجد تقام فيه الجماعة بالفعل للصلاة الخمس: مراقى الفلاح مع الطحطاوى ص: ٥٧٦، مصرى، باب الاعتكاف، عالمگيرى كوئٹه ص ١/٢١١، كتاب الصوم، الباب السابع فى الاعتكاف، الدرالمختار على الشامى كراچى ص ٢/٤٤٠، باب الاعتكاف،

[۲] مستفاد: سئل ابوحنيفة رحمة الله تعالىٰ عن المعتكف اذا احتاج الى الفصد والحجامة هل يخرج فقال لا وفى اللائى واختلف فى الذى يفسو فى المسجد فلم ير بعضهم باسئا وبعضهم قالوا لا يفسوا ويخرج اذا احتاج اليه والاصح كذا فى التمرتاشى. (عالمگيرى ص: ٣٢٠، ج:٥، باب احكام المساجد)

اپنی حجامت خود بنانا جائز ہے اور حجام سے بنوانے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر وہ بدون عوض کام کرتا ہے تو مسجد کے اندر جائز ہے اور اگر بعوض ہے تو معتکف مسجد کے اندر رہے مگر حجام مسجد سے باہر بیٹھ کر حجامت بنوائے، مسجد کے اندر اجرت سے کام کرنا جائز نہیں، احسن الفتاویٰ ص ٤/٥١٦، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، مطبوعه دارالاشاعت ديوبند،

C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

معتکف کو مسجد میں چار پائی

سوال:- معتکف مسجد میں چار پائی بچھا سکتا ہے یا نہیں؟ نیز چار پائی پر لیٹ سکتا ہے یا نہیں؟ اور مکانوں میں جو عورتیں اعتکاف کرتی ہیں وہ اپنے اعتکاف کرنے کی جگہ پر چار پائی بچھا سکتی ہیں یا نہیں؟ اور بقیہ پورے مکان میں بغرضِ ضرورت آ جا سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

معتکف اپنے اعتکاف کی جگہ چار پائی بچھا سکتا ہے، اور اس پر لیٹ سکتا ہے[۱] مگر آج کل عرفاً مسجد میں چار پائی بچھانا خلافِ احترام سمجھا جاتا ہے، اس لئے احتیاط چاہئے[۲] عورت کو اپنی اعتکاف کی جگہ یہ اشکال نہیں، عورت اگر بلا ضرورتِ شرعیہ وطبعیہ اپنے اعتکاف کی جگہ سے نکل کر مکان میں کسی اور جگہ جائے گی تو اس کا اعتکاف باقی نہیں رہے گا، **وللمرأة الاعتكاف فی مسجد بيتها وهُوَ محل لصَّلوٰة فيه ولا تخرج منه اذا اعتكفت فلو خرجت بغير عذرٍ يفسد واجبه وينتهی نفله كذا فی مراقی الفلاح والطحطاوی**[۳] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۱/۱/۸۹ھ

---

[۱] عن بن عمر عن النبی صلی اللّٰه عليه وسلم انه كان اذا اعتكف طرح له فراشه اويوضع له سريرهٗ وراء اسطوانة التوبة. (ابن ماجه ص: ۱۲۷، باب فی المعتكف يلزم مكانا من المسجد. وراجع فتاوی رحيميه ص: ۲۰۷، ج:۵، مكتبه رحيميه سورت گجرات، ومجموعة الفتاوی ص:۱۸، ج:۲، مطبوعه يوسفی لكهنؤ)

[۲] امداد الفتاویٰ ص: ۷۵۰، ج:۲، احكام المسجد، مطبوعه زكريا ديوبند،

[۳] مراقی الفلاح ص: ۱۱۳، طحطاوی ص: ۵۷۶، مصری، باب الاعتكاف، فتاوی عالمگيری كوئٹه ص ۱/۲۱۱، كتاب الصوم، الباب السابع فی الاعتكاف، النهر الفائق ص ۲/۴۵، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، مكتبه عباس احمد الباز،

عورت کا اعتکاف میں کھانا پکانا

سوال:- اور امرأۃِ معتکفہ مسجدِ بیت میں کھانا پکا سکتی ہے یا نہیں؟

اذان اور وضو کے لئے باہر جانے کی اجازت ہے تو کافی کی اس عبارت کے خلاف ہے: ویخرج لغائط اوبول او جمعة. شامی جلد: ۲، جوابات مع حوالات دیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر اس کا کوئی کھانا پکانے والا نہ ہو تو مسجدِ بیت میں کھانا پکا سکتی ہے مسجدِ بیت پر تمام احکام مسجد کے جاری نہیں ہوتے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲/۱۲/۸۸ھ

اعتکاف میں فتویٰ کس کے قول پر ہے

سوال:- رمضان کے عشرۂ اخیرہ میں اعتکاف کرنے والا اگر بغیر عذر شرعی وطبعی مسجد کی حد سے کچھ دیر کے لئے باہر چلا جائے تو اس کا اعتکاف فاسد ہوگا، یا نہیں کیا اس مسئلہ میں اس زمانہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر فتویٰ ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

شیخ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو راجح قرار دیا ہے، مگر

---

[1] مندوب لكل مسلم أن يعد في بيته مكاناً يصلي فيه الا أن هذا المكان لا يأخذ حكم المسجد على الاطلاق، (عالمگیری کوئٹہ ص: ۳۲۰، ج: ۵، كتاب الكراهية، الباب الخامس في آداب المسجد الخ، المحيط البرهاني ص۵، ج۸، كتاب الكراهية، الفصل الخامس في المسجد والقبلة والمصحف)

صاحب ہدایہ کے طرز سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحبین کا قول راجح ہے، اس لئے اس مسئلہ میں نزاع نہیں چاہئے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا قول اورع ہے، اور صاحبین کا قول اوسع ہے، صراحۃً فتویٰ کسی مذہب پر نہیں دیکھا صرف قیاس واستحسان کے لفظ سے ترجیح معلوم ہوتی ہے[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی ترجیح

سوال:- اگر مذکورہ مسئلہ میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر فتویٰ ہے، تو اس کے بعد بھی ایسے عالم کے لئے جو مفتی نہ ہو کیا یہ گنجائش رہتی ہے، کہ وہ خود بھی صاحبین رحمہم اللہ علیہ کے قول پر عمل کرے اور دوسرے عوام کو بھی صاحبین کے قول پر عمل کرے اور امام صاحب کے قول کو چھوڑ دے، اس کا ایسا کرنا کیسا ہے، جب کہ شرح عقود ورسم المفتی ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ نے ص: ۲۷ پر تحریر فرمایا ہے: **والمرجوح فی مقابلته الراجح كالعدم** اس کے بعد لکھا ہے: **اعلم انّ من يكتفی بان يكون فتواه اوعمله موافقًا لقول اووجهٍ فی المسئلة ويعمل بما شاء من الاقوال والموجودة من غير نظر فی الترجيح فقد حمل وقوف الاجماع** براہ کرم حوالہ سے جواب عنایت فرمائیں۔

---

[1] ولو خرج من المسجد ساعة بغيرعذر فسد اعتكافه عند ابی حنيفة رحمة اللّٰه تعالٰی عليه لوجود المنافی وهو القياس وقالا، لايفسد حتی يكون اكثرمن نصف يوم وهو الاستحسان لان فی القليل ضرورة. فتح القدير ص: ۳۹۵، ج: ۲، باب الاعتكاف. (مصری) مجمع الانهر ص۳۷۸، ۳۷۹/ ۱، باب الاعتكاف، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، البحرالرائق كوئٹه ص ۳۰۲/ ۲، باب الاعتكاف،

C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

الجواب حامداً ومصلیاً

اب اس کے جواب کی خاص ضرورت باقی نہیں رہی۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

اعتکاف پر معاوضہ

سوال:- رقم حاصل کرنے کی غرض سے دوسرے محلّہ میں جا کر اعتکاف کرنا کیسا ہے؟ اس طرح اعتکاف کرنے کے سے اس محلّہ والوں سے اعتکاف کی سنت ساقط ہوگی یا نہیں؟ اگر ساقط نہ ہوتو اس کا اعتکاف صحیح ہوا یا نہیں؟ اس کا ثواب اس کو ملے گا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اعتکاف کو بزنس (تجارت) بنانا غلط اور ناجائز ہے، اعتکاف پر پیسے لینا اس کو فروخت کرنا ہے جو کہ ناجائز ہے، ایسے اعتکاف کا ثواب نہیں، نہ اس کے سنتِ اعتکاف اہلِ محلّہ سے ساقط ہوگی[۱]۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ ۱۵/۹/۹۲ھ

---

[۱] ان كل طاعة يختص بها المسلم لا يجوز الاستئجار عليها عندنا ...... لان القربة متى حصلت وقعت على العامل ولهذا تتعين اهليته فلا يجوز له اخذ الاجرة من غيره كما في الصوم والصلاة هداية، شامی زکریا ص ۹/۷۶، باب الاجارة الفاسدة، مطلب فی الاستئجار علی الطاعات، شامی نعمانیه ص ۵/۳۴، شامی کراچی ص ۶/۵۵، مجمع الانهر ص ۵۳۲، ۳/۵۳۳، كتاب الاجارة، باب الاجارة الفاسدة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب اول

﴿حج کے شرائط اورارکان وغیرہ﴾

حج اکبر

سوال:۔ قال اللّٰہ تعالیٰ وأذان من اللّٰہ ورسوله الیٰ الناس یوم الحج الاکبر ان اللّٰہ بریٔ من المشرکین ورسوله" اس آیت کریمہ میں حج اکبر سے کیامراد ہے، کیااس میں اقوال مختلف ہیں،قول راجح کیا ہے، یوم عرفہ،وجمعہ کوحج اکبر کاسمجھنا کیاکسی امام فن کاقول ہے یامحض شیخ اکبر کاقول؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

یوم الحج الاکبر کی تعیین میں مفسرین کے دوقول ہیں،ایک یہ کہ اس سے یوم عرفہ مراد ہے ،دوسراقول ہے کہ اس سے یوم النحر مراد ہے، کمافی الاکلیل[۱] ج ۳/ص ۳۳۴/ حافظ عماد نے اپنی تفسیر میں سعید بن مسیّبؒ سے نقل کیا ہے:۔

---

[۱] یوم الحج الاکبر یوم عرفة لان الوقوف بعرفة معظم افعال الحج او یوم النحر لان فیه تمام الحج من الطواف والنحر والحلق والرمی ووصف الحج بالاکبر لان العمرة تسمیٰ الحج الاصغر الخ، مدارک التنزیل علی الخازن ص۳۰۵، ۲/۲۰۴، سورۂ براءۃ آیت:۳، مطبوعہ مصر، شامی کراچی ص ۲/۶۲۲، باب الھدی مطلب فی الحج الاکبر، مطبوعہ زکریا ص۴/۴۷،

D:\f.m.3\haj ke Sharaet ۳۳۹

"قال یوم الحج الاکبر الیوم الثانی من یوم النحر" مجاہدؒ سے نقل کیا ہے، کہ یوم الحج الاکبر ایام الحج کلھا "تفسیر ابن کثیر، ج ۲/ ص ۳۳۵[1] /حافظ ابوبکر جصاص رازیؒ نے ابن عباسؓ وغیرہ سے نقل کیا ہے "العمرۃ الحج الصغریٰ، احکام القرآن، ج ۳/ ص ۹۹[2] / جس کا حاصل یہ ہے کہ الاکبر کی قید احترازعن العمرۃ کے لئے ہے، اسی لئے ایام حج میں عمرہ منع ہے، جس دن پر قرآن پاک میں یوم الحج الاکبر کا اطلاق کیا گیا ہے، مفسرین کی بڑی جماعت اس کی قائل ہے، کہ وہ جمعہ کا دن تھا، مگر اس کا یہ مطلب کہ ہر وہ حج جو جمعہ کے روز ہو وہ حج اکبر ہے، جیسا کہ مشہور ہے، میں نے ائمہ مجتہدین کے اقوال میں نہیں پایا، البتہ جو حج جمعہ کے روز ہو اس کی فضیلت کسی اور دن کے حج پر ستر درجہ ہے، اس کی تصریح طحطاوی، ص ۴۰۲[3] /زیلعی، ج ۲/ ص ۲۶[4] /اور اوجز، ص ۲۲۷[5] /وغیرہ میں مذکور ہے، عوام جمعہ کے روز والے حج کو حج اکبر کہتے ہیں، العرف الشذی، ص ۳۴۰[6] / میں اسکی تردید موجود ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہ

---

[1] تفسیر ابن کثیر ص ۲/۵۲۵، سورۂ توبہ آیت: ۳، مطبوعہ التجاریۃ مکۃ المکرمۃ.

[2] احکام القرآن للجصاص ص ۳/۸۰، مطبوعہ لبنان، مطبوعہ قدیمی کراچی ص ۳/۱۲۰، سورۂ توبہ آیت: ۳.

[3] وافضل الایام یوم عرفۃ اذا وافق یوم الجمعۃ وھو افضل من سبعین حجۃ فی غیر جمعۃ الخ، مراقی الفلاح علی الطحطاوی ص ۴۰۸، فصل، العمرۃ، مطبوعہ مصری.

[4] زیلعی ص ۲/۲۶، باب الاحرام، مطبوعہ امدادیہ ملتان.

[5] اوجزالمسالک ص ۳/۲۲۷، کتاب الحج، حج یوم الجمعۃ ھل لہ مزیۃ، مطبوعہ یحیوی سہارنپور.

[6] الحج الاکبر فی عرف الحدیث ھو الحج واما الحج الأصغر فالعمرۃ لاماھو متعارف فی عامۃ الناس من ان الحج الأکبر الذی یکون یوم عرفۃ فیہ یوم الجمعۃ، العرف الشذی ص ۳۴۰، کتاب الحج، باب بلا ترجمۃ، قبیل ابواب الجنائز. مطبوعہ رحیمیہ دیوبند.

D:\f.m.3\haj ke Sharaet ۳۴۰

حج اکبر کی تشریح

سوال:۔ حج اکبر کی تعریف کیا ہے، اور اس کی حقیقت کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

عمرہ کو حج اصغر کہتے ہیں اور حج جس میں طواف، نحر، حلق، رمی، داخل ہے، اس کو حج اکبر کہتے ہیں، اور سورہ توبہ کے شروع میں بھی ہے، "یوم الحج الاکبر" اس کی تفسیر میں ابن زبیرؓ اور ابن عباسؓ، عطاءؒ، طاؤسؒ ومجاہدؒ نے کہا کہ مراد عرفہ کا دن ہے کیونکہ بڑے ارکان اس دن میں ادا ہوتے ہیں، اور ابن عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ نے کہا کہ یوم النحر مراد ہے، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حج فرمایا چونکہ اس دن یوم جمعہ واقع ہوا تھا، اس لئے اس حج کو جو جمعہ کے دن ہو حج اکبر سے تعبیر کرنے لگے[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

حج کے دو رکن ہیں

سوال:۔ اگر کسی مسلمان نے حج کی نیت سے احرام کی چادریں باندھیں، عرفات میں وقوف کیا اور طواف زیارت بھی کرلیا، تو کیا اس کا حج ہوگیا، اور اس کو حج کا پورا پورا ثواب ملے گا یا نہیں؟

---

[۱] قال العلامة نوح فی رسالتہٗ المصنفة فی تحقیق الحج الاکبر قیل انه الذی حج فیه رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وهو المشهور وقیل یوم عرفة جمعة اوغیرها والیه ذهب ابن عباس وابن عمر وابن زبیر وغیرهم وقیل یوم النحر والیه ذهب علی وابن ابی اوفی والمغیرة ابن شعبة وقیل انه ایام منی کلها وهو قول مجاهد وسفیان الثوری وقال مجاهد الحج الاکبر القران والاصغر الافراد وقال الزهری والشعبی وعطاء الاکبر الحج والاصغر العمرة .شامی کوئٹه ، ج۲/ص ۲۷۶/مطلب فی الحج الاکبر، شامی زکریا ص۴/۴۷۰،

D:\f.m.3\haj ke Sharaet ۳۴۱

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

حج کے دو رکن ہیں، وقوف عرفات، اور طواف زیارت، بحالت احرام ادا کر لینے سے حج ادا ہو جائے گا[1]، بقیہ امور حج میں واجب سنت اور مستحب ہیں، جن کے ترک سے صدقہ وغیرہ لازم ہوتا ہے یا تو ثواب میں کمی آتی ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند

حج مقبول ومبرور میں فرق

سوال:۔ حج مبرور اور حج مقبول میں کیا فرق ہے، حج مقبول ومبرور دونوں مترادف الفاظ ہیں، آیا متضاد اگر متضاد تو دونوں میں کیا فرق ہے، اور حج نفلی مبرور اور مقبول ہوسکتا ہے، یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

مقبول ومبرور کے درمیان عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہے مبرور وہ ہے جس میں کوئی جنایت نہ کی ہو[3]، جس سے دم یا کفارہ لازم آئے[4]، مقبول جسے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے[5]، کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جنایت کے باوجود قبول ہو جائے، تو مقبول ہے، مبرور نہیں ہے، کبھی جنایت سے پاک صاف ہونے کے باوجود قبول نہیں ہوتا، مثلاً ناجائز روپیہ سے حج کیا تو وہ مبرور

---

[1] وامار كنه فشيئان الوقوف بعرفة وطواف الزيارة لكن الوقوف اقوى من الطواف. عالمگيرى ص ۲۱۹/۱/ الباب الاول فى تفسير الحج، مطبوعه رحيميه ديوبند، البحر الرائق كوئٹه ص۳۰۷/۲، الحج، النهر الفائق ص ۵۱/۲، دار الكتب العلمية بيروت.

[2] ثم الركن لايجزى عنه البدل ولايتخلص عنه بالدم الاباتيان عينه والواجب يجزى عنه البدل اذا تركه ولوترك السنن والآداب فلاشئى عليه وقد أساء عالمگيرى، ج ۱/ ص ۲۲۰/ الباب الاول فى تفسير الحج وفرضيته. مطبوعه رحيميه ديوبند،(باقی حواشی اگلے صفحہ پر)

D:\f.m.3\haj ke Sharaet ۳۴۲

ہے، مقبول نہیں[1]، مبرور ومقبول کبھی ایک دوسرے کے معنی میں بھی استعمال کرتے ہیں[2]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۱۰/۹۴ھ

(حواشی صفحہ گذشتہ) [3] قوله الحج المبرور الخ قالوا ان الحج المبرور هوالسالم عن الجنابت، العرف الشذى ص ۳۱۱، ابواب الحج باب ماجاء فى ثواب الحج والعمرة، مطبوعه رحيميه ديوبند، فيض البارى ص ۳/۶۲، باب فضل الحج المبرور، مطبوعه خضرراه بكڈپو ديوبند.

[4] وفى العارضة اختلف الناس فى الحجة المبرورة فقيل هى التى لامعصية فيها وقيل هى التى لامعصية بعدها الخ اوجز المسالک، ج۳/ص ۳۹۲/ كتاب الحج (جامع ماجاء فى العمرة) الحج المبرور بالمال الحرام، مطبوعه يحيوى سهارنپور الهند.

[5] والقبول المترتب عليه الثواب يبتنى على اشيا كحل المال والاخلاص كما لو صلى مرائيا او صام واغتاب فان الفعل صحيح لكنه بلا ثواب، ردالمحتار على الدرالمختار كراچى ص ۲/۴۵۶، كتاب الحج، مطلب فيمن حج بمال الحرام، مطبوعه زكريا ص ۳/۴۵۳،

(حواشی صفحہ ہذا) [1] وقال الدردير صح الحج فرضاً او نفلاً بالحرام من المال فيسقط عنه الفرض والنفل و عصى اذ لا منافاة بين الصحة والعصيان قلت و كذلک عند الحنيفية كما فى الشامى عن البحر اذ قال يجتهد فى تحصيل نفقة حلال فانه لا يقبل بالنفقة الحرام كما ورد فى الحديث مع انه يسقط الفرض عنه معها ولاتنا فى فى سقوطه و عدم قبولها، اوجز المسالک ص ۳/۳۹۲، كتاب الحج، جامع ماجاء فى العمرة، الحج المبرور بالمال الحرام، مطبوعه يحيوى سهارنپور، شامى كراچى ص ۲/۴۵۶، مطلب فيمن حج بمال حرام، عالمگيرى ص ۱/۲۲۰، كتاب المناسک، مطبوعه كوئٹه.

[2] فضل الحج المبرور اى المقبول، عمدة القارى ص ۵/۱۳۳ جز: ۹، باب فضل الحج المبرور، مطبوعه دارالفكر بيروت، (وفى الفتح) المبرور المقبول وقال غيره الذى لا يخالطه شئ من الاثم. وقال القرطبى، الأقوال التى ذكرت فى تفسيره متقاربة المعنىٰ، فتح البارى ص ۴/۱۵۷، باب فضل الحج المبرور، مطبوعه دارالفكر بيروت، اوجز المسالک ص ۳/۳۹۲، كتاب الحج، الحج المبرور بالمال الحرام، مطبوعه يحيوى سهارنپور.

D:\f.m.3\haj ke Sharaet ۳۴۳

حج اور عمرہ میں نیت زبان سے کرنا

سوال:۔ مدرسہ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے حج اور عمرہ نام کی ایک کتاب شائع ہوچکی ہے، جس میں حج اور عمرہ کے ضروری احکامات کو بیان کیا گیا ہے، ہم نے اسکا بغور مطالعہ کرکے، ایک مسئلہ کے بارے میں پیچیدگی پائی ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے، کتاب مذکورہ بالا کے صفحہ (۴۵-۴۶-۴۷-۴۸- میں حج اور عمرہ کا تفصیلی بیان شروع کیا گیا ہے، سب سے پہلے نیت کا بیان تحریر کیا گیا ہے، اور لکھا ہے کہ عمرہ اور حج کے موقعہ پر دل سے نیت کرنے کے علاوہ الفاظ زبان سے ادا کئے جائیں گے، عمرہ اور حج کے علاوہ دوسری عبادات مثلاً نماز، روزہ، طواف وغیرہ میں نیت زبان سے ادا کرنا بدعت قرار دیتے ہیں، اور دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھتے وقت نیت کے الفاظ زبان سے ادا کئے ہیں، اس لئے حج اور عمرہ میں نیت زبان سے ادا کرنا سنت کی اتباع ہے، اور دیگر عبادات مثلاً نماز، روزہ، طواف وغیرہ کی نیت کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام تابعین تبع تابعین سے زبان سے ادا کرنے کی صورت میں ثبوت نہ ملنے کی وجہ سے مسلم، مشکوٰۃ کے درج ذیل حدیث کے ضمن میں لاکر صدیوں بعد کی ایجاد قرار دی گئی ہے، **كل محدثة بدعة و كل بدعة ضلالة۔**

الجواب حامداًومصلیاً:۔

یہ بات صحیح ہے کہ نماز کی نیت کیلئے زبان سے الفاظ کا کہنا حضرت نبی اکرم ﷺ سے منقول نہیں، درحقیقت نیت نام ہے ارادہ قلبی کا، بہت سے لوگ ایسے ہیں جن پر خیالات اوروساوس کا ہجوم رہتا ہے، جس کی وجہ سے وہ اپنے ارادہ قلبی کو مستحکم و مستحضر نہیں کرسکتے، ان کے لئے الفاظ کا ادا کردینا کافی قرار دیا گیا ہے، اگر کوئی شخص زبان سے الفاظ نہ کہے دل میں ارادہ کرے، تو بھی بلاشبہ اس کی نماز درست ہے، اس صورت میں الفاظ ادا کرنے

D:\f.m.3\haj ke Sharaet ۳۴۴

کو بدعت، ضلالت قرار دینا درست نہیں[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند ۱۸/۵/۱۴۰۰ھ

ایام معلومات کی تشریح

سوال:۔ "وقد روی ابن ابی شیبة من وجه اٰخر عن ابن عباس ان المعلومات یوم النحر وثلثة ایام بعده ورجح الطحاوی هذا لقوله تعالیٰ ویذکروا اسم اللّٰه فی ایام معلومات علیٰ مارزقهم الخ فتح الباری، ج ۲/ص ۲۶۶/"
ابن ابی شیبہ کی مکمل سند مطلوب ہے، پوری سند تحریر فرماویں، امام طحاویؒ کا بیان طحاوی میں نہیں ملتا، امام طحاویؒ نے جو چار دن کی قربانی کو قرآن کی آیت سے ترجیح فرمائی ہے، یہ بیان امام طحاویؒ کا کونسی کتاب میں ہے اس کتاب کا نام وصفحہ تحریر فرمائیں ؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

یہاں مصنف ابن ابی شیبہؒ کا مکمل نسخہ موجود نہیں، نہ مطبوعہ، نہ قلمی، جس قدر ہے، اس میں یہ روایت موجود نہیں، حافظ ابن حجرؒ نے امام طحاوی کی کونسی کتاب سے یہ روایت لی معلوم نہیں ہوسکا، تلاش سے بھی کامیابی نہیں ہوئی، اغلب یہ ہے کہ اس میں کسی کو خلط ہوا، وہ اسطرح کہ "ایام معلومات" کی تفسیر میں متعدد اقوال ہیں، ایک قول یہ بھی ہے "یوم النحر وثلثة ایام بعده" اس سے ذہن اس طرف چلا گیا، کہ یہی ایام ذبح بھی ہیں، حافظ ابوبکر

---

[1] النیة ارادة الدخول فی الصلوة والشرط ان یعلم قلبه ای صلوٰة یصلی وادناها مالو سئل لأمکنه ان یجیب علی البدیهة وان لم یقدر علی ان یجیب الا بتأمل لم تجز صلوته ولاعبرة للذکر باللسان فان فعله لتجتمع عزیمة قلبه فهو حسن کذا فی الکافی ومن عجز عن احضار القلب یکفیه اللسان کذافی الزاهدی. فتاویٰ عالمگیری، ج ۱/ص ۶۵/ مکتبه بلوچستان.
درمختار مع الشامی زکریا ص ۲/۹۱، باب شروط الصلاة، بحث النیة. بحر ص ۱۲/۲۷۷، باب شروط الصلاة، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

D:\f.m.3\haj ke Sharaet ۳۴۵

جصاص رازیؒ نے احکام القرآن[۱]، ج ۳ رص[۲] ۲۸۷ ر میں لکھا ہے:۔

"فروی عن علیؓ وابن عمرؓ ان المعلومات یوم النحر ویومان بعده واذبح فی ایها شئت قال ابن عمرؓ المعلومات ایام النحر والمعدودات ایام التشریق وذکر الطحاوی عن شیخه احمد ابن ابی عمران عن بشربن ولید الکندی القاضی قال کتب ابو العباس الطوسی الیٰ ابی یوسف یسئله عن ایام المعلومات فاملیٰ علیٰ ابی یوسف جواب کتابه اختلف اصحاب رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلّم فیها فرویٰ عن علیؓ وابن عمرؓ انها ایام النحر والیٰ ذالک اذهب لانه قال علیٰ مارزقهم من بهیمة الانعام وذٰلک فی ایام النحر وعن ابن عباسؓ والحسنؒ وابراهیمؒ ان المعلومات ایام العشر والمعدودات ایام التشریق ورویٰ معمرعن قتادة مثل ذٰلک ورویٰ ابن ابی یعلی عن الحکم عن مقسم عن ابن عباسؓ فی قوله تعالیٰ "واذکر واللّٰه فی ایام معلو مات" یوم النحر وثلٰثة ایام بعده وذکر ابوالحسن الکرخی ان احمد القاری روی عن محمد عن ابی حنیفة ان المعلومات العشر وعن محمدانها ایام النحر الثلٰثة ،یوم الاضحیٰ ویومان بعده اھ" علاوہ ازیں اور بھی بعض امور ایسے ہیں جن کو حافظ ابن حجرؒ نے طحاویؒ کی طرف منسوب کیا ہے، مگر وہ تصانیف طحاوی میں موجود نہیں، بلکہ اس کے برعکس موجود ہے، غالبًا کسی دوسرے نے لکھا ہے، اس کے اتباع میں حافظؒ نے بلا تحقیق کے نقل کر دیا ہے۔

---

۱ قال الحافظ: واسناده صحیح، وظاهره ادخال یوم العید فی ایام التشریق وقد روی ابن ابی شیبة عن بن عباس ایضاً ان المعلومات یوم وثلاثة ایام بعدهٗ الخ، نیل الاوطار ص ۳/۳۸۴، کتاب العیدین، باب الحث علی الذکر والطاعة فی ایام العشر، اعلاء السنن ۱۷/۲۳۷، کتاب الاضاحی، ادارة القرآن کراچی.

۲ احکام القرآن للجصاص الرازی ص ۳/۳۴۵، باب الایام المعلومات، سوره حج آیت:۲۸، مطبوعه قدیمی کراچی.

D:\f.m.3\haj ke Sharaet ۳۴۶

ایام ذبح کی تعداد میں متعدد اقوال ہیں، ایک قول یہ بھی ہے "یوم النحر وثلثة ایام بعده" اس کے استدلال میں جبیر ابن مطعمؓ کی روایت پیش کی جاتی ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں "ان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال کل فجاج منیٰ منحر وفی کل ایام التشریق ذبح" مگر جبیر ابن مطعم سے اس کو عبدالرحمٰن ابن ابی حسین روایت کرتے ہیں، اور بزار نے اپنی مسند میں لکھا ہے "لم یلق ابن ابی حسین جبیر ابن مطعم فیکون منقطعاً" اسی روایت کو سلیمان بن موسیٰ نے جبیر ابن مطعمؓ سے نقل کیا ہے، مگر بیہقی نے لکھا ہے "سلیمان ابن موسیٰ لم یدرک جبیر بن مطعم "فیکون منقطعاً ابن عدی نے کامل میں دوسری سند سے لیا ہے "عن معاویة بن یحییٰ الصدفی عن الزهری عن ابن المسیب عن ابی سعید الخدریؓ عن النبی صلّی اللّٰہ علیه وسلم قال ایام التشریق کلها ذبح" مگر نسائی ابن معین، علی ابن المدینی، نے معاویۃ بن یحییٰ کی تضعیف کی ہے، حتی کے ابن ابی حاتم نے "کتاب العلل" میں فرمایا ہے "قال ابی هذا حدیث موضوع بهذا الاسناد" یہ سب بحث عینی[1]، ج ۱ رص ۶۳ رمیں ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

---

[1] واستدل من قال الاضحی یوم النحر وثلاثة ایام بما روی فی صحیح ابن حبان من حدیث جبیر بن مطعمؓ ان النبی ﷺ قال کل فجاج منی منحر وفی کل ایام التشیرق ذبح قلت هذا رواه احمد وابن حبان من حدیث عبد الرحمن بن ابی حسین عن جبیر بن مطعمؓ وقال البزار فی مسنده لم یلق ابن ابی حسین جبیر بن مطعم فیکون منقطعا فان قلت الی قوله وقال ابن ابی حاتم فی کتاب العلل قال ابی هذا حدیث موضوع هذا الاسناد، عمدة القاری ص ۱۴۸/ ۱۱، جز: ۲۱، کتاب الاضاحی، باب من قال الاضحی یوم النحر، مطبوعه بیروت، بنایه فی شرح الهدایه للعینی ص ۳۰-۳۱/ ۱۱، باب الاضحیة، مطبوعه کوئٹه.

D:\f.m.3\haj ke Sharaet ۳۴۷

یوم القر کی تشریح

سوال:۔ ”ان اعظم الایام عنداللّٰہ یوم النحر ثم یوم القر“مشکوٰۃ شریف، ص ۲۳۲/ جب کہ قربانی کے تین دن ہیں،تو لفظ ”یوم القر“ کا کیا مطلب ہے؟ کیا حاجیوں کے لئے قربانی کے تین دن نہیں ہیں، اگر ہیں لفظ ”یوم القر“ کیوں فرمایا، اس حدیث سے تو صاف یہ بیان ظاہر ہوتا ہے کہ قربانی کرنے کا صرف ایک ہی دن ہے دوسرا دن آرام کرنے کا؟

الجواب حامداً ومصلیا:۔

نحمده ونصلی علیٰ رسوله الکریم ”ان اعظم الایام عنداللّٰہ یوم النحر ثم یوم القر“ الحدیث مشکوٰۃ شریف[1]،ص۲۳۲/اس میں تو حصر نہیں ہے کہ قربانی صرف ایک روز ہی ہوسکتی ہے اس کے بعد درست نہیں ”یوم القر“ کو یوم القر کہنے کی وجہ یہ ہے کہ قال ابن المنظور الافریقی فی لسان العرب[2]، ج۶/ص ۳۹۶/.”یوم القر الیوم الذی یلی یوم النحر لان الناس یقرون فی منازلهم وقیل لانهم یقرون بمنیٰ عن کراع ای یسکنون ویقیمون،وقال ابوعبید اراد بیوم القر الغد من یوم النحروهو حادی عشر ذی الحجة سمی یوم القر لان اهل الموسم یوم الترویة ویوم عرفة ویوم النحر فی تعب من الحج فاذا کان الغد من یوم النحر قروا بمنیٰ فسمیٰ یوم القراھ“

مجمع البحار[3]،ج ۲/ص ۱۳۱/میں علامہ پٹنی نے لکھا ہے ”افضل الایام یوم النحر ثم

---

[1] مشکوۃ شریف ص ۲۳۲، باب الهدی، الفصل الثانی، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، سب سے بڑا دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی کا دن ہے،اسکے بعد قر کا دن ہے۔

[2] لسان العرب،ج۵/ص ۸۷/مکتبہ دارصادر بیروت۔

[3] مجمع بحار الانوار ص ۴/۲۴۹، (قرر) مطبوعه دارالایمان مدینة المنوره.

D:\f.m.3\haj ke Sharaet ۳۴۸

یوم القر وهو حادی عشر ذی الحجة لانهم يقرون فيه بمنیٰ ای يسكنون ویقیمون اھ" ایسا ہی تقریباً تاج العروس فی شرح القاموس[1]، ج ۳/ص ۴۸۷/ میں ہے۔

شرح مشکوٰۃ، مرقاۃ[2]، ج ۳/ص ۲۳۷/ لمعات[3]، طیبی[4]، ج ۳/ص ۳۴۴/ میں بھی یہی وجہ تسمیہ لکھی ہے "**یوم القر بفتح القاف وتشدید الرأای یوم القر ار بخلاف ماقبله وما بعده من حیث الانتشار قال بعض الشراح هو الیوم الاول من ایام التشریق سمی بذٰلک لان الناس یقررون یومئذ فی منازلهم بمنی ولا ینفرون عنه بخلاف الیومین الاخیرین[5] اھ**" وجہ تسمیہ سے دور کا بھی اشارہ نہیں ملتا کہ قربانی کا صرف ایک دن ہے۔

یوم الترویہ میں مکہ معظّمہ سے چل کر منیٰ پہنچے، یوم عرفہ میں منیٰ سے چل کر عرفات گئے بعد غروب وہاں سے چل کر مزدلفہ آئے، شب میں ٹھہر کر یوم النحر منیٰ آئے وہاں رمی جمرۂ عقبہ اضحیہ، حلق، سے فارغ ہو کر مکہ آئے، طواف زیارت اور سعی کر کے جب ہی اسی روز منیٰ پہنچ گئے، یہ تین روز مسلسل چلنا پھرنا ہوا، درمیان میں کوئی دن قرار کا نہیں ملا، ۱۱/ کو منیٰ میں قرار پکڑ کر یہ مکہ مکرمہ جانا ہے، نہ مزدلفہ میں، نہ مزدلفہ میں، نہ عرفات میں اس لےء یہ دن یوم القر ہے، امام طحاویؒ نے حدیث روایت کی ہے "**بسنده عن عبدالله بن قرطؓ قال**

---

[1] وفی الحدیث، افضل الایام عند الله یوم النحر ثم یوم القر، وهو الذی یلی یوم النحر لانهم یقرون فیه بمعنی عن کراع وقال غیره لانهم یقرون فی منازلهم، تاج العروس فی جواهر القاموس ص ۱۳/۳۹۴، مطبوعه دار احیاء التراث العربی.

[2] مرقاة ص۳/۲۳۷، کتاب المناسک، باب الهدی، الفصل الثانی، مطبوعه اصح المطابع ممبئی.

[3] لمعات ص ۲/۳۵۶، باب الهدی، الفصل الثانی، مطبوعه نوریه رضویه سکھر، پاکستان،

[4] طیبی شرح مشکوة ص ۵/۳۴۶، مطبوعه زکریا دیوبند.

[5] مرقاة ص۳/۲۳۷، کتاب المناسک، باب الهدی، الفصل الثانی، مطبوعه اصح المطابع ممبئی.

D:\f.m.3\haj ke Sharaet ۳۴۹

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم احب الایام الیٰ اللّٰہ عزوجل یوم النحر ثم یوم القر،فقد مت الیٰ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بدنات خمس اوست فطفقن یزد لفن الیہ بایتھن یبدأ قال فلما وجبت جنوبھا قال کلمۃ خفیۃ لم افقھھا،فقلت للذی کان الیٰ جنبی ماقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال قال من شاء اقتطع[۱] اھ مشکل الآثار[۲] ج ۲/ ص ۱۳۲/ ’’۱۲۱۔ ابوداؤد شریف[۳] میں بھی بتغیر بعض الالفاظ۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قربانی حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم القر میں فرمائی ہے،سیوطیؒ نے اس کو جن الفاظ میں نقل کیا ہے،ان میں زیادہ وضاحت ہے ’’اخرج الطبرانی وابونعیم والحاکم وصححہ عن عبداللّٰہ بن قرط قال قدم رسول اللّٰہ ﷺ فی یوم القربدنات خمس اوست فطفقن یزدلفن الیہ بایتھن یبدأ اھ‘‘ (خصائص کبریٰ،ج۲رص[۴] ۳۹)فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

۱ **ترجمہ**:۔حضرت عبداللہ بن قرط نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ دن قربانی کا دن ہے،اس کے بعد قر کا دن ہے،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک پانچ یا چھ اونٹ کئے گئے وہ اونٹ آپ کے نزدیک ہوتے تھے کہ کس کو پہلے ذبح کریں،راوی نے کہا جب ان کے پہلو زمین پر گرے تو آپ ﷺ نے آہستہ سے ایک بات کہی جس کو میں سمجھ نہ سکا میں نے کہا اس سے جو میرے قریب تھے کہ آپ ﷺ نے کیا فرمایا؟ تو اس نے کہا کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو چاہے کاٹ لے جائے۔

۲ شرح مشکل الآثار ص ۳/۳۶۰، باب بیان مشکل ماروی عن رسول اللہ ﷺ من قولہ من انتھب فلیس منا، رقم الحدیث ۱۳۱۹، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت.

۳ ابو داؤد شریف ص ۱/۲۴۵، کتاب المناسک، باب الھدی اذا عطب قبل ان یبلغ، مطبوعہ سعد دیوبند.

۴ خصائص الکبریٰ ص ۲/۳۹، باب ماوقع فی حجۃ الوداع من الآیات والمعجزات، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت.

D:\f.m.3\haj ke Sharaet ۳۵۰

وسعت کے باوجود حج نہ کرنا

سوال:۔ زید کے گھر میں کافی دولت ہے، مگر حج کو نہیں جاتا، اور جب اس سے کہا جاتا ہے، تو کہتا ہے کہ میرے اوپر ذمہ داری بہت ہے، یہ کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اگر زید کے پاس اتنی دولت ہے جس سے اسکے اوپر حج فرض ہے، تو وہ گنہگار رہے[1]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

استطاعت سے پہلے حج کا حکم

سوال:۔ ایک مسکین نے مسکینی کی حالت میں کسی طرح حج کرلیا، اور وہ مالدار ہو گیا تو کیا حج فرض دوبارہ ادا کرنا چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اگر اپنی ہی طرف سے حج کیا ہے، تو اب مالدار ہوجانے کیوجہ سے دوبارہ حج فرض نہیں، اگر حج بدل کیا ہے، تو اب مالدار ہوکر اپنا حج کرنا ضروری ہے[2] بحر، ج ۲/ص ۳۲۵[3] و ج ۳/ص ۴۷، ج ۲/[4] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] فرض مرة علی الفور فی العام الاول عند الثانی واصح الروایتین عن الامام ومالک واحمد فیفسق وترد شهادته بتأخیره الخ درمختار علی الشامی کراچی، ج ۲/ص ۴۵۵/ کتاب لحج. مجمع الانهر ص ۳۸۴، کتاب الحج، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، تاتارخانیة ص ۲/۴۳۸، کتاب المناسک واما کیفیة وجوبه، مطبوعه کراچی(**باقی حواشی اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہوں**)

D:\f.m.3\haj ke Sharaet ۳۵۱

فرضیت حج کیلئے مدینہ طیبہ کا خرچ ہونا ضروری نہیں

سوال:۔ زید کے پاس صرف مکہ معظّمہ تک جانے آنے کا خرچ ہے، تو ایسی صورت میں زید کے ذمہ حج کے لئے جانا فرض ہوگا، یا مدینہ طیبہ کے سفر خرچ ہونے تک حج کو ملتوی رکھے، پھر جب کبھی حرمین تک کا خرچ میسر آجائے، اس وقت جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

جس کے پاس مکہ معظّمہ تک جانے اور آنے اور حج کرنے کا خرچ موجود ہو اس کے ذمہ لازم ہوگا[1] بحر، ج ۲/ص ۳۳۴/ پھر مدینہ طیبہ کیلئے کوشش کرے، اور اللہ سے دعا کرے اگر گنجائش ہوجائے تو وہاں حاضری کی سعادت بھی حاصل کرے، حج کو اس انتظار میں مؤخر نہ کرے کہ جب مدینہ طیبہ کا خرچ بھی پاس ہوگا، تب حج کرے گا[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

(حواشی صفحہ گذشتہ) [۲] ولوتکلف هؤلاء الحج بانفسهم سقط عنهم حتی لو صحوا بعد ذلک لایجب علیهم الأداء لان سقوط الوجوب عنهم لدفع الحرج فاذا تحملوه وقع عن حجة الاسلام کالفقیر اذا حج، البحر الرائق مکتبه زکریا ج۲/ص۵۴۶/ البحر مکتبه ایچ ایم سعید، ج۲/ ص ۳۱۲/. کتاب الحج. فتح القدیر ص ۲/۴۱۶، کتاب الحج، مطبوعه دارالفکر بیروت، بدائع زکریا ص ۲/۳۰۱، کتاب الحج، شرائط فرضیته.

[۳] قوله کالفقیر اذ حج ای فانه یسقط عنه الفرض حتی لواستغنی لایجب علیه ان یحج منحة الخالق، ج۲/ص ۳۱۲، کتاب الحج، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

[۴] اتفقوا ان الفرض یسقط عن الآمر ولایسقط عن المامور، البحر، ج۳/ص ۱۱۰، باب الحج عن الغیر، عالمگیری ص۱/۲۵۷، الباب الربع عشر فی الحج عن الغبر، مطبوعه کوئٹه، زیلعی ص۲/۸۵، باب الحج عن الغیر، مطبوعه امدادیه ملتان.

(حاشیہ صفحہ ہذا) [۱] ونفقة ذهابه وایابه الخ ،ج ۲/ص ۵۴۴/ کتاب الحج. (مکتبه زکریا) مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص۵۹۸، کتاب الحج، مطبوعه مصری. (حاشیہ ۲/اگلے صفحہ پر)

D:\f.m.3\haj ke Sharaet ۳۵۲

ضعیف العمر پر بھی بوقت استطاعت حج فرض ہے

سوال: ۔ زید ایک چھوٹا زمیندار تھا، زمینداری ختم ہونے کے بعد معاوضہ میں اس کو کچھ روپئے کے پونڈ ملے تھے، جس کو اس نے فروخت کر کے نقد روپئے کی صورت میں اپنے پاس محفوظ کرلیا ہے، اس کے پاس چند بیگھے کاشتکاری بھی ہے، جس کی پیداوار اسی کے خورد ونوش کے لئے بمشکل کفایت کرتی ہے، بقیہ تمام ضروریات زندگی کے اخراجات کے لئے نقد روپیہ میں سے کفایت اور تنگی ترشی کے ساتھ خرچ کرنا رہتا ہے، زید ضعیف آدمی ہے، اس کے لڑکے پاکستان میں ہیں، جو اس کی کچھ مدد نہیں کر سکتے، اس کی بیوی اور یہ، دونوں اپنے مکان میں رہتے ہیں، فی الحال زید کے پاس اس قدر رقم ہے، کہ وہ حج کے اخراجات کو برداشت کرسکتا ہے، اور زکوٰۃ بھی ادا کرسکتا ہے، اگر اس کے اوپر عائد ہوتی ہے، مگر یہ بات کہ اس کے پاس جو رقم ہے، اس کی مثال ایک ایسے حوض کی سی ہے کہ جس میں پانی آنے کا راستہ نہ ہو، مگر نکلنے کا راستہ ہو، ظاہر ہے کہ جس قدر جلد پانی باہر خارج ہوجائے گا اتنا ہی جلد حوض خشک ہوجائے گا؟

زید کی ضعیف العمری کو مدنظر رکھتے ہوئے، اس بات کی امید نہیں کہ وہ کوئی کمائی کرسکتا ہے، بس یہ پسماندہ رقم اس کی زندگی کا ظاہری سہارا ہے، اگر موت نے اسے جلد یاد نہ کیا تو جس قدر روپیہ جلد ختم ہوجائے گا، اتنا ہی جلد وہ قوم وملت پر ناخوشگوار بوجھ بن کر رہ جائے گا، اور اگر روپیہ ختم ہونے سے پہلے انتقال کرگیا، تو بقیہ روپیہ اس کے ورثاء کے حصہ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۲؎ واما تفسير الزاد والراحلة فهو ان ملک من لامال مقدار ما يبلغه الىٰ مكة ذاهباً وجائياً راكباً لاماشياً ينفقة وسط لا اسراف فيها ولاتقتير، فاضلاً عن مسكنه وخادمه وفرسه وسلاحه وثيابه واثاثه ونفقة عياله وخدمه وكسوتهم وقضاء دينه، بدائع الصنائع ص۲۹۷/۲، كتاب الحج، شرائط فرضيته، مطبوعه زكريا ديوبند، عالمگيری ص۲۱۷/۱، كتاب المناسك، مطبوع كوئٹه.

D:\f.m.3\haj ke Sharaet ۳۵۳

میں آ جائے گا، دونوں صورتوں کا امکان ہے، معلوم نہیں کیا پیش آئے، بہر حال ان احوال میں کیا زید پر حج فرض ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

ان حالات میں اس پر حج فرض ہے۔[۱] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۱۶/۶/۹۰ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دار العلوم دیوبند ۱۶/۶/۹۰ھ

روپیہ ضائع ہونے سے فرضیت حج ساقط نہیں ہوتی

سوال:۔ عرصہ ۲۶/سال کا ہوا جب زید پر حج فرض ہوا، اس رقم سے زید نے کھانڈ خرید لی، چونکہ حج کے جانے میں زیادہ دن تھے، قسمت کی بات کہ اس دوران میں کھانڈ سرکاری گرفت میں آ گئی، اور جو روپیہ تھا، وہ سب ختم ہو گیا، اور زید حج سے محروم رہ گیا، اب قدرت نے پھر موقع عنایت فرمایا ہے، لڑکے اپنے پیسہ سے حج بیت اللہ کو بھیج رہے ہیں، اب آپ سے یہ معلوم کرنا ہے کہ جو زید کی حج کی فرضیت ماضی میں ہو چکی تھی وہ پیسہ ختم ہونے کے بعد فرضیت ختم ہو گئی، یا باقی رہے گی؟ اور اگر باقی رہی، تو کیا لڑکوں کے حج کرانے سے وہ فرضیت ختم ہو جائے گی یا نہیں؟ تو پھر کیا صورت اختیار کی جائے، کہ جس سے حج بھی ہو جائے اور فرضیت بھی نہ رہے؟

---

[۱] وفضلا عن نفقة عياله ممن تلزم نفقته لتقدم حق العبد الى حين عوده وقيل بعده بيوم وقيل بشهر قوله الىٰ حين عوده متعلق بقوله فضلا اوبمالابد منه بمعنى مايحتاج لوبنفقة اى فلا يشترط بقاء نفقة لمابعد عوده وهذاظاهر الرواية، درمختار مع الشامی کراچی، ج۲/ ص۴۶۲/ مطلب فی قولهم يقدم حق العبد على حق الشرع. تاتارخانیه ص ۲/۴۳۲، كتاب الحج شرائط الوجود، مطبوعه کراچی، بدائع زکریا ص۲/۲۹۷، كتاب الحج، شرائطه فرضيته.

الجواب حامداًومصلیاً:۔

روپیہ محفوظ نہیں رکھا تجارت میں لگادیا، جس کی وجہ سے وہ ضائع ہوگیا، اس لئے فریضۂ حج ختم نہیں ہوا، بلکہ ذمہ میں باقی ہے، لڑکے اگر پیسہ دے رہے ہیں، اور وہ اس سے حج کرے گا، تو فریضۂ حج ادا ہوجائے گا۔[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کیا مال ضائع ہوجانے سے حج ساقط ہوجائے گا

سوال:۔ ایک شخص پر حج فرض ہوچکا تھا، مگر کسی طرح اس کا مال ضائع ہوگیا، جس سے حج کو جانے کی طاقت جاتی رہی، تو اب حج اس کے ذمہ سے ساقط ہوجائے گا یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

اگر اسکے پاس مال بقدر حج ایسے وقت تھا، کہ لوگ حج کو نہیں جارہے تھے، بلکہ ابھی وقت حج میں دیر تھی، اور وقت حج آنے سے پہلے ہی وہ مال ضائع ہوگیا، تو اسکے ذمہ حج فرض نہیں، اگر زمانۂ حج میں مال تھا، اور اسنے ارادہ کرلیا تھا مگر بغیر اسکے اختیار کے مال ضائع ہوگیا، تب بھی اسکے ذمہ حج نہیں اگر اس نے خود اپنے اختیار سے ایسی جگہ خرچ کردیا، جہاں شریعت کی طرف سے خرچ کرنے کا امر نہیں تھا، تو اسکے ذمہ حج لازم ہوگیا۔[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] قالوا لو لم یحج اتلف ماوسعه ان یستقرض ویحج ولوغیرقادر علی وفائه ویرجی ان لایواخذه اللّٰه بذالک الخ، درمختار مع الشامی کراچی، ج ۲/ص۴۵۷/ کتاب الحج. لو ملکه مسلما فلم یحج حتی افتقر حیث یتقرر الحج فی ذمته دیناً علیه، عالمگیری کوئٹه، ص۲۱۷/۱، کتاب المناسک، الباب الاول فی تفسیر الحج، فان صرفه الی غیر الحج أثم وعلیه الحج، بدائع زکریا ص ۲/۳۰۲، شرائط فرضیته. (حاشیه نمبر ۲/ اگلے صفحه پر)

روپیہ حج کے لئے تھا اس سے مکان بنالیا کیا اب بھی حج فرض ہے؟

سوال:۔ کہ ایک شخص کے پاس اتنا روپیہ تھا کہ وہ حج بیت اللہ کر سکے، مگر پھر بعض دقتوں کی وجہ اپنی سکونت دوسری جگہ اختیار کر لی، اب وہاں چونکہ مکان بنانا پڑا، اس لئے وہ روپیہ خرچ ہوگیا، اب سوال یہ ہے کہ اس شخص پر اس وقت جب کہ اس کے پاس کافی روبیہ موجود تھا، اس وقت اس کے ذمہ حج فرض ہوگیا تھا یا نہیں، بینوا وتوجروا۔

الجواب حامداًومصلیاً:۔

اگر مکان کی ضرورت حج سے پہلے ہی پیش آ گئی اور اس مجبوری کی وجہ سے مکان بنالیا ،تو اس کے ذمہ حج فرض نہیں ہوا تھا، اگر وقت حج یعنی جس وقت کہ لوگ اس کے پاس سے حج کے لئے جارہے تھے، اس وقت تو مکان کی ضرورت نہ تھی، بلکہ بعد میں ضرورت پیش آئی، اور اس میں روپیہ خرچ کرلیا، تو اس کے ذمہ حج فرض ہو چکا تھا، ''لولم یکن لہٗ مسکن ولا خادم وعندہ مال یبلغ ثمن ذٰلک ولا یبقی بعدہ قدر مایحج بہ فانہ

(حاشیہ صفحۃ گذشتہ) ؎۲ وقدمنا ان من الشرائط الوقت اعنی ان یکون مالکالماذکرفی اشھر الحج حتی لوملک مابہ الاستطاعۃ قبلھا کان فی سعۃ من صرفھا الیٰ غیرہ وافادھذا قید افی صیرورتہ دیننا اذا افتقرھوان یکون مالکاً فی اشھرالحج فلم یحج والأولی ان یقال اذاکان قادراً وقت خروج اھل بلدہ ان کانوا یخرجون قبل اشھر الحج لبعد المسافۃ اوکان قادرافی اشھر الحج ان کانوا یخرجون فیھا ولم یحج حتی افتقرتقرردینا وان ملک فی غیرھا وصرفھا الیٰ غیرہ لاشی علیہ البحرالرائق ج۲/ص ۵۵۰/کتاب الحج. ج۲/ص ۳۱۴/ مکتبہ کوئٹہ. عالمگیری ص ۲۱۹/۱، کتاب المناسک، الفصل الاول الخ، مطبوعہ کوئٹہ، بدائع زکریا ص ۲/۳۰۱، کتاب الحج، شرائط فرضیتہ.

D:\f.m.3\haj ke Sharaet ۳۵۶

لایجب علیه الحج لان هذا المال مشغول بالحاجة الاصلية اليه اشار فی الخلاصة اھ، ج ۲ /ص ۳۱۳ /[1] هذا محمول علیٰ ماقبل حضور الوقت الذی یخرج فيه اهل بلده فلو حضر تعين اداء النسک عليه فليس لئن یدفعه عنه اليه کما ذکره ملاعلی قاری فی شرحه علیٰ لباب المناسک، منحة الخالق، ص ۳۱۳ /.[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ
معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور
الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ ہذا
صحیح عبد اللطیف ۶/ ذیقعدہ ۵۷ھ

لڑکی کی شادی مقدم ہے یا حج

سوال:۔ ایک شخص پر حج فرض ہو چکا، مگر اس کی لڑکی شادی کے قابل ہو چکی ہے، تو اس صورت میں پہلے حج کرے یا لڑکی کی شادی؟ جبکہ شادی کرنے میں حج کو ملتوی کرنا پڑے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اس کی وجہ سے حج کو مؤخر یا ملتوی نہ کرے آج کل کی رسم و رواج نے شادی کے لئے جو پابندیاں لازم کردی ہیں، وہ اکثر ایسی ہیں، جو شرعاً لازم نہیں، بلکہ شرعاً ناجائز ہیں، شادی کا مسنون طریقہ تحفۃ الزوجین وغیرہ اردو رسائل میں دیکھنا چاہئے، اگر طریقۂ مسنونہ پر شادی

---

[1] البحر ،مکتبه زکریا، ج ۲ /ص ۵۴۹ / کتاب الحج.

[2] منحة الخالق زکریا، ج ۲ /ص ۵۴۹ / کتاب الحج. شامی کراچی ص ۲/۴۶۲، کتاب الحج مطلب فی من حج بمال حرام، بدائع زکریا ص ۲/۳۰۱، کتاب الحج شرائط فرضیته.

D:\f.m.3\haj ke Sharaet ۳۵۷

کی جائے تو حج کو ملتوی یا مؤخر کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی [۱]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

لڑکی کی شادی مقدم ہے یا حج

سوال:۔ بالغہ لڑکی بغیر شادی شدہ گھر میں موجود ہو اور والدین حج کو جانا چاہتے ہیں، تو بالغہ کی شادی کرنا افضل ہے یا حج کو جانا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اگر حج فرض ہے، اور لڑکی کی حفاظت کا انتظام بھی ہے، تو اس کی شادی کی وجہ سے حج کو مؤخر نہ کیا جائے [۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

---

[۱] اذاوجد مایحج به وقد قصدالتزوج یحج به ولایتزوج لان الحج فریضة اوجبها اللّٰه تعالیٰ علیٰ عبده کذافی التبیین ،عالمگیری، ج ۱/ص ۲۱۷/ کتاب الحج الباب الاول، مطبوعه کوئٹه، شامی نعمانیه مع الدر، ج ۲/ص ۱۴۴/ کتاب الحج، تبیین الحقائق، ج ۲/ ص ۳/. مطبوعه امدادیه ملتان.

[۲] وفی الاشباه المسألة منقولة عن ابی حنیفة فی تقدیم الحج علی التزوج والتفصیل المذکور ذکره صاحب الهدایة فی التجنیس وذکرها فی الهدایة مطلقاً واشهد بها علیٰ ان الحج علی الفور عنده ومقتضاء تقدیم الحج علی التزوج الخ درالمختار مع رد المحتار، ج ۲/ص ۴۶۲/قبیل مطلب فی قولهم یقدم حق العبد علی حق الشرع. فتح القدیر ص ۲/۴۱۱، کتاب الحج، مطبوعه دارالفکر بیروت، تاتارخانیه ص ۲/۴۳۸، کتاب الحج، اما کیفیته وجوبه، مطبوعه کراچی.

بیوی پر حج فرض ہے یا شوہر پر؟

سوال:۔ بیوی پر حج فرض ہے یا نفل؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اگر شرائط موجود ہوں تو بیوی پر بھی حج فرض ہے۔[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۵/۲۵ھ

شوہر پر حج فرض ہونے سے عورت پر فرض نہیں ہوتا

سوال:۔ کیا عورتوں پر حج کرنا فرض ہے، کہ اپنے شوہر کے ساتھ جائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

شوہر پر حج فرض ہونے سے عورت پر حج فرض نہیں ہوتا، جب وہ خود مالدار ہوگی، تب حج فرض ہوگا، شوہر اس کو ازخود کرادے تو اس کا احسان ہے۔[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] فرض عينا سنة تسع وقيل ست على كل من استكمل شرائط وجوبه وادائه في العمرمرة غنية الناسک، ص ۲/ مقدمه في تعريف الحج ومايتعلق بفرضية. شامي كراچي ص۴۵۸/۲، مطلب فيمن حج بمال حرام، تاتارخانيه ص ۴۲۹/۲، اول كتاب الحج، مطبوعه كراچي.

[۲] قوله ولووهب الاب لابنه الخ وكذا عكسه وحيث لايجب قبوله مع انه لايمن احدهما على الآخر يعلم حكم الا جنبي بالاولىٰ ومراده افادة ان القدرة على الزادوالراحلة لابدفيها من الملک دون الاباحة والعارية، ردالمحتار، ج۲/ص ۴۶۱/ مطلب فيمن حج بمال حرام. كراچي. بدائع زكريا ص۲۹۷/۲، كتاب الحج، شرائط فرضيته، البحرالرائق ص۳۱۳/۲، كتاب الحج، مطبوعه الماجديه كوئٹه.

والدہ کے روپیہ سے حج

سوال:۔ میں خیریت سے رہ کر اس سال فریضہ حج کے لئے اپنی والدہ محترمہ کا محرم بن کر ان کے ساتھ جانا چاہتا ہوں، میری عمر غالباً ۱۸؍سال ہے، مجھ سے بڑے ایک بھائی ہیں، جن کی عمر تقریباً ۲۱؍سال ہے، میرے اس مسئلہ کا حل فرما کر مجھ پر احسان فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اگر خرچ کا روپیہ آپ کی ملک کر دیا جائے، یا پہلے سے آپ کے پاس اتنا ہو کہ جس میں آپ حج کر سکیں تو پھر والدہ محترمہ کے ساتھ جانے اور حج کرنے سے آپ کا حج فرض ادا ہو جائے گا، اگر والدہ محترمہ اپنے روپیہ سے آپ کو ساتھ لے جائیں، اور حج کر لیں تب بھی حج ادا ہو جائیگا[۱] اس فکر میں نہ رہیں کہ بڑے بھائی نے حج نہیں کیا، تو میں کیسے حج کر لوں، آپ کا حج ہر حال میں ادا ہو جائے گا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۷/۳/۶ ۱۴۰ھ

کیا مکہ مکرمہ جانے سے حج فرض ہو جاتا ہے

سوال:۔ ایک شخص مکۃ المکرّمہ میں جائے، اور وہاں جا کر اپنی طرف سے عمرہ کرے، یا اپنے والدین یا کسی اور کی طرف سے عمرہ کرے، تو اس پر حج واجب ہو جاتا ہے، یا نہیں؟ اگر اس شخص نے ثواب کی نیت سے عمرہ کیا تھا، تو کچھ حرج تو نہیں ہے، اور اگر اس نے

---

[۱] ومنها القدرة على الزاد والراحلة بطريق الملك اوالاجارة دون الامارة والاباحة سواء كانت الاباحة من جهة من لامنة له عليه كالوالدين والمولودين اومن غيرهم كالاجانب كذافي السراج الوهاج ،عالمگيری، ج ۱/ص ۲۱۷/ كتاب الحج الباب الاول، مطبوعه كوئٹه، شامی مع الدر نعمانيه، ج ۲/ص ۱۴۳/ كتاب الحج. تاتارخانيه كراچی، ص ۲/۴۳۱، الفصل الاول فی بيان شرائط الوجوب.

والدین وغیرہ کی طرف سے عمرہ کیا تو والدین وغیرہ پر حج واجب ہوجاتا ہے، یا نہیں؟ دوسرے یہ کہ مکۃ المکرّمہ کی زیارت کی غرض سے جائے، تو اس پر قربانی واجب ہوجاتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

جس شخص پر حج فرض نہیں تھا، اور وہ عمرہ کی غرض سے مکۃ المکرّمہ پہنچ گیا، جب کہ حج کا زمانہ بھی قریب ہے، تو اس کے ذمہ حج فرض ہوگیا ہے، چاہے اپنی طرف سے عمرہ کیلئے گیا ہو، یا اپنے والدین کی طرف سے، اگر حج کا زمانہ قریب نہیں، تو اسکے ذمہ حج فرض نہیں ہوا، جو شخص مکہ مکرمہ میں داخل ہوگیا، تو محض اس میں داخل ہونے کی وجہ سے انکے ذمہ قربانی واجب نہیں ہوئی، اگر کسی نے روپیہ دے کر عمرہ یا حج بدل کیلئے بھیجا ہے، اور خود اس کے پاس روپیہ اپنا نہیں ہے، تو یہ عمرہ یا حج اس شخص کی طرف سے کرے، اس پر حج فرض نہیں ہوا[۱]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸/٦/۱۳۹۹ھ

کیا حج کے لئے والد کی اجازت لینی چاہئے؟

سوال:۔آج کل چند ماہ سے دمام سعودیہ رہ رہا ہوں، میں نے والد صاحب کو خط لکھا

---

[۱] والفقير الآفاقي اذا وصل الى الميقات صار كالمكي فيجب عليه وان لم يقدر على الراحلة فتح ولباب وينبغي ان يراد به الفقير المتنفل لنفسه ليخرج الفقير المأمور به لانه اذا وصل الى الميقات لايصير كالمكي لان قدرته بقدرة غيره وهى لاتعتبر فلايجب عليه بخلاف المتنفل لنفسه لانه اذا وصل الى الميقات صار قادراً بقدرة نفسه وان كان سفره تطوعا ابتداءً، غنية الناسک فی بغية المناسک، ص٦/ مسئلة الفقير الآفاقي اذا وصل الى الميقات صار كالمكي، مطبوعه الخيرية، ميرٹھ. شامی، ج۲/ص ۲٦۲/ كتاب الحج، (مكتبه رشيديه ديوبند) مطبوعه كراچی ص ۲/۴٦٠، مطلب فيمن حج بمال حرام.

کہ آپ اس سال حج کو چلے جاویں، مجھ سے جو کچھ ہو سکے گا، میں مدد کرونگا، ابا نے جواب دیا کہ میں تین ہزار روپے کا مقروض ہوں، جب تک ادا نہ ہو جائے ناممکن ہے، میں نے فوراً لکھا کہ یہ قرض میں ادا کرونگا، اس کے علاوہ حج کے سلسلہ میں بھی ایک ہزار دو ہزار کی مدد کروں گا، مگر ابا نے کوئی جواب نہیں دیا، حالانکہ مجھ کو معلوم ہوا کہ ابا کو میرا خط ملا تھا، جب کہ میں اپنے ذمہ کا قرض ادا کرنے میں ہی پریشان ہوں، اور بچوں کے اخراجات کی الگ پریشانی ہے، ۵-٦/ بچے بچیاں ہیں، میرے پاس کوئی جائداد نہیں ہے، صرف محنت ومشقت سے مزدوری کا سہارا ہے، اب یہ کہ کوشش کرر ہا ہوں کہ قرض ادا کر کے حج کو جاؤں کیوں کہ یہاں سے حج کرنے میں آسانی اور خرچ بھی کم ہی ہے، اس لئے میں چاہتا ہوں کہ خانہ کعبہ کی زیارت کرلوں اب اگر ابا کو اجازت کے لئے خط لکھوں تو ہوسکتا ہے کہ جواب بھی نہ دیں، ایسی حالت میں کیا حج کے لئے بھی والدین کی اجازت ضروری ہے، اب مجھے کیا کرنا چاہئے، حالانکہ ہم دو بھائی ہیں، اور ماشاء اللہ بڑے بھائی ہماری طرح سے خوش حال ہیں، کافی زر وجائداد والے ہیں، میرے پاس کوئی جائیداد نہیں ہے، صرف محنت ومشقت سے مزدوری کا سہارا ہے، والد صاحب کے پاس بھی کافی جائیداد ہے، اور سب کی مجھ کو کوئی فکر نہیں، اطلاعاً عرض ہے کہ آپ کو ساری بات معلوم ہونی چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

تحریر کردہ حالات کے پیش نظر آپ حج کر سکتے ہیں بلکہ حج کرلیں، والد صاحب کی اجازت پر موقوف نہ رکھیں[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند ۱۴۰۰/۵/۲٦ھ

---

[1] ویکره الخروج الی الحج اذا کرہ احد ابویه ان کان الوالد محتاجاً الی خدمة الولد وان کان مستغنیاً عن خدمته فلابأس. عالمگیری، ج ۱/ص ۲۱۳/ (مکتبه رحیمه دیوبند) مطبوعه کوئٹه ص ۲۲۰/۱، کتاب الحج، الباب الاول، وممایتصل بذٰلک مسائل. فتح القدیر ص۴۰۷/۲، کتاب الحج، مطبوعه دارالفکر بیروت، طحطاوی علی مراقی ص۵۹۷ کتاب الحج، مطبوعه مصری.

D:\f.m.3\haj ke Sharaet ۳٦۲

جس کے ذمہ حج فرض تھا، مگر چوٹ لگنے کی وجہ سے معذور ہو گیا

سوال:۔ (۱) کوئی شخص حج کے قابل ہے، لیکن جا سکتا نہیں، اکیلے کی وجہ سے اگر وہ اس روپیہ کو مدرسہ اور غریب پر تقسیم کرے یا کسی مقروض آدمی کو دے تو ٹھیک ہے یا نہیں؟

(۲) اسی طرح نفلی حج کے لئے ایک آدمی نے حج کا ارادہ کیا، اس کو چوٹ بہت لگ گئی، چلنے پھرنے کے قابل نہیں رہا، اگر وہ بھی اسی طرح تقسیم کردے، تو ٹھیک ہے یا نہیں

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

(۱) جس کے ذمہ حج فرض ہے، اور اکیلا ہونے کی وجہ سے نہیں جا سکتا، تو اس کو روپیہ بھی خرچ نہیں کرنا چاہئے، بلکہ ساتھی تلاش کرے، جب گھر سے نکلے گا، تو امید ہے کہ اس کے ساتھی ایک نہیں کئی مل جائیں گے[۱]۔

(۲) جو شخص نفلی حج کا ارادہ رکھتا تھا، اور اسکو چوٹ لگ گئی، جسکی وجہ سے سفر سے معذور ہو گیا، تو اسکو حق ہے کہ روپیہ غریبوں کو دیدے یا اپنی طرف سے کسی کو حج کیلئے بھیج دے[۲]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۹۱/۶/۲۱ھ

---

[۱] ولیلتمس الحاج لرفقته من تذکر باللہ رؤیته الخ، هدایة السالک الی المذاهب الاربعة فی المناسک ص ۱۴۰/۱، اختیار الرفقه فی سفر الحج، مطبوعه دار البشائر الاسلامیة بیروت، ولا بد له من رفیق صالح یذکره اذا نسی الخ، فتح القدیر ص۴۰۷/۲، کتاب الحج، مطبوعه دار الفکر بیروت.

[۲] فان ملک المال قبل الوقت فله صرفه حیث شاء. غنیة الناسک، ص۸، قبیل فصل واما شرائط الوجوب، مطبوعه الخیریة، میرٹھ الهند، بدائع زکریا ص ۳۰۱/۲، شرائط فرضیته، المحیط البرهانی ص۳۹۳/۳، الفصل الاول بیان شرائط الوجوب، مطبوعه ڈابھیل،

مشترکہ تجارت میں حج کس پر ہے

سوال:۔ (۱) مثلاً کئی بھائی مشترکہ زندگی گذارتے ہیں، اور سب کماتے ہیں، کوئی تجارت سے، کوئی زراعت سے، مگر تجارت کرنے والے بھائی زیادہ کماتے ہیں، کہ سب کے اخراجات مشترکہ اٹھانے کے بعد بھی اتنا روپیہ بچ رہتا ہے، کہ گھر کا ہر فرد حج کرسکتا ہے، اور مشترکہ گھر جس میں نصاب سے کم کماتے ہیں، حسب ذیل قسم کے لوگ شامل ہیں، اس تاجر کے بھائی اور ان کی بیویاں اور اس کے والدین اور اس تاجر کے بالغ لڑکے غیر شادی شدہ ہیں تو شرعاً ان میں کس پر حج فرض ہوگا، اور کس پر نہیں؟

(۲) خاندانِ مشترکہ میں سوال نمبر ار کی نوعیت کے لوگ شامل ہوں، اور روپیہ صرف تین یا چار آدمی کے ہوں کہ حج کے لئے کفیل ہوتا ہو اور سب کے لئے کفالت نہیں کرتا، تو کیا ان میں چار آدمیوں پر حج فرض ہوگا، یا نہیں؟ اور ایسی صورت میں خاندان کے کن لوگوں کو پہلے جانا ضروری ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

(۱) جب سب بھائی الگ الگ کماتے ہیں، تو ہر ایک اپنی اپنی کمائی کا مالک ہے، جس کے پاس حاجتِ اصلیہ سے زائد بقدر حج روپیہ ہو اس پر حج فرض ہے[1]، ان کا ایک ساتھ مشترکہ زندگی گذارنا اور ایک دوسرے کی اعانت کرنا یہ آپس کی ہمدردی ہے، جن کا کمایا ہوا روپیہ ہے، اگر وہ پہلے حج کرلیں، پھر نمبروار دوسروں کو حج کرائیں تو سب کو یہ سعادت حاصل ہوجائے گی، نابالغ پر حج فرض نہیں، اگر وہ حج کرلیں تو ثواب کے وہ بھی مستحق ہوں

---

[1] ومنها القدرة على الزاد والراحلة بطريق الملك او الاجارة، دون الاعارة والاباحة الى قوله و تفسير ملك الزاد والراحلة ان يكون له مال فاضل عن حاجته وهو ماسوى مسكنه ولبسه وخدمه وأثاث بيته قدر ما يبلغه الى مكة ذاهباً وجائياً، عالمگیری کوئٹہ ص۲۱۷/۱، کتاب المناسک، بدائع الصنائع زکریا ص۲۹۷/۲، شرائط فرضیته.

D:\f.m.3\haj ke Sharaet ۳۶۴

گے، مگر بالغ ہونے پر اگر فرض ہوا ہوتو پھر ادا کرنا ہوگا۔[1]

(۲) نمبر ا/ سے ظاہر ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۱۰/۸۷ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہٗ

اپنے حج کے لئے کیا پہلے والد کو حج کرانا ضروری ہے

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی کمائی سے حج کے لئے روپیہ اکٹھا کیا اور وہ حج کو جانا چاہتا ہے، مگر لوگ کہتے ہیں پہلے والد کو حج کرانا چاہئے ، بعد میں خود کرے، اب اس کو کیا کرنا چاہئے، جب کہ اس کے پاس اتنی گنجائش نہیں کہ والد کو بھی ساتھ لیجا سکے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اس کو خود اپنا حج کرنا چاہئے، پھر اگر کسی وقت وسعت ہو اور اپنے والد کو بھی حج کرادے، تو عین سعادت ہے، یہ بات کہ جب تک والد کو حج نہ کرائے اپنا حج بھی نہ کرے، شرعی مسئلہ نہیں،[2] بلکہ بے علم عوام میں غلط مشہور ہے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

---

[1] فمنها البلوغ ومنها العقل فلا حج على الصبى والمجنون ...... حتى لو حجا بلغ الصبى وافاق المجنون فعليهما حجة الاسلام، وما فعله الصبى قبل البلوغ يكون تطوعاً الخ.
بدائع الصنائع زكريا ص ۲/۲۹۳، شرائط فرضيته، بحر ص ۲/۳۰۷، اول كتاب الحج، مطبوعه الماجديه كوئٹه، عالمگيرى كوئٹه ص ۱/۲۱۷، كتاب المناسك، الفصل الاول

[2] واما شرائط وجوبه فمنها الاسلام ومنها العقل ومنها البلوغ ومنها القدرة على الزاد والراحلة بطريق الملك او الا جاره دون الاعارة والاباحة، ومنها سلامة البدن ومنها امن الطريق الخ، عالمگيرى ص ۱/۲۱۶-۲۱۷، كتاب المناسك، الباب الاول، مطبوعه كوئٹه، زيلعى ص ۲/۲، مطبوعه امداديه ملتان، النهر الفائق ص ۲/۵۴، كتاب الحج، مطبوعه دالكتب العلمية بيروت.

D:\f.m.3\haj ke Sharaet ۳٦۵

قحط کی حالت میں حج

سوال:۔ عبدالرشید کی ایک لڑکی شادی شدہ ہے، لیکن داماد لڑکی کو بہت زدوکوب کرتا ہے، ہر چند سمجھایا مگر باز نہیں آیا، اب عبدالرشید حج کو جانا چاہتا ہے، مگر ڈر یہ ہے کہ سفر حج میں اگر کچھ ہوگیا، تو لڑکی یتیم ہوجائے گی، اور اس کی زندگی بھیانک گذرے گی، اسی طرح اس علاقہ میں قحط پڑ رہا ہے، تو پھر حج کو چلا جاوے، یا اس وقت ملتوی کردے، تو یہ کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

لڑکی کی مذکورہ حالت کی بناء پر حج فرض کو ترک ہرگز نہ کرے[1]، اسی طرح بارش نہ ہونے کی وجہ سے ترک نہ کرے، الا یہ کہ حج سے پہلے پہلے اپنا روپیہ غرباء کو صدقہ کردے تاکہ قحط زدہ غریبوں کی امداد ہوجائے، تو حج خود ہی امسال لازم نہیں رہے گا۔[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قرض لیکر حج کرنا

سوال:۔ ایک شخص قرض جات کے بارِگراں سے دبا ہوا ہے، لیکن اسکے پاس سرمایہ

---

[1] ومن لاتلزمه نفقته لوكان حاضراً فلابأس بالخروج مع كراهية وان يخاف الضيعة عليه كذا فى المحيط، عالمگيری، ج ۱/ص ۲۱۳ / (مكتبه رحيميه ديوبند) المحيط البرهانی ص ۳/۵۰۰، الفصل العشرون، المتفرقات، مطبوعه ڈابهيل، تاتارخانيه، ص ۲/۵۷۷، الفصل العشرون، المتفرقات، مطبوعه كراچی.

[2] فان ملک المال قبل الوقت فلهٗ صرفه حيث شاء لاكن ان صرفه علىٰ قصد حيلة اسقاط الحج مكروه عند محمدؒ ولابأس به عند ابى يوسفؒ الخ، غنية الناسک فی بغية المناسک، ص ۸، قبيل فصل واما شرائط وجوب الاداء، مطبوعه الخيريه ميرٹھ، المحيط البرهانی ص ۳/۳۹۳، الفصل الاول، بيان شرائط الوجوب، مطبوعه ڈابهيل، بدائع الصنائع زكريا ص ۲/۳۰۱، شرائط فرضيته.

(جائیداد اس قدر ہے، کہ اس کو چکانے کے بعد بھی اتنا پس انداز ہوتا ہے) کہ اس سے مصارف حج پورے ہوسکیں، اور اس کے اہل وعیال جن کا وہ سر پرست ہے، اس کی غیر حاضری میں اچھے ڈھنگ سے گذر بسر اوقات کرسکیں، نیز واپسی حج کے بعد وہ فارغ البال بھی رہے، کیا ایسے شخص پر حج بیت اللہ فرض ہے، اس سلسلہ میں یہ امر بھی دریافت طلب ہے، کہ اگر وہ اپنے بارِگراں کو بعد واپسی ہی چکادے تو کیا حرج ہے، چونکہ موجودہ حالات میں بالفرض محال اگر وہ اپنی جزو جائداد ہی کو فروخت کرے گا، تو وہ کم داموں میں فروخت ہوگی، اور اغلب یہ ہے کہ فوری طور پر کوئی خریدنے کو آمادہ ہی نہ ہو، مزید بران پبلک برا تصور کریں گے، کہ فلاں اپنی زمین فروخت کر کے حج کو جارہا ہے، موجودہ زمانہ کی روشنی میں اگر وہ احتیاطاً وصیت کرے کہ میرے جائز ورثاء میری جائداد میں سے ایسے قرضہ جات ادا کرنے کے ذمہ دار ہوں گے، تو بعد ہی میں ادا کرنے میں کیا قباحت ہے، یعنی اس کی اقتصادی حالت اس کے سرمایہ سے بہترین ہوسکتی ہے، بشرطیکہ قاعدہ کے اندر اسکا منجمنٹ ہو جس کا وہ کسی مجبوری لائن سے اہل نہ ہو پاتا ہے، اسکے ساتھ ہی ساتھ بعض قرضہ جات اس قسم کے ہیں، جو عدالت میں چل رہے ہیں، جن میں اس نے اعتراض کر رکھے ہیں، کہ وہ مطالبات گورنمنٹ فوری طور سے سائل کے نام دیئے گئے ہیں، جو ہنوز طے نہیں پائے ہیں، کہ میعادی طور سے ہو بھی سکتا ہے، وہ ایک سال تک زیر معتمد ہی رہی، اگر دست گردہ اور اُدھار بھی ہو جس سے روپیہ لیا ہو وہ کہہ دے کہ ایک سال یا دو سال پیچھے چکا دینا ایسی مشکل ہے، بھی کیا برائی ہے؟ کہ غیر مشروط میعاد تک اس کی ادائیگی ملتوی رہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

اللہ پاک نے جب اتنی وسعت اور گنجائش دے رکھی ہے تو اس کو حج ہی کر لینا چاہئے، تاخیر نہ کرے، اپنی دوسری حوائج کیلئے قرض لیتا ہی ہے، اور لے ہی رکھا ہے، اور ادائیگی کے واسطے خدا کا دیا ہوا سب کچھ موجود ہے، آپ حج میں تاخیر نہ کریں، جس سے روپیہ لیں اس

کو تحریر لکھ کر کام پختہ کردیں، کہ اس کار پیہ ضائع نہ ہو موت وحیات کا معاملہ سب کے ساتھ ہے کسی معتبر آدمی کو ادائے قرض کا ذمہ دار بنادے کہ اگر میں ادا نہ کرسکا تو تم فلاں جائیداد کے ذریعہ سے ادا کردینا یہ اعتراض کہ قرض لیکر حج کیا ہے، وزنی نہیں، جب آدمی اپنا اور اہل وعیال کا حق قرض لے کر پورا کرتا ہے، اور پھر قرضہ ادا کردیتا ہے، تو خدائے پاک کا حق ادا کرنے میں کیا اعتراض ہے؟

"فرض مرة على الفور على مسلم حرمكلف صحيح بصير ذی زاد وراحلة فضلا عن مالا بدمنه ومنه المسكن ومرمته و كبيراً يمكنه الاستغناء ببعضه والحج بالفاضل فانه لايلزمه بيع الزائد نعم هوالافضل اھ (درمختار) قوله ومنه المسكن أى الذى يسكنه هوأومن يجب مسكنه بخلاف الفاضل عنه من مسكن أو عبد أو متاع أوكتب شرعية اوالية كعربية أما نحو الطب والنجوم وامثالها من الكتب الرياضيةفتثبت بها الاستطاعةوان احتاج اليها كمافی شرح اللباب عن التاترخانية قوله لايلزمه بيع الزوائد لانه لايعتبرفی الحاجة قدر مالابدمنه ولو كان عنده طعام سنة ولواكثر لزمه بيع الزائد ان كان فيه وفاء كمافی اللباب وشرحه اھ(شامی نعمانیہ[1]، ج٢/ص ١٤٣-١٤٤/) كتاب الحج. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند

حج کے ذریعہ سے گناہ معاف ہوجاتے ہیں

سوال: ـ جس پر حج واجب ہو چکا اس نے حج کیا تو حدیث شریف کے لحاظ سے اس

[1] الدرالمختار مع الشامی کراچی ص ٤٥٥-٤٦٥/٢، کتاب الحج، تاتارخانیہ ص ٤٢٩ تا ٤٣٣/٢، اول کتاب الحج، مطبوعہ کراچی، المحیط البرہانی ص ٣٩١ تا ٣٩٣/٣، کتاب المناسک، الفصل الاول، مطبوعہ ڈابھیل.

D:\f.m.3\haj ke Sharaet ۳٦۸

کیلئے شفاعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پرواجب ہوجاتی ہے، اوراس کے پچھلے گناہ معاف ہوجاتے ہیں، جیسے کہ ماں کے پیٹ سے دوبارہ پیدا ہوا ہو، حج کے بعد جو کچھ گناہ بقیہ عمر میں ہوتے ہیں، تو مرنے کے بعد اسی سے باز پرس یعنی حساب وکتاب پیدائش سے تا موت کا ہوگا، یا حج کے بعد سے موت تک جتنے گناہ کئے محض اس کی سزا بھگتنی ہوگی، اور پیشتر کے گناہ بوجہ حج کے معاف ہوجائیں گے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

جن گناہوں کی معافی کی بشارت حج کرنے پردی گئی ہے حج کرنے سے انکی باز پرس نہیں ہوگی، کیونکہ وہ معاف ہوچکے[۱] اور بعد حج جو گناہ کئے ہیں، انکی معافی گذشتہ حج سے کسی حدیث میں مذکور نہیں، لہٰذا اگر توبہ نہیں کی تو ان کی باز پرس ہوگی؟ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

کیا حج سے قضا نمازیں معاف ہوجائیں گی

سوال:۔ زید نے اپنی عمر میں بہت سی نمازیں چھوڑ دیں اب وہ حج کرنے جارہا ہے تو کیا حج کرنے سے اس کی نمازیں (جو نمازیں نہیں پڑھیں ہیں) معاف ہوجائیں گی؟ ہمارے بعض احباب تو یہی کہتے ہیں اور ثبوت میں حدیث پیش کرتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

حج کرنے سے دین معاف نہیں ہوتا، نہ اللہ کا دین اور نہ بندے کا دین، مثلاً اگر کسی

---

[۱] الحج یھدم ماکان قبلہ من الصغائر وکذا الکبائر دون الحقوق کالدین والمغصوب وقضاء الصلوٰۃ ونحوھا نعم مایتعلق بھا من الکبائر کالمطل وفعل الغصب وتاخیر الصلوٰۃ تسقط واما نفس الحقوق فلا قایل بسقوطھا عند القدرۃ علیھا بعد الحج فاذا مطل اواخر قضاء الصلوٰۃ بعدہ اثم اجماعاً. (غنیۃ الناسک، ص ۱۰۳ /) خاتمہ فی فضائل الحج. مطبوعہ خیریہ میرٹھ، مرقاۃ شرح مشکوۃ ص ۱٦۸ /۳، کتاب المناسک، الفصل الاول، مطبوعہ بمبئی، شامی کراچی ص ٦۲۳ /۲، کتاب الحج، مطلب فی تکفیر الحج الکبائر.

کے ذمہ کسی کا قرض ہو تو حج کرنے سے وہ معاف نہیں ہوتا، اسی طرح کسی کے ذمہ کسی کا قرض ہو تو حج کرنے سے وہ معاف نہیں ہوتا، اسی طرح کسی کے ذمہ کچھ فرض نمازیں ہو یا فرض روزے ہوں یا فرض زکوٰۃ ہو، تو حج کرنے سے یہ نماز، روزہ، زکوٰۃ کچھ بھی معاف نہیں ہوں گے[۱] یہ اللہ کا دین ہے، دین کا معاف نہ ہونا حدیث شریف میں موجود ہے[۲]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

صاحب استطاعت کو حج کے لئے بھیجنا

سوال:۔ بیوی کے حالات خراب ہونے پر مجھے اس سے ناراضگی پیدا ہوگئی اب وہ

---

[۱] قال فی البحر فلیس معنی التکفیر کمایتوهمه کثیر من الناس ان الدین یسقط عنه وکذاقضاء الصلوٰۃ والصوم والزکوٰۃ اذ لم یقل احدبذٰلک ،شامی کراچی ج۲/ ص ۶۲۷/ مطلب فی تکفیر الحج الکبائر .

[۲] عن عبداللّٰہ بن عمر وان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال یغفر للشھید کل ذنب الا الدین رواہ مسلم (مشکوٰۃ ،ص ۲۵۲/ کتاب البیوع.

ترجمہ:۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا شہید کا ہر گناہ معاف کردیا جاتا ہے، سوائے دین کے۔

تنبیہ :۔ حدیث شریف میں دین کا معاف نہ ہونا، حدیث شہید وارد ہے اور حج کے متعلق حدیث عباس بن مرداس میں ہے

”ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم دعالامته عشیة عرفة بالمغفرة فاجیب انی قدغفرت لھم ماخلاالمظالم فلما اصبح بالمزدلفة اعاد والدعاء فاجیب الی ماسأل، الحدیث“ (ابن ماجه ،ص ۲۱۶/ باب الدعاء ابواب المناسک، مطبوعه رشیدیه دهلی)

میرے پاس اپنے گھر سے آنا چاہتی ہے تو میں نے کہلا بھیجا کہ تو حج کو جا کر آ تب میں تجھے گھر میں رکھوں گا اس سے پہلے تو گھر میں نہیں آسکتی اور تو میری صورت نہیں دیکھ سکتی اور میں تیری صورت نہیں دیکھ سکتا، میرا حج کی شرط لگانا صحیح ہے یا نہیں کیونکہ حج کرنے سے گناہ معاف ہوجاتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اگر اس پر حج فرض ہے تو ضرور حج کو بھیجنا چاہئے[1] اگر یہ توقع ہو کہ حج کے ذریعہ سے ہی اسکی اصلاح ہوگی، بغیر اس کے اصلاح نہ ہوگی، تو پہلے حج کرالیا جائے، اگر اس کو ندامت ہے، اور اپنی غلطی پر شرمندہ ہے تو حج سے پہلے بھی بلا سکتے ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

حکومتِ سعودیہ کے حکم پر حج دو دن پہلے

سوال:- اس سال ۲۹ /ذیقعدہ ۱۳۹۵ھ کو رویتِ ہلال بروز پنجشنبہ اور یکم ذی الحجہ جمعہ کو ہوئی اس حساب سے یومِ عرفہ سنیچر کو تھا یہی دن وقوف عرفات و یوم الحج تھا کیا یہ حج صحیح ہے؟ ۱۰/ ذی الحجہ کو منیٰ میں جو قربانیاں دی گئیں، صحیح ہوئیں؟ کیا ان حجاج کا فریضۂ حج جوان پر فرض تھا ادا ہوگیا؟ یہ اور بات ہے کہ بہ نیت حج ابتداءِ سفر ہی سے یہ حجاج ثواب کے مستحق ہوگئے، اگر یہ حج نہیں ہوا کیونکہ حکومتِ سعودیہ کے حکم پر خاص یومِ حج سے دو دن پہلے ہوا تو کیا یہ مداخلت فی الدین نہیں؟

---

[1] الحج فرض مرة على الفور على مسلم مكلف صحيح ،بصير ذی زاد وراحلة الخ الدرالمختار علیٰ ردالمحتار، زکریا، ج۳/ص ۴۵۰-۴۵۸/باب الحج. المحیط ص ۳/۳۹۱، الفصل الاول فی بیان شرائط الوجوب، مطبوعه ڈابھیل، عالمگیری ص ۱/۲۱۶، کتاب المناسک، الباب الاول الخ، مطبوعه کوئٹه.

D:\f.m.3\haj ke Sharaet ۳۷۱

الجواب حامداً ومصلیاً!

حکومتِ سعودیہ میں جہاں تک مجھے علم ہے۔ رویتِ ہلال کا خاص کر حج سے متعلق بہت اہتمام کیا جاتا ہے۔ جہاں بھی رویت ہوئی فوراً محکمہ میں شہادت لی جاتی ہے۔ اور تمام علاقہ کے قضاۃ ثبوت فراہم کرنے کی کوشش کرتے ہیں، پھر اس ثبوت وشہادت پر پوری جرح اور گفتگو ہوتی ہے، پھر سب کو سامنے رکھ کر مل کر خود فیصلہ کرتے ہیں اور باضابطہ اس کی اطلاح دی جاتی ہے اور اعلان کیا جاتا ہے، خطبات دئے جاتے ہیں، منیٰ عرفات، مزدلفہ کے انتظامات کئے جاتے ہیں، اس اہم فریضہ کی اس کی شان کے مطابق اس کا اہتمام کیا جاتا ہے، ۸/ذی الحجہ کو منیٰ روانگی ہوتی ہے، ۹/ذی الحجہ کو عرفات میں وقوف ہوتا ہے، آفتاب غروب ہونے پر وہاں سے واپسی ہوتی ہے، مزدلفہ میں مغرب وعشاء پڑھتے ہیں، پھر طوافِ زیارت ۱۰/کو یا ۱۱/کو یا ۱۲/کو جب جب موقع ہوا کرتے ہیں، اضحیہ کا سلسلہ بھی تین دن جاری رہتا ہے، یہ عام نظم ہے، اپنے کسی ملک کی رویت اگر اس سے مختلف ہو تو اس سے مختلف ہو تو اس کی وجہ سے تمام حجاج کے حج اور قربانی کو غلط کہنا یا اس کو مداخلت فی الدین قرار دینا غلط ہے[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند، ۱۲/۲۱/۹۵ھ

جھوٹ اندراج کراکے حج ثانی کرنا

سوال:۔ سائل نے ۱۹۷۰ء میں حج بیت اللہ کا شرف حاصل کیا، امسال پھر حج کی خواہش

---

[۱] ولا عبرة باختلاف المطالع وقيل يعتبر الىٰ ما قال والاشبه ان يعتبر لان كل قوم مخاطبون بما عندهم والفصال الهلال عن شعاع الشمس يختلف باختلاف الاقطار كما ان دخول الوقت و خروجه يختلف باختلاف الاقطار حتى اذا ازالت الشمس فى المشرف لا يلزم منه ان تزول فى المغرب الخ، زيلعى ص ۱/۳۲۱، كتاب الصوم، مطبوعه امداديه ملتان، مراقى مع الطحطاوى ص ۵۴۱، كتاب الصوم، فصل فيما يثبت الهلال الخ، مطبوعه مصرى.

ہے، ارادہ ہے کہ کلکتہ سے جہاں میرے ایک چچازاد بھائی بسلسلۂ تجارت مقیم ہیں، وہاں سے حج کی درخواست دوں، مگر ایک دشواری یہ ہے کہ درخواست کے فارم میں ایک سوال یہ چھپا ہوتا ہے کہ کیا آپ نے اس سے پہلے کبھی حج کیا ہے؟ اگر جواب اثبات میں دیا جائے تو درخواست منظور ہونے میں دشواری ہوتی ہے، بلکہ منظور ہونے کی امید ہی نہیں رہتی، اگر نفی میں جواب دیں تو یہ جھوٹ ہے، دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا حج کا شرف حاصل کرنے کے لئے اتنا جھوٹ بولنے کے سلسلہ میں معذور قرار دیا جاسکتا ہوں، جبکہ جھوٹ کو جھوٹ اور غلط سمجھتا ہوں، بعض علماء کا خیال ہے کہ یہ سوال مذہبی معاملات میں مداخلت ہے، لہٰذا اس سوال کے آگے × نشان اس نیت سے بنادے کہ میں اس سوال کا جواب نہیں دیتا، وہ سمجھیں گے کہ اس نے حج نہیں کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

عمر بھر کا سوال نہیں ہوتا، بلکہ پانچ سال کا سوال ہوتا ہے، آپ نے پانچ سال میں حج نہیں کیا ہے، پس آپ کا اس میں انکار لکھ دینا صحیح ہوگا، جھوٹ نہیں، نیز جب آپ کلکتہ سے جارہے ہیں تو وہاں سے آپ نے کبھی بھی حج نہیں کیا، یہ بات بھی صحیح ہے، جھوٹ کی ضرورت نہیں[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۲/۶/۱۲ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۹۲/۶/۱۳ھ

دروغ حلفی کر کے حج ثانی کرنا

سوال:۔ حج کے لئے یہ پابندی ہے کہ ایک مرتبہ حج کرنے کے بعد پانچ سال تک وہ

[1] نعم المعاریض تباح بغرض حقیقی (شامی کراچی ص ۶/۴۲۸، کتاب الحظر والاباحة، فصل فی البیع.

حج کے لئے نہیں جا سکتا، حکومت نے اس سلسلہ میں ایک حلف نامہ بھی جاری کیا ہے، اگر ان پابندیوں کے باوجود کسی صورت سے ہم حج کے لئے چلے جائیں تو گناہ تو نہیں ہوگا، اور حج ادا ہوگا کہ نہیں؟ حلف نامہ میں غلط بیانی کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

دروغ، زبانی ہو یا تحریری، بہرحال دروغ ہے اور دروغ حلفی اس سے بھی زیادہ قبیح اور شنیع ہے[۱] حج بدل کے لئے ایسے آدمی بھی بسہولت مل سکتے ہیں جن کے لئے حلفیہ دروغ بیانی کی ضرورت نہیں اور قانونی رکاوٹ بھی ان کے لئے نہیں ہوگی، پھر قانون کی مخالفت تو اور بھی خطرناک ہے، جعل کھل جانے پر مال وعزت دونوں کا خطرہ ہے، ایسا خطرہ مول لینا قرین دانشمندی نہیں[۲] تاہم حج فرض ادا ہو ہی جائے گا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

حج کی عرضی میں یہ قید کہ میں نے اتنی مدت سے حج نہیں کیا

سوال:۔ گذشتہ چند سالوں سے حکومت کے حج بیت اللہ کمیٹی کوٹہ مقرر کر دینے کی وجہ

---

[۱] وان حلف علی کاذب راجعت عمداً............یاثم بها فتلزمه التوبة (شامی کراچی، ج۳/ ص۷۰۵/ مطلب فی حکم الحلف بغیره تعالیٰ، کتاب الایمان. هندیه کوئٹه ص۵۲/۲، کتاب الایمان، الباب الاول، سکب الانهر علی مجمع الانهر ص۲۶۱/۲، کتاب الایمان، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

[۲] عن حذیفة قال قال رسول الله ﷺ لاینبغی للمؤمن ان یذل نفسه قالوا وکیف یذل نفسه قال یعترض من البلاء لمالایطیق (ترمذی شریف، ج۲/ص۵۱/ ابواب الفتن، مکتبه اشرفی دیوبند.

ترجمه:۔ مؤمن کے لئے مناسب نہیں کہ اپنے آپ کو ذلیل کرے، عرض کیا کیسے اپنے کو ذلیل کرے گا فرمایا ایسی پریشانی کے درپے ہو جس کی طاقت نہ رکھتا ہو۔

سے مغل لائن لمٹیڈ نے حج کے فارم میں ایک دفعہ اس طرح بڑھادی ہے کہ اس سے قبل آپ نے کسی سال حج کیا تھا؟ فارم بھرنے سے قبل زندگی میں جس نے ایک مرتبہ بھی حج کیا ہو (خواہ نفلی ہو یا حج فرض) اب اگر وہ خانہ پری کے وقت صحیح حقیقت کہہ دیتا ہے، کہ میں اس سے قبل فلاں سال حج کر چکا ہوں تو پھر مغل لائن والے ایسی عرضی کو ہر سال قرعہ کے اندر پہلے سال والی عرضیوں کی فہرست میں ڈالدیتے ہیں، اب ہر سال ہر صوبہ سے اس کے مقرر کوٹہ سے زیادہ عرضیاں آتی ہیں، جو ہر سال واپس کی جاتی ہیں، چنانچہ وہ عرضیاں جو کہ تین چار سال سے مسلسل رد ہو رہی ہیں ان کو قرعہ اندازی میں ۷۰ رفیصدی تناسب سے شامل کیا جاتا ہے، (بشرطیکہ عرض میں مذکورہ بالا دفعہ اس طرح پر کی گئی ہو کہ میں نے اس سے قبل حج نہیں کیا ہے) اور جس عرضی میں صحیح حقیقت لکھدی گئی ہو، ایسی عرضی کو اگرچہ وہ تین چار سال سے مسلسل رد ہو رہی ہو، تب بھی پہلے سال والوں کی فہرست میں ڈال کر قرعہ اندازی میں بیس تیس فیصدی کے تناسب سے شامل کیا جاتا ہے، جس کی بناء پر ان کی عرضی منظور ہونے کا کوئی امکان نہیں رہتا ہے، علاوہ ازیں اب تو یہ بھی سناجارہا ہے کہ جو ایک مرتبہ حج کر چکا ہو اس کی عرضی کو قرعہ اندازی میں شامل نہیں کیا جائیگا، چنانچہ اس صورت میں تو ہمیشہ کے لئے اس کی عرضی کی نامنظوری قطعی اور یقینی ہے، مذکورہ بالا وجوہات کی بناء پر اکثر لوگ جو زندگی میں ایک مرتبہ حج کر چکے ہیں، اور وہ اپنے فارم میں یہی لکھ دیتے ہیں کہ میں نے اس سے قبل حج نہیں کیا، اب سوال یہ ہے کہ موجودہ مشکلات کے پیش نظر اگر یہ صورت اختیار نہیں کرتا تو اس کے لئے دوسری مرتبہ حج بیت اللہ کی اور کوئی دوسری شکل نہیں ہے، اور دوسرے لوگ اس طرح عذر بیانی سے فائدہ اٹھاتے ہیں، اپنی گاڑھی کمائی میں سے رقم بچا کر دوسری مرتبہ حج بیت اللہ کے لئے جانا ایک مسلمان کا خالص مذہبی معاملہ ہے، مگر حکومت نے زرِ مبادلہ بچانے کے لئے کوٹہ سسٹم کر کے پابندیاں عائد کی ہیں، یہی بات ہے کہ یہ کوٹہ سسٹم اور اس طرح کی پابندیاں تو شریعت اسلامیہ کے بالکل مخالف ہے، لہٰذا دوبارہ زیارتِ حرمین

شریفین کی تمنا اور شوق میں صحیح حقیقت چھپا کر اس طرح خانہ پری کی شرعاً اجازت اور گنجائش ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

حج عظیم عبادت ہے جسکے ذریعہ سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں[۱] جھوٹ گناہ ہے[۲]، عبادت کیلئے گناہ کی اجازت نہیں، ویسے بھی خلاف قانون چیز کا ارتکاب اپنے مال اور عزت کو خطرہ میں ڈالنا ہے، جو قرین دانشمندی نہیں[۳] بعض حضرات نے ایسا کیا ہے اور ان کا روپیہ واپس نہیں ہوا، بلکہ معلوم ہونے پر جرم کی وجہ سے ضبط ہو گیا، اور ان کا نام مستقلاً درج کر لیا گیا کہ یہ دروغ حلفی کے مجرم ہیں، سخت قوانین بننے کی وجہ بھی ہمارے ہی اعمال وسیئات ہیں، اگر حج کو جانے والے واقعۃً حج وعبادت ہی کی نیت سے جائیں، اور وہاں کے آداب کی رعایت رکھیں تو غالباً سخت گیری کی نوبت نہ آئے، مگر جب وہاں سے خلاف قانون سامان چھپا کر لائیں اور رشوت کے باوجود مخبری ہو کر کسٹم پر پکڑے جاتے ہیں، تو بڑی ذلت ہوتی ہے، اور دوسرے حجاج بھی بدنام ہوتے ہیں، اللہ پاک اخلاص دے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۲/۱۱/۹۰ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دار العلوم دیوبند ۹۰ھ

---

[۱] ان الحج یھدم ما کان قبلہ الحدیث، مشکوٰۃ شریف، ص ۱۴/ کتاب الایمان. طبع یاسر ندیم دیوبند، من حج للہ فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدتہ امہ (بخاری شریف ص ۲۰۶/۱، کتاب المناسک، باب فضل الحج المبرور، طبع مکتبہ اشرفیہ دیوبند.

[۲] وان الکذب فجور. الحدیث، مشکوٰۃ شریف ص ۴۱۲/ باب حفظ اللسان والغیبۃ والشتم. شامی کراچی ص ۴۲۷/۶، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ہندیہ کوئٹہ ص ۳۵۲/۵، کتاب الکراھیۃ، الباب السابع عشر فی الغناء واللھو وسائر المعاصی الخ.

[۳] ولاتلقوا بایدیکم الی التھلکۃ الایۃ. سورۂ بقرہ آیت: ۱۹۵، عن حذیفۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا ینبغی للمؤمن ان یذل نفسہ قالوا وکیف یذل نفسہ قال یعترض من البلاء لما لا یطیق (ترمذی شریف ص ۲/۵۱، ابواب الفتن، طبع مکتبہ اشرفی دیوبند.

ترجمہ:۔ اور اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں تباہی میں مت ڈالو۔

D:\f.m.3\haj ke Sharaet ۳۷۶

سعودیہ میں رہ کر حج کرے اور بھارت پاکستان سے حج

سوال:۔ایک شخص بسلسلہ روزگار سعودیہ میں مقیم ہے، اور وہ کتنے حج کرسکتا ہے، اور آیا اس کا حج اس طرح مقبول حج ہوگا جس طرح کہ ایک شخص پاکستان یا بھارت سے حج کے لئے سفر کرتا ہے، اور مزید یہ کہ یہ شخص اگر مدینۃ النبیؐ میں مقیم ہے کیا اس کا حج بھی اتنا ہی مقبولیت والا ہے، جتنا کسی دوسرے ملک سے سفر کرنے والے کا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

ہر سال بھی حج کرسکتا ہے، مدینہ طیبہ سے بھی ہر سال حج کرسکتا ہے[1] مقبولیت کے سلسلہ میں دو چیزیں ہیں ایک مال زیادہ خرچ کرنا اور سفر بعید کی مشقت برداشت کرنا[2] یہ چیز تو ظاہر ہے کہ پاکستان اور بھارت والوں اور دوسرے ممالک بعید والوں کے لئے زیادہ ہیں، دوسری چیز ہے رضاء باری تعالیٰ اس کا مدار اخلاص پر ہے، جس میں اخلاص زیادہ ہوگا، وہ زیادہ خوشنودی کا ذریعہ ہوگا[3] اخلاص ایک قلبی کیفیت ہے جس کا علم خدائے پاک کو ہے[4]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۷/۱۴۰۰ھ

---

[1] وادائـه فـي الـعمرمرة لان سببه البيت وهو واحد ومازاد فتطوع هذا عندنا وعند الشافعیؒ الـحـج لايـوصف بـالـنفلية بالمرة الاولیٰ فرض عين ومازادففرض كفاية لان من الفروض الـكـفـاية ان يـحـج البيـت كـل عام .غنية الناسک ص ۱، مقدمه فی تعريف الحج، مطبوعه خيـريـه ميـرٹـھ، البـحـرالـرائق كوئٹه ص ۲/۳۰۹، كتاب الحج، الدرالمختار مع الشامی زكريا ص ۳/۴۵۲، كتاب الحج.

[2] الاجـر عـلـى قـدر النصب، كشف الخفاء ص ۴۹/ج ۱، باب الهمزة مع الجيم، مطبوعه دارا احيـاء التراث العربی بيروت، بخاری شريف، ص ۲۴۰/ ۱، ابـواب العمرة، باب اجر العمرة على قدر النصب، مطبوعه اشرفية ديوبند.

[3] والقبول المترتب عليه الثواب يبتنی ...... **(باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)**

D:\f.m.3\haj ke Sharaet ۳۷۷

بیوی سے کیا گیا حج کا وعدہ کیا شوہر کے حق میں مانع ہے

سوال:۔سائل نے اپنی بیوی سے اس بات کا وعدہ کیا تھا کہ وہ اسکو ایک بار حج کرا دیگا، لیکن بیوی اس پوزیشن میں نہیں ہے کہ مروجہ قانون کے مطابق اس کو اجازت سفر مل جائے، تو کیا یہ امر سائل کے حج میں مانع ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

بیوی کا اس پوزیشن میں نہ ہونا آپ کیلئے حج سے مانع نہیں ہے[1]۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

بیوی کو حج کے لئے ساتھ لیجانا کب ضروری ہے

سوال:۔زید حج بیت اللہ کیلئے جارہا ہے، اس کی بیوی کے پاس ایک ہزار روپے نقد موجود ہیں، جو کرایہ وغیرہ کیلئے کافی ہوگا، مگر زادراہ کا روپیہ اسکے پاس نہیں ہے، اسکی بیوی زید سے تقاضا کرتی ہے کہ آپ گھر رہنے کی صورت میں میرے نان ونفقہ کا انتظام کریں گے،

(حاشیه صفحه گذشته) ...... علی اشیاء کحل المال والاخلاص،شامی، ج۲/ ص۴۵۲ / (مکتبه رشیدیه دیوبند) مطلب فیمن حج بمال حرام.(شامی نعمانیه، ص ۱۴۰ /۲.

[۲] عن الحسن البصری قال قال رسول اللهﷺ یقول الله تعالی الاخلاص سرٌ من سری استودعته قلب من احببته من عبادی، اتحاف السادة شرح احیاء علوم الدین ص۴۳–۴۴/ ۱۰، کتاب النیة والاخلاص الباب الثانی فی الاخلاص، فضیلة الاخلاص، مطبوعه دارالفکر، انه علیم بذات الصدور الآیة، سورۂ الزمر رقم الآیة:۷.

ترجمہ:– وہ دلوں تک کی باتوں کا جاننے والا ہے (بیان القرآن)

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] وفی الکبیر عن التتمه من علیه الحج ومرضت زوجته لایکون عذرا فی التخلف عن الحج. (غنیة الناسک فی بغیة المناسک ص۲، مرض الزوجة لایکون عذراً، مطبوعه الخیریة میرٹھ.

وہی روپیہ مجھے دیدیجئے تا کہ آپ کے ہمراہ میں بھی حج کو چلوں، تو کیا ایسی صورت میں زید کی بیوی پر حج فرض ہوجاتا ہے، کیا زید کی بیوی اپنے مطالبہ نان ونفقہ میں حق بجانب ہے، کیا زید پر واجب ہے کہ بیوی کے زادراہ کا انتظام کر کے اپنے ہمراہ حج کیلئے لیجائے، اگر زید زحمت کی وجہ سے بیوی کو ساتھ لیجانے سے گریز کرے تو کیا وہ گنہگار ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلياً:۔

جب کہ زید حج کو جارہا ہے، اور بیوی کے پاس خرچ راہ اور کرایہ آمدورفت موجود ہے، تو بیوی کا نان ونفقہ ساقط ہونے کی کوئی وجہ نہیں، اگر بیوی نہ جاتی تو زید کے ذمہ لازم تھا کہ اس کو نان ونفقہ دیکر جاتا البتہ ساتھ جانے کی صورت میں وہ نان ونفقہ لازم ہوگا، جو حضر میں لازم ہوتا، سفر کی وجہ سے جس قدر نان نفقہ زائد خرچ ہوگا، اس کی ذمہ داری زید پر نہیں، زید کے ذمہ لازم ہے کہ اس کو ساتھ لیکر جائے، جب کہ بیوی کا حج حج فرض ہو ''ولو حجت معه فلها نفقة الحضر لاالسفر وعن الثانی لوارادت حجة الاسلام یومر الزوج معها بالانفاق علیها کما فی المحیط اھ سکب الانهر، ج ۱/ ۴۹۸'' [۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند

حج ثانی کے لئے پانچ سال کی قید

سوال:۔ حکومت ہند نے حج کے سلسلہ میں یہ قید لگا رکھی ہے کہ ایک مرتبہ آدمی حج کرنے بعد پانچ برس تک حج کو نہیں جاسکتا ہے، ایسی قید کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ ایک حلف

[۱] سکب الانهر علیٰ مجمع الانهر، ج۲/ص ۱۸۱/(مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت) باب النفقة. المحیط البرهانی ص۲۷۸/۴، کتاب النفقة، الفصل الاول من یستحق النفقة من الزوجات، عالمگیری ۵۴۶/۱، الباب السابع عشر فی النفقات، الفصل الاول فی نفقة الزوجة، مطبوعه کوئٹه.

نامہ بھی بھرنا پڑتا ہے، کہ میں حلفیہ کہتا ہوں کہ پانچ برس میں سے کسی سال بھی حج کو نہیں گیا ہوں، کیا اس پابندی میں توریہ کی کوئی شکل ہوسکتی ہے؟ یہ شخص گذشتہ دو سال پہلے حج بدل میں جاچکا ہے، اب اپنا حج فرض ادا کرنا چاہتا ہے، مگر یہ حلف والی شرط درپیش ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

ایسی پابندی لگانے کا کوئی شرعاً حق نہیں، جھوٹی قسم کھانا اور جھوٹے حلف نامہ پر دستخط کرنا گناہ ہے[۱]، اگر کوئی توریہ میں یہ نیت کرے کہ گذشتہ پانچ سال میں اپنے حج فرض کو نہیں گیا، تو نیت صحیح ہوسکتی ہے، جبکہ اپنا حج فرض ادا نہیں کیا[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۵/۶/۸۹ھ

حج کے لئے بدلا ہوا روپیہ ناکافی ہو تو اپنا دوسرا انتظام کرنا

سوال:۔ زید نے فریضۂ حج ادا کرنے کی نیت کی ہے، یہ سفر رمضان سے ۵/ ماہ قبل کا ہوگا، حکومت سے ۱۵۷۵/ روپیہ ملیں گے، جس کے ۹۲۹/ ریال ملیں گے، جبکہ صرف حج کا خرچہ ۹۴۶/ ریال بتلایا گیا ہے، یہ رقم سفر میں بالکل ناکافی ہے، کیا اس کے لئے جائز ہوسکتا ہے کہ سعودی عرب میں اخراجات کی کفایت کے لئے اپنے طور پر کوئی دوسرا انتظام کرے؟ برائے کرم فوری جواب سے نوازیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اپنے طور پر دوسرے انتظام کی اجازت ہے، مگر قانونی تحفظ کا لحاظ کرلیا جائے، کہ کوئی

---

[۱] الکبائر الاشراک باللّٰہ وعقوق الوالدین وقتل النفس والیمین الغموس رواہ البخاری وفی روایة انس وشهادة الزور بدلُ الیمین الغموس متفق علیه، مشکوٰة شریف، ص۱۷، طبع یاسر ندیم دیوبند.

[۲] نعم المعاریض تباح بغرض حقیقی. شامی، ج۷/ ص ۳۰۳/ مکتبه رشیدیه. باب الحظر والاباحة فصل فی البیع) مطبوعه کراچی، ج۶/ ص۴۲۸/.

D:\f.m.3\haj ke Sharaet ۳۸۰

مصیبت نہ آئے[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ مفتی دارالعلوم دیوبند

حج کے بعد مالی پوزیشن صفر ہونے کی حالت میں حج

سوال:۔ سائل کی مالی حیثیت اتنی ہے کہ بیوی کا مہر ادا کرنے کے بعد اور اہل وعیال کے خرچہ کے بعد بہ آسانی حج کے اخراجات پورے ہوسکتے ہیں، تو کیا حج فرض ہوجاتا ہے، گوکہ حج کے بعد مالی پوزیشن صفر ہوجائے گی؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اس صورت میں حج فرض ہوگا ''تلک القدرة فاضلة عن نفقته ونفقة عياله الیٰ حين عودة وقيل بعده بيوم و قيل بشهر، (طحطاوی[۲]) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

وقوف مزدلفہ

سوال:۔ اگر ہجوم کیوجہ سے عورتیں اور ضعیف مردوں کو تکلیف کا اندیشہ ہو اور مزدلفہ کا

---

[۱] ''ولاتلقوا بايديكم الیٰ التهلكة ''الاية، سورهٔ بقره، آيت:۱۹۵،

ترجمہ:۔اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں تباہی میں مت ڈالو!

عن حذيفة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا ينبغى للمؤمن ان يذل نفسه قالوا وكيف يذل نفسه قال يتعرض من البلاء لما لا يطيق، ترمذی شريف ص ۲/۵۰، باب بلاترجمة، ابواب الفتن، مطبع مكتبه رشيديه دهلى.

[۲] طحطاوی على المراقی ،ص ۵۹۸/كتاب الحج. مطبوعه مصر، الدرالمختار مع الشامی زكريا ص ۳/۴۶۲، كتاب الحج، مطلب فی قولهم يقدم حق العبد على حق الشرع الباب الاول فی تفسير الحج وفريضته ووقته وشرائطه.

D:\f.m.3\haj ke Sharaet ۳۸۱

قیام نہ کریں، تو دم واجب نہیں ہوگا، کیا بالکل ہی مزدلفہ نہ جائیں اور جہاں مغرب کا وقت ہو مغرب کی نماز پڑھیں اور عشاء کے وقت عشاء کی نماز پڑھیں تو کیا یہ بلا کراہت جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

صبح صادق سے سورج نکلنے تک ذرا سی دیر بھی وقوف کرلیا خواہ سوتے یا جاگتے بلکہ وہاں سے گذرنے سے بھی وقوف ہوکر واجب ادا ہوجائیگا، صبح صادق سے پہلے مزدلفہ میں ٹھہرنے سے واجب ادا نہیں ہوگا، اور ترک واجب کی وجہ سے دم لازم ہوگا[۱]، اگر رات کو مزدلفہ نہیں پہنچ سکا حتی کہ صبح صادق ہوگئی، اس وقت ہی پہنچا تو اس پر دم لازم ہے، سورج نکلنے میں جب دو رکعت کی مقدار وقت باقی رہ جائے اس وقت تک ٹھہرنا سنت مؤکدہ ہے[۲]، لیکن ضعیف مرد اور عورت اگر صبح صادق ہوتے ہی نماز فجر پڑھ کر منیٰ کیلئے روانہ ہوجائے تو ان کیلئے اجازت ہے بلکہ جو زیادہ ضعیف ہو اور برداشت نہ کرسکیں وہ اگر اندھیرے ہی میں صبح صادق سے بھی پہلے روانہ ہوجائیں، تو ان پر عذر کی وجہ سے دم لازم نہیں[۳] آئے گا، اگر وقوف مزدلفہ نہ کرنا ہو تو نماز اپنے وقت پر پڑھی جائے، جمع نہ کی جائے[۴]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] ثم وقت الوقوف فیها من حین طلوع الفجر الیٰ ان یسفر جدا فاذا طلعت الشمس خرج وقته ولو وقف فیها فی هذا الوقت اومربها جاز کمافی الوقوف بعرفة وقبله اوبعده لایجوز ولوجاوز حدالمز دلفة قبل طلوع الفجر فعلیه دم لترک الوقوف بها الا اذاکانت به علة اومرض اوضعف فخاف الزحام فدفع منها لیلا فلا شئی علیه کذافی السراج الوهاج عالمگیری، ج ۱/ص ۲۳۱/ الباب الخامس فی کیفیة اداء الحج، شامی کراچی ص ۲/۵۱۱، کتاب الحج، مطلب فی الوقوف بمزدلفة، غنیة کراچی ص ۸۹، فصل فی شرائط الوقوف بها.

[۲] وهذا الوقوف من الواجبات عندنا ولیس برکن حتی لو ترکه یلزمه الدم ولکن یجزیه الحج وروی محمد ...... (باقی حواشی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

D:\f.m.3\haj ke Sharaet ۳۸۲

ایضاً

سوال:۔ اگر تندرست مرد عورتوں اور بوڑھے مردوں کے ساتھ کسی وجہ سے مزدلفہ نہ ٹھہریں تو اس کو دم دینا ہوگا، ایسی صورت میں عورتیں اور بوڑھے مرد کس طرح تنہا عرفات سے منیٰ اپنے خیمہ میں جاسکتے ہیں، اگر دوسرے تندرست آدمی بھی ان معذوروں کو لیکر عرفات سے منیٰ جا کر ان کو وہاں چھوڑ کر واپس آنا چاہیں، تو آج کل بہت ہجوم کی وجہ سے مزدلفہ میں آنا اور قیام کرنا مشکل ہوجائے گا، اور دوسرے ساتھیوں کو تلاش کرنا ناممکن ہوگا، بہتیری عورتیں تنہا منیٰ میں رہیں گی، آج کل فتنہ کے زمانہ میں ان کی عزت وآبرو کا ڈر ہے، بعض عورتیں تنہائی میں گھبراتی ہیں، اور عورتوں اور بوڑھے مردوں کو جس طرح بھی ہو مزدلفہ کا قیام کرانا چاہئے، اور اگر ان کو منیٰ میں پہنچانا ضروری ہوتو پھر ساتھی تندرست مرد اور عورت

(حواشی صفحه گذشته) ...... عن ابی حنيفة رحمهما الله انه حد حد الاسفار فقال اذااسفر بحيث لم يبق الى طلوع الشمس الامقدار مايصلی ركعتين يذهب وی فی الخلاصة ومن لم يكن هٰذه الليلة بالمزدلفة عليه دم ان لم يأتها قبل طلوع الشمس جبراً للنقصان، تاتارخانيه كراچی ص ۴۵۹-۴۶۰ /۲، الوقوف بمزدلفة، عالمگيری، ج ۱/ ص ۲۳۱/ الباب الخامس فی كيفية اداء الحج، شامی، ج ۲/ ص ۱۹۳/ مطلب فی الوقوف بمزدلفة.

۳؎ الا اذا كان لعذر بان يكون به ضعف او علة او كانت امرأة تخاف الزحام فلا شی عليه، غنية الناسک كراچی ص ۸۹، فصل فی شرائط الوقوف بها، شامی كراچی ص ۵۱۱/۲، كتاب الحج، مطلب فی الوقوف بمزدلفة، عالمگيری كوئٹه ص ۲۳۱/۱، الباب الخامس فی كيفية اداء الحج.

۴؎ والحاصل ان من عزم على عدم المرور بالمزدلفة تلک الليلة فعليه ان يصلی كل صلاة فی وقتها لعدم استكمال شروط الجمع ارشاد الساری الی مناسک الملا علی القاری ص ۱۴۵، فصل فی الجمع بين الصلاتين، يستحب التعجيل فی هذا الجمع، طبع المكة المكرمه، شامی زكريا ص ۵۲۶/۳، كتاب الحج، مطلب فی اجابة الدعاء، غنية الناسک كراچی ص ۸۸، فصل وشرائط هذا الجمع ستة.

D:\f.m.3\haj ke Sharaet ۳۸۳

بھی مزدلفہ کا قیام بوجہ مجبوری ترک کردیں، کیا یہ ترک قیام مزدلفہ مجبوری میں جائز ہوگا، ورنہ معذور اور غیر معذور سب ایک ہی جگہ مزدلفہ میں رہیں اور صبح صادق میں قیام کر کے مزدلفہ سے روانہ ہوجائیں؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

بہتر یہی ہے، کہ سب مزدلفہ میں قیام کریں، ضعیفوں کی وجہ سے زیادہ نصرت ہوگی ''ھل تنصرون الابضعفائکم''[۱]، اگر یہ صورت نہ ہوسکے تو ان ضعیفوں کی نگرانی وحفاظت کی خاطر جو تندرست اس وقوف سے پہلے (رات ہی میں) چلا جائے، تو وہ دم دیدے[۲]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

منیٰ سے روانگی

سوال:۔اس کا مسئلہ بھی بہت مشکل ہے، بوڑھے ضعیف مردوں اور عورتوں کیلئے دس

---

[۱] (من حديث سعدبن ابی وقاص حلية الاولياء، ج۸/ص۲۹۰/ ابو مسعود الموصلی، مطبوعه دارالفكر بيروت، كنز العمال، ج۳/ ص۱۷۳/ الرحمة بالشيوخ والضعفاء، مطبوعه مؤسسة الرسالة بيروت، راجع صحيح البخاری، ج۱/ص۴۰۵/ كتاب الجهاد) باب من استعان بالضعفاء الصالحين فی الحرب، مطبوعه اشرفی ديوبند.

ترجمه:۔ضعیفوں کی وجہ سے ہی تمہاری نصرت کی جاتی ہے۔

[۲] لكن لو تركه بعذر كزحمة بمزدلفة لاشئی عليه وفی الشامية تحته الااذاكان لعلة اوضعف اويكون امرأة تخاف الزحام فلاشئی عليه الخ درمختار مع الشامی ج۲/ ص۱۹۳/ كتاب الحج، مطلب فی الوقوف بمزدلفة، عالمگيری كوئٹه ص۱/۲۳۱، الباب الخامس فی كيفية اداء الحج، غنية الناسک كراچی ص۸۹، فصل فی شرائط الوقوف بها، وهذاالوقوف عندنا واجب وليس بركن حتی لوتركه بغير عذر يلزمه دم الجوهرة النيرة، ج۱/ص۲۳۳/ كتاب الحج. تاتارخانيه كراچی ص۲/۴۵۹، الوقوف بمزدلفة، غنية كراچی ص۸۹، فصل فی شرائط الوقوف.

ذی الحجہ کو ضعیف مرد اور عورت رات میں جبکہ ہجوم کم ہوجاتا ہے قیام کریں، صبح صادق سے پہلے پہلے تک اس طرح گیارہ ذی الحجہ کو قیام مغرب کے بعد سے بارہ ذی الحجہ کو تقریباً سب ہی حجاج کرام منیٰ سے واپس ہوجاتے ہیں، اگر مستورات کا ساتھ ہو تو مناسب بھی یہی ہے کہ بارہ ذی الحجہ میں منیٰ کو واپس جائے، اکثر معلمین خیمے بناتے ہیں، دور دور کہیں ایک خیمہ نظر آتا ہے، جو تیرہ ذی الحجہ کو قیام کرنے والوں کے لئے رہ جاتا ہے، بارہ ذی الحجہ کو اول اپنے خیمہ میں عصر کی نماز پڑھ کر مستورات کو لے جائیں، اس وقت ہجوم کم ہوجاتا ہے، اور آفتاب غروب ہونے سے پہلے پہلے حدود منیٰ چھوڑ دیتے ہیں، ورنہ صبح صادق سے پہلے تک منیٰ چھوڑنے کی گنجائش ہے، لہٰذا اگر مستورات یا ضعیف مردوں کی وجہ سے آفتاب غروب ہوجائے تو ایسی صورت میں مکروہ وقت خیال نہ کریں، اس سے فارغ ہوتے ہی روانہ ہوجائیں، کیا یہ مناسب اور درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

ایسا کرنا مکروہ ہے لیکن دم واجب نہیں ہوگا، اور مستورات وضعفاء کی رعایت سے کراہیت میں بھی تخفیف ہوجائے گی[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۱۲/۷/۹۰ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۱۲/۷/۹۰ھ

---

[1] لافرق فی ذٰلک بین المکی والآفاقی والأفضل أن یقیم ویرمی فی الیوم الرابع وإن لم یقم نفر قبل غروب الشمس فإن لم ینفر حتی غربت الشمس یکره له أن ینفرحتی یرمی فی الرابع ویسقط بنفرہٖ قبل طلوع فجر الرابع ولونفر من اللیل قبل طلوعه لاشئی علیه فی الظاهرعن الإمام وقد أساء وعنه أنه لیس لہٗ أن ینفر بعد الغروب فإن نفر لزمه دم وعلیه الائمة الثلاثة ،غنیة الناسک، ص۹۸/ فصل فی صفة رمی الجمار فی الیوم الثالث والرابع، مطبوعه ادارة القرآن کراچی، مجمع الانهر ص۱/۴۱۶، کتاب الحج، فصل، فاذا دخل مکة ابتداء بالمسجد الحرام الخ، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، مراقی الفلاح ص ۲۶۹، کتاب الحج، فصل فی کیفیة ترکیب افعال الحج، مطبوعه مکتبة الاسعدی سهارنپور.

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

باب دوم: مواقیت کا بیان

ہندوستانیوں کے لئے میقات یلملم ہے یا جدہ

سوال:۔ یلملم پہاڑی جو ہندوستانیوں کیلئے میقات ہے وہاں کے بجائے جدہ پہنچ کر احرام باندھنے میں کوئی حرج تو نہیں، کہتے ہیں جدہ بھی حرم سے باہر ہے، لہٰذا وہاں سے احرام باندھنے میں بھی کوئی حرج نہیں، مگر افضل واحسن کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

افضل واحوط یہی ہے کہ یلملم[1] سے احرام باندھا جائے، اسلاف کا معمول بھی یہی رہا ہے، گواب جغرافیائی رو سے بعض حضرات نقشے دیکھ کر یہ بتلاتے ہیں کہ جہاز میں یلملم کی محاذات بھی نہیں آتی، لہٰذا جدہ سے قبل احرام باندھنا لازم نہیں[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] ویلملم للمدنی والعراقی والشامی والنجدی والیمنی قولہٗ والعراقی أی اهل البصرة والکوفة وهم اهل العراقین وکذا سائر اهل المشرق،(الدرالمختار مع الشامی، ج ۲/ ص ۴۷۵/ مطلب فی المواقیت، مطبوعه کراچی)

[2] مناسک علی قاری میں عبارت موجود ہے! وان لم یعلم المحاذات فعلی المرحلتین من مکة کجدة المحروسة من طرف البحر،

اور ظاہر ہے کہ اہل ہند کے لئے یلملم کی محاذات کسی معتبر طریقہ سے نہیں ہوتی لہذا جدہ بھی ان کے لئے میقات ہے۔ فتاوی خلیلیه ص ۱/۹۲، کتاب الحج، مطبوعه مظاهر علوم سهارنپور، امداد الفتاویٰ زکریا ص ۲/۱۶۹، قبیل مسائل منثوره متعلقه بالحج. مزید تفصیل کے لئے جواهر الفقه ص ۱/۴۷۸، ملاحظہ فرمائیں اس میں علماء کے اختلاف آراء تفصیل کے ساتھ مدلل مذکور ہیں۔

یلملم سے احرام

سوال:۔ زید نے جہاز میں یلملم پر احرام نہیں باندھا حالانکہ دوسرے عوام اور اہل علم نے وہیں احرام باندھا اور زید کو بھی کہا لیکن زید نے جدہ پہنچ کر احرام باندھا تو کیا ایسی حالت میں احرام کے میقات سے مؤخر ہونے کی وجہ سے زید پر دم یا فدیہ لازم آئیگا، یا نہیں اگر ہوگا تو کیا لازم ہوگا، اور اس کو ہندوستان ہی میں ادا کرنا کافی ہوگا یا حرم میں بھیجنا ضروری ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

عامۃً علماء اہل ہند یلملم پر احرام باندھنے کو لازم[1] فرماتے ہیں، میقات سے بغیر احرام گذر جانا حاجی کے حق میں جنایت ہے، جس کی وجہ سے دم لازم ہوگا[2]، یعنی ایک بکری کی قربانی کیجائے گی، اور یہ قربانی ہندوستان میں کافی نہیں، بلکہ روپیہ دے کر کسی کو ذمہ دار بنادیا جائے کہ وہ حرم میں قربانی کردے[3]، یہی احوط ہے، اگر چہ بعض حضرات اس کے بھی قائل ہیں، کہ جدہ پہنچ کر احرام باندھنے کی بھی گنجائش ہے، اس لئے کہ ہندوستان سے جاتے

---

[1] ویلملم للمدنی والعراقی والشامی والنجدی والیمنی قوله والعراقی أی اهل البصرة والکوفة وهم اهل العراقین وکذا سائر اهل المشرق، (الدرالمختار مع الشامی، ج ۲/ ص ۴۷۵/ مطلب فی المواقیت، مطبوعه کراچی)

[2] وقد قدمنا انه لا یجوز مجاوز آخر المواقیت الا محرما فاذا جاوز بلا احرام لزمه دم، البحر الرائق کوئٹه ص ۳/۴۸، کتاب الحج، باب مجاوزة المیقات بغیر احرام، تاتارخانیه کراچی ص ۲/۴۷۵، الفصل الرابع بیان مواقیت الاحرام ومایلزم لمجاوزتها بغیر احرام، غنیة الناسک کراچی ص ۳۰، باب مجاوزة المیقات بغیراحرام.

[3] وکل دم یجب علی الحاج ولو هدیا یختص بالحرم لقوله تعالیٰ هدیا بالغ الکعبة المائدة: ۹۵ الخ، النهر الفائق ص ۲/۱۶۹، کتاب الحج، باب الهدی، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، تاتارخانیه کراچی ص ۲/۵۳۶، کتاب المناسک، تفسیر الهدی، مجمع الانهر ص ۱/۴۵۹، کتاب الحج، باب الهدی، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

وقت نہ یلملم درمیان میں آتا ہے، نہ یلملم کی محاذات ہوتی ہے[1]۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ہندوستان سے پانی کے جہاز سے جانے والا کہاں سے احرام باندھے

سوال:۔ ہندوستان سے پانی کے جہاز سے جانے والے حجاج کو بمطابق شرع احناف احرام کہاں سے باندھنا چاہئے ؟ کس جگہ سے واجب ہے، اور کس جگہ سے فرض؟ احناف کا فتویٰ کس پر ہے؟ بندہ حج کا ارادہ رکھتا ہے،حرم کہاں سے شروع ہوتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

پانی کے جہاز سے جانے والے کیلئے جو قدیم ایام سے راستہ تھا ،تو یلملم کی محاذات پر پہنچ کر احرام باندھا جاتا تھا، یہی ہندوستان کے اکابر علماء فقہاء کا معمول رہا ہے،اب بھی احوط یہی ہے،اگر چہ موجودہ اہل جغرافیہ کا قول یہ ہے کہ اب راستہ میں نہ یلملم آتا ہے،اورنہ اس کی محاذات آتی ہے، بلکہ جدہ سے احرام باندھنا لازم ہے[2]مگر احتیاط کا تقاضا وہی ہے،

---

[1] مناسک علی قاری میں عبارت موجود ہے! وان لم یعلم المحاذات فعلی المرحلتین من مکة کجدة المحروسة من طرف البحر،

اور ظاہر ہے کہ اہل ہند کے لئے یلملم کی محاذات کسی معتبر طریقہ سے نہیں ہوتی لہذا جدہ بھی ان کے لئے میقات ہے۔

فتاوی خلیلیه ص ۹۲ /۱ ، کتاب الحج، مطبوعه مظاهر علوم سهارنپور، امداد الفتاویٰ زکریا ص ۱۶۹ /۲ ، قبیل مسائل منثوره متعلقه بالحج.

مزید تفصیل کے لئے جواهر الفقه ص ۴۷۸ /۱ ، ملاحظہ فرمائیں اس میں علماء کے اختلاف آراء تفصیل کے ساتھ مدلل مذکور ہیں۔

[2] مندرجہ بالا حاشیہ نمبر:۱رملاحظہ ہو۔

جو اوپر مذکور ہوا[1]، وہاں جہاز سیٹی دیتا ہے، اور عامۃً حج کو جانے والے احرام باندھتے ہیں، حدود حرم جدہ سے آگے چل کر شروع ہوتے ہیں، بہتر یہ ہے کہ آپ معلم الحجاج ساتھ رکھیں، اس میں مسائل حج اور مواقیت کی پوری تفصیل مذکور ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳؍۸۹ھ

حج بدل میں ذوالحلیفہ سے احرام

سوال:۔ حج بدل میں جانے والے کیلئے حج سے پہلے مدینہ جانا اور ذوالحلیفہ (بیر علی) سے احرام باندھنا درست ہے، یا نہیں، جب کہ آمر کی میقات سمندر میں محاذات یلملم ہے، کیا اس میں آمر کا حج خراب ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اِذنِ آمر سے درست ہے[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] ویلملم للمدنی والعراقی والشامی والنجدی والیمنی قوله والعراقی أی اهل البصرة والکوفة وهم اهل العراقین وکذا سائر اهل المشرق، (الدرالمختار مع الشامی، ج۲/ ص۴۷۵/ مطلب فی المواقیت، مطبوعه کراچی)

[2] الرابع عشر (من شروط الحج عن الغیر) عدم المخالفة (شامی کراچی، ج۲/ص۶۰۰/ کتاب الحج، مطلب شروط الحج عن الغیر عشرون)

الرابع عشر ان یحرم من میقات الآمر لو امره بالحج واطلق عن ذکره المیقات لان الامر بالحج تضمن الامر بایقاع احرامه من المیقات، غنیة الناسک ص۱۷۸، الرابع عشر ان یحرم من میقات الآمر، مطبوعه خیریه میرٹھ. وان اوصی ان یحج عنه من موضع کذا من غیر بلده یحج عنه من ثلث ماله من ذلک الموضع الذی بین قرب من مکة او بعد عنها لان الاحجاج لا یجوز الا بامره فیتقدر بقدر امره، بدائع الصنائع کراچی ص۲۲۳/۲، کتاب الحج، فوات الحج، فصل واما بیان حکم فوات الحج، ارشاد الساری الی مناسک الملا علی القاری ص۴۸۳، فصل فی شرائط جواز الحج، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

جو شخص مکہ سے جدہ آئے کسی ضرورت کے لئے پھر مکہ واپس جانے کے لئے کیا احرام کی ضرورت ہے

سوال:۔اگر جدہ کو میقات مانا جائے،تو مکہ سے جو لوگ کام کاج کے لئے جدہ آتے ہیں،جدہ سے مکہ واپس ہوتے وقت احرام لازم نہ ہونا،جواب تحریر فرمایا گیا ہے،اس کی وجہ کیا ہے،کہ میقات میں رہنے والا اور جوان کے حکم میں ہو کسی ضرورت کے لئے مکہ جائے تو احرام ضروری نہیں ہوتا،بعض لوگوں کا خیال یہ تھا کہ جب میقات پر واپس آ گیا ہے،تو پھر سے احکام دخول مکہ کے لئے دوسرا احرام ضروری ہوگا،مہربانی فرما کر دونوں مسئلوں کا جواب روانہ فرمائیں؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

جس مقام سے بغیر احرام کے آگے حرم کی طرف جانا نہیں،اس مقام سے خروج کے بعد بغیر احرام دوبارہ مکہ معظّمہ جانا درست نہیں،اگر جدہ کو بالفرض میقات تسلیم کیا بھی جائے، تو جب جدہ سے نکل جائے گا،پھر دوبارہ داخل ہونا پایا جائے گا،تو دوبارہ احرام باندھنا لازم ہوگا،محض جدہ میں داخل ہونے کی وجہ سے دوبارہ احرام لازم نہیں ہوگا،میقات سے تجاوز جب ہوگا کہ جدہ سے دوسری طرف نکل جائے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۷/۸۷ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ ۱۸/۷/۸۷ھ

---

[1] وکذا البستانی اوالمکی اذاخرج الی الآفاق صار حکمه حکم اهل الآفاق لاتجوزله مجاوزة میقات اهل الآفاق وهویرید مکة اوالحرم الا محرماً.غنیة الناسک کراچی ص ۲۹، فصل وقد یتغیر المیقات بتغیر الحال، شامی زکریا ص ۳/۴۸۴، کتاب الحج، مطلب فی المواقیت، البحر الرائق کوئٹه ص ۲/۳۱۹، کتاب الحج، قبیل باب الاحرام.

کیا احرام باندھ کر طواف ضروری ہے

سوال:۔ حج کا احرام باندھنے کے بعد جب منیٰ کا ارادہ کر کے جاتے ہیں تو جانے سے پہلے خانہ کعبہ کا طواف کر کے جانا ضروری ہے، یا بغیر طواف کے بھی جا سکتے ہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

یہ طواف فرض یا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند

طواف زیارت بحالت احرام

سوال:۔ دسویں ذی الحجہ کو رمی اور قربانی کے بعد اگر دیر ہونے کے سبب حجامت نہ بنوائے، یا حجام نہ ملے تو ایسی صورت میں طواف زیارت کو جا سکتا ہے، احرام کے ساتھ یا بلا احرام کے ساتھ؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

جب اس نے حجامت نہیں بنوائی یعنی نہ حلق کیا نہ قصر تو وہ احرام سے حلال نہیں ہوا[2]، بحالت احرام ہی طوافِ زیارت کرلے۔[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند

---

[1] وروی الحسن عن ابی حنیفة ان المتمتع اذا احرم بالحج یوم الترویة او قبله فان شاء طاف وسعی قبل ان یاتی الی منی وهو افضل وروی هشام عن محمد انه ان طاف وسعی لا بأس به ووجه ذلک ان هذا الطواف لیس بواجب بل هو سنة، بدائع الصنائع کراچی ص ۲/۱۵۰، فصل واما بیان سنن الحج وترتیبه، غنیة کراچی ص ۵۲، اول ما یبدأ به داخل هذا المسجد.

[2] وحکمه التحلل فاذا حلق...... **(باقی حاشیه اگلے صفحه پر ملاحظه هو)**

کیا جدہ میقات ہے

سوال:۔(۱) جدہ کے متعلق علماء کرام کیا فرماتے ہیں کہ آیا اسکا میقات میں شمار ہے یا نہیں؟

میقات کا علم نہ ہو تو تحری کرے

سوال:۔(۲) آفاقی اگر حرم مکہ کا قصد کرے، دخول کے وقت وہ مواقیت خمسہ سے داخل نہیں ہوتا، بلکہ مواقیت کے مابین جو محاذاۃ ہے وہاں سے داخل ہوتا ہے، تو ایسا شخص احرام کہاں سے باندھے؟ اور ایسے شخص کے لئے محاذات شرط ہے یا نہیں؟ اگر شرط ہے تو آدمی کس طرح کرے گا؟ کیونکہ اس کے لئے تو کوئی علامت موجود نہیں، جس پر وہ اعتماد کر سکے، نیز یہ بھی تحریر فرمائیں، کہ محاذات کی تعریف شرعاً کیا ہے؟

مکی اگر جدہ جائے تو واپسی پر احرام لازم ہے یا نہیں

سوال:۔(۳) مکی یا وہ شخص جو مکی کے حکم میں ہے، ایسا شخص اگر جدہ چلا جائے، تو مکہ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)...... حل لہ جمیع ماحظر بالاحرام من الطیب والصید ولبس المخیط وغیرذٰلک الاالجماع ودواعیہ فحلھما یتوقف علی الطواف .غنیة الناسک ، ۹۴/مطلب فی حکم الحلق.
ولولم یحلق حتی طاف بالبیت لم یحل لہ شئ حتی یحلق، تبیین الحقائق ص۳۳، ج۲، کتاب الحج، باب الاحرام، مطبوعہ امدادیہ ملتان، عالمگیری کوئٹہ ص۲۳۲، ج۱، کتاب الحج، الباب الخامس فی کیفیة اداء الحج، شامی کراچی ص۵۱۷، ج۲، کتاب الحج، قبیل مطلب فی طواف الزیارة، البحرالرائق کوئٹہ ص۳۴۶/۲، کتاب الحج، باب الاحرام،

۳؎ بخلاف الطواف لان التحلل ووقع بالحلق السابق لا بھفصار کان الحلق اوجب بعض التحلل معجلا وبعضہ مؤجلا الی الطواف لیقع الطواف الذی ھورکن فی الاحرام ولیتبین انہ دون الوقوف من حیث لم یشرع فی مطلق الا حرام غنیة الناسک، ۹۴/ مطلب فی حکم الحلق. مطبوعہ خیریہ میرٹھ.

عود کرتے وقت اس کے لئے احرام باندھنا واجب ہے یا نہیں؟

سائل ابراهیم میاں جوہانسبرگ ساؤتھ افریقہ

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

(۱) جس کے راستہ میں مواقیت مخصوصہ واقع نہ ہوں یا ان کی محاذات کا علم نہ ہو، اور بحری راستہ سے آرہا ہو، تو اس کے حق میں جدہ میقات ہے۔

"فمن سلک ای طریقاً لیس فیه میقات معین براً اوبحراً اجتهدو اذاحاذیٰ میقاتاً منها ای من المواقیت المعروفة وان لم یعلم المحاذاة فعلی رحلتین من مکة کجدة المحروسة من طرف البحراھ شرح المسلک[۱] المتقسط، ص ۲۸/.

(۲) جو میقات مکہ مکرمہ سے ابعد ہے، اس کی محاذات سے احرام افضل ہے، اقرب کی محاذات سے بھی درست ہے، اگر کوئی بتانے والا نہ ہو تو تحری کرلے۔

"کمامرانفاً من قولہٖ اجتهدو من حذوالا بعداولیٰ فان الافضل ان یحرم من اول المیقات وهوالطرف الابعد من مکة حتی لایمر شئ یسمیٰ میقاتاً غیر محرم ولواحرم من الطرف الاقرب الیٰ مکة جاز باتفاق الاربعة، شرح المسلک[۲] المتقسط، ص ۲۸/.

(۳) جدہ کو بعض احوال میں ضرورۃً میقات تسلیم کیا گیا ہے، جیسا کہ جواب نمبر ا میں

---

[۱] شرح المسلک المتقسط ص ۸۰، فصل فی مواقیت، الصنف الاول، مطبوعه کراچی، البحرالرائق کوئٹه ۲/۳۱۸، کتاب الحج، قبیل باب الاحرام، غنیة الناسک کراچی ص ۲۶، تنبیه المصری اوالشامی اذا اتی علی ذی الحلیفة الخ، النهر الفائق ص ۲/۶۲، قبیل باب الاحرام، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

[۲] شرح المسلک المتقسط ص ۸۰، فصل فی مواقیت، الصنف الاول، مطبوعه کراچی، غنیة الناسک کراچی ص ۲۶، تنبیه المصری اوالشامی اذا اتی علی ذی الحلیفة الخ، تبیین الحقائق ص ۲/۷، کتاب الحج، مطبوعه امدادیه ملتان.

ہے، ورنہ وہ درحقیقت حِل میں ہے، مکی آدمی اگر حِل میں جائے، تو اس کو مکۃ المکرّمہ جانے کے لئے احرام کی ضرورت نہیں. "اما لو قصد موضعاً من الحل کخلیص و جدة حل له مجاوزته بلا احرام فاذا حل به التحقق باهله کمامرّ انفاً بشرط ان لایجاوز میقات الأفاقی. رد المحتار[1] ج ۲/ ص ۱۵۵/ البتہ اگر حج یا عمرہ کی نیت ہو تو اہل حل کو بھی بلا احرام دخول مکہ ممنوع ہے، "من ارادہٗ من اهل الحل لایدخل مکة بلا احرام اھ والمراد بالمکی من کان داخل الحرم سواء کان بمکة اولا سواء کان من اهلها اولا فیشمل الأفاقی المفرد بالعمرة والمتمتع والحلال من اهل الحل اھ شامی[2] ج ۲/ ص ۱۵۵/ ۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ ۹۲/۴/۲۲ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۹۲/۴/۲۲ھ

احرام کے بعد میقات سے خارج ہونا

سوال: ۔ایک آفاقی شخص میقات پر پہنچ کر احرام پہنتا ہے اور نیت حج یا عمرہ کرتا ہے، مگر جدہ پہنچ کر احرام کی حالت میں میقات مدینہ ذوالحلیفۃ سے بھی باہر ہو کر مدینہ شریف جاتا ہے، پوچھنا یہ ہے کہ کیا ایسے محرم کو جس نے میقات پر پہنچ کر احرام پہنا اور نیت کی ہے، قبل حج یا عمرہ دوسری آفاقی میقات سے باہر نکل جانا درست ہے، کیا اس پر کوئی کفارہ ہے، میقات ہی سے جو اس نے احرام پہنا ہے، اس سے تو بظاہر لازم آتا ہے، کہ وہ سوائے مکہ کے

---

[1] درمختار علی الشامی نعمانیہ، ج۲/ص ۱۵۴-۱۵۵/ کتاب الحج، مطلب فی المواقیت، غنیة الناسک ص ۳۲، فصل فی مجاوزة الحلی اوالحرمی وقته، مطبوعه ادارة القرآن کراچی، البحرالرائق کوئٹه ص ۲/۳۱۸، کتاب الحج، قبیل باب الاحرام.

[2] شامی نعمانیه، ج۲/ص۱۵۵/ کتاب الحج، مطلب فی المواقیت، البحرالرائق کوئٹه ص ۲/۳۱۹، قبیل باب الاحرام، عالمگیری کوئٹه ص ۱/۲۲۱، الباب الثانی فی المواقیت.

کہیں نہ جائے، نہ کہ آفاقی میقات سے گذر جانا۔ بینواوتوجروا!

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اس پر بھی کوئی کفارہ نہیں ممنوعات احرام سے بچتا رہے، بغیر حج یا عمرہ کئے احرام سے حلال نہ ہو، یہی احرام کا احترام ہے، میقات سے خارج ہوجانا احرام کے منافی نہیں [۱]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۰/۷/۶۶ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۰/۷/۶۶ھ

میقات سے بلا احرام گذرنا

سوال:۔ ایک شخص ہندوستان سے حج کا ارادہ کرکے چلتا ہے، اس کے لئے میقات سے بغیر احرام کے گذرنا جائز ہے یا نہیں، اگر وہ پہلے مدینہ طیبہ جانا چاہے، یا ایک شخص مکہ کے قصد سے یہاں سے چلتا ہے، اور اس کا ارادہ ہے کہ کچھ روز جدہ ٹھہر کر تجارت کرے، اس کے بعد مکہ مکرمہ حاضر ہو تو اس کے لئے بغیر احرام کے میقات سے گذرنے کا کیا حکم ہے اہل ہند کی میقات کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

جو آفاقی مکہ یا حرم کا ارادہ رکھتا ہے، اس کیلئے میقات سے بغیر احرام کے گذرنا جائز

[۱] فان ذات الخروج من الحرم لایلزم المحرم به شئی، شامی ج۲/ ص۲۲۵/ (مکتبه رشیدیه دیوبند، شامی کراچی ج۲/ ص۵۵۴/ کتاب الحج، باب الجنایات. عنایه علی فتح القدیر ص۳/۶۴، باب الجنایات، مطبوعه دارالفکر بیروت، تبیین الحقائق ۲/۶۲، باب الجنایات، مطبوعه امدادیه ملتان.

نہیں، خواہ اس کا حج عمرہ کا ارادہ ہو، خواہ سیر، تجارت وغیرہ کا ارادہ ہو[1] اگر گذر جائے تو اس کے ذمہ لازم ہے کہ کسی میقات پر آکر احرام باندھے، ورنہ اس پر دم واجب ہوگا[2] اگر کسی کا قصد اول یہ ہو کہ حل میں کسی جگہ تجارت کیلئے جائے، تو اس کیلئے احرام لازم نہیں، بلا احرام حِل میں جا سکتا ہے، پھر اپنی تجارت وغیرہ سے فارغ ہو کر مکہ معظّمہ میں بھی بغیر احرام کے داخل ہوسکتا ہے، بشرطیکہ اداءِ نسک کا ارادہ نہ ہو، اگر اداءِ نسک کا اراد ہو تو حِل سے احرام باندھ کر داخل ہو، اگر میقات پر گذرتے وقت قصد اولی تو ادائے نسک ہو یا دخول مکہ ہو، لیکن مرور فی الحل کی مجبوری کی وجہ سے حل میں تجارت وغیرہ کی نیت کرے، تو اس کیلئے میقات سے بلا احرام گذرنا جائز نہیں، یہ تمام جزئیات کتب فقہ میں صراحۃً مذکور ہیں، "وحرم تاخیر الاحرام عنها كلها لمن ای للآفاقی قصد دخول مكة يعنی الحرم ولو لحاجة غير الحج امالو قصد موضعاً من الحل كخليص وجدة حل لهٗ مجاوزته بلااحرام فاذا حل به التحق باهله فله دخول مكة بلااحرام وهو الحيلة لمريد ذٰلک وحل لاهل داخلها يعنی لكل من وجد فی داخل المواقيت دخول مكة الخ درمختار (قوله وحرم الخ) فعليه العود الیٰ ميقات منها وان لم يكن

---

[1] وكذلک لو اراد بمجاوزة هذه المواقيت دخول مكة لا يجوز له ان يجاوزها الا محرما سواء اراد بدخول مكة النسک من الحج او العمرة او التجارة او حاجة اخرى عندنا الخ، بدائع الصنائع كراچی ص۱۶۴/۲، كتاب الحج، فصل واما مكان بيان الاحرام، تاتارخانيه كراچی ص۴۷۵/۲، الفصل الرابع فی بيان مواقيت الاحرام الخ، البحرالرائق كوئٹه ص۳۱۸/۲، كتاب الحج.

[2] من جاوز وقته غير محرم ثم احرم اولا فعليه العود الى وقت وان لم يعد فعليه دم، غنية الناسک ص۳۰، باب مجاوق الميقات بغير احرام، تاتار خانيه كراچی ص۴۷۵/۲، الفصل الرابع فی بيان مواقيت الاحرام، فتح القدير ص۱۰۹/۳، باب مجاوزة الوقت بغير احرام، مطبوعه دارالفكر بيروت.

میقاتہ ردالمحتار[1]، ج۲/ص ۲۱۱/ غنیۃ الناسک، ص۲۷ میں یہ حیلہ لکھا ہے، اور مسئلہ کو زیادہ واضح کردیا، چنانچہ عبارات متعددہ نقل کرکے لکھا ہے:۔

”وفی الطوالع وقد ذکر السید میر غنی فی حاشیته علی التبیین ان من کان فی خاطره انه اذافرغ من بیعه وشرائه دخل مکة وجب علیه الاحرام عند المیقات لکونه قاصداً مع دخول جدة الحرم وان کان قصد دخول جدة سابقاً علی قصد دخول الحرم اھ“[2]

جس شخص کے راستہ میں میقات واقع نہ ہو، اس کو میقات کی محاذات سے احرام باندھنا چاہئے، جس کے راستہ میں دومیقات واقع ہوں، اس کو میقات ابعدعن الحرم سے باندھنا افضل ہے، اقرب سے بھی درست ہے[3]، اہل ہند کیلئے یلملم کی محاذات سے احرام باندھنا چاہئے[4]، حرم میں داخل ہونے کیلئے احرام کی ضرورت ہوتی ہے، جدہ حرم سے خارج ہے، لہٰذا جو شخص پہلے مدینہ طیبہ کا قصد کرے، اس کیلئے یلملم سے احرام ضروری نہیں، بلکہ وہ

---

[1] درمختار مع الشامی نعمانیه ج۲/ص ۱۵۴/ شامی کراچی ج۲/ص۴۷۷. کتاب الحج، مطلب فی المواقیت، سکب الانهر علی مجمع الانهر ص۳۹۳/۱، کتاب الحج، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، البحرالرائق کوئٹه ص۲/۳۱۸، کتاب الحج، قبیل باب الاحترام.

[2] غنیة الناسک ص۲۷/ باب المواقیت قبل فصل امامیقات اهل الحل، طبع مکتبه خیریه میرٹھ.

[3] وان سلک بین میقاتین فی البحر او البر اجتهد واحرم اذا حازی میقاتا منهما وابعدهما اولی بالاحرام منه، تبیین الحقائق ص۲/۷، کتاب الحج، مطبوعه امدادیه ملتان، غنیة الناسک ص۲۶، تنبیه المصری او الشامی اذاتی علی ذی الحلیفة الخ، مطبوعه خیریه میرٹھ، الدالمختار علی الشامی کراچی ص۲/۴۷۶، کتاب الحج، مطلب فی المواقیت.

[4] والمواقیت ای المواضع التی لا یجاوزها مرید مکة الا محرما خمسة ذوالحلیفة الی قوله ویلملم للمدنی والعراقی والشامی وکذا سائر اهل المشرق الدرالمختار علی الشامی کراچی ص۲/۴۷۵، کتاب الحج، مطلب فی المواقیت.

مدینہ طیبہ سے واپسی پر ذوالحلیفہ سے احرام باندھے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۵/رجب ۶۶ھ

الجواب صحیح عبد اللطیف مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۶/رجب ۶۶ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۶/رجب ۶۶ھ

found.

---

[1] فلاهل المدينة ومن مر بها ذو الحليفة، غنية الناسك ص ۲۵، فصل واما مواقيت اهل الآفاق، شامی کراچی ص ۲/۴۷۵، کتاب الحج، مطلب فی المواقيت، معلم الحجاج ص ۱۰۴، مطبوعہ کراچی، قرة العينين فی زيارة الحرمين ص ۴۹، مواقیت احرام حج وعمرہ کا بیان.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Aorton ke liye Mahram

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب سوم

﴿عورتوں کے لئے محرم کا بیان﴾

عورت کے محرم کون کون ہیں

سوال:۔ عورت کیلئے محرم کون کون شخص ہیں اور نامحرم کون ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

جس جس سے نکاح ناجائز ہے، وہ محرم ہیں، اور جس جس سے نکاح جائز ہے وہ نامحرم ہیں[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

عورت کو بلا محرم سفر حج کرنا

سوال:۔ زید اپنی والدہ کو حج میں بلانا چاہتا ہے جسمیں زید کی والدہ کو صرف بمبئی سے

---

[1] والمحرم الزوج ومن لایجوزمناکحتها علی التابید بقرابة اورضاع اومصاهرة کذافی الخلاصة، عالمگیری کوئٹه ج ۱/ص ۲۱۹/ کتاب الحج، الباب الاول، شامی ج ۲/ ص ۱۴۵/ کتاب الحج. کراچی ص ۴۶۴/۲، مطلب فی قولهم یقدم حق العبد علی حق الشرع، النهر الفائق ص ۲/۵۷، کتاب الحج، طبع مکه مکرمه.

جدہ تک بذریعہ ہوائی جہاز بغیر محرم سفر کرنا ہوگا، اور واپسی میں زید خود ساتھ رہے گا، کیا شریعت میں اس کی اجازت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

سفر شرعی (۴۸ میل) کی بغیر محرم یا بغیر شوہر کے عورت کو اجازت نہیں، خواہ کسی سواری سے ہو، ہے تو وہ سفر شرعی ہی اس پر احکام شرعی مرتب ہوتے ہیں، مثلاً نماز کا قصر کرنا وغیرہ[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

بوڑھی عورت کا بلا محرم کے حج کرنا

سوال:۔ مسماۃ ہندہ عمر ۵۵ سالہ ہے پردہ نشین بیوہ ہے، وارثوں میں صرف ایک لڑکا جو کہ ملازم ہے لڑکے کی ایک لڑکی جو کہ غیر شادی شدہ ہے، اس کے علاوہ دو بچے چھوٹے و بیوی بھی موجود ہے؟ ایسی صورت میں ہندہ غیر کفوء کے ساتھ حج کیلئے جاسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

جائز نہیں جب تک کوئی محرم ساتھ نہ ہو حج کے لئے بھی سفر کرنا گناہ ہے، تاہم اگر حج کیا تو حج بھی ادا ہو جائے گا، "الرابع المحرم اوالزوج لامرأة بالغة ولو عجوزا ومعها غيرها من النساء الثقات والرجال الصالحين اھ غنية الناسک[2] ص ۱۰ /

---

[1] ومع زوج اومحرم ولوعبدا (الیٰ قوله) لامرأة حرة ولوعجوزا فی سفر ثلاثة ايام ولياليها فيباح لها الخروج الیٰ مادونه لحاجة بغير محرم الخ درمختار مع الشامی، ج۲/ ص۱۵۷/ كتاب الحج . كراچی ص ۲/۴۶۴، مطلب فی قولهم يقدم حق العبد علی الشرع، النهر الفائق ص۵۸-۲/۵۹، كتاب الحج، طبع مكه مكرمه، محيط برهانی ص ۳/۳۹۴، كتاب الحج، الفصل الاول، طبع مجلس علمی گجرات.

[2] غنية الناسک ص ۱۰/ شرائط وجوب الاداء (مطبوعه مكتبه خيريه ميرٹھ)

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Aorton ke liye Mahram

اشاربه الیٰ ان ماستفیدمن المقام من عدم جواز السفر للمرأة الابزوج او محرم خاص بالحرة اھ[1] ردالمحتار ، ج ۲/ص ۱۹۹/ ۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

بغیر محرم کے بوڑھیا کو سفر حج

سوال:۔ (۱) ایک ساٹھ سالہ بوڑھی عورت حج کو جانا چاہتی ہے مگر کوئی محرم ساتھ نہیں ہے، ایک بڑے میاں جو اس عورت کے محرم تو نہیں، مگر ان کی عمر بھی ساٹھ سے زیادہ ہے، تو ایسی صورت میں وہ عورت ان بڑے میاں کے ساتھ حج کے لئے جاسکتی ہے یا نہیں؟

(۲) مذکورہ بالا صورت میں اگر بڑے میاں عورت کو ساتھ لیجانے سے انکار کردیں مگر وہ عورت دوران سفر میں ان بڑے میاں کے قافلے کے ساتھ لگ جائے تو اب ایسی صورت میں بڑے میاں کو اس عورت کی خبر گیری کرنی چاہئے یا اس کو کس مپرسی کے عالم میں چھوڑ دینا چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

(۱) بوڑھی عورت کو بھی بغیر شوہر یا کسی محرم کے سفر نہیں کرنا چاہئے[2] بحر، ج ۲/ ص ۳۳۹/ (۲) جب وہ ساتھ لگ ہی گئی تو اسکی خبر گیری لازم ہے[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

---

[1] ردالمحتار ج ۲/ص ۱۵۸/ کتاب الحج. کراچی ص ۲/۴۶۴، مطلب فی قولهم یقدم حق العبد علی حق الشرع، محیط برهانی ص ۳/۳۹۴، کتاب الحج، الفصل الاول، مجلس علمی گجرات.

[2] واطلق المرأة فشمل الشابة والعجوز لاطلاق النصوص البحر ج ۲/ص ۵۵۲/کتاب الحج، بحر کوئٹہ ص ۲/۳۱۵، شامی کراچی ص ۲/۴۶۴، کتاب الحج، مطلب فی قولهم یقدم حق العبد علی حق الشرع، محیط برهانی ص ۳/۳۹۴، کتاب الحج، الفصل الاول، مجلس علی گجرات. (حاشیہ نمبر ۳/ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Aorton ke liye Mahram

نامحرم کو سفر حج میں ساتھ لیجانا

سوال:۔ غیر محرم عورت کو ساتھ لیکر حج میں جانے میں کوئی گنجائش نکلتی ہے یا نہیں؟

بعض عورتیں بیوہ ہیں اور کوئی محرم بھی ان کے نہیں ہے، اگر نا جائز ہے تو پھر ان کے حج ادا کرنے کی کیا سبیل ہے، نیز بعض علماء دین کے واقعات اس قسم کے ہیں کہ انہوں نے یا تو کسی غیر محرم کیساتھ کسی غیر محرم عورت کو حج کے لئے بھیجا ہے مثلاً یہاں بھیسانی کا ایک واقعہ ہے، حضرت تھانویؒ نے یہاں سے ایک عورت کو کانپور کے کچھ حاجیوں کے ساتھ بھیجا اور علمائے دین کے وفد میں کچھ لوگوں کے ساتھ غیر محرم عورت تھی مگر انہوں نے کسی قسم کی نکیر نہیں کی؟

اس طرح کی باتوں سے عام رجحان یہ پیدا ہو گیا ہے، کہ حج میں غیر محرم کے ساتھ جانے میں کوئی حرج نہیں ہے، اس مسئلہ میں کہا تک گنجائش ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:۔

عورت کو بغیر محرم یا بغیر شوہر کے سفر کرنا منع ہے، خواہ مشتہاۃ ہو! خواہ غیر مشتہاۃ ہو[1]، بیوہ کیساتھ کوئی محرم نہ ہو تو وہ نکاح کرے۔

ایک واقعہ میرے علم میں بھی ہے:۔

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [۳] والنصح لکل مسلم ترمذی شریف، ج ۲/ص ۱۴/ ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی النصیحة، مکتبه بلال دیو بند.

(حاشیہ صفحہ ہذا) [۱] ویشترط فی حج المرأة من سفر زوج اومحرم بالغ عاقل غیر مجوسی ولا فاسق مع النفقة علیه واطلق المرأة فشمل الشابة والعجوز لاطلاق النصوص، البحر الرائق، ج ۲/ص ۵۵۲/ مکتبه زکریا، کتاب الحج، طبع کوئٹه ۲/۳۱۵، الدر مع الشامی کراچی ص ۲/۴۶۴، کتاب الحج، مطلب فی قولهم یقدم حق العبد علی حق الشرع، محیط برهانی ص ۳/۳۹۴، کتاب الحج، الفصل الاول، مجلس علی گجرات.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Aorton ke liye Mahram

حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ نے ارادۂ حج فرمایا ایک عالم زیارت وملاقات کے لئے آئے اور اپنی عزیزہ کو مکان پر پہنچا گئے، جس کی حضرت سہارنپوریؒ کو خبر نہیں ہوئی، جب جملہ اہل وعیال گاڑی میں سوار ہوئے اور ٹکٹوں کا حساب کیا گیا تو ایک ٹکٹ حساب سے زائد تھا، تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ ان عالم صاحب کی عزیزہ بھی ساتھ ہیں، یہ ان کا ٹکٹ ہے، اس پر حضرت سہارنپوریؒ نے ناگواری کا اظہار فرمایا کہ انہوں نے مجھے خبر تک نہیں کی، کہ میں نامحرم کو ہرگز ساتھ نہ لیجاتا بلکہ واپس کر دیتا، اس پر بعض رفقاء کے سفر کا مسئلہ دریافت کرنے پر حضرت نے فرمایا کہ نامحرم کو ساتھ لیجانا درست نہیں، لیکن جب وہ ساتھ ہوگئی تو اپنے بچوں کی طرح اس کی خبر گیری بھی ہمارے ذمہ لازم ہوگئی [۱] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۴/۸/۹۵ھ

خسر کے ساتھ حج کو جانا

سوال:۔ میری ہمشیرہ میرے خسر اور ساس کے ساتھ حج کو جانا چاہتی ہے، ان کا کوئی محرم نہیں ہے، کیا یہ ہمشیرہ جاسکتی ہے، یا نہیں؟ ان کا حج ادا ہوجائیگا، یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

آپکا خسر آپکی ہمشیرہ کا محرم نہیں [۲] انکے ساتھ سفر حج کرنے کی اجازت نہیں، اگرچہ فریضہ ادا ہو جائیگا، لیکن بغیر محرم کے سفر کرنے کا گناہ بھی ہوگا [۳] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۷/۸/۸۹ھ

---

[۱] ان كل صاحب يصحب آخر فانه مسوؤل عن صحابته ولو ساعة من نهار الجامع لاحكام القرآن للقرطبي جز: ۵/ص ۱۶۵/ ج۳، سورۂ نساء، تحت الاية والصاحب بالجنب، ۳۶/ طبع دالفكر بيروت.

[۲] والمحرم من لايجوز له مناكحتها على التابيد بقرابة اورضاع اوصهرية شامي ج۲/ ص۱۵۷/ كتاب الحج، غنيه ص ۱۱ شرائط وجوب الاداء، مطبع خيريه ميرٹھ. (حاشیه ۳/ اگلے صفحه پر)

رضاعی بھائی کے ساتھ حج

سوال:۔ رسولن اور خلیل دودھ شریک بھائی بہن ہیں اور رشتہ میں بھی چچازاد بھائی بہن ہیں، رسولن کا کوئی محرم نہیں کہ جس کے ساتھ وہ حج کو جائے کیا وہ خلیل کے ہمراہ حج کو جاسکتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

جاسکتی ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

رضاعی بیٹی کے شوہر کے ساتھ سفر حج

سوال:۔ اگر ایک عورت اپنا دودھ پلائی ہوئی عورت کے شوہر کے ساتھ جب کہ دوسرا آدمی سفر کرنے کو تیار نہیں ہے، سفر حج میں جائے درآنحالیکہ وہ دودھ پلائی ہوئی عورت بھی حج کرنے اس قافلہ میں جارہی ہو تو کوئی قباحت تو نہیں ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

جب تک شوہر یا محرم ساتھ نہ ہو سفر حج کرنا مکروہ ہے، بچے کو دودھ پلانا سفر سے مانع نہیں،

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) [3] ولو حجت بلامحرم جاز مع الكراهة (قوله مع الكراهة) اى التحريمية للنهى فى حديث الصحيحين لا تسافر امرأة ثلاثا الا ومعها محرم الخ، غنية الناسك ص ١٢، اما شرائط وجوب الاداء، مطبع خيريه ميرٹھ، سكب الانهر مع مجمع الانهر ص ٣٨٦/١، كتاب الحج، دارالكتب العلمية بيروت، درمختار ج٢/ص ١٥٨/ كتاب الحج. كراچى ص ٢/٤٦٥.

(حاشیہ صفحہ ھذا) [1] والمحرم من لايجوز له مناكحتها على التابيد لقرابة اورضاع اوصهرية شامى مع الدر ج٢/ ص ١٤٥/ كتاب الحج، كراچى ص ٢/٤٦٤، عالمگيرى ج ١/ص ٢١٩/ كتاب الحج، الباب الاول، مطبوعه كوئٹه، غنيه ص ١١، شرائط وجوب الاداء، مطبع خريه ميرٹھ.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Aorton ke liye Mahram

ایک عورت نے اگر کسی بچی کو دودھ پلایا ہوتو وہ رضاعی بیٹی ہوگئی، اوراس کا شوہر داماد ہوگیا، اس سے نکاح درست نہیں ایسے داماد کے ساتھ سفر کرنا درست ہے [۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ

دارالعلوم دیوبند ۱۳؍۷؍۸۷ھ

بہن اور بہنوئی کے ساتھ سفر حج

سوال:۔ حج کے سفر کیلئے بیوی مستورات کس رشتہ دار کے ساتھ سفر حج کر سکتی ہے، شوہر کی بہن (یعنی نند) اوراس کا شوہر کیا اس کے ساتھ سفر کر سکتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

عورت کو اپنے محرم (باپ، بھائی، چچا، ماموں، وغیرہ) اوراپنے شوہر کے ساتھ سفر حج میں جانا چاہئے، بغیران کے بہنوئی، نندوئی وغیرہ کے ساتھ جانے کی اجازت نہیں، اگرچہ ان کے ساتھ بہن اور نند وغیرہ بھی ہوں [۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] لاتحج امرأة الا ومعها محرم (الیٰ قوله) والمحرم من لایجوز له مناكحتها على التابيد بقرابة اورضاع اومصاهرة الخ البحرالرائق، ج۲/ص ۵۵۱/ (مكتبه زكريا) منحة الخالق ج۲/ ص ۵۵۱/ كتاب الحج، عالمگیری ج ۱/ص ۲۱۱/ كتاب الحج، الباب الاول، مكتبه رحيميه.

[۲] (ومنها المحرم للمرأة)شابة كانت اوعجوزاً اذاكانت بينهماوبين مكه مسيرة ثلاثة ايام هكذافى المحيط وان كان اقل من ذٰلک حجت بغير محرم كذافى البدائع والمحرم الزوج ومن لايجوز مناكحتها على التابيد بقرابة اورضاع اومصاهرة كذافى الخلاصة فتاویٰ هنديه كوئٹه ج۱/ص ۲۱۹/ كتاب الحج، الباب الاول، بحر كوئٹه ص۳۱۵/۲، كتاب الحج، محيط برهانى ص۳۹۴/۳، كتاب الحج، الفصل الاول، طبع مجلس عليمى گجرات.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Aorton ke liye Mahram

بغیر شوہر کی اجازت کے بھائی کے ساتھ حج کرنا

سوال:۔زید کی عورت اپنے شوہر کی مرضی کے خلاف امسال حج کو جانے پر بضد ہے، اور اس کے حقیقی برادر بھی حج کو جارہے ہیں، زید اپنے خانگی حالات کی وجہ سے اس سال اجازت دینے سے روکتا ہے، یعنی زید کی بیوی اپنے شوہر کے حقوق ادانہیں کرتی ہے، زید کی بہن نے بھی اپنے حج کی درخواست دے رکھی ہے، اگر خدا کو منظور ہوا تو زید کا مکان تنہا رہ جائے گا، اور اس کے مکان پر سوائے ان دونوں کے اور کوئی قابل اطمینان آدمی نہیں ہے، تو زید کی بیوی اپنے برادر کے ساتھ زید کی بلا اجازت حج کو جاسکتی ہے یا نہیں؟ اور زید کی بیوی اپنے حقوق کا اور خداوندی حقوق یعنی صوم وصلوٰۃ میں پاکی ناپاکی کا خیال نہیں رکھتی ہے جیسا کہ حضرت تھانویؒ نے بہشتی زیور کے پانچویں حصہ میں صفحہ ۶۳/تا ۷۰/میں تحریر فرمایا ہے، اور دیگر حوالہ بہشتی زیور کے تیسرے حصہ کے صفحہ ۶۷/میں نامحرم بہنوئی ونندوئی وغیرہ وغسل آنے پر ہفتہ تا چالیس یوم تک بغل وغیرہ کے بال دور کرنا، بدن کو صاف ستھرا کرنا سخت تحریر فرمایا ہے، جبکہ اس عورت کو دو دو تین تین ماہ ہوجاتے ہیں بغیر کسی مجبوری کے تو اس عورت پر کیسا گناہ ہوا، صغیرہ یا کبیرہ؟ اب اس کو حج کیلئے اس صورت میں اجازت دی جائے، یا نہیں؟ اور ایسی صورت میں اس کے ساتھ بھائی وغیرہ جو اس کے ساتھ حج کو جائیں گے، تو انکا یہ حج ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

جب اس عورت کی ملک میں اتنا روپیہ ہے کہ اس پر حج فرض ہوجائے، اور ساتھ جانے والا محرم بھی موجود ہے، تو اس کو ضرور اجازت دیدی جائے، شوہر کو حق نہیں کہ وہ اس حالت میں حج سے اس کو روکے، وہ اگر ناپاکی سے پاک نہیں ہوتی، خدا اور شوہر کے حقوق کو ادا نہیں

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Aorton ke liye Mahram

کرتی ہے، تو وہ سخت گنہگار ہے، اس کو توبہ لازم ہے، اور اس کو فہمائش کی جائے، اور وعید سنائی جائے، اور بتایا جائے کہ خدا کے گھر جانے کے لئے پاکی کا اہتمام کرے، نماز وغیرہ کی پابند ہو جاوے، شوہر کی نافرمانی چھوڑ دے، امید ہے کہ سفر حج کی برکت سے اس کی مزید اصلاح ہوگی[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کسی عورت کا دوسری عورت کے ساتھ حج کرنا

سوال:۔ میری اہلیہ محترمہ ڈاکٹر آمنہ خاتون صاحبہ جن کی عمر پچاس برس کی ہے، اور ان پر حج فرض ہو چکا ہے، فریضۂ حج ادا کرنے کی تڑپ رکھتی ہے، لیکن میں ایک خاص عذر کی وجہ سے مجبور و معذور ہوں، ان کے ساتھ سفر نہیں کر سکتا، اور نہ کوئی محرم موجود ہے، جو ان کے ساتھ سفر حج کر سکے، حسن اتفاق سے نواب بسالت جاہ حیدر آبادی مدظلہٗ العالی اور ان کی اہلیہ محترمہ اور ان کی والدہ محترمہ حج کو جا رہے ہیں، ان بزرگوں خواتین کے ساتھ میری اہلیہ محترمہ ڈاکٹر آمنہ خاتون صاحبہ سفر حج کو جانا چاہتی ہیں، میں اس پر راضی ہوں، آیا بصورت ہذا از روئے شرع شریف اپنا فریضۂ حج ادا کر سکتی ہیں؟ بینوا توجروا۔

(جواب از مولانا حبیب اللہ ندویؒ مفتی مدرسہ حقانیہ بنگلور)

الجواب حامداً ومصلیاً

واضح ہو کہ سفر حج چونکہ مہتم بالشان اور مقدس سفر ہے، اور حدیث شریف میں ہے "عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لایخلون رجل بامرأۃ

[۱] ولیس للزوج منعها عن حجة الاسلام اذاكان معها محرم والا فله منعها .غنية الناسک ص ۱۲/ فصل واماشرائط وجوب الاداء فخمسة. مطبع خریه میرٹھ، محیط برهانی ص ۳/۳۹۴، کتاب الحج، الفصل الاول، هندیه کوئٹه ص ۱/۲۱۹، کتاب الحج، الباب الاول.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Aorton ke liye Mahram

ولاتسافر امرأة الا ومعها محرم متفرق علیه "اور ہدایہ میں ہے "ویعتبر فی المرأة ان تکون لها محرم تحج معه اوزوج ولایجوز لها ان تحج بغیرهما اذا کان بینها وبین مکة ثلاثة ایام" اورمرقات شرح مشکوٰۃ شریف میں ہے "ولهٰذا قال ابو حنیفة واحمد وقال مالک یلزمها اذا کان معها جماعة النساء وقال الشافعیؒ یلزمها اذا کان معها امرأة ثقة وقال الشمنی مذهب مالک اذاوجدت المرأة صحبة مامونة لزمها الحج لانه سفر مفروض کالهجرة ومذهب الشافعی اذا وجدت سفرة ثقات فعلیها ان تخرج معهن "

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ عورت مطلق سفر یا سفر حج اس وقت کرسکتی ہے جبکہ اس کے ساتھ اس کا شوہر یا اس کا کوئی محرم موجود ہو، امام ابوحنیفہؒ اورامام احمد ؒ کا یہی مذہب ہے، امام مالکؒ اورامام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اگر معتبر عورتیں یا ایک عورت ساتھ ہو اور امن ہو تو عورت بلا محرم بھی حج کرسکتی ہے۔

اب صورتِ مسئولہ میں ڈاکٹر آمنہ صاحبہ اگر مضطرب ہیں اور مضطرہ ہیں اورشوہر کی اجازت ہے مگر وہ خود جانہیں سکتا، اورکوئی محرم بھی نہیں ہے، تو ازروئے قرآن شریف حالت اضطراری میں جائز ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "فمن اضطر غیر باغٍ ولاعادٍ فلااثم علیه " اس صورت میں فقہ کا مسئلہ یہ ہے کہ اگر فقہ حنفی میں کسی مسئلہ میں سختی ہو، اورامام مالکؒ کے مذہب میں سختی نہ ہو تو مذہب مالک پر عمل کرنے کی اجازت خود فقہ حنفی دیتا ہے، بلکہ اس پر فتویٰ حنفی دے سکتا ہے، جیسا کہ مفقود الخبر کے مسئلہ میں مذہب حنفی کے خلاف مذہب مالکی پر فتویٰ حنفی علماء دیتے ہیں، دیکھو ردالمحتار باب الرجعۃ میں ہے، "فالاولی الجمع بین مذهبین ابی حنیفةؒ ومذهب مالکؒ لانه کالتلمیذ لابی حنیفةؒ لذامال اصحابنا الیٰ بعض اقوال مالک ضرورة" اورایک جگہ ہے "وقد قال فی البزازیة الفتویٰ فی زماننا علیٰ قول مالک، غرض تقلید مالکیہ میں صورتِ مسئولہ میں ڈاکٹر آمنہ خاتون صاحبہ

عالیجناب نواب بسالت جاہ مدظلہٗ کی والدہ محترمہ اوران کی اہلیہ محترمہ کے ساتھ فریضۂ حج کی غرض سے سفر کرسکتی ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب

کتبہ ابوالکمال محمد حبیب اللہ باقوی ندوی حنفی قادری

مفتی دارالافتاء مدرسہ حقانیہ عربیہ بنگلور

(جواب از فقیہ الامت قدس سرہٗ)

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

عورت کے پاس اگراپنے حج کیلئے روپیہ کافی ہواورشوہر یا کوئی محرم بھی جانے والا ہو تب تواس کے ذمہ حج کیلئے جانا فرض ہوتا ہے، ورنہ فرض نہیں ہوتا، بلکہ حج بدل کیلئے وصیت کرنا ضروری ہوتا ہے، جس کی تنفیذ ایک تہائی ترکہ سے لازم ہوتی ہے، عورت بوڑھی ہو یا جوان اورقافلہ میں دوسری عورتیں ہوں یا نہ ہوں، سب کا حکم یہی ہے، اوریہی امام ابوحنیفہؒ کا مذہب ہے، دوسرے بعض حضرات نے ہجرت واسارت پر قیاس کرتے ہوئے عورت کودوسری قابل اعتماد عورتوں کے ساتھ سفر کی اجازت دی ہے، مگر حنفیہ نے اسکی تردید کی ہے، کہ یہ نص کے مقابلہ میں قیاس ہے، جسکی اجازت نہیں ہے، اور قیاس بھی قیاس مع الفارق ہے، جوشرعاً حجت نہیں ہے، اضطرار کا یہاں کوئی محل ہی نہیں، کہ حرام شئی کی حرمت مرتفع ہوجائے، اسلئے کہ اضطرار جان کے تحفظ کیلئے ہوتا ہے، یا ایمان کے تحفظ کیلئے، یہاں حج کیلئے نہ جانے میں جان کا کوئی خطرہ نہیں، نہ ایمان میں کوئی نقص آتا ہے، کیونکہ محرم نہ ہونے کی وجہ سے جانا فرض نہیں، بخلاف زوجۂ مفقود کے وہاں نفقہ کا انتظام نہ ہونا اوردربدر بھیک مانگنا، نامحرموں کی ملازمت کرنا، عصمت کا محفوظ نہ رہنا، حرامکاری میں مبتلا ہونا، دین اسلام چھوڑ کر ارتداد اختیار کرنا، یہ امور قبیحہ شنیعہ ضرور ایسے ہیں کہ امام مالکؒ کے قول پر عمل کرنے سے ان سب کا سدِّ باب ہوجاتا ہے، صورتِ مسئولہ میں ڈاکٹر آمنہ خاتون صاحبہ کوسفر حج نہ کرنے سے کسی امر قبیح شنیع کا ارتکاب نہیں کرنا پڑتا، سب سے حفاظت ہے، ہاں

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Aorton ke liye Mahram

سفر کرنے سے حدیث پاک کی مخالفت ہے، اپنے امام کے مذہب کی مخالفت ہے، اور سفر بھی سفر حج ہے جسکی بنیاد ہی گناہوں کو معاف کرانا ہے، گناہ معاف کرانے کیلئے مستقلاً گناہ کا راستہ اختیار کرنا ویسے بھی دانشمندی سے بعید تر ہے (ومحرم اوزوج لامرأة فی سفر) ویشترط محرم الیٰ اٰخرہٖ کمافی الصحیحین لاتسافر امرأة ثلاثاً الا ومعها محرم وزادمسلم فی روایة اوزوج وروی البزاز لاتحج امرأة الا ومعها محرم فقال رجل یا رسول اللّٰہ انی کتبت فی غزوة وامرأتی حاجة قال ارجع فحج معها فافادهذاکله ان النسوة الثقات لاتکفی قیاساً علی المهاجرة والماسورة لانه قیاس مع النص ومع وجود الفارق فان الموجود فی المهاجرة والماسورة لیس سفراً لانها لاتقصد مکاناً معیناً بل النجاة خوفاً من الفتنة حتی لووجدت مأمنا کعسکر المسلمین وجب ان تفرولانه یخاف علیها الفتنة وتزادبانضمام غیرها الیها ولهٰذا تحرم الخلوة بالاجنبیة وان کان معها غیرها من النساء وأطلق المرأة فشمل الشابة والعجوز لاطلاق النصوص کذافی البحرالرائق ج ۲/ص ۳۱۴–۳۱۵/[۱] فقط واللّٰہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۴/۲/۸۸ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین غفرلہ

دارالعلوم دیوبند ۱۵/۲/۸۸ھ

[۱] البحر زکریا ج ۲/ ص ۵۵۱–۵۵۲/ کتاب الحج. قبیل باب الاحرام. ومطبوعه کوئٹه ۳۱۴،۳۱۵، ج۲.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب چہارم

طواف کا بیان

طواف زیارت کر کے منیٰ آنا افضل ہے

سوال:۔ (۱) طواف زیارت اگر بعد میں کرے اور منیٰ میں رکا رہے تو یہ افضل ہے یا مکہ جا کر طواف زیارت کر کے منیٰ میں پھر آئے، بہتر طریقہ کون سا ہے؟

(۲) کیا منیٰ میں ٹھہرنا ضروری ہے، یعنی واپسی کے وقت جمرہ وغیرہ کو کنکریاں مار کر مکہ چلا جائے، اور پھر نہ آئے، یا پھر طواف زیارت کے بعد منیٰ آ کر ٹھہرے کونسا طریقہ بہتر ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

افضل یہ ہے کہ دس تاریخ کو طواف زیارت کر کے منیٰ آجائے اسکی بھی اجازت ہے کہ دس اور گیارہ کو منیٰ میں رہے بارہ تاریخ کو مکہ معظّمہ جا کر طواف کرے[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۹۲/۲/۲۳ھ

---

[۱] أول وقتہ بعد طلوع الفجر یوم النحر وھو أفضل (الیٰ قولہ) ثم أتی منیٰ، درمختار علیٰ ھامش ردالمحتار ج۲/ص۱۹۸/ مکتبہ رشیدیہ، مطبوعہ زکریا ص۳/۵۳۸، مطلب فی طواف الزیارۃ، غنیۃ الناسک ص۹۴،۹۵، باب طواف الزیارۃ، وفصل فی العود الی منیٰ الخ، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، مجمع الانھر ص۴۱۴، ج۱، کتاب الحج، فصل، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Tawaf ka Bayan

متعدد طوافوں کے بعد نفل

سوال:۔ اگر کوئی شخص چند طواف مسلسل کرے، اور پھر ہر طواف کیلئے وہ دو رکعت مسلسل پڑھے تو کیا اس میں کوئی قباحت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

ایسا کرنا مکروہ ہے، البتہ جن اوقات میں طواف کی دو رکعت کا پڑھنا مکروہ ہے، ان اوقات میں اس طرح مسلسل طواف کرنا اور پھر بعد میں ہر طواف کیلئے دو دو رکعت پڑھنا مکروہ نہیں۔ منحة الخالق[1] ج ۲ ص ۳۵۷ / ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

حالت حیض میں طواف کرنا

سوال:۔ بعض حضرات مع اپنی بیوی کے اسی ملک میں قیام کرتے ہیں، ملازم ہیں، صرف دس بارہ یوم کی رخصت بڑی مشکل سے ملتی ہے، لہٰذا عین وقت پر حج کو آتے ہیں، کبھی کوئی ایسا واقعہ بھی پیش آتا ہے کہ بیوی یا لڑکی کو حیض شروع ہو جاتا ہے، ایسا فتنہ ہے کہ بیوی کو تنہا جائے ملازمت پر چھوڑ کر بھی نہیں آسکتے ہیں، اور وہ خود حج کے آنے کے جذبہ میں ہوتی ہے، لہٰذا اس مجبوری میں طواف زیارت حیض کی حالت میں ہی کر کے جانا ہوسکتا ہے، شوہر بیوی کو تنہا مکۃ المکرّمہ میں چھوڑ کر نہیں جاسکتا ہے، اور نہ دوسرے ساتھیوں کے ساتھ چھوڑا جاسکتا ہے، اور خود کو چھٹی بہت کم ملتی ہے، لہٰذا مجبوری میں واپس جانا ہوتا ہے، تو اس مجبوری کی صورت میں عورت حیض کی حالت میں طواف زیارت اور سعی کر لے، کیونکہ حیض

[1] ویکره تاخیرها عن الطواف إلافی وقت مکروه أی لأن المو الاة سنة، منحة الخالق علی هامش البحر الرائق، ج۲/ ص ۵۸۰/ مطبوعه زکریا، مطبوعه کراچی، ص ۳۳۱/۲، باب الاحرام، شامی ص ۵۱۲/۳، کتاب الحج، مطلب فی طواف القدوم، مطبوعه زکریا دیوبند.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Tawaf ka Bayan

کی حالت میں بوجہ مجبوری طواف زیارت کیسا ہے؟ اور ایک اونٹ یا گائے، یا بیل حدودِ حرم میں ذبح کردے تاکہ مرد کیلئے حلال ہوجائے، حج مکمل ہوجائے، حیض کی حالت میں طواف کرنے کے گناہ کیلئے توبہ واستغفار کرلے کہ بالکل مجبوری کی وجہ سے کیا ہے، یہ ضرور ہے کہ طواف زیارت جان بوجھ کر حالت حیض میں کرنا بہت بڑا جرم ہے، کیونکہ اونٹ یا گائے کے ذبح کرنے کی جزا اس پر لازم ہے، ساتھ ہی مندرجہ بالا مجبوری لاکھوں عورتوں کے مجمع میں صرف چند کو پیش آتی ہے، اور اس حالت سے بچنا مستورات کے بس کا نہیں، اگر جلد واپسی ضروری نہ ہو تو کبھی کوئی عورت اتنا بڑا گناہ نہیں کرے گی، بالکل مجبوری کی حالت میں حالت حیض میں طواف کیا جائے، تاکہ حج مکمل ہوجائے، اور مرد کے لئے حلال ہوجائے، ایک صاحب کی اہلیہ کو ایسا ہی معاملہ پیش آیا، ان کے میاں نے بیوی سے کہا کہ ہم تمہارا حج فسخ کراتے ہیں، لہٰذا تم اپنے کو حاجی ہی مت سمجھنا، مجبوری ہے، لوگوں نے بہت سمجھایا کہ اس طرح حج فسخ نہیں ہوتا، مگر نہیں مانے اور واپس بھی چلے گئے، بعض عورتیں حیض والی عورتوں کو مشورہ دیتی ہیں کہ کسی سے ذکر مت کرو، اور خوب اطمینان سے ایسی حالت میں طواف زیارت کرو، چنانچہ بعض عورتیں ان کے کہنے پر عمل کرتی ہیں، اور اس کو گناہ نہیں سمجھتیں اور نہ جزا دیتی ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

ناپاکی کی حالت (حیض نفاس جنابت) میں طواف کرنا حرام ہے، اس کو گناہ نہ سمجھنا خطرناک گناہ ہے، طواف زیارت ایسی حالت میں کرنے سے اونٹ یا گائے کا دم دینا واجب ہے، تاہم اس گناہ کے باوجود فریضۂ حج ادا ہوجائے گا،[۱] سعی ایسی حالت میں بھی درست

---

[۱] ولو طاف لزیارة جنباً او حائضاً او نفساء کله او اکثره وهو اربعة اشواط فعلیه بدنة، غنیة الناسک ص۱۴۵، باب الجنایات، الفصل السابع فی ترک الواجب فی افعال الحج، المطلب الاول فی ترک الواجب فی طواف الزیارة، مطبوعه خیریة میرٹھ، البحر الرائق کوئٹه ص۱۸/۳، باب الجنایات، فصل ولاشئ ان نظر الخ، درمختار علی الشامی زکریا ص۵۸۱/۳، باب الجنایات.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Tawaf ka Bayan

ہے، دم واجب نہیں ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

طواف میں شاذوران کو مس کرنا

سوال:۔ بیت اللہ شریف کے تین طرف کی دیوار کے نیچے (سوائے حطیم کی طرف کے) ایک انچ کے برابر پشتہ بنا ہوا ہے، جس کو شاذوران بھی کہتے ہیں، ہم حنفیوں کے نزدیک بیت اللہ شریف سے باہر ہے، مگر امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک بیت اللہ میں داخل ہے، اگر بیت اللہ میں شاذوران داخل ہے، تو رکن یمانی کو چلتے ہوئے ہاتھ لگانے سے اتنا حصہ بیت اللہ کے اندر طواف کرتے وقت ہوگا، لہٰذا طواف بھی نہیں ہوگا، یا کوئی عضو شاذوران کے اوپر سے گھوم جائے، تو اس عضو کی طواف میں کوئی نقص رہے گا، یا ہم حنفیہ کے نزدیک کوئی مضائقہ نہیں ہے، لہٰذا یہاں ٹھہر کر ہاتھ لگانا چاہئے یا چلتے ہوئے ہی رکن یمانی پر ہاتھ لگائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اس سے طواف میں نقص نہیں آئے گا[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] وان سعى جنباً او حائضاً او نفساً فسعيه صحيح، عالمگيرى ص۷ ۲۴، الباب الثامن فى الجنايات، الفصل الخامس فى الطواف والسعى والرمل الخ، مطبوعه دارالكتاب ديوبند، غنية الناسک ص ۷۲، باب السعى، فصل فى واجبات السعى، تتمة، مطبوعه الخيرية ميرٹھ، تبيين الحقائق ص ۶۰–۲/۶۱، باب الجنايات، فصل ولاشئ ان نظر الخ، مطبوعه امداديه ملتان.

[2] وحكم المستحب حصول الاجر بالاتيان وعدم لزوم الاسأة بالترک، غنية الناسک. ص ۲۳/ باب فرائض الحج، فصل واما مستحباته، مطبوعه الخيريه ميرٹھ.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Tawaf ka Bayan

رمی اور طواف زیارت میں ترتیب بدلدی

سوال:۔ایک حاجی نے غلطی سے پہلے رمی کی اور پھر جاکر طواف زیارت کی اور پھر آکر قربانی کی اور پھر بال کٹوائے، ان تمام صورتوں میں حاجی پر شرعاً کیا واجب ہوتا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

اس پر دم واجب نہیں، البتہ ایسا کرنا مکروہ ہے[1]

یہ تینوں حکم **غنیة الناسک، المطلب العاشر فی ترک الطواف الترتیب بین الرمی و الذبح** میں مذکور ہیں۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند ۷/۳/۹۱ھ

عورتیں طواف رات میں کریں

سوال:۔عورتیں اگر حج کو جاویں تو طواف ان کو رات میں ہی کرنا چاہئے یا جس وقت پہنچے اس وقت کریں؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

بہتر یہ ہے کہ وہ رات میں طواف کریں[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیو بند

---

[1] ولو طاف قبل الرمی والحلق لاشئی علیه ویکره .غنیة الناسک،ص ۱۵۰، باب الجنایات، المطلب العاشر فی ترک الترتیب بین الرمی والذبح والحلق، مطبوعه الخیریة میرٹھ، منحة الخالق علی هامش البحر الرائق کوئٹه ص ۳/۲۴، کتاب الحج، فصل ولاشئ ان نظر الخ، الدرالمختار مع الشامی زکریا ۳/۵۸۸، باب الجنایات.

[2] وللمرأة البعد الااذاخلاالمطاف من الرجال وطوافها لیلاً غنیة الناسک ص ۶۵/. فصل واما مستحبات الطواف الخ، مطبوعه ادارة القرآن کراچی.

حالت حیض میں طواف زیارت

سوال:۔ زینب اپنے زوج کے ہمراہ ۱۹۷۳ء میں پاکستان سے حج کو گئی تھی، زینب جب عرفات سے منیٰ شریف کو آ گئی، اور جمرۃ العقبیٰ کی رمی کی تو فوراً اس کو حیض آ گیا، (یہ حیض دس دن تک رہتا ہے) زینب اور اس کے زوج کی تاریخ روانگی ۱۳/ذی الحجہ ہے، اب زینب کا طواف زیارت باقی ہے، جب زینب کو مکہ مکرمہ میں اتنا وقت نہیں ملا کہ پاک ہو جائے، اور غسل کر کے طواف زیارت ادا کرے، تو زینب اپنی رائے اور اجتہاد کے متعلق غسل کر کے حرم شریف کو چلی گئی، اور طواف زیارت کر کے دو رکعت نماز پڑھ کر دوسرا طواف شروع کیا کہ یہ طواف الوداع کرتی ہوں، دوسرے طواف الوداع سے فارغ ہو کر نماز پڑھ لی اور ۱۳/تاریخ کو جدہ روانہ ہو گئے، اب سوال یہ ہے کہ کیا زینب کا طواف زیارت صحیح ہے، یا بدنہ واجب ہے اور پاکستان میں زینب زوج پر حلال ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اس صورت میں زینب پر ایک بدنہ بحالت حیض طواف زیارت کرنے کی وجہ سے لازم ہوا،[1] اور ایک دم (بکری یا بھیڑ) طواف وداع اس حالت میں کرنے کی وجہ سے ہوا[2]، احرام

---

[1] ولو طاف للزيارة جنباً اوحائضاً اونفساً ء كله اواكثره وهواربعة اشواط فعليه بدنة، غنية الناسک ص ۱۴۵/ (مطبوعه كراچی) المطلب الأول فی ترک الواجب فی طواف الزيارة، تبيين الحقائق ص ۵۹/۲، كتاب الحج، فصل ولاشئ ان نظر، مطبوعه امداديه ملتان، البحرالرائق ص ۱۸/۳، فصل ولا شئ ان نظر الخ، مطبوعه كوئٹه.

[2] ولو طاف للصدر جنباً فعليه شاة، غنية الناسک ۱۴۷، باب الجنايات، المطلب الثانی فی ترک الواجب فی طواف الصدر، مطبوعه الخيريه ميرٹھ، عالمگيری كوئٹه ص ۲۴۶/۱، الباب الثامن فی الجنايات، الفصل الخامس، تبيين الحقائق ص ۵۹/۲، باب الجنايات، فصل ولا شئ ان نظر الخ، مطبوعه امداديه ملتان.

کے حلال ہونے کیلئے قدر متعین بالوں کا کاٹنا ضروری ہے[1]، اگر اس میں ممنوعات احرام کا ارتکاب یہ سمجھتے ہوئے کہ احرام ختم ہو گیا کیا تو ایک دم اس کی وجہ سے لازم ہوگا[2] پھر وہ اپنے شوہر کے لئے حلال ہے۔[3] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۴/۳/۲۳ھ

الجواب صحیح العبد نظام الدین غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۹۴/۳/۲۳ھ

طواف وداع نہیں کیا تو اب کیا کرے

سوال:۔ ہندہ نے حج تو کرلیا، لیکن طواف وداع نہیں کیا، وہ ہندوستان بغیر طواف وداع کے آگئی ہیں، کیا ایسی صورت میں دم لازم ہوتا ہے، اگر دم لازم ہو تو کیا جس مقام پر ہندہ رہتی ہے، وہیں ذبح کروایا جائے، یا مکہ معظّمہ میں اور اگر لازم دم یہاں ذبح کریں تو

---

[1] فاذا فرغ من الذبح حلق رأسه او قصر والحلق افضل للرجال ومكروه للنساء كراهة تحريم الا لضرورة والتقصير مباح لهم ومسنون بل واجب لهن الى قوله فأقل الواجب فى التقصير قدر الأنملة من جمع شعر ربع الرأس لكن اصحابنا قالوا يجب ان يزيد فى تقصير الربع على قدر الأنملة لان اطراف الشعر غير متساوية عادة الخ، غنية الناسک ص ۹۲،۹۳، فصل فى الحلق، مطبوعه خيرية ميرٹھ، عالمگیری دیوبند ص ۱/۲۳۱، الباب الخامس فى كيفية اداء الحج، واما سننه، البحر الرائق كراچى س ۲/۳۴۶، باب الاحرام.

[2] صرح فى فتح القدير انه لا يخرج من الاحرام الا بالحلق فافاد انه لو ترک الحلق اصلا وقلم ظفره او خطى رأسه قاصداً التحلل من الاحرام كان ذلک جناية موجبة للجزاء الخ، البحر الرائق ص ۲/۳۴۸، باب الاحرام، مطبوعه كراچى، غنية الناسک ص ۹۳، فصل فى الحلق، مطبوعه الخيرية ميرٹھ.

[3] وحل لک النساء يعنى بالحلق السابق لان الحلق هو المحلل، البحر الرائق ص ۲/۳۴۷، باب الاحرام، تبيين الحقائق ص ۲/۳۳، باب الاحرام، مطبوعه امداديه ملتان.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Tawaf ka Bayan

اسکے گوشت اور چمڑے کو پورا کا پورا خیرات کردیا جائے، یا قربانی کی طرح تین حصہ کئے جائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اگر طواف زیارت کے بعد ایک طواف بھی کرلیا ہے چاہے نفل کی نیت سے کیا ہو وہی طواف وداع ہوگیا[1]، اگر ایک طواف نہیں کیا تو ایک دم کی قیمت مکہ مکرمہ بھیجدے، وہیں ذبح کرکے غرباء کو صدقہ کردیا جائے[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۷/۳/۱۴۰۱ھ

نفل طواف کے بعد استیلام

سوال: ۔حجر اسود کا استیلام کیا دو رکعت طواف کے بعد بھی کیا جاتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

جس طواف کے بعد سعی ہے اس کی دو رکعت کے بعد استلام کے لئے جاتے وقت حجر اسود کا استیلام کیا جائے گا، اور جس کے بعد سعی نہیں اس کی دو رکعت کے بعد استلام بھی نہیں۔ منحہ[3]، ج ۲/ص ۳۵۷۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

---

[1] فلو طاف بعد ما حل النفر ونوى التطوع اجزأه عن الصدر، غنية الناسک ۱۰۲، باب طواف الصدر، مطبوعه ادارة القرآن کراچی، البحر الرائق ص ۳۵۱/۲، باب الاحرام، مطبوعه کراچی، درمختار على الشامي زكريا ص ۵۴۵/۳، كتاب الحج.

[2] والاولى ان لا يرجع بعد المجاوزة ويبعث دماً لانه انفع للفقراء وايسر عليه، غنية الناسک ۱۰۲، باب طواف الصدر، فصل: فمن خرج من مكة الخ، مطبوعه ادارة القرآن کراچی، البحر الرائق کراچی ص ۳۵۱/۲، باب الاحرام.

[3] قال فى شرح اللباب والاصل ان كل طواف بعده سعى فانه يعود الىٰ استيلام الحجر بعد الصلوٰة ومالا فلا، ...... (باقی حاشیه اگلے صفحه پر)

دوگانہ طواف بھول کر دوسرا طواف شروع کردیا

سوال:۔ اگر طواف کے بعد دو رکعت پڑھنا بھول جائے، اور دوسرا طواف شروع کردے تب یاد آئے تو کیا کرے، آیا اس دوسرے طواف کو چھوڑ کر دو رکعت پڑھے یا دوسرا طواف بھی پورا کرے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اگر دوسرے طواف کا ایک چکر پورا ہونے سے پہلے یاد آجائے، تو اسکو چھوڑ کر دو رکعت پڑھ لے، اگر ایک چکر پورا ہونیکے بعد یاد آئے تو یہ طواف پورا کرلے، اسکے بعد دو رکعت پہلے طواف کیلئے پڑھے اور دو رکعت دوسرے طواف کیلئے۔ منحۃ[1] ج ۲ رص ۳۵۶ ر۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ...... منحة الخالق على هامش البحر الرائق، ج ۲ رص ۵۸۳ ر مطبوعه زکریا، مطبوعه کراچی ص ۲/۳۳۲، باب الاحرام، فرع، حاشية الشلبى على شرح الكنز للزيلعى ص ۲/۱۹، باب الاحرام، مطبوعه امدادیه ملتان، درمختار مع الشامى زكريا ص ۳/۵۱۳، كتاب الحج، مطلب فى السعى بين الصفا والمروة.

(حاشیہ صفحہ ھذا) [1] طاف ونسى ركعتى الطواف فلم يتذكر الابعد شروعه فى طواف آخر فان كان قبل تمام شوط رفضه وبعد اتمامه لابل يتم طوافه الذى شرع فيه وعليه لكل اسبوع ركعتان منحة الخالق، ج ۲ رص ۵۸۰ ر مطبوعه زكريا، مطبوعه كراچى ص ۲/۳۳۱، باب الاحرام، فروع، شامى زكريا ص ۳/۵۱۳، كتاب الحج، مطلب فى طواف القدوم، عند قوله بعد كل اسبوع، حاشية الشلبى على هامش الزيلعى ص ۲/۱۹، باب الاحرام، مطبوعه امدادیه ملتان.

دوگانہ طواف اوقات مکروہہ میں

سوال:۔ طواف کے بعد دورکعت کا پڑھنا کیا ہر وقت درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

جن اوقات میں نماز فرض کا پڑھنا منع اور نفل کا پڑھنا مکروہ ہے، (سورج نکلتے وقت جس وقت سورج سر پر ہو، سورج ڈوبتے وقت، صبح صادق کے بعد سورج نکلنے سے پہلے عصر کی نماز کے بعد سورج ڈوبنے سے پہلے مغرب کی نماز سے پہلے خطبہ کے وقت جماعت شروع ہوجانے کے بعد) ان اوقات میں ان دورکعت کا پڑھنا بھی منع ہے۔[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

طواف وداع نہ کرنے سے دم

سوال:۔ (۱) زید بغیر طواف وداع کے چلا آیا دم واجب ہوا تو جدہ میں قربانی کرے، یا وطن پہنچ کر؟

[1] ثلاثة اوقات لا يصح فيها شئ من الفرائض والواجبات التى لزمک فى الذمة قبل دخولها عن طلوع الشمس وعند استوائها وعند اصفرارها الى ان تغرب والاوقات الثلاثة تكره فيها النافلة كراهة تحريم ولوكان لها سبب كالمنذور وركعتى الطواف ويكره التنفل بعد طلوع الفجر باكثر من سنته وبعد صلاته وبعد صلاة العصر وقبل صلاة المغرب وعند خروج الخطيب وعند الاقامة لكل فريضة الخ، مراقى الفلاح ص ۷۳-۷۴، كتاب الصلاة، فصل: ثلاثة اوقات الخ، مطبوعه المكتبة الاسعدى سهارنپور، مجمع الانهر ص ۱۱۰-۱۱۱، ج ۱، كتاب الصلوة، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، البحرالرائق كراچى ص ۲۴۹ تا ۲۵۳/ ۱، كتاب الصلوة.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Tawaf ka Bayan

(۲) زاہد طواف وداع کیلئے تیار تھا، مگر تار آیا کہ جہاز تیار ہے، فوراً آؤ۔ حجاج لاری پر سوار ہوگئے، زاہد بھی سوار ہوگیا، تو اس عذر سے دم ساقط ہوا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

(۱) حرم میں قربانی کرادے "وخص ذبح هدی المتعة و القران بايام النحر وخص الكل بالحرم لا بغيره ولا بمنى علىٰ الاصح اھ سكب الانهر[1]"،

(۲) ساقط نہیں ہوا۔

تنبیہ:— طواف وداع کیلئے مخصوص نیت شرط نہیں بلکہ منی سے فارغ ہوکر جب مکہ مکرمہ میں آئے اور بہ نیت تطوع طواف کرلے تو وہ بھی طواف وداع کے حکم میں ہوجائیگا، "فاذا اراد الظعن عنها اى عن مكة طاف للصدر ويسمىٰ طواف الوداع وهو واجب ولٰكن لاتشترط له نية معينة حتىٰ لوطاف بعد ماحل النفرونوى التطوع اجزأه عن الصدر اھ مجمع الانهر[2]" فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ

دارالعلوم دیوبند

---

[1] سكب الانهر على مجمع الأنهر ص ۴۵۹/ ۱/ باب الهدى، كتاب الحج، طبع دارالكتب العلمية بيروت، طحطاوى مع المراقى ص ۴۱۱، فصل: الهدى الخ، مطبوعه مصر، كنز على هامش البحر ص ۳/۷۲، باب الهدى، مطبوعه كوئٹه،

[2] مجمع الانهر على ملتقى الابحر ج ۱/ص ۴۱۷/ كتاب الحج، فى الفصل الثالث، مطبوعه ايضاً، البحر الرائق ص ۳۵۰–۲/۳۵۱، آخر باب الاحرام، مطبوعه كراچى، درمختار مع الشامى زكريا ص ۳/۵۴۵، كتاب الحج، مطلب فى طواف الصدر،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب پنجم: حج میں بال کٹانے کے مسائل

حلق وقصر میں ایک ربع بھی کافی ہے

سوال:۔قصر میں پورے سر کے بال چھوٹے کرانے ضروری ہیں، یا ربع راس کا قصر کافی ہے، اگر کسی کے سر پر پٹھے ہوں تو وہ بال کتنے چھوٹے کرائے جو شرعی قصر کا مصداق بن سکیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

رُبع راس بھی کافی ہے، ایک انگلی بال کٹانے سے قصر معتبر ہو جائیگا، حلق افضل ہے ''ثم یحلق اویقصر والحلق افضل ویکفی فیه ربع الراس والتقصیر ان یاخذ من رؤس شعره مقدار الانملة[1]، مراقی الفلاح، ص ۴۴۳۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ دار العلوم دیوبند ۲۰/۱۰/۸۹ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ ۲۰/۱۰/۸۹ھ

عورتیں حلال ہونے کے لئے کتنے بال کہاں کے کاٹیں

سوال:۔حج کے بعد قربانی کے وقت مرد سر منڈاتے ہیں، اور عورتیں اپنی انگلی کے پھیر کے اتنے بال تراشتی ہیں، تو جب عمرہ کرتے ہیں، تو حج کے بعد جتنے بال کاٹتے ہیں،

---

[1] مراقی الفلاح، ص ۴۰۱/ فصل فی کیفیة ترکیب افعال الحج. طحطاوی مع المراقی مصری ص ۴۰۵/ الدرالمختار علی الشامی زکریا ص ۳/۵۳۴، کتاب الحج، مطلب فی رمی جمرة العقبة، سکب الانہر ص ۱/۴۱۳، کتاب الحج، فصل، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

اتنے بال عمرہ کے بعد بھی کاٹنا چاہئے یا اس سے بھی کم بال کاٹ سکتے ہیں، اور یہ کہ نیچے کے بال کاٹے جائیں یا پیشانی کے بال بھی کاٹے جا سکتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

ایک انگلی کے برابر یعنی ایک انگلی کی تہائی کی مقدار تمام سر کے بال کاٹ دیں[1]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

احرام سے حلال ہونے کیلئے چند بالوں کا منڈانا

سوال:۔ ارکان عمرہ ادا کرنے کے بعد ارکان حج میں دس ذی الحجہ کے بعد اور متمتع اور قارن کو قربانی کرنے کے بعد مرد کو سارے سر کے بال استرے سے منڈوانا چاہئے، یا سارے سر کے بال انگلی کے ایک پورِ کے برابر کٹوانا ہونگے، اگر سر کے بال انگلی کے ایک پور یعنی انملہ کے برابر بڑے نہیں تو سارے سر کے بال کو کم از کم چوتھائی سر کے بالوں کو استرے سے منڈوانا پڑے گا، تاکہ احرام اتر جائے، اور ممنوعاتِ احرام حلال ہو جائے، مگر آج کل لاکھوں کی تعداد حج میں ایسے لوگوں کی ہوتی ہے کہ وہ سر کے بال کے صرف چند بال کٹوا لیتے ہیں، لہٰذا نہ تو ان کا احرام اُترتا ہے، اور نہ بیوی کے لئے حلال ہوتے ہیں، جس کو دیکھ کر صدمہ ہوتا ہے، کثرت سے مرد اس میں مبتلا ہیں، تو کیا کسی امام کے نزدیک اس طرح سر کے چند بال کاٹنے سے مرد کا احرام اتر جاتا ہے، اور بوجہ مجبوری حنفیہ بھی ایسا کر سکتے ہیں؟ ورنہ یہ کوتاہی عام ہے اور کوئی مانتا نہیں، لہٰذا اکثریت کا گناہ عظیم سے بچانے کے لئے کوئی

---

[1] قال في البحر والمراد بالتقصير ان يأخذ الرجل والمرأة من رؤس شعر ربع الرأس مقدار الانملة كذا ذكره الزيلعي الخ ردالمحتار، ج۲/ص۱۹۶/ مطلب في رمي جمرة العقبة. زيلعي ص ۲/۳۲، باب الاحرام، مطبوعه امداديه ملتان، سكب الانهر ص ۱/۴۱۳، كتاب الحج، فصل، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

گنجائش ہوسکتی ہو تو ان کے لئے بتلا دیا جائے، تا کہ وہ بال منڈ وانے کو غیر ضروری نہ سمجھیں بلکہ اس گنجائش پر عمل کریں، اور حلال ہو جائیں، یہ رواج ہو گیا کہ چند بال کٹواتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

یہ رواج غلط اور خلافِ شرع ہے، اس چیز کے اختیار کرنے پر عوام کو کس نے مجبور کیا، خاص کر جبکہ فقہاء نے اس سلسلہ میں بہت وسعت دی، مثلاً چوتھائی سر کے بال منڈ وانا یا کترو انا بھی کافی ہے، ایک انگلی سے کچھ زیادہ بال کٹا دینا بھی کافی ہوتا ہے، یہ ضروری نہیں کہ جڑ ہی سے کاٹا جائے، یعنی احرام سے ان صورتوں میں بھی حلال ہو جائے گا، اگرچہ صرف چوتھائی سر کے بال منڈانے یا کٹانے سے مکروہ تحریمی کا ارتکاب ہوگا، اگر کسی دوا صابون وغیرہ سے سر کے بال کو ختم کر دے تب بھی کافی ہے، اگر سر پر بال ہی نہیں، تو صرف استرہ پھیر لینا بھی کافی ہوگا، اگر سر پر زخم ہو اور اُسترہ بھی نہ پھر سکے تو اس سے یہ واجب ہی ساقط ہے[1]۔ (حلق وقصر)

ان سب کے باوجود اگر عوام غلط راستہ بلا کسی مجبوری کے اختیار کرلیں تو وہ خود ذمہ دار ہیں، ان کی وجہ سے حکم شرعی کو نہ بدلا جائیگا، مثلاً داڑھی منڈانے، جھوٹ بولنے، غیبت کرنے، سود لینے، سود دینے کا عام رواج ہو جائے، تو اس کو اس کی اجازت نہیں دی جائے گی، بلکہ وعیدات وترغیبات کے ذریعہ ان کی اصلاح کی کوشش کی جائے گی، ورنہ شریعت عوام کے لئے کھلونا بن جائے گی۔ (العیاذ باللہ) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفر لہٗ دار العلوم دیو بند

---

[1] ثم قصر بان یأخذ من کل شعر قد رالانملة وجوبا وتقصیر الکل مندوب والربع واجب ویجب اجراء الموسیٰ علی الاقرع وذی قروح ان امکن والا سقط (الیٰ قوله) ولو ازاله بنحو نورة جاز درمختار علی هامش ردالمحتار، ج۲/ص۱۹۶/ مطلب فی رمی جمرة العقبة زیلعی ص۲/۳۲، کتاب الحج، باب الاحرام، مطبوعه امدادیه ملتان، مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص۴۰۵، فصل فی کیفیة ترکیب افعال الحج، مطبوعه مصری.

مُحرِم کو حلال ہونے کیلئے حلق وقصر خود کرنا

سوال: ۔محرم اپنا احرام کھولنے کے وقت حلق یا قصر خود کرسکتا ہے یا نہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ احرام سے باہر ہونے کے لئے ضروری ہے کہ اپنے سر کا حلق یا قصر کسی غیر محرم کے پاس کرائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً: ۔

حلق یا قصر خود بھی کرسکتا ہے[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳۰/۸/۹۰ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۳۰/۸/۹۰ھ

اپنے بال اپنے ہاتھ سے کاٹنا

سوال: ۔عورت اپنے بال اپنے ہی ہاتھ سے کاٹ لے یا حلال شدہ عورت سے بال کٹوائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً: ۔

دونوں طرح درست ہے[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۲/۹۲ھ

---

[۱] واذا حلق ای المحرم رأسه أی رأس نفسه او رأس غیره ای ولو کان محرما عن جواز التحلل ای الخروج من الاحرام باداء افعال النسک لم یلزمه شئ الاولیٰ لم یلزمهما شئ وهذا حکم یعم کل محرم فی کل وقت، مناسک الملا علی القاری ص ۲۳۰، فصل فی الحلق والتقصیر، مطبوعه کراچی.

[۲] واذا حلق ای المحرم رأسه او رأس غیره ولو کان محرما عن جواز التحلل ای الخروج من الاحرام باداء افعال النسک لم یلزمه شئ، ارشاد الساری الی مناسک ملا علی القاری ص ۵۰، فصل فی واجباته، مطبعة مصطفی محمد مصری.

فتاویٰ محمودیہ جلد......۱۵ ۴۲۵ قران اور تمتع

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب ششم : قران اور تمتع

قِران افضل ہے

سوال:۔حرم سے باہر رہنے والوں کیلئے حج کی کونسی صورت افضل ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

قران افضل ہے۔بحر، ج ۲ ر ص ۳۸۳ ر[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیو بند

قارن عمرہ کے بعد احرام کھولدے تو کیا حکم ہے

سوال:۔ایک شخص نے پاکستان میں حج بدل کیلئے قران کی نیت کی وہ حرم مکی شریف میں آیا، اوراس نے عمرہ ادا کیا چونکہ وہ معلم کے ساتھ ہے، اسلئے اسے معلم مدینہ منورہ بھیج دیتا ہے آیا اسکو احرام کھول دینا چاہئے یا نہیں، اوراگر وہ کھول دے تو آیا اس پر کیا دم دینا پڑیگا؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

قارن کو محض عمرہ کر کے احرام کھولنا درست نہیں، حج کے بعد میں احرام کھول سکتا ہے

---

[۱] ھو افضل ثم التمتع ثم الافراد، بحر ج ۲ ر ص ۳۵۷ ر باب القران (مکتبہ ایچ، ایم، سعید کمپنی کراچی) سکب الانھر ص ۴۲۳ / ۱، باب القران والتمتع، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت. شامی زکریا ص ۵۵۳ / ۳، کتاب الحج، باب القران ھو افضل.

اگر اس نے پہلے احرام کھول دیا تو اس کا قران باطل ہو گیا، اس کے ذمہ دم لازم ہوگا[1]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیو بند ۱۱/۷/۱۴۰۰ھ

حج بدل میں افراد ہو یا قران

سوال:۔(۱) حج بدل اگر میت کی طرف سے کیا جائے جبکہ اس نے حج کی قسم سے کسی قسم کا تعین نہ کیا ہو تو کون سی صورت مناسب ہے؟

(۲) اگر حج بدل میں افراد کرنا ہو تو رمضان المبارک سے قبل والے جہاز سے روانہ ہو کر پھر ایام حج کا احرام میقات سے باندھنا کیسا ہے؟

(۳) بمبئی سے جدہ اور جدہ سے مدینہ احرام کے بغیر جا کر پھر ایام حج میں حج بدل لیکر افراد کا احرام باندھ کر آنا کیسا ہے؟

(۴) حج بدل میں تمتع اور قران کے بارے کیا مسئلہ ہے؟ تمتع کی کوئی صورت جواز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

(۱) افراد کیا جائے[2]

---

[1] ان اتی بافعال العمرة بکما لها الا انه ممنوع من التحلل عنها لکونه محرماً بالحج فیتوقف تحلله علی فراغه من افعاله ولزمه دمان لجنایته علی احرامین شامی کراچی ، ج۲/ص ۵۳۲/ باب القران هو افضل، البحر الرائق ص ۲/۳۵۹، باب القران، مطبوعه الماجدیه کوئٹه، مجمع الانهر ص ۱/۴۲۵ ، باب القران والتمتع، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

[2] مستفاد ودم القران والتمتع والجنایة علی الحاج ان اذن لهٗ الآمربالقران والتمتع والافیعتبر مخالفا(درمختار علی الشامی کراچی ج۲/ص ۲۱۱/ باب الحج عن الغیر، مطلب العمل دون القیاس الخ. بحر کوئٹه ص ۳/۶۶، باب الحج عن الغیر، مطبوعه کوئٹه.

(۲) درست ہے[۱]

(۳) درست ہے[۲]

(۴) جب وصیت کے ماتحت بدل میں حج فرض ادا کرنا ہو تو تمتع نہ کیا جائے، قران کی گنجائش ہے، لیکن دم قران مامور پر لازم ہوگا[۳] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ

دارالعلوم دیوبند ۸/۶/۸۸ھ

متمتع وقارن پر کیا دودم ہیں

سوال: ۔قارن اور متمتع کو ایک ہی قربانی واجب ہے، یا دو؟

---

[۱] الاحرام وهوشرط ابتداء حتى صح تقديمه على اشهر الحج وان كره (شامى كراچى، ج۲/ص۴۶۷/ مطلب فى فروض الحج وواجباته) غنية الناسک ص۳۴، فصل فيما ينبغى لمريد الاحرام، مطبوعه الخيرية ميرٹھ، بحر كوئٹه ص۳۱۹/۲، قبيل باب الاحرام، النهر الفائق ص۲/۱۶، قبيل باب الاحرام، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت.

[۲] أما مواقيت اهل الآفاق وهى المواضع التى لايجوز أن يتجاوز ها الانسان الى مكة اوالحرم ولولحاجة الا محرماً فلاهل المدينة ومن مربها ذوالحليفة (غنية الناسک، ص۲۵/ باب المواقيت)على القياس دون الاستحسان هذا. عالمگيرى ص۱/۲۲۱، الباب الثانى فى المواقيت، مطبوعه كوئٹه، تاتارخانيه ص۲/۴۷۳، الفصل الرابع فى بيان مواقيت الاحرام الخ، مطبوعه كراچى.

[۳] ودم القران ودم الجناية على المأمور الى قوله وانما وجب دم القران على المأمور باعتبار انه وجب شكرا لماوفقه الله تعالى من الجمع بين النسكين والمأمور هو المختص بهذه النعمة لان حقيقة الفعل منه وان كان الحج يقع عن الآمر، البحر الرائق ص۳/۶۵، باب الحج عن الغير، مطبوعه ايچ.ايم.كراچى، تاتارخانيه ص۲/۵۴۸، الفصل الخامس فى الرجل يحج عن الغير، مطبوعه كراچى، شامى كراچى ص۲/۶۱۱، باب الحج عن الغير، مطلب العمل على القياس الخ.

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

ایک قربانی تو دم قران یا دم تمتع واجب ہے[۱] پھر اگر وہاں پہنچ کر مقیم ہو جائے، اور صاحب نصاب ہو تو ایک قربانی صاحب نصاب ہونے کیوجہ سے واجب ہوگی[۲]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

اشہرِ حج سے پہلے عمرہ کرنے سے تمتع نہیں ہوتا

سوال:۔ حج میں اگر حاجی ایام حج سے پہلے حج تمتع میں عمرہ کا احرام باندھ کر حرم میں داخل ہوا اور عمرہ کے سب کام کرے تو اس کا حج تمتع ہو جائیگا، یا اس کو پھر ایام حج میں عمرہ کرنا پڑے گا، تب حج تمتع درست ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اشہر حج شروع ہونے سے پہلے یعنی شوال شروع ہونے سے پہلے اگر عمرہ کیا اور پھر حج کیا تو وہ تمتع نہیں ہوگا، اشہر حج میں عمرہ کر کے حلال ہو کر پھر حج کے لئے احرام باندھ کر حج کرنے سے تمتع ہوگا۔[۳] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۷/۸/۸۷ھ

---

[۱] ویجب الدم على المتمتع شكراً لما انعم الله تعالىٰ عليه بتيسير الجمع بين العبادتين، عالمگیری ص ۲۳۹/۱، الباب السابع فی القران والتمتع، قاضیخان ص ۳۰۴/۱، فصل فی التمتع، مطبوعه کوئٹه، وحكم القارن كحكم المتمتع فی وجوب الهدى ان وجده، عالمگیری کوئٹه ص ۲۳۹/۱، الباب السابع فی القرآن،

[۲] فتجب على حرمسلم مقيم بمصراو قرية اوبادية عينى فلاتجب على حاج مسافر فاما اهل مكة فتلزمهم وان حجوا قوله فتلزمهم وان حجو اقتصر عليه فی البدائع وذلک لانهم مقيمون درمختار مع الشامی، ج۶/ص ۳۱۵/ کتاب الاضحية. (حاشیہ۳/ اگلے صفحہ پر)

ایک عمرہ کرنے کے بعد دوسرا عمرہ کرنے سے کیا تمتع باقی رہے گا

سوال: ۔ایک شخص جو رمضان سے پہلے مکہ معظّمہ جا کر عمرہ کر کے حلال ہو کر مقیم رہا اور اشہر حج وہیں شروع ہو گئے، پھر شوال میں مدینہ منورہ گیا، مدینہ سے واپسی کے وقت بہتر بات یہ ہے کہ حج کا احرام باندھ کر آئے، لیکن عمرہ کا احرام باندھ کر آنے میں گنجائش ہے، یہ گنجائش مذکورہ دونوں صورتوں والوں کے لئے ہے، یا فرض ہے؟ اور اجازت کی وجہ کیا یہی ہے کہ یہ حاجی آفاقی ہے اور حقیقی طور پر مکی نہیں ہے؟

دوسرا وہ جو اشہر حج میں عمرہ کے احرام سے مکہ معظّمہ جا کر حلال ہوا؟

الجواب حامداً ومصلیاً: ۔

(۱) جس شخص نے اشہر حج میں عمرہ کر لیا ہے اس کے بعد مدینہ طیبہ میں حاضر ہوا، پھر اس سال حج کر کے وطن واپس ہوگا، امام صاحب کے نزدیک وہ شخص متمتع ہے، اس کو ایک عمرہ کر لینے کے بعد حج سے پہلے مدینہ سے چلکر عمرہ کرنے سے امام صاحب منع فرماتے ہیں اور صاحبین کے نزدیک مدینہ طیبہ چلے جانے کی وجہ سے اس کا تمتع باطل ہو گیا، اب اگر دوبارہ وہ عمرہ کرے گا، تو تمتع صحیح ہو جائے گا، جس شخص نے اشہر حج میں عمرہ نہیں کیا اگر چہ اس

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۳؎ والمتمتع من یاتی باعمال العمرة فی اشهر الحج اویطوف اکثرطوافها فی اشهر الحج ثم یحرم بالحج ویحج من عامه ذٰلک قبل ان یلم باهله الماما صحیحا هکذا فی فتاویٰ قاضی خاں عالمگیری ، ج ۱/ص ۲۳۸/ الباب السابع فی التمتع والقران. لا یسمی تمتعا اذا کان احدهما فی غیر اشهر الحج والآخر فی اشهر الحج، حاشیة الشلبی علی الزیلعی ص ۲/۴۵ ، باب التمتع، مطبوعه امدادیه ملتان، زیلعی ص ۲/۴۵ ، باب التمتع، مطبوعه امدادیه ملتان.

سے پہلے کیا ہو وہ مدینہ طیبہ کی زیارت سے فارغ ہو کر جب حج کیلئے آئے اور احرام باندھ کر عمرہ کرے تو اس میں کوئی اشکال ہی نہیں [1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

متمتع کا مدینہ طیبہ جانا پھر عمرہ کرنا

سوال:۔ (۱) ایک شخص آفاقی اشہر حج میں مکہ مکرمہ گیا اور عمرہ ادا کیا، عمرہ کی ادائیگی کے بعد مدینہ منورہ چلا گیا، مدینہ منورہ سے واپسی پر دوسرا عمرہ کیا، پھر حج کا احرام باندھا، کیا اس کا تمتع صحیح ہے یا نہیں؟

(۲) اس پر دم تمتع ہے یا نہیں؟

(۳) کیا اس پر کوئی دم جبر ہے یا نہیں؟

(۴) تمتع پہلے عمرہ یا دوسرے عمرہ سے ادا ہوا؟

(۵) آفاقی کے لئے ایک عمرہ سے زائد کرنا اشہر حج میں صحیح ہے یا نہیں؟

(٦) مدینہ منورہ سے واپسی پر اگر فقط حج کا احرام باندھا تو اس کا تمتع ادا ہوگا یا نہیں؟

(۷) کیا اس پر دم جبر ہے یا نہیں؟

(۸) آفاقی حاجی کا اشہر حج میں میقات سے باہر نکلنا کیسا ہے؟

---

[1] کوفی ای آفاقی حل من عمرته فيهاای الاشهر وسكن بمكة ای داخل المواقيت او بصرة ای غير بلده وحج من عامه متمتع لبقاء سفره،درمختار قوله لبقاء سفره امااذا أقام بمكة اوداخل المواقيت فلانه ترفق بنسكين فی سفر واحد فی اشهر الحج وهو علامة التمتع واما اذاأقام خارجها فقد ذكر الطحاوی ان هذا قول الامام وعند هما لايكون متمتعاً الخ شامی، ج۲/ص ۲۱٦/ مكتبه رشيديه ديوبند، مطبوعه كراچی ج۲/ص ۵۴۲/قبيل باب الجنايات. البحر الرائق ص ۲/۳٦۹، باب التمتع، مطبوعه الماجديه كوئٹه، زيلعی ص ۲/۵۰، باب التمتع، مطبوعه امداديه ملتان.

(۹) ان صورتوں میں بہتر کونسی صورت ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

اشہر حج میں اگر کوئی شخص عمرہ کرکے مدینہ طیبہ چلا گیا، پھر وہاں سے واپسی کے بعد صرف حج کا احرام باندھ کر آیا تو تمتع صحیح ہوگا، یہ امام صاحب کے نزدیک ہے، بخلاف صاحبین رحمہما اللہ کے، ان کے نزدیک پہلا تمتع باطل ہوگیا، ہاں اگر پھر مدینہ منورہ سے عمرہ کا احرام باندھ کر آئے، اور پھر حج کرے تو ان کے نزدیک تمتع ہوجائیگا، مگر امام صاحب کے نزدیک ایسا نہ کرے، معلم الحجاج[1] ص ۲۱۸/ میں مولانا شیر محمد کے حاشیہ نمبر ۱/ سے یہ عبارت لی گئی ہے، اس عبارت سے آپ کے تمام سوالات کے جوابات صراحۃً یا اشارۃً نکل آئے، اب نمبروار جوابات لیجئے:۔

(۱) صاحبین کے نزدیک اس کا تمتع صحیح ہے[2]!

(۲) ان کے نزدیک دم تمتع واجب ہے۔[3]

(۳) میقات سے باہر چلے جانے کی وجہ سے اس کا پہلا تمتع باطل ہوگیا، اس کا تقاضا یہ ہے کہ اس پر دم جبر واجب ہو[4]

---

[1] ''معلم الحجاج'' ص ۲۱۸، مطبوعہ اشاعۃ العلوم سہارنپور، شرائط تمتع۔

[2] ولوخرج الی البصرة وسكن بها اتخذها داراً ولاتوطن بها اولا ثم قضاها فهو على الخلاف (الیٰ قوله) متمتع عند هما (غنية الناسک، مطبع خيريه ميرٹھ، ص ۱۲۲/ باب التمتع فصل فی تعريفات الالمام)

[3] کیونکہ صاحبینؒ کے نزدیک اس کا تمتع صحیح ہوگیا اور متمتع پر دم تمتع واجب ہوتا ہے، وعليه دم التمتع (هدايه، ج ۱/ ص ۲۶۱/ کتاب الحج ،باب التمتع)

[4] لان الاصل عنده أن الخروج فی اشهر الحج الی غيرأهله كالاقامة بمكة وأما عندهما فكالرجوع الی أهله فاذا خرج بطل تمتعه (غنية الناسک فی بغية المناسک ص ۱۱۵/ مطبع خيريه ميرٹھ، باب التمتع)

(۴) دوسرے عمرہ سے تمتع منعقد ہوا[۱]

(۵) اس میں اختلاف ہے، معلم الحجاج، ۲۲۱/ پر یہ مسئلہ مذکور ہے اور حاشیہ نمبر ا/ پر اختلاف نقل کیا ہے[۲]

(۶) امام صاحب کے نزدیک اس کا تمتع ادا ہو جائے گا[۳]

(۷) اس پر دم جبر واجب نہیں[۴]

(۸) نامناسب ہے[۵]

(۹) بہتر صورت امام صاحب کے نزدیک یہی ہے کہ مدینہ طیبہ سے فقط حج کا احرام

---

[۱] ولو خرج الی البصرة وسكن بها ثم قضاها فهو على الخلاف(الیٰ قوله) ومتمتع عندهما لانتهاء سفره الاول بخروجه من الميقات كانه لحق باهله فهو حين عاد آفاقی فعلها فی اشهر الحج (غنية الناسک،مطبع خيريه ميرٹھ، ص ۱۲۲/ باب التمتع فصل فی تعريفات الالمام)

[۲] قال فی اللباب ولايعتمر قبل الحج وقال القاری فی الشرح وهذا بناءً على أن المكی ممنوع من العمرة المفردة ايضاً قد سبق أنه غيرصحيح بل أنه ممنوع من التمتع، القران وهذا المتمتع آفاقی غيرممنوع من العمرة فجاز لهٗ تكرارها لانها عبادة مستقلة كالطواف (حاشيه معلم الحجاج ص ۲۲۱، مطبوعه اشاعة العلوم سهارنپور، مسائل تمتع)

[۳] فلو تحلل من عمرته فی اشهر الحج ورجع الی أهله ثم حج من عامه لم يكن متمتعا بالاتفاق ولوعاد الی غير أهله الی موضع لأهله التمتع والقران اتخذها داراً أو لاتوطن بها أو لاثم حج من عامه يكون متمتعا عنده لاعندهما .(غنية الناسک فی بغية المناسک ص ۱۱۴/ باب التمتع) مطبوعه الخيرية ميرٹھ.

[۴] وہ متمتع آفاقی ہے اوراس پردم تمتع ہے جو دمِ شکر ہے اگر متمتع مکی ہوتواس پر دمِ جبر ہے"وان مضى عليهما اجزأه وعليه دم لجمعه بينهما......وهذا فی حق المكی دم جبر وفی حق الأفاقی دم شكر (هدايه، ج ۱/ص ۲۹۱/ باب اضافة الاحرام، مطبوعه تهانوی ، فتح القدير ج۳/ ص ۱۱۶/ دارالفكر بيروت.

[۵] مستفاد:. اقام بمكة حلالاً يطوف بالبيت مابداله (غنية الناسک ،ص ۱۱۵/ فصل فی كيفية اداء التمتع المسنون) مطبوعه الخيرية ميرٹھ.

باندھ کر آئے[۱]، عبادات میں بروقت اختلاف امام صاحب کے قول پر فتویٰ ہوتا ہے[۲]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۲۱/۱۱/۱۴۰۶ھ

عمرہ کے بعد کیا بال منڈانا لازم ہے اور بار بار اشہر حج میں عمرہ

سوال:۔(۱) زید جدہ میں ملازم ہے تقریباً ہر ہفتہ عمرہ کرتا ہے، عمرہ کے بعد باریک مشین سے بال کٹوا دیتا ہے، استرہ سے نہیں مونڈتا ہے، کیونکہ اس نے معلم الحجاج میں پڑھا ہے، کہ بال کتروانے کی اجازت ہے، اگرچہ مونڈنا افضل ہے، ہر ہفتہ عمرہ کے بعد بال رگڑ کر مشین سے کٹوا دیتا ہے، اسی طرح بہت سے عمرے کر چکا ہے، اس دفعہ عمرہ کے بعد کسی شخص نے بتایا کہ اس طرح جائز نہیں، بال منڈوانا لازم ہے، برائے مہربانی مجھے مطلع فرمائیں کہ یہ شخص تو اب تک اسی طرح بیسیوں عمرے کر چکا ہے، اب وہ کیا کرے، اس کا کیا علاج کرے، جو کہ وہ کر چکا ہے؟

(۲) کیا حج کے مہینہ میں عمرہ جائز ہے، معلم الحجاج والے بزرگ کہتے ہیں کہ جائز ہے، لیکن کئی دوسرے حضرات کہتے ہیں کہ ناجائز ہے، صحیح جواب کا انتظار ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

(۱) اگر مشین ایسی ہے کہ چھوٹے سے چھوٹا بال بھی کاٹ دیتی ہے، تو اب کسی تدارک

---

[۱] فلو تحلل من عمرته فی اشهر الحج ورجع الی أهله ثم حج من عامه لم یکن متمتعا بالاتفاق ولوعاد الی غیر أهله الی موضع لأهله التمتع والقران اتخذها داراً أو لاتوطن بها أو لاثم حج من عامه یکون متمتعا عنده لاعندهما. (غنیة الناسک فی بغیة المناسک ص ۱۱۴/ باب التمتع) مطبوعه الخیریة میرٹھ.

[۲] الفتویٰ علی قوله (الامام) فی العبادات مطلقاً (رسم المفتی، ص ۱۴۶/ الفتوی علی قول الامام فی العبادات، مطبوعه زکریا دیوبند)

کی ضرورت نہیں، سب عمرے درست ہو گئے، البتہ ایسی حالت میں احتیاط یہ ہے کہ استرہ پھیر دیا کریں[۱]، عمرہ صرف ایام حج میں نہیں ہے، بقیہ تمام سال جائز ہے[۲]، البتہ جو شخص تمتع کرے یعنی اشہر حج میں عمرہ کر کے حلال ہو جائے، پھر اسی سال حج کرے، تو بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ ایک دفعہ اشہر حج میں عمرہ کرنے کے بعد حج سے پہلے اگر عمرہ کریگا تو تمتع باطل ہو جائیگا، مگر دوسرے فقہاء نے فرمایا ہے کہ جب دوسرا عمرہ کیا تو اسکے ذریعہ سے تمتع ہو جائیگا، علیٰ ہذا القیاس جتنے عمرے کریگا، اخیر عمرہ کے ذریعہ تمتع ہو جائے گا[۳]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳/۸/۹۰ھ

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تمتع سے منع کرنیکی وجہ

سوال:۔ (۱) حج کے اقسام ثلثہ میں سے تمتع کے اندر آدمی افعال عمرہ سے فارغ ہو کر مکہ معظّمہ میں ایام حج تک حلال ہو کر اپنے علاقائی لباس، وضع، قطع، ہیئت، نیز خاندانی اور قومی خصوصیات و امتیازات کے ساتھ رہتا ہے، چونکہ اس صورت میں حجاج کرام میں

---

[۱] ویجب اجراء الموسیٰ علی الاقرع وذی قروح ان امکن والاسقط ولو ازاله بنحو نورة جاز، درمختار مع ردالمحتار ج۲/ص۵۱۶/ قبیل مطلب فی طواف الزیارة، بحر کوئٹه ص۲/۳۴۶، باب الاحرام، النهر الفائق ص۲/۸۸، باب الاحرام، مطبوعه دارالکتب العلمية بیروت.

[۲] وجازت فی کل سنة وکرهت تحریماً یوم عرفة واربعة بعدها درمختار، ج۲/ ص۱۶۴/ مطلب احکام العمرة. مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص۲۰۸، فصل فی العمرة، مطبوعه مصری، تاتارخانیه ص۲/۵۲۵، الفصل الثامن فی بیان وقت الحج والعمرة، مطبوعه کراچی.

[۳] ویعتمر قبل الحج ماشاء ومافی اللباب ولا یعتمر قبل الحج فغیر صحیح وهو خلاف مذهب اصحابنا جمیعاً (غنیة الناسک، ص۱۱۵/ باب التمتع، فصل فی کیفیة اداء التمتع المسنون) مطبوعه الخیریة میرٹھ.

باہمی علاقائیت کے جذبات ابھرنے، تخریب، گروہ بندی نیز قومی خاندانی، ملکی عصبیت کے جذبات پیدا ہونے کا قوی امکان بلکہ یقین ہے، جو مقصد حج یعنی اتحاد بین المسلمین، باہمی یگانگت مساوات وغیرہ کے منافی ہے، اس لئے دورِ خلافت راشدہ میں حضراتِ شیخین نے اپنے اپنے خلافت کے زمانہ میں تمتع پر بالکلیہ پابندی لگا رکھی تھی، اور قطعاً کسی کو تمتع کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی تھی، لیکن پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانۂ خلافت میں تیسیراً علی الناس تمتع کی اجازت دیدی، اور لوگوں نے تمتع کیا، چنانچہ مذکورہ بالا مفاسد (علاقائیت کے جذبات، تخریب، گروہ بندی وغیرہ وغیرہ) امکان سے فعل میں آ گئے، لوگوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خلاف میٹنگیں کی اور ان کے خلاف محاذ قائم کیا، جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت پر منتج ہوا، دریافت طلب امر یہ ہے کہ حضراتِ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے اپنے دور خلافت میں خود یا صحابہ، یا تابعین میں سے کسی نے ان کے علم اور اجازت سے کبھی تمتع نہیں کیا؟ مذکورہ بالا خیال و تاریخ، اقوال و آثار اور عمل صحابہ ان کی روشنی میں صحیح ہے؟ اگر صحیح ہو تو اس کی تائید کی روایات اقوال و آثارِ صحابہ میں سے کچھ بطور مثال تحریر فرما کر ممنوع فرمائیں؟

(۲) اگر یہ خیال صحیح نہ ہو بلکہ حضراتِ شیخینؓ کے دور میں تمتع معمول بہ ہوا اور اس پر عام پابندی و نکیر نہ ہو، تو اقوال و آثارِ صحابہؓ میں سے کچھ اس کی تائید میں حوالہ کے ساتھ نقل فرما کر صحیح رہنمائی فرمائیں؟

(۳) حضراتِ شیخینؓ کے دور میں قران یا افراد کی شکل میں حج ہوتا تھا، اور طوافِ زیارت حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جبراً و کرہاً (حتی کہ دُرّے سے پٹائی کر کے) آفاقی حجاج کرام کو اپنے اپنے وطن واپس کر دیتے تھے، اور مکہ معظّمہ میں قیام نہیں کرنے دیتے تھے کیونکہ اب وہ احرام سے حلال ہو کر اپنے اصلی وضع قطع اور لباس وغیرہ میں آ گئے ہیں، اسی لئے کہ کہیں مذکورہ بالا مفاسد پیدا نہ ہو جائیں، کیا یہ بات صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

جن بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حج وعمرہ ایک ساتھ کرنے کو منع فرمایا ہے، اس کی تین وجوہ حافظ ابوبکر جصاص ؒ نے احکام القران میں لکھی ہیں، ایک وجہ یہ ہے کہ حج کی طرح عمرہ بھی مستقل عبادت ہے، اس کے لئے بھی مستقل سفر کیا جائے، جیسے کہ حج کے لئے کیا جاتا ہے، اس کو حج کے ضمن میں ادا کرنے سے اس کی استقلالی شان نہیں رہے گی، دوسری وجہ یہ ہے کہ جس طرح اوقات حج میں زائرین وطائفین سے بیت اللہ معمور رہتا ہے، اسی طرح غیر اوقات حج میں بھی معتمرین سے معمور رہے، تیسری وجہ یہ ہے کہ حجاج ومعتمرین سب ہی ایک وقت میں جمع ہوں تو ازدحام زیادہ ہوکر سب کو ضیق ہوتی ہے، اس سے حفاظت رہے اور مناسک بہ آسانی ادا ہوں، لہٰذا جو کچھ اختلاف ہے، وہ حظر واباحت کا اختلاف نہیں بلکہ افضلیت کا اختلاف ہے۔

”وقدروی عن اصحاب النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی ھذہ المتعة روایات ظاھرھا یقتضی الاختلاف فی اباحتھا واذا حصلت کان الاختلاف فی الافضل لافی الحظر والاباحة کذافی احکام القرانؒ[1] ج ۱/ ص ۲۸۴/ وذٰلک لمعان احدھا الفضیلة لیکون الحج فی اشھرہ المعلومة لهٗ ویکون العمرة فی غیرھا من الشھور ،والثانی انهٗ احب عمارة البیت وان یکثر زوارہ فی غیرھا من الشھور. والثالث انه رای ادخال الرفق علیٰ اھل الحرم بدخول الناس الیھم فقد جاء ت بھٰذہ الوجوہ اخبار مفسرة عنه اھ احکام القرانؒ[2] ج ۱/ص ۲۸۵/ پھر وہ اخبار بھی سند کے ساتھ نقل کی ہیں، جن سے ان وجوہ پر استدلال مقصود ہے، اس کے بعد اپنی سند

---

[1] احکام القرآن للجصاص الرازی ص ۲۸۴/۱، باب التمتع بالعمرة الی الحج، سورۂ بقرہ، مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت.

[2] احکام القرآن للجصاص الرازی ص ۲۸۵/۱، باب التمتع بالعمرة الی الحج، مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت.

حضرت ابن عباسؓ تک پہنچا کر لکھا ہے:۔

’’عن ابن عباسؓ قال سمعت عمرؓ یقول لواعتمرت ثم اعتمرت ثم اعتمرت ثم حججت لتمتعت ففی هذا الخبر اختیاره للمتعة فثبت بذٰلک انه لم یکن ماکان منه فی امر المتعة علیٰ وجه النهی وانما کان علیٰ وجه اختیار المصلحة لاهل البلدتارة ولعمارة البیت اخریٰ احکام القرانؓ[1]، ج ۱ /ص ۲۸۵ /‘‘

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق سنئے ’’عن ابن عمر رضی اللّٰه عنه لان اعتمر فی شوال اوفی ذی القعدة اوفی ذی الحجة فی شهر یجب علی فیه الهدی احب الی من ان اعتمرفی شهر لایجب علی فیهاھ(احکام القرانؓ[2] ج ۱ /ص ۲۸۵)

بخاری شریف کتاب المغازی باب غزوۃ الحدیبیہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا زمانۂ حصار ابن زبیر رضی اللہ عنہ میں عمرہ کے لئے جانا، اور جب فتنہ کی وجہ سے بعض اولاد نے جانے کا مشورہ دیا تو یہ فرمانا منقول ہے۔

’’عن نافع ان بعض بنی عبداللّٰه قال لهٗ لواقمت العام فانی اخاف ان لاتصل الی البیت قال خرجنا مع النبی صلّی اللّٰه علیه وسلم فحال کفار قریش دون البیت فنحر النبی صلی اللّٰه علیه وسلم هدایاه وحلق وقصر اصحابه اشهدکم انی اوجبت عمرة فان خلی بینی وبین البیت طفت وان حیل بینی وبین البیت صنعت کما صنع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فسار ساعة ثم قال ماری شانهما الا واحدة اشهد کم انی قداوجبت حجة

---

[1] احکام القرآن للجصاص الرازی ص ۲۸۵/ ۱، باب التمتع بالعمرة الی الحج، مطبوعه دارالکتاب العربی بیروت.

[2] احکام القرآن للجصاص الرازی ص ۲۸۵/ ۱، باب التمتع بالعمرة الی الحج، مطبوعه دارالکتاب العربی بیروت.

مع عمرتی[1] اھ بخاری شریف ص ۱۰۶/۲‘‘ امید ہے کہ اس تفصیل کے بعد اشکال باقی نہیں رہے گا۔

تنبیہ:۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے تمتع سے منع فرمایا، اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اجازت دی ہے۔ کما فی احکام القرآن[2] ج ۱/ص ۲۸۵/۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۶/۱۱/۸۵ھ

قارن کیلئے وطن کے اعتبار سے حرم میں قربانی

سوال:۔ قارن قران کے شکر میں قربانی دینے کے بعد وہ اور بھی قربانی جو اپنے وطن میں کرتا تھا وہاں کرے یا اپنی اولاد کو وطن میں قربانی کرنے کو کہہ جائے کون افضل ہے؟

---

[1] بخاری شریف ص ۲/۶۰۱، کتاب المغازی، باب غزوة الحديبية، مطبوعه اشرفی دیوبند،
ترجمہ:۔ حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہؓ کے کسی بیٹے نے عرض کیا کہ اگر آپ اس سال ٹھہر جائیں تو اچھا ہے، اس لئے کہ مجھے اندیشہ ہے کہ آپ بیت اللہ تک نہیں پہنچیں گے، تو انہوں نے ارشاد فرمایا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے، پس کفار قریش بیت اللہ سے پہلے حائل ہو گئے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہدی کے جانور قربان کر دئے، اور حلق کیا اور آپؐ کے صحابہؓ نے قصر کیا، میں تم لوگوں کو گواہ بنا تا ہو کہ میں نے عمرہ کو واجب کرلیا، پس اگر میرے درمیان اور بیت اللہ کے دریمان کوئی رُکاوٹ نہ ڈالی گئی تو میں طواف کروں گا، اور اگر میرے درمیان اور بیت اللہ کے درمیان رُکاوٹ ڈالی گئی تو میں ایسے کرونگا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے کیا، پس تھوڑی دیر چلے اور پھر فرمایا میں دونوں (حج وعمرہ) کا معاملہ میں ایک ہی جیسا سمجھتا ہوں میں تم کو گواہ بنا تا ہوں کہ میں نے عمرہ کے ساتھ حج واجب کرلیا۔

[2] عن قتادة قال سمعت جرى بن كليب يقول رأيت عثمان ينهىٰ عن المتعة وعلى يأمر بها فاتيت علياً ان بينكما لشرا انت تامربها وعثمان ينهىٰ عنها فقال مابيننا الاخير ولكن خيرنا اتبعنا لهٰذا الدين (احكام القران للجصاص الرازى ج ۱/ص ۲۸۵/ باب التمتع بالعمرة الى الحج) مطبوعه دارالكتاب العربى بيروت.

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اسکی طرف سے اسکی اولاد قربانی کر دیگی، اسکے کہنے کے مطابق، تو اسکی قربانی درست ہوجائے گی[۱]، لیکن حرم محترم میں قربانی کا اجر بہت زیادہ ہے[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مفرد اور قارن کے لئے سعی

سوال:۔(۱) مفرد وقارن کو طواف قدوم میں سعی کرنا چاہئے یا نہیں؟

(۲) طواف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یا خلفاء راشدین سے کون دعائیں منقول ہیں، طواف کرنے والا اپنی زبان میں جو دعا چاہے پڑھے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

(۱) طواف قدوم میں سعی کرنے کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا، کیونکہ طواف کیا جاتا ہے، مسجد حرام میں اور سعی کی جاتی ہے، خارج مسجد صفا ومروہ کے درمیان!

(۲) بہت سی دعائیں ایسے موقعہ پر پڑھنے کے لئے علماء نے لکھی ہے مستقل رسائل بھی تصنیف کئے ہیں، ایک دعا جو حدیث شریف[۳] میں آئی ہے یہ ہے "**اللّٰھم انی اسألک العفو**

---

[۱] وکذالک لو لم یوص وامر رجلاً ان یضحی عنہ ولم یسم شیئاً فھو جائز، فتاوی عالمگیری ص ۳۰۶/۵، کتاب الاضحیۃ، الباب التاسع فی المتفرقات، مطبوعہ کوئٹہ.

[۲] وجاء ت احادیث تدل علی تفضیل ثواب الصوم وغیرہ من القربات بمکۃ الا انھا فی الثبوت لیست کاحادیث الصلوٰۃ فیھا (الیٰ قولہ) وذکر البیری فی شرح الاشباہ فی احکام المسجد ان المشھور عنداصحابنا ان التضعیف یعم جمیع مکۃ بل جمیع حرم مکۃ الذی یحرم صیدہ شامی، ج۲/ص ۲۰۳/ مطلب فی مضاعفۃ الصلوٰۃ بمکۃ. کتاب الصلوٰۃ.

[۳] مشکوٰۃ شریف، ص۲۲۸/باب قصۃ حجۃ الوداع والطواف، الفصل الثالث،

ترجمہ:۔اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں دنیا اور آخرت کی عافیت اور معافی کا اے پروردگار تو ہمیں دنیا اور آخرت میں بھلائی عطا فرما اور ہمیں جہنم کی عذاب سے بچا۔

والعافية فى الدنيا والأخرة ربنا اٰتنا فى الدنيا حسنة وفى الأخرة حسنة وقنا عذاب النار" یہ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان پڑھی جاتی ہے، دعا اپنی زبان میں بھی درست ہے، لیکن جس شخص کو عربی کی دعا یاد نہ ہو اس کے لئے "سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اكبر ولاحول ولا قوة الا بالله العلى العظيم" پڑھنا بہتر ہے اس کی بڑی فضیلت آئی ہے، هكذا فى شرح سفر السعادة[1]، ص ۱۴۱۳۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

استفتاء متعلق سوال بالا

سوال:۔ جناب مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی عم فیضہٗ سلام مسنون

میرے استفتاء کا جواب ملا مگر تشفی نہیں ہوئی، میں نے عرض کیا تھا کہ مفرد اور قارن طواف کے بعد سعی کرے یا نہیں، آپ نے لکھا ہے کہ میری سمجھ میں نہیں آیا، حالانکہ موٹی بات ہے، عرض یہ ہے کہ جس طرح تمتع والا طواف کر کے صفا مروہ جا کر سعی کرتا ہے، ان دونوں کو بھی سعی کرنا چاہئے یا نہیں، یا کب سعی کرے، اب یہ عرض بھی ہے کہ مفرد اور قارن طواف قدوم میں عمرہ کی نیت کرے یا طواف قدوم کی اور مفرد و قارن سعی کب کرے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

آپ دوبارہ اپنے خط کو دیکھئے اس میں لکھا ہے مفرد اور قارن طواف میں سعی کریگا، یا نہیں؟ موٹی سی بات ہے کہ طواف مسجد حرام میں ہوتا ہے، اور سعی بین الصفا والمروۃ ہوتی ہے، پھر طواف میں سعی کرنے کا مطلب کیسے سمجھ میں آئے، اب آپ نے مطلب کی وضاحت

[1] شرح سفر السعادة ص ۱۴۱۳، فصل در حج پیغمبر صلى الله عليه وسلم، مطبع منشى نول كشور لكهنئو،

کی ہے، جواب یہ ہیکہ ان دونوں کو بھی طواف کرنے کے بعد صفا مروہ جا کر سعی کرنا چاہئے، قارن اول عمرہ کے لئے طواف کرتا ہے، پھر عمرہ ہی کے لئے سعی کرتا ہے، اس کے بعد حج کے لئے طواف قدوم کرتا ہے، پھر سعی بھی اسی کے لئے کرتا ہے، درمیان میں حلال نہیں ہوتا، پھر بقیہ ارکان حج ادا کرتا ہے، اور یوم النحر میں ذبح کے بعد ممنوعات احرام حلال ہو جاتے ہیں۔ کذافی مجمع الانہر[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

مظاہر علوم سہارنپور ۲۲/محرم ۷۰ھ

---

[۱] فاذا دخل (ای القارن) مکة ابتدأ بالعمرة فطاف للعمرة وسعٰی ثم طاف للحج طواف القدوم وسعیٰ (قولهٗ)وسعی لأن تحلل القارن من العمرة انما هویوم النحر (مجمع الانهر ج ۱/ص ۴۲۵/ (باب القران والتمتع ،مکتبہ دارالکتب العلمیة بیروت) درمختار مع الشامی زکریا ص ۳/۴۴۶، کتاب الحج، باب القارن، البحر الرائق ص ۲/۳۵۹، باب القران.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب ہفتم : حج بدل کا بیان

حج بدل کی تفصیلی کیفیت

سوال:۔ (۱) زید کے والد پر حج فرض تھا، مگر انہوں نے ادا نہیں کیا، اور نہ انتقال کے وقت ورثاء کو حج بدل کی وصیت کی بعد انتقال کے عرصۂ دراز کے بعد زید کو احساس ہوا اور تبرعاً عمر کو والد کی طرف سے مامور کر کے رمضان سے قبل جانے کی اجازت بھی دیدی، اب عمر کا ارادہ یہ ہے کہ رمضان سے پہلے مکہ معظّمہ پہنچ جائے، اور وہاں سے مدینہ منورہ جا کر رمضان شریف کا نصف اول یا دوعشرے مدینہ میں قیام کر کے اخیر عشرہ میں مکہ معظّمہ واپس آ کر حج تک وہیں قیام کرے، اور ۷/۸/ ذی الحجہ کو مامور عنہ (زید کے والد) کی جانب سے حج (افراد) کا احرام باندھ کر حج کرے، اس بارے میں درج ذیل امور قابل دریافت ہیں، اس صورت میں حج بدل کا احرام مامور عنہ (زید کے والد) کے میقات یلملم سے نہیں بلکہ اہل مکہ کے میقات مسجد حرام سے باندھا گیا ہے، تو یہ حج بدل صحیح ہوگا، یا نہیں؟ اور مامور عنہ کا فریضہ ادا ہوگا یا نہیں؟ حج بدل میں مامور عنہ کے میقات سے ہی احرام باندھنا ضروری ہے یا نہیں؟

(۲) صورت مسئولہ میں قبل رمضان مکہ معظّمہ حاضری کے لئے (مامور) عمر کو میقات (یلملم) سے عمرہ کا احرام مامور عنہ کی جانب ہی سے باندھنا ضروری ہے؟ یا خود اپنی طرف سے بھی باندھ سکتا ہے، براہِ کرم تفصیلی جواب سے نوازیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

حج بدل کے لئے فقہاء نے بیس شرطیں لکھیں ہیں، ایک شرط یہ بھی ہے کہ مامور میقات

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Haj-e-Badal

آمر سے حج بدل کا احرام باندھے، ایک شرط یہ بھی ہے کہ مامور تمتع نہ کرے، مگر یہ شرطیں اسی وقت ہیں جبکہ میت نے وصیت کی ہو اور اگر وصیت نہ کی ہو تو اس میں بہت توسع ہے، زید کو چاہئے کہ مامور (عمر) کو اجازت دیدے کہ رمضان المبارک سے پہلے چلا جائے یلملم سے عمرہ کا اپنی طرف سے احرام باندھے پھر مدینہ منورہ چلا جائے، رمضان ہی میں وہاں سے مکہ مکرمہ آتے وقت زید کے والد کی طرف سے عمرہ کرے پھر وقت حج تک وہیں مقیم رہے، پھر ۸/ذی الحجہ کو حج کا احرام حرم شریف سے باندھ کر مناسک والدِ زید کی طرف سے ادا کرے یہ صورت افراد کی ہوئی، تمتع کرنا چاہے تو اس کی بھی اجازت دیدے، "ولاجزاء النيابة فی حجة الاسلام عشرون شرطا،غنية الناسک[1] ص ۱۷۲/ الرابع عشر ان يحرم من ميقات الأمر، ص ۱۷۸-۱۷۹/ الخامس عشر عدم المخالفة فلو امره بالحج فتمتع ولو عن الأمر فهو مخالف ضامن اجماعاً، ص ۱۷۹/ من مات بعد وجوب الحج ولم يؤص به لم يلزم الوارث ان يحج عنه من تركته، ص ۱۷۳/ وهذه الشرائط كلها فی الحج الفرض واما فی الحج النفل فلايشترط شئی منها غالباً الا الاسلام والعقل والتميز والنية‌ھ غنية الناسک، ص ۱۸۱/"

پس صورت مسئولہ میں وصیت نہ ہونے کی وجہ سے حج نفل ہوگا، اور ثواب پہنچا دیا جائے، شرائط حج بدل کی پابندی لازم نہیں ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳/۷/۹۴ھ

حج بدل کے سلسلہ میں معلومات

سوال:۔(۱) حج بدل کس کو کہتے ہیں؟

[1] غنية الناسک ص ۱۷۲/تا ۱۸۲، مطبوعه خيريه ميرٹھ، باب الحج عن الغير، شامی زكريا ص ۱۷-۱۸/۴، باب الحج عن الغير.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Haj-e-Badal

(۲) حج بدل حج کی کونسی قسم ہے، یعنی قران یا افراد؟

(۳) ایک شخص بسلسلہ روزگار سعودیہ میں کافی عرصہ سے مقیم ہے، کیا وہ اپنے کسی مرحوم بزرگ کے لئے حج بدل کر سکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

(۱) حج دوسرے کی طرف سے کیا جائے وہ حج بدل ہے!

(۲) جس پر حج فرض تھا، اگر اس نے وصیت کی ہے تو حج بدل افراد کرنا چاہیئے،[1] اگر نہیں کی از خود ثواب پہنچانا مقصود ہے تو قران افضل ہے۔[2]

(۳) حج کر کے ثواب پہنچا سکتا ہے۔[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

حج بدل کے شرائط

سوال:۔ اہلیہ کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے، بے حد تکلیف ہے، بیحد چلنے پھرنے کی تکلیف ہے، معلم کہتے ہیں کہ ان کا حج مکہ معظّمہ کے کسی آدمی سے کرا سکتے ہو، کیا یہ صحیح ہے، اور اس

[1] الرابع عشر عدم المخالفة فلو امره بالافراد فقرن اوتمتع ولو للميت لم يقع منه ويضمن النفقة. شامی ج۲/ص ۲۶۰/ مكتبه رشيديه ديوبند، باب الحج عن الغير. غنية الناسک ص ۱۷۹، باب الحج عن الغير، مطبوعه خيريه ميرٹھ، عالمگیری ص ۱/۲۵۸، الباب الرابع عشر فی الحج عن الغير، مطبوعه کوئٹه.

[2] وهو افضل ثم التمتع ثم الافراد ،كنز الدقائق ،ص ۷۱/ درمختار مع الشامی کراچی ص ۲/۵۲۹، باب القرآن، غنية الناسک ص۱۰۷، باب القرآن، مطبوعه خيريه ميرٹھ.

[3] الاصل فی هذالباب ان للانسان لهٗ ان يجعل ثواب عمله لغيره صلوٰة كان اوصوماً اوصدقة او غيرها كالحج وقرأة القرآن الخ عالمگیری ج ۱/ص ۱۳۱/ الباب الرابع عشر فی الحج عن الغير. هدايه مع فتح القدير ص ۳/۱۴۲، باب الحج عن الغير، مطبوعه دارالفكر بيروت. غنية الناسک ص ۱۷۲، باب الحج عن الغير. مطبوعه الخيرية ميرٹھ.

کے شرائط کیا ہیں خبر دیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

جس کے ذمہ حج فرض ہو اور اسنے وصیت کی ہو اور اسکے تہائی ترکہ میں حج کی گنجائش ہو تو اس کے وطن سے حج کرایا جائے، اتنی گنجائش نہ ہو تو جہاں سے گنجائش ہو وہاں سے کرا دیا جائے[۱] جس نے اپنا حج کرلیا ہو اس کے ذریعہ حج کرانا افضل ہے، جس نے اپنا حج نہ کیا ہو اس سے کرالیا جائے، تب بھی ادا ہوجائے گا[۲] حج کا پورا خرچ دیا جائے[۳]، مرد کی طرف سے عورت اور بالعکس حج کرے تب بھی ادا ہوجائیگا، حج کا معاوضہ نقدی یا کسی اور صورت میں دینا درست نہیں[۴] جو سفر سے معذور ہو اس کے ذمہ حج نہیں[۵]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۱۰/۹۴ھ

---

[۱] من عليه الحج اذامات قبل ادائه فان مات عن غير وصية يأثم (الیٰ قوله) ويحج عنه من ثلث مالهٔ سواء قيد الوصية بالثلث بان اوصى ان يحج عنه بثلث ماله او اطلق بان اوصى بأن يحج عنه هكذا فى البدائع فان لم يبين مكانا يحج عنه من وطنه عندعلمائنا وهذا اذاكان ثلث ماله يكفى للحج من و طنه فاما اذا كان لايكفى لذالک فانه يحج عنه من حيث يمكن الاحجاج عنه بثلث ماله كذافى المحيط .فتاویٰ عالمگیری ج ۱/ ص۲۵۸/ الباب الخامس عشرفى الوصية بالحج، درمختار مع الشامى ج ۲/ ص۶۰۵/ ایچ ایم سعید کراچی، باب الحج عن الغير.

[۲] فجاز حج الصرورة بمهملة من لم يحج والمرأة ولوامة والعبد وغيره كالمراهق وغيرهم اولیٰ لعدم الخلاف .درمختار مع الشامى ، ایچ ایم، سعید، ج۲/ص۶۰۳/ باب الحج عن الغير، مطلب فى حج الصرورة. عالمگیری ص۲۵۷/۱، الباب الرابع عشر فى الحج عن الغير، مطبوعه کوئٹه، فتح القدير ص ۱۵۱/۲، باب الحج عن الغير، مطبوعه دارالفكر بيروت.

[۳] الخامس ان يحج بمال المحجوج عنه ان امره صريحاً والشرط كون اكثر النفقة من مال الميت الخ، غنية الناسک ص۱۷۳، باب الحج عن الغير، فصل شرائط النيابة، مطبوعه خيريه میرٹھ، درمختار علی الشامی زكريا ص ۱۶/۴، باب الحج عن الغير، عالمگيری ص۲۵۷/۱، الباب الرابع عشر الحج عن الغير، مطبوعه کوئٹه. (باقی حواشی اگلے صفحه پر)

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Haj-e-Badal

حج بدل میں نیت

سوال:۔اپنے والدین کی طرف سے حج بدل کرنے میں عربی میں حج قران کی نیت ،طواف کی نیت اور قربانی کے وقت منیٰ کی جگہ پر ماں یا باپ کا نام لیا جائے، یا صرف یہ کہے کہ اپنے والد بزرگوار کی طرف سے یا اپنی والدہ محترمہ کی طرف سے نیت کررہا ہوں؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

نیت تو اصالۃً دل سے ہوتی ہے،[1] زبان سے عربی میں کہے یا اردو میں ہر طرح درست اور کافی ہے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [۴] لایجوز الاستئجار علی الحج فلودفع الیه الأجر فحج یجوز عن المیت وله من الاجر مقدار نفقة الطریق ویرد الفضل علی الورثة الخ شامی مع الدر مطلب فی الاستئجار فی الحج ، ج ۲/ص ۶۰۱ .باب الحج عن الغیر. شامی زکریا ص ۱۸/۴، غنیة الناسک ص ۱۷۳ ، باب الحج عن الغیر، فصل فی شرائط النیابة الخ، مطبوعه الخیریة میرٹھ.

[۵] الاول الصحة وهی سلامة البدن عن الآفات المانعة عن القیام بمالابد منه فی سفر الحج هذا عندهما اما ظاهر المذهب عندابی حنیفة رضی الله عنه فهی شرط الوجوب فلایجب الحج علی المقعد والزمن والمفلوج ومقطوع الرجلین والیدین اوالرجل الواحدة والاعمٰی والمریض والمعضوب وهوالشیخ الکبیر الذی لایثبت علی الراحلة بنفسه .غنیة الناسک ،ص ۹/.(مطبوعه خیریه میرٹھ)فصل واماشرائط وجوب الاداء. النهر الفائق ص ۵۵/۲، کتاب الحج، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، عالمگیری ص۲۱۸/۱، کتاب المناسک، الباب الاول فی تفسیر الحج الخ، مطبوعه کوئٹه.

(حاشیہ صفحہ هذا) [۱] ولونسی اسمه فنویٰ عن الآمر صح وتکفی نیة القلب، درمختار ج ۲/ص ۲۳۸/ باب الحج عن الغیر. غنیة الناسک ص ۱۷۴، باب الحج عن الغیر، فصل فی شرائط النیابة، مطبوعه الخیریة میرٹھ، سکب الانهر ص ۴۵۶/۱، باب الحج عن الغیر، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

حج بدل میں کیا نام لینا ضروری ہے

سوال:۔حج بدل میں لبیک پڑھتے وقت جس کی جانب سے حج بدل کیا جاتا ہے، اس کا نام بھی لبیک میں ملانا ضروری ہے، اگر ضروری ہے تو اس کی کیا صورت ہوگی؟ پوری تفصیل سے لکھیں، اور کس جگہ تلبیہ میں نام لیا جائے، اور پورا تلبیہ لکھ کر بھیجیں تاکہ حج بدل صحیح ہو جائے، عام طور پر لوگ جاتے ہیں اور اپنی ذاتی حج کی طرح نسبت وغیرہ کرتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

کوئی ضروری نہیں ہے، دل میں یہ نیت کافی ہے کہ فلاں شخص کی طرف سے احرام باندھتا ہوں، اگر احرام کے وقت اس کی طرف سے احرام کی نیت نہیں کی اور اعمال حج شروع کر دیئے تو حج بدل صحیح نہیں[1] ہوگا۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

حج بدل

سوال:۔جس شخص نے اپنا حج فرض پہلے ادا نہ کیا ہو وہ دوسرے کی طرف سے حج بدل کرسکتا ہے یا نہیں؟

---

[1] السادس؛ نية الحج عن المحجوج عنه عند الاحرام او تعيينه قبل الشروع فى الاعمال فلو قال بلسانه احرمت عن فلان او لبيک بحجة عن فلان فهو افضل والا تكفى نية القلب ولو نسى اسمه فنوى عن الآمر صح، غنية الناسک ص ۱۷۴، باب الحج عن الغير، فصل فى شرائط النيابة، مطبوعه الخيرية ميرٹھ، عالمگيرى ص ۱/۲۵۷، الباب الرابع عشر فى الحج عن الغير، مطبوعه كوئٹه، شامى زكريا ص ۴/۱۵، باب الحج عن الغير.

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

مکروہ ہے[۱]، بحر الرائق، ج۳/ص۴۷/۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

حج بدل

سوال:۔ حاجی صاحبان کو چندہ کر کے یا کچھ لوگ اپنی خواہش سے اپنے صرفہ سے حج کے لئے روانہ کریں تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

جو شخص خود حج کو نہ جا سکے وہ اپنی طرف سے یا کسی میت کی طرف سے حج بدل کو بھیجے تو یہ درست ہے، جسکی طرف سے حج کیا جائیگا اس کا حج ادا ہو جائے گا۔[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۹/۱۱/۹۰ھ

---

[۱] ثم المصنف رحمه اللّٰه تعالیٰ لم يقيد الحاج عن الغير بشئی ليفيد انه يجوز احجاج الصرورة وهو الذی لم يحج اولا عن نفسه لكنه مكروه كما صرحوابه الخ البحر، ج۳/ص ۶۹/ باب الحج عن الغير. مطبوعه الماجديه كوئٹه، فتح القدير ص ۱۵۱/۲، باب الحج عن الغير، مطبوعه دارالفكر بيروت، شامی مع الدرالمختار ص۲۰۳/۲، باب الحج عن الغير، مطلب فی حج الصرورة، مطبوعه كراچی.

[۲] فمن عجز عن اداء الحج فأحج ای امر بان يحج عنه غيره صح ...... ويقع عنه ای الآمر على الصحيح وهو ظاهر المذهب، مجمع الانهر ص۴۵۶/۱، كتاب الحج، باب الحج عن الغير، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، عالمگيری كوئٹه ص۲۵۷/۱، الباب الرابع عشر فی الحج عن الغير.

''وان احب الوارث ان يحج عنه حج وارجوان يجزئه ذالک ان شاء اللّٰه تعالیٰ كذا ذكره ابوحنيفةؒ عالمگيری رحيميه ج ۱/ص ۱۳۲/كتاب الحج، الباب الخامس عشر فی الوصية بالحج، شامی زكريا ص۱۶/۴، باب الحج عن الغير.

حج بدل

سوال:۔ زید کی تجارت اور کاروبار مدراس شہر میں تھا، اور اصلی مکان واہل وعیال مدراس سے ۵۷؍میل کے فاصلہ پر ہیں، زید مدراس سے ہفتہ عشرہ میں ایک مرتبہ وطن آیا کرتا تھا، اس اثناء میں زید نے حج کا قصد کیا حج کی تیاری سے فارغ ہوکر مکان سے رخصت ہوتے ہوئے مدراس پہنچا اور حج کے ٹکٹ بھی خرید لئے، بمبئی کی ٹرین پر سوار ہونے کے قبل دفعۃً بیمار ہوکر ایک ہفتہ کے عرصہ میں اس بیماری میں انتقال ہوگیا، ایسی صورت میں زید سے فریضۂ حج ساقط ہوا یا نہیں، اگر نہیں تو اس کا بدل کرانا ہے، یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

اگر اسی سال زید کے ذمہ حج فرض ہوا تھا، اور اس سے قبل زید میں اتنی وسعت نہ تھی کہ اس پر حج فرض ہوتا اور وقت حج آنے سے پیشتر زید انتقال کرگیا، تو زید کے ذمہ اس حج کا نہ کرنے کا کوئی گناہ نہیں، کیونکہ ادائے حج کے لئے زید نے وقت نہیں پایا، اس سال سے قبل حج فرض نہیں ہوا وسعت نہ ہونے کی وجہ سے اس سال وسعت ہوئی، اور زید نے ارادہ بھی کرلیا، مگر قضائے الٰہی سے وقت اداء حج سے قبل انتقال ہوگیا، اگر اس سال سے قبل اس کے ذمہ حج فرض ہو چکا تھا، اور اس نے ادا نہیں کیا، امسال یہ واقعہ پیش آیا، تو زید کے ذمہ فرض باقی رہ گیا اور نہ کرنے سے گنہگار رہوا، اس کے ذمہ واجب تھا کہ مرنے سے پہلے اپنی طرف سے حج کرانے کی وصیت کرتا، پس اگر وصیت کی ہے تو حسب وصیت اس کی طرف سے حج کرانا فرض ہے، لیکن اس کے ترکہ میں سے ایک ثلث مال سے اس وصیت کا پورا کرنا فرض ہے، اگر ایک ثلث میں حج ہوسکتا ہے، تب تو خیر ورنہ اگر ورثہ بالغ ہوں اور وہ اجازت دیدیں تب بھی حج کرایا جائے، اگر ایک ثلث میں حج نہ ہوسکتا ہو، اور ورثہ نابالغ ہوں، یا ورثہ بالغ ہوں اور ایک ثلث سے زائد خرچ کرنے کی اجازت نہ دیں (ایک ثلث تو بغیر ان کی

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Haj-e-Badal

اجازت کے خرچ کرنا ضروری ہے) تو جس جگہ ثلث میں سے حج ادا ہو سکے حج کرانا کافی ہوگا، اگر وصیت نہیں تو ورثہ کے ذمہ حج کرانا ضروری اور فرض نہیں، تاہم اگر بالغ ورثہ اپنے روپیہ سے (خواہ وہ روپیہ زید کے ترکہ سے ہی ملا ہو) حج کرادیں تو زید کو ثواب پہنچ جائیگا، ''خرج المكلف الى الحج ومات في الطريق وأوصىٰ بالحج عنه انماتجب الوصية به إذا أخرّه بعد وجوبه امالو حج من عامه فلا فان فسر المال أو المكان فلأمر عليه اى على مافسره وإلافيحج عنه من بلده ان وفى به ثلثه وان لم يف فمن حيث يبلغ استحساناً''[1] اھ درمختار، ج ۲/ص ۳۷۳/۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ

صحیح عبد اللطیف غفرلہٗ ۵/ ذی الحجہ ۵۶ھ

مریض کا حج بدل کرانا

سوال:۔ زید مالدار ہے حج اس پر فرض ہے، لیکن آنت اُترنے کا عارضہ ہے اور بیماری ہے، آنکھ کی روشنی بھی کم ہے، زید چاہتا ہے کہ حج بدل کرالیا جائے، اب آپ فرمائیے کہ ایسی صورت میں زید کا حج بدل ہو جائے گا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اگر مرض کی وجہ سے زید خود جا کر ارکان حج ادا نہیں کر سکتا، تو اس کیلئے درست ہے، کہ اپنی طرف سے کسی کو بھیج کر حج بدل کرالے، لیکن اگر زید پھر خود حج کرنے کے قابل ہو گیا

---

[1] درمختار نعمانیه ج ۲/ص ۲۴۲/ شامی زکریا ص ۴/۲۳، باب الحج عن الغير، عالمگیری ص ۱/۲۵۸، الباب الخامس عشر فی الوصية بالحج، مطبوعه کوئٹه، غنية الناسک ص ۱۷۳، باب الحج عن الغير، فصل فی شرائط النيابة، مطبوعه الخيرية ميرٹھ.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Haj-e-Badal

تو خود کرنا لازم ہوگا، یہ حج بدل کافی نہیں ہوگا[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۹/۷/۸۹ھ

بیمار کا حج بدل کرانا

سوال: ۔ایک شخص پر حج واجب تھا، اور وہ حج کیلئے تیار بھی تھا، لیکن حج کرنے سے قبل ایک شدید مرض میں مبتلا ہوگیا، کہ اطباء نے حکم دیا کہ چار چھ ماہ سے قبل اس کو شفاء ہونی مشکل ہے، تو کیا یہ شخص اپنی طرف سے کسی کو حج بدل کے لئے بھیج سکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً: ۔

ابھی تو حج بدل کیلئے نہ بھیجے بلکہ علاج کرائے، اگر شفا ہو جائے، تو خود حج کرے[۲] ورنہ اخیر وقت میں جب خود جانے سے مایوس ہوجائے تو اس وقت حج بدل کی وصیت کردے[۳]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

---

[۱] فاذا عجز عن ذٰلک فی مدة عمره رخص له الاستنابة رحمة وفضلا فحيث قدر عليه وقتا من عمره بعد مااستنابه فيه لعجز لحقه ظهر انتفاء شرط الرخصة، البحر۳/ ص۶۰/ باب الحج عن الغير، تاتارخانيه كراچی ص۲/۵۴۵، كتاب الناسک، الفصل الخامس عشر فی الرجل يحج عن الغير، شامی كراچی ص۲/۵۹۸، باب الحج عن الغير.

[۲] والمركبة منها كحج الفرض تقبل النيابة عند العجز الى الموت لانه فرض العمر حتى تلزم الاعادة بزوال العذر ای العذر الذی يرجی زواله كالحبس والمرض الخ درمختار مع الشامی ص۲/۲۳۸، باب الحج عن الغير. غنية الناسک ص۱۷۲، باب الحج عن الغير، مطبوعه ميرٹھ، تاتارخانيه كراچی ص۲/۵۴۵، باب الحج عن الغير،

[۳] وان كان عليه حق مستحقا للّٰه تعالیٰ كالزكوٰة او الصيام او الصلوٰة التی فرط فيهافهی واجبة، عالمگيری ص۶/۹۰/ كتاب الوصاياالباب الاول، تقبل النيابة عند العجز وفی الرد المحتار فيعتبر فيه عجز مستوعب لبقية العمر ليقع به اليأس عن الاداء بالبدن، شامی كراچی ص۲/۵۹۸، باب الحج عن الغير، مطلب فی الفرق بين العبادة الخ، غنية ص۱۷۲، فصل فی شرائط النيابة، مطبوعه ميرٹھ،

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Haj-e-Badal

نابینا عورت کا حج بدل کرانا

سوال:۔ ایک نابینا تندرست عورت ہے، اس کے اوپر حج فرض ہے، تو وہ حج بدل کرا سکتی ہے یا خود ہی حج فرض ادا کرے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اگر اس کو خود جانے کا شوق ہے، اور محرم اس کو ساتھ لے جانے والا موجود ہے، تو خود جا کر بھی حج کر سکتی ہے، نہ جانا چاہے تو حج بدل بھی کرا سکتی ہے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۴/۱۲/۹۲ھ

الجواب صحیح العبد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۴/۱۲/۹۲ھ

بیوی کو حج بدل کرانا اپنا حج کرنے سے پہلے

سوال:۔ میں اپنی مرحوم بیوی کے ساتھ ایک مرتبہ حج کر چکا ہوں، اب دوبارہ اپنی موجودہ بیوی کے ساتھ حج کا ارادہ ہے، لیکن بیوی کو حج بدل میں لیجانے کا ارادہ ہے، اور اس نے اب تک حج نہیں کیا ہے، میں نے اس کے نام گذارے کیلئے پانچ ہزار روپیہ کے شیئر لکھ دیئے ہیں، پانچ ہزار روپیہ کے شیئر کا جو دیوان (آمدنی) ملے گی وہ استعمال کریگی، اسکے علاوہ اسکو نکاح کے وقت میں نے ڈیڑھ ہزار روپیہ کے زیور بھی دیئے ہیں، اور قصبہ کے رواج کے مطابق جتنی قیمت کا زیور ہوتا ہے اتنی ہی قیمت کی مہر بھی لکھائی جاتی ہے، جو میں نے لکھ دی ہے، اب

---

[1] لجواز النیابة فی الحج شرائط منها ان یکون المحجوج عنه عاجزاً بنفسه وله مال عالمگیری، ج ۱/ص ۱۳۱/ (مکتبه رحیمیه) کتاب المناسک، ولو تکلف هؤلاء الحج بأنفسهم سقط عنهم حتی لو صححوا بعد ذٰلک لایجب علیهم الاداء هکذا فی فتح القدیر، عالمگیری، ج ۱/ص ۲۱۱/ (مکتبه رحیمیه کتاب المناسک) فتح القدیر ص ۲/۴۱۶، کتاب الحج، مطبوعه دارالفکر بیروت، بحر کراچی ص ۲/۳۱۲، کتاب الحج.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Haj-e-Badal

دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس صورت میں بیوی پر حج فرض ہوتا ہے یا نہیں؟ اور حج فرض ہونے کی صورت میں حج فرض ادا کرنے سے قبل حج بدل کیلئے اسکو لے جا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

آپکی موجودہ بیوی کی ملک میں اگر اتنا مال ہیکہ حج کے سفر کیلئے واپسی تک کافی ہو سکے تو اس پر حج فرض ہے، اور جبکہ شوہر بھی سفر حج میں ہمراہی کیلئے موجود ہے، تو اسکو بہت جلد اپنا فرض حج ادا کرنا چاہئے[1] حج بدل کیلئے اس وقت نہ جائے کہ پھر خدا جانے محرم یا شوہر کا ساتھ میسر آئے یا نہ آئے، کہ جس نے اپنا حج فرض ادا نہ کیا ہو، اگر وہ حج بدل کرلے تو حج بدل ہو جائے گا، لیکن اعلیٰ بات یہ ہے کہ حج بدل ایسے شخص سے کرایا جائے، جس نے اپنا حج فرض ادا کرلیا ہو، جس کے ذمہ خود اپنا حج فرض ہو، اور اسکو موقع بھی ہو، اس سے حج بدل نہ کرایا جائے، کیونکہ وہ اپنا حج ادا نہ کرنے کی وجہ سے گنہگار رہے[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۶/۸۹ھ

---

[1] فرض عینا سنة تسع وقيل ست على كل من استكمل شرائط وجوبه وادائه فى العمر مرة غنية الناسک ص ۱/ مقدمه فى تعريف الحج الخ، مطبوعه کراچی، وهوفرض على الفور وهو الاصح فلا يباح لهٗ التاخير بعد الامكان الى العام الثانى كذافى خزانة المفتيين الخ، عالمگیری ص ۲۱۶/۱/ کتاب المناسک. تاتارخانیه ص ۴۲۹/۲، اول کتاب الحج، مطبوعه کراچی.

[2] قال فى الفتح ايضا والافضل ان يكون قد حج عن نفسه حجة الاسلام خروجا عن الخلاف ثم قال والافضل احجاج الحر العالم بالمناسک الذى حج عن نفسه وذكر فى البدائع كراهة احجاج الصرورة لانه تارک فرض الحج ثم قال فى الفتح بعد ما اطال الاستدلال والذى يقتضيه النظر ان حج الصرورة عن غيره ان كان بعد تحقق الوجوب عليه بملک الزادوالراحلة والصحة فهو مكروه كراهة تحريم لانه تضيق عليه فى اول سنى الامكان فيأثم بتركه الخ درالمختار، مع الشامی کراچی ج۲/ص ۶۰۳/ وشامی زکریا ص ۲۱/۴، مطلب فى حج الصرورة، باب الحج عن الغير، البحرالرائق ص ۶۹-۷۰، باب الحج عن الغير، مطبوعه الماجديه کوئٹه، ومنحة الخالق على هامش البحر ص ۶۹/۳، باب الحج عن الغير، مطبوعه الماجديه کوئٹه، فتح القدير ص ۱۵۱/۳، باب الحج عن الغير، مطبوعه دارالفكر بيروت.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Haj-e-Badal

والد مرحوم کی طرف سے حج بدل

سوال:۔ زید کے والد مرحوم پر حج فرض تھا، مگر نادانی اور غفلت کی وجہ سے فریضۂ حج ادا نہیں کر سکے، یہاں تک کہ ان پر ایسا بھی وقت آ گیا کہ وہ بہت مقروض ہو گئے، اور مقروض ہو کر انتقال کر گئے، اور اپنے حج کی کوئی وصیت نہیں کی، وصال کے بعد زید نے والد مرحوم کا سب قرض ادا کر دیا، اب اسکے دل میں خیال گذرا کہ والد مرحوم کی جانب سے حج بدل کرا دے، اور اس فریضہ سے بھی ان کو سبکدوش کرا دے، مگر زید پر بھی حج فرض ہے، اور نقد روپیہ اتنا نہیں کہ خود بھی حج کیلئے جائے، اور والد کا حج بدل بھی کرا دے تو اب مقدم کس کو کرے، خود یا والد مرحوم کو، جس کو مؤخر کرے اگر اس کیلئے قرض لیکر ساتھ حج کرائے تو اسمیں شرعاً کوئی قباحت تو نہیں ، بہتر کیا ہے، نیز اسکے والد کا معیار زندگی بہت بلند تھا، اب زید چاہتا ہے کہ والد کے حج بدل کیلئے کسی ایسے شخص کو بھیجے جسکا معیار زندگی والد سے پست ہوتا کہ کم سے کم روپیہ میں حج ہو جائے، تو کیا ایسا کرنے سے اسکے والد کا حج بدل درست ہو جائیگا، اور وہ عند اللہ سبکدوش ہو سکیں گے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

والد نے حج بدل کی نصیحت نہیں کی تو ان کی طرف سے حج بدل کرانا فرض نہیں[1]، اور خود زید کے ذمہ حج فرض ہے، لہٰذا اپنا حج فرض اول ادا کرے[2]، پھر اگر وسعت ہو تو والد کی طرف

---

[1] من مات بعد وجوب الحج ولم یوص به لم یلزم الوارث ان یحج عنه، غنیة الناسک ص ۱۷۳، باب الحج عن الغیر، تنبیه:— من مات بعد وجوب الحج الخ، مطبوعه الخیریة میرٹھ، تاتارخانیه کراچی ص ۲/۵۶۴، کتاب المناسک، قبیل الفصل السابع عشر، محیط برهانی ص ۳/۴۸۷، کتاب المناسک، الفصل السادس عشر الوصیة بالحج، مطبوعه مجلس علمی گجرات.

[2] والحق انها تنزیهیة للآمر ...... تحریمیة علی الصرورة المأمور ان کان بعد تحقق الوجوب علیه بملک الزاد والراحلة والصحة لانه یتضیق علیه والحالة هذه فی اول سنی الامکان فیأثم بترکه غنیة الناسک ص ۱۸۱، وکذا یجوز احجاج الصرورة الخ، الخیریة میرٹھ، بدائع کراچی ص ۲/۲۱۳، کتاب الحج، فصل واما الذی یرجع الی النبات، بحر کوئٹه ص ۳/۶۹، قبیل باب الهدی،

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Haj-e-Badal

سے بھی حج ادا کرادے، ان کو بھی ثواب پہنچ جائیگا، جس معیار کے آدمی سے جس قدر روپیہ بھی خرچ کر کے حج ادا کرادے گا، اسی قدر ثواب پہنچ جائے گا، اگر انہوں نے وصیت کی ہوتی، تو ادائے فرض کا حتمی حکم کیا جاتا[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ

میت کی طرف سے حج بدل بلا وصیت

سوال:۔ تکمیل القبور ترجمہ شرح الصدور میں منجملہ چند احادیث کے ایک حدیث کا یہ مضمون ہے بزّار اور طبرانی نے بسند حسن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے کہا کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، اور عرض کیا کہ میرے والد کا انتقال ہوگیا، انہوں نے حج اسلام یعنی حج فرض ادا نہیں کیا تھا، تو آپ نے فرمایا کہ مجھ کو یہ بتا کہ اگر تیرے باپ کے ذمہ کسی کا قرض ہوتا کیا اس کی جانب سے تو ادا کرتا تو اس نے عرض کیا کہ ہاں ضرور کرتا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ بھی تو اس کے ذمہ قرض ہے، سو تو اس کو ادا کر، اور بھی کئی حدیثیں اس قسم کی ہیں، اس سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ جو شخص اتنا سرمایہ چھوڑ کر مرے جس سے حج ادا ہوسکتا ہے، تو اس کے ورثاء کو لازم ہے کہ اس کے ترکہ سے پہلے اس کا قرض ادا کرے، چونکہ حج بھی جس پر فرض ہوگیا ہے، قرض ہی میں داخل ہے لہٰذا اس کو بھی ادا کیا جائے، اس کے بعد جو بچے اس کو ورثاء حسب حصہ تقسیم کرلیں، احقر کو اس میں یہ تشویش ہو رہی ہے کہ چچا پٹواری کا ترکہ جو کئی ہزار روپیہ کی مالیت تھی، ہم لوگوں نے بلا اس کی طرف سے حج ادا کرائے سب ورثاء نے آپس میں تقسیم کرلیا، تو ان کی حق تلفی

---

[۱] وان مات عن وصية لا يسقط الحج عنه واذا حج عنه يجوز عندنا باستجماع شرائط الجواز، هنديه كوئٹه ص ۲۵۸/۱، الباب الخامس عشر فى الوصية بالحج، غنية الناسک ص ۱۸۲، فصل فى الوصية بالحج، مطبوعه خيريه ميرٹھ، بدائع كراچى ص ۲/۲۲۱، فصل واما بيان حكم فوات الحج.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Haj-e-Badal

کی گئی، اس کے سوا بہت سی جگہ ایسا معاملہ ہوا اور ہوتا رہتا ہے کہ قرضہ تو قرض خواہوں کی طلب پر ادا کر دیا جاتا ہے، لیکن حج مردہ کا کوئی نہیں کراتا، اس کا مواخذہ ورثہ سے ہوگا یا کیوں کر؟ جواب باصواب سے ممنوں فرمایا جاوے؟

الجواب حامداً ومصلیا:۔

میت کی طرف سے حج کرانا اس وقت واجب ہے، جب کہ اس نے وصیت کی ہو وہ بھی ثلث ترکہ سے بغیر وصیت واجب نہیں، اگر بغیر وصیت کوئی وارث اپنے حصے سے حج ادا کرادے، یا اپنی طرف سے اپنے مال سے ادا کرادے تو امید ہے کہ وہ میت مواخذہ سے بری ہوجائے [1] حدیث کا مطلب بھی یہی ہے کہ میت کو مواخذہ سے بچانے کے لئے حج ادا کردو، یہ مطلب نہیں کہ اگر حج نہیں کروگے، تو تم سے مواخذہ ہوگا، اور ترکہ تقسیم کرنا ناجائز ہوگا، اگر آپ کے چچا نے وصیت نہیں کی تو آپ پر مواخذہ نہیں [2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۵/۷/۶۴ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہ مفتی مدرسہ // // //

صحیح عبد اللطیف ۱۵/۷/۶۴ھ

---

[1] من عليه الحج اذا مات قبل ادائه من غير وصية يأثم بلاخلاف وان احب الوارث ان يحج عنه حج وأرجو ان يجزئه ذٰلک ان شاء اللّٰه كذاذكر ابو حنيفة رحمه اللّٰه تعالىٰ وان مات عن وصية لايسقط الحج عنه واذا حج عنه يجوز الىٰ قوله ويحج عنه من ثلث ماله. الخ عالمگیری، ج ۱/ص ۲۵۸/ (مطبوعه كوئٹه) كتاب الحج الباب الخامس عشر في الوصية بالحج. بدائع كراچی ص ۲/۲۲۱، فصل واما بيان حكم فوات الحج، غنية الناسک ص ۱۸۲، فصل في الوصية بالحج، مطبوعه خيريه ميرٹھ.

[2] من مات بعد وجوب الحج ولم يوص به لم يلزم الوارث ان يحج عنه، غنية الناسک ص ۱۷۳، تنبيه:- من مات بعد وجوب الحج الخ، مطبوعه خيريه ميرٹھ. تاتارخانيه كراچی ص ۲/۵۶۴، كتاب المناسک والفصل السادس عشر، محيط برهانی ص ۳/۴۸۷، الفصل السادس عشر الوصية بالحج، مطبوعه مجلس علمی گجرات.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Haj-e-Badal

آفاقی کا حجِ فرض مکّی کے ذریعہ

سوال:۔رواج ہے کہ حج میں جا کر کسی شخص کو سو روپیہ دیکر حج بدل کراتے ہیں، اپنی زوجہ کی طرف سے جس پر بھی حج فرض تھا، لیکن زوج زوجہ کو اپنے ساتھ لیجانے میں راضی نہیں ہوا، اور کہا کہ میں تیری طرف سے بھی حج کراؤں گا، یعنی کچھ روپیہ دیکر کسی غیر کی طرف سے افعال حج ادا کرنے سے حج کا ثواب ملتا ہے؟ اور فرضیت حج ساقط ہو جاتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اس طرح فریضۂ حج ادا نہیں ہوگا، سو روپیہ اگر کسی مستحق کو دیئے ہیں تو صدقہ دینے کا ثواب مل جائے گا[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

حج بدل کے بعد نابینا کا عذر زائل ہو گیا دوبارہ حج فرض نہیں

سوال:۔اگر کوئی نابینا شخص قائد نہ ملنے کی وجہ سے حج بدل کرادے، اور بعد کو قائد میسر آجائے، تو کیا صاحبین کے قول کے مطابق دوبارہ حج ادا کرنا فرض ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

نابینا نے اگر حج بدل کرادیا، پھر اس کا عذر زائل ہو گیا، مثلاً بینائی آ گئی تب بھی اس کے ذمہ اپنا حج خود کرنا لازم نہیں، قائد ملنے کا مسئلہ بھی اسی سے واضح ہو گیا، "هذا ای اشترط

[۱] ولاتجزی (النيابة) فی البدنية كالصلوٰة والصوم بحالٍ وفی المركبة منهما ان كانت واجبة كحج الفرض المنذور تجزئ فی حالة العجز دون القدرة.(غنية الناسک،ص ۱۷۲) باب الحج عن الغير (مطبوعه خيريه ميرٹھ) النهر الفائق ص ۲/۱۶۲، باب الحج عن الغير، مطبوعه عباس احمد الباز مكه مكرمه، تاتارخانيه كراچی ص ۲/۴۴۵، الفصل الخامس عشر،

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Haj-e-Badal

دوام العجز الی الموت اذاکان العجز کالحبس والمرض یرجیٰ زواله ای یمکن وان لم یکن کذالک کالعمیٰ والزمانة سقط الفرض بحج الغیر عنه فلا اعادة مطلقاً سواء استمربه ذٰلک العذرام لا اھ درمختار، ج ۲/ص ۳۲۸/[۱] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۴/۶/۹۳ھ

حج بدل کے بعد اگر استطاعت ہوجائے تو فریضہ ساقط نہیں ہوتا

سوال:۔ زید مدینہ یونیورسٹی میں پڑھتا ہے وہ تین سال تک تعلیم پاتا رہا، ایک مرتبہ اس نے اپنا حج کیا، اوراس کے والدین پر حج واجب نہیں ہے، زید نے دوسرے سال میں والد کی طرف سے اور تیسرے سال میں والدہ کی طرف سے حج بدل کیا تو اس کا یہ حج بدل صحیح ہوا یا نہیں؟ اگر نہیں ہوا تو پھر اس کے جواز کی کیا شکل ہوگی؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اس کا حج تینوں دفعہ صحیح ہوگیا، پہلے حج سے اس کا فریضہ ادا ہوگیا، دوسرے تیسرے حج کا والدین کو ثواب پہنچ گیا، لیکن اگر والدین کے ذمہ حج فرض ہوجائے گا تو وہ ادا کرنا ہوگا، وہ اس کے حج سے ساقط نہیں ہوگا[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۱۲/۹۲ھ

الجواب صحیح العبد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۱۲/۹۲ھ

---

[۱] درمختار علی الشامی کراچی، ج ۲/ص ۵۹۹/ باب الحج عن الغیر. مطلب فی الفرق بین العبادة والقربة والطاعة، النهر الفائق ص ۱۶۳/۲، باب الحج عن الغیر، طبع مکه مکرمه، بحر کوئٹه ص ۶۱/۳، باب الحج عن الغیر. (حاشیه ۲/ اگلے صفحه پر)

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Haj-e-Badal

کیا حج بدل کے لئے پہلے سے سفر ضروری ہے

سوال:۔ اس حج بدل کے احرام کو حرم سے باندھنے میں مسافر اور مقیم کی تو قید نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

حسب وصیت یہ حج فرض نہ ہو تو اس میں توسع ہے، مسافر مقیم کی بھی قید نہیں [۱]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

حج بدل کیلئے ایسے شخص کو بھیجنا جسنے اپنا حج فرض نہ کیا ہو

سوال:۔ (ا) کیا کوئی صاحب مقدور حاجی جو قبل اپنا فریضۂ حج نہیں ادا کر چکا ہے وہ اس طرح حج بدل میں کسی کی طرف سے جا سکتا ہے، کہ گھر سے وہ اپنے محض عمرہ کرنے کے لئے جانا چاہتا ہے، اور مکہ معظّمہ ہی پہنچ کر اپنا عمرہ ادا کر کے ایام حج میں مقام حل تنعیم مسجد عائشہؓ سے یا مقام جعرانہ سے حج بدل کا احرام باندھتا ہے، تو از روئے شرع گنجائش جواز نکل سکتی ہے؟ اور وہ محض دو مجبوریوں کی بنا پر، اولاً جو حج بدل میں حج بدل والا رقم دینا چاہتا ہے،

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [۲] والمركبة منهما كحج الفرض تقبل النيابة عند العجز فقط لكن بشرط دوام العجز الى الموت. درالمختار على ردالمحتار ،ج۲/ص ۲۵۸/ مكتبه رشيديه. باب الحج عن الغير. مطلب فى الفرق بين العبادة والقربة والطاعة، النهر الفائق ص۱۶۲/۲، باب الحج عن الغير، طبع مكه مكرمه، بحر كوئٹه ص۶۰/۳، باب الحج عن الغير.

(حاشیہ صفحہ ھذا) [۱] وهذه الشرائط كلها فى الحج الفرض واما فى الحج النفل فلايشترط شئى منها غالباً الاالاسلام والعقل والتمييز والنية الخ غنية الناسک، ص ۱۸۱/(مطبوعه خيريه ميرٹھ) باب الحج عن الغير. بحر كوئٹه ص ۶۲/۳، باب الحج عن الغير، هنديه كوئٹه ص۲۵۷/۱، الباب الرابع عشر فى الحج عن الغير.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Haj-e-Badal

وہ مکہ معظّمہ وغیرہ کی گرانی وغیرہ کو لے کر کافی دینا نہیں چاہتا؟

(۲) ثانیاً:۔ سب سے زیادہ پریشان اور دشوار طلب مسئلہ حج بدل میں یہ آرہا ہے کہ حج بدل میں محض افراد حج ہی کا احرام باندھنا ضروری ہے، اور نہ معلوم کتنا عرصہ افراد حج میں کرنا پڑتا ہے، جس درمیان میں احرام حج کے ارکان وشرائط غسل نہ کرنا، ناخن نہ ترشوانا، حجامت نہ بنوانا، کپڑا نہ بدلنا، جوئیں وغیرہ نہ مارنا وغیرہ کی پابندی غیر معمولی دشواریوں پر قابو پانا، ہر ایک کا کام نہیں ان وجوہ کی بنا پر صحیح مسئلہ کی نوعیت سے آگاہی وسرفرازی بخشی جائے؟

(۳) کوئی حاجی اپنے مکان ومقام سے محض روضۂ انور ﷺ کی زیارت وجائے اطہر مواجہ شریف پر صلوٰۃ وسلام کی ڈالیاں لگانے کے لئے گھر سے جارہا ہے، اور ساتھ ہی مدینہ طیبہ سے رخصتی پر مقام ذوالحلیفہ پر ہی کسی کے حج بدل کا احرام باندھتا ہے، اور حج بدل میں احرام افراد باندھ کر حرم محترم مکہ معظّمہ آتا ہے، اور حج بدل کے ارکان ادا کرتا ہے، تو شرعاً جائز اور گنجائش جواز نکلتی ہے یا نہیں، اور یہ سب محض نمبر دو استفتاء کی مجبوریوں اور دشواریوں پر قابو پانے کے لئے کہ طوالت احرام میں زمانہ حج تک ہر شخص کا شرائط احرام کا لحاظ رکھنا یقیناً دقت طلب ہے؟

الجواب حامداومصلیاً:۔

(۱) اعلیٰ بات تو یہی ہے کہ حج بدل کے لئے ایسے شخص کو بھیجا جائے جو اپنا فرض حج ادا کر چکا ہو، لیکن اگر ایسے کو بھیج دیا جائے جس نے حج فرض نہ کیا ہو اور وہ آمر کی طرف سے حج بدل کرے تب بھی حج بدل ہو جائے گا۔ کذا فی الدر المختار[۱]

[۱] فجاز حج الصرورة بمهملة من لم يحج والمرأة ولوامة والعبد وغيره كالمراهق وغيرهم اولى لعدم الخلاف. شامی مکتبہ رشیدیہ ج ۲/ ص ۲۶۱/ باب الحج عن الغير. مطلب فی حج الصرورة، غنية الناسک ص ۱۸۱، فصل فيما ليس من شرائط النيابة الحج، مطبع الخرية میرٹھ، مجمع الانهر ص ۴۵۶/۱، الحج عن الغير، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت.

(۲) یہ حج بدل اگر نفل ہوتو اس کی گنجائش ہے، اگر فرض ہوتو اسکی اجازت نہیں[۱]، مامور کو حج کیلئے میقات آمر سے احرام باندھنا چاہئے، آفاقی کیلئے تنعیم وجعرانہ میقات نہیں، نیز حج بدل میں تمتع کی اجازت نہیں۔ کذا فی غنیۃ الناسک[۲]۔

(۳) محض ایصال ثواب کے لئے تو اس کی بھی گنجائش ہے، مگر حج فرض ادا کرنے کے لئے سفر کے سب اخراجات آمر کے ذمہ ہوتے ہیں[۳]، اورصورت مسئولہ میں یہ نہیں، نیز اس میں تمتع ہوگا، اس کی بھی اجازت نہیں مامور کو چاہئے کہ زمانہ حج کے قریب جائے، افراد کا احرام میقات سے باندھے[۴]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

حج بدل میں کونسا حج کرے

سوال:۔ ایک شخص پر حج فرض ہونیکے باوجود حج ادا نہیں کیا، نیز مرتے وقت اپنی جانب

---

[۱] وهـذه الشـرائط كلها فى الحج الفرض واما فى الحج النفل فلا يشترط شئ منها غالبا، غنية الـنـاسک ص ۱۸۱، باب الحج عن الغير، مطبوعه خيريه ميرٹھ، بحر كوئٹه ص ۶۲/۳، باب الحج عن الغير، هنديه كوئٹه ص۲۵۷/۱، الباب الرابع عشر فى الحج عن الغير.

[۲] الـرابـع عشـر أن يـحـرم من ميقات الآمر الیٰ قوله والخامس عشر عدم المخالفة فلو امره بالحج فتمتع ولو عن الآمر فهو مخالف الخ غنية الناسک، ص۱۷۸ - ۱۷۹/ باب الـحج عن الغير، مطبوعه ميرٹھ. محيط برهانی ص ۴۷۵/۳، كتاب المناسک، الفصل الـخامس عشر فى الحج عن الغير، مجلس علمی گجرات، هنديه كوئٹه ص ۲۵۸/۱، الباب الرابع عشر فى الحج عن الغير.

[۳] الـخـامـس أن يحج بمال المحجوج عنه ان أمره صريحاً والشرط كون اكثر النفقة من مال الـمـيـت الـخ غـنية الـنـاسک، ص۱۷۳/(مـطـبوعـه ميـرٹھ) باب الحج عن الغير. بحر كوئٹه ص ۶۱، باب الحج عن الغير، بدائع كراچی ص ۲۱۳/۲، واما الذی يرجع الی النبات.

[۴] الـخـامـس عشر عدم المخالفة فلو امره بالحج فتمتع ولو عن الآمر فهو مخالف الخ، غنية الناسک ص ۱۷۹، باب الحج عن الغير، مطبوعه خيريه ميرٹھ.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Haj-e-Badal

سے حج بدل کرانے کی ورثاء کو وصیت بھی نہیں کی، اب میت کا لڑکا کسی شخص کے ذریعہ اپنے والد کا حج بدل کراتا ہے، اور حج کو جانے والا شخص اس میت کی جانب سے حج فرض ہی کی نیت سے احرام باندھتا ہے، بایں طور کہ فلاں ابن فلاں پر جو حج فرض تھا، اسی حج فرض کا میں احرام باندھ رہا ہوں، اور اسی نیت سے تلبیہ پڑھتا ہوں، تو میت کا حج فرض ادا ہوگا یا نہیں، اور میت اپنے فریضہ سے بری الذمہ ہو کر عنداللہ مطالبہ سے بری ہو جائیگا یا نہیں؟

(۲) مذکورہ بالا صورت میں اس شخص کو باجازت آمر حج کی تین قسموں میں سے ہر ایک کی شرعاً اجازت ہے یا کسی خاص قسم کی؟

(۳) اشہر حج شروع ہونے کے بعد یہ شخص مکہ معظّمہ جاتا ہے، دو چار روز وہاں قیام کر کے پھر مدینہ طیبہ جاتا ہے، وہاں سے ایام حج سے پہلے پہلے مکہ معظّمہ واپس آکر حج بدل کرتا ہے، لہٰذا اس صورت میں اس کو لازمی طور پر دو عمروں کا احرام باندھنا ہوگا (ایک یلملم سے دوسرا ذوالحلیفہ سے) چنانچہ اوپر والی صورت میں اس شخص کو دونوں عمروں کا احرام میت کی طرف سے ہی باندھنا لازم اور ضروری ہے، یا پھر باجازت آمر دونوں عمروں کا اپنی جانب سے یا علی الاطلاق دونوں میں سے کسی ایک عمرہ کا احرام باندھنا بھی شرعاً جائز ہے؟

الجواب حامداومصلیاً:۔

(۱) میت نے حج بدل کی وصیت نہیں کی ورثاء اس کی طرف سے حج بدل کرا دیں، اور مامور حج فرض کی نیت میت کی طرف سے ادا کرے تو انشاء اللہ میت کے فریضہ کے لئے کافی ہو جائے گا[۱]

---

[۱] لو مات رجل بعد وجوب الحج ولم یوص به فحج رجل عنه او حج عن ابیه او امه عن حجة الاسلام من غیر وصیة قال ابو حنیفة یجزیه انشاء الله الخ ،شامی زکریا ج۴/ص۱۶/ باب الحج عن الغیر. هندیه کوئٹه ص۲۵۸/۱، الباب الخامس عشر فی الوصیة بالحج، تاتارخانیه کراچی ص۵۶۴/۲، کتاب المناسک، الفصل السادس عشر فی الوصیة بالحج.

(۲) احوط یہ ہے کہ ایسی صورت میں تمتع نہ کرے[۱]!

(۳) بہتر یہ ہے کہ اشہرِ حج میں یلملم سے احرام نہ باندھے جدہ سے مدینہ طیبہ چلا جائے، پھر وہاں سے چل کر ذوالحلیفہ میں احرام باندھ کر مکہ مکرمہ آجائے، اور اسی احرام سے حج ادا کرے درمیان میں حلال نہ ہو، اس کا یہ احرام افراد کا ہوگا یا قران کا، حج تمتع کرنے والے کیلئے اس کی بھی اجازت ہے، کہ عمرہ کسی اور کی طرف سے کرے اور حج اپنی طرف سے[۲] اشہرِ حج میں متمتع کو ایک عمرہ کے بعد دوسرا عمرہ کرنے میں اختلاف ہے[۳]، اس سے بچنا ہی بہتر ہے، حج بدل کے ذریعہ جب فریضہ میت کو ساقط کرنا مقصود ہے، تو اس میں تمتع نہ کیا جائے، حج سے پہلے نہ ایک عمرہ کرے، نہ دو بلکہ طول احرام سے بچاؤ کی صورت اور تحریر کردی گئی ہے، پھر بعد حج جس قدر دل چاہے اور جس جس کی طرف سے چاہے عمرہ کرے، یا پھر قبل رمضان کے جہاز سے جائے، اور رمضان المبارک میں جتنا دل چاہے عمرے کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۶/۳/۹۴ھ

الجواب صحیح العبد نظام الدین دارالعلوم دیوبند ۲۶/۳/۹۴ھ

حجِ بدل میں تمتع

سوال: ۔جیسا کہ معلم الحجاج میں ہے کہ اگر زندہ ہو اور اسکی طرف سے تمتع کی اجازت

---

[۱] الخامس عشر عدم المخالفة فلو امره بالحج فتمتع ولو عن الآمر فهو مخالف ضامن الخ، غنية الناسک ص ۱۷۹، باب الحج عن الغير، مطبوعه خيريه ميرٹھ.

[۲] ولا (يشترط) ان يكون النسكان عن شخص واحد حتى لو كان احدهما عن نفسه والآمر عن غيره واذن له في التمتع جاز (غنية الناسک ص ۱۱۴، فصل في ماهية التمتع وشرائطه، مطبوعه خيريه ميرٹھ)

[۳] ويعتمر قبل الحج ماشاء ومافي الباب ولا يعتمر قبل الحج فغير صحيح الخ، (غنية الناسک ص ۱۱۵، فصل في كيفية اداء التمتع المسنون، مطبوعه خيريه ميرٹھ)

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Haj-e-Badal

ہوتو کرسکتا ہے، اور یہ کہ معلم الحجاج میں اس مسئلہ سے کوئی تعرض نہیں، وہ مسئلہ وصیت کرنے کی صورت میں ہے، اب حضرت والا مزید اطمینان کیلئے تحریر فرمائیں، مولانا سعید خاں صاحب نے یہ جواب دیا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

معلم الحجاج میں حج بدل کے مسائل کے تحت یہ تشریح وتفصیل نہیں ہے، کہ اگر زندہ ہے تو یہ حکم ہے، مرگیا ہے، تو یہ حکم ہے، بلکہ مطلقاً حج بدل میں تمتع کو منع کیا ہے، اگرچہ آمر کی طرف سے اجازت ہوحتی کہ حاشیہ معلم الحجاج، ص۳۰۷ر میں تصریح کی ہے، حج بدل والوں کو محض سہولت اوراحرام کی طوالت سے بچنے کیلئے تمتع کر کے اسکے حج کوخراب نہ کرنا چاہئے اوراس کو چاہئے کہ حج بدل کرنے والے کوخاص طور سے ہدایت کردے کہ تمتع نہ کرے[۱]۔

ظاہر عبارت سے تو یہ استفادہ ہوتا ہے، کہ آمر زندہ ہے، اگر زندہ نہ بھی ہوتب بھی اس کے امر کے بعد مرگیا ہوتو اس کے امر کی پابندی دونوں حالت میں مامور کولازم ہے[۲]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبدمحمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۲۲؍۱۰؍۸۹ھ

حج بدل میں تمتع

سوال:۔ ایک شخص حج کیلئے جارہاہےاوراپنے ساتھ دوشخصوں کواپنے خرچ سے لے

---

[۱] معلم الحجاج ص۲۲۸، مطبوعہ کراچی.

[۲] الرابع عشر،عدم المخالفة فلوأمره بالافراد فقرن اوتمتع ولوللميت لم يقع عنه ويضمن النفقة كماسيأتى (شامى زكريا، ج۴/ص ۱۷/ باب الحج عن الغير) الخامس عشر عدم المخالفة فلو امره بالحج فتمتع ولو عن الآمر فهو مخالف ضامن الخ، غنية الناسك ص۱۷۹، باب الحج عن الغير، مطبوعه خيريه ميرٹھ. هنديه كوئٹه ص۲۵۸/۱، بالباب الرابع عشر فى الحج عن الغير.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Haj-e-Badal

جارہا ہے تاکہ ان سے اپنے والد اور دادا کی طرف سے حج بدل کرائے بغیر انکی وصیت کے تو یہ دونوں شخص اگر حج بدل کریں بغیر کسی وصیت کے تو کیا ان کے لئے یلملم ہی سے احرام باندھنا ضروری ہے، اگر یہاں سے احرام باندھا جائے، تو بڑا لمبا زمانہ احرام کا ہو جائے گا، اس کی پابندیوں کا نبھانا مشکل ہے، اگر یہ دونوں جدہ سے مدینہ پاک سیدھے جائیں تو بھی جس مقصد کے لئے ان کو ساتھ لیا ہے، وہ فوت ہو جائیگا، اورسب رفقاء کا سیدھے مدینہ جانا مشکل ہے، تو کیا اس کی گنجائش ہے، کہ میقات سے عمرہ کا احرام باندھیں اور مکۃ المکرّمہ جا کر عمرہ کے ارکان سے فارغ ہوکر احرام کھولدیں، اور حج کا احرام یہ دونوں شخص جدہ آکر باندھیں مولانا منظور نعمانی نے الفرقان کے شعبان ۸۷ھ دسمبر ۶۷ء کے پرچہ میں اپنی رائے اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب اور دوسرے حضرات کی رائے بھی نقل کی ہے کہ ہندوستان و پاکستان سے آنے والے حضرات کے لئے جدہ میں احرام باندھنا صحیح ہے، اس سے پہلے جہاز میں احرام باندھنا ضروری نہیں ہے، وہاں سے یلملم کی محاذات ایسی نہیں ہے، کہ جس کی وجہ سے احرام ضروری ہو، اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

اگر جدہ سے احرام باندھنا صحیح ہو تو یہ آمر کی میقات ہو جائے گی تو کیا اس میں کچھ گنجائش ہے، کہ روپیہ دینے والے کی اجازت سے یہ تمتع کا احرام باندھیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

الفرقان کی اس تحقیق کے بغیر بھی نفلی حج بدل میں (بلاوصیت) تمتع کی گنجائش ہے[۱]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] وھذہ الشرائط کلھا فی الحج الفرض واما النفل فلا یشترط فیہ شئی منھا الا الاسلام والعقل والتمییز الخ (شامی زکریا، ج۴/ص۱۸ / باب الحج عن الغیر) غنیۃ الناسک ص ۱۸۱، باب الحج عن الغیر، مطبوعہ خیریہ میرٹھ۔

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Haj-e-Badal

حج بدل میں تمتع

سوال:۔ مشہور واعظ حضرت شاہ صوفی مولانا محمد روح الامین صاحب مفتی اعظم جمعیۃ العلماء بنگال جو کہ ایک زبردست اور محقق عالم گذرے ہیں، ان کی تصنیف کردہ کتاب مسائل حج، ص۱۳۰ر میں انھوں نے یہ بات تحریر فرمائی ہے کہ منیب یا وصی اگر نائب کو پورا اختیار دیدے، تو اس کے لئے تمتع کرنا بلا شبہ جائز ہے، اور اس سے حج بھی ادا ہو جاتا ہے، مگر حضور عالی کا لکھا ہوا فتویٰ جو کہ معلم الحجاج میں مرقوم ہے اس کے بالکل خلاف معلوم ہوتا ہے، بہر کیف جو قابل ترجیح بات ہو عنایت فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اور بھی بعض علماء نے اسی کو اختیار کیا ہے لیکن ہمیں کتب فقہ شامی، بحر، غنیّۃ، سے وہی راجح معلوم ہوا جو معلم الحجاج میں مذکور ہے[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفی اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۲/۲۹/ ۶۷ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۲/۲۹/ ۶۷ھ

حج بدل والے کو مدینہ طیبہ پہلے جانا

سوال:۔ ہندوستان سے حج بدل کرنے والے اگر جدہ سے سیدھے مدینہ شریف چلے جائیں اور حج کے قریب کے دنوں میں افراد کا احرام باندھ کر حج کریں تو کسی قسم کی قباحت تو نہیں، اگر ایسا حاجی رمضان سے پہلے والے جہاز سے سفر کرے، اور سیدھا مکہ شریف

---

[۱] ومنها ماإذا امره بالحج فاعتمر ثم حج من مكة لانه مأمور لحج ميقاتي وما اتى به مكى، البحر ج۳/ص ۶۳/ (باب الحج عن الغير) ايضاً شامی ج۲/ص ۱۵۴/ قبيل باب الاحرام. غنية الناسک ص ۱۷۹، باب الحج عن الغير، مطبوعه خيريه ميرٹھ.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Haj-e-Badal

جائے، اور شوال آنے سے پہلے وہاں سے مدینہ شریف چلا جائے، اور آخر میں افراد کا احرام باندھ کر حج کرے تو اس میں کوئی قباحت تو نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

اگر آمر کی طرف سے اجازت ہو تو اس میں کوئی قباحت نہیں، دونوں صورتیں اختیار کرسکتا ہے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۸۹/۶/۲۶ھ

مامور بالحج کو پہلے مدینہ طیبہ جانا

سوال:۔ (۱) حج بدل والے کو تمتع کرنا محتاط علماء منع کرتے ہیں، اب آج کل جہازوں کے ٹکٹوں کا معاملہ کچھ ایسا ہے کہ کبھی بہت پہلے جانیکی صورت ہوجاتی ہے، اسلئے حج بدل میں جانے والے بعض ذی علم یہ صورت کرتے ہیں کہ پہلے مدینہ منورہ چلے جاتے ہیں، اور وہاں سے واپسی میں ذوالحلیفہ سے حج بدل کیلئے افراد کا احرام باندھتے ہیں، ایسا کرنے میں کوئی حرج تو نہیں، کیا یہ صورت جائز ہے یا نہیں، کیا اس کیلئے بھی بھیجنے والیکی اجازت ضروری ہے؟

(۲) اسی طرح اگر بھیجنے والے کی اجازت سے حج بدل والا قبل از رمضان جاوے اور بیس پچیس رمضان تک مکہ مکرمہ میں ٹھہر کر اشہر حج شروع ہونے سے پہلے مدینہ چلا جاوے پھر ابتداء ذی الحجہ میں وہاں سے حج بدل کیلئے افراد کا احرام باندھ کر آئے تو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

(۱) آمر کی اجازت سے ایسا کرنا درست ہے۔

---

[1] ودم القران والتمتع والجناية على الحاج ان اذن له الآمر بالقران والتمتع والا فيصير مخالفاً فيضمن شامى كراچى باب الحج عن الغير، مطلب العمل على القياس دون الاستحسان، جواهر الفقه ج ۱/ص ۵۱۴/ حج بدل ميں قران اورتمتع.

(۲) یہ بھی اجازت سے درست ہے[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

حج بدل میں تمتع کی اجازت نہیں

سوال:۔ ماہ شوال میں جو جہاز حج کیلئے جانے والا ہے، اس میں حاج عن الغیر کی مدت طویل ہوجاتی ہے، جس میں بے حد مشقت اٹھانی پڑتی ہے، اس لئے ضرورت دفع حرج اور تیسیر سہولت کی بناء پر حاج عن الغیر کو حج تمتع صحیح ہوگا کہ نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

حج بدل میں تمتع کی اجازت نہیں[۲] ایسے شخص کو اگر شوال ہی میں جانا ہوتو وہ میقات (یلملم) سے احرام نہ باندھے بلکہ جدہ پہنچ کر مدینہ طیبہ چلا جائے، وہاں سے شروع ذی الحجہ میں حج کا احرام باندھ کر مکہ معظّمہ آجائے، اور حسب قواعد شرعیہ مناسک ادا کرے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸/۴/۹۲ھ

حج بدل والے کیلئے تمتع سے بچاؤ

سوال:۔ حج بدل کیلئے احرام میقات سے باندھنے کے بعد حج کی تکمیل تک رکھنا کیا

---

[۱] الرابع عشر ان یحرم من میقات الآمر لو امرہ بالحج واطلق عن ذکر المیقات الخ، غنیة الناسک ص ۱۷۸، باب الحج عن الغیر، مطبوعہ الخیریہ میرٹھ. جواھر الفقہ، ج ۱/ص ۵۱۴/ حج بدل میں قران اورتمتع.

[۲] الخامس عشرعدم المخالفة فلوامرہ بالحج فتمتع ولوعن الآمر فھو مخالف ضامن الخ غنیة الناسک ص ۱۷۹/(مطبوعہ میرٹھ) باب الحج عن الغیر. شامی زکریا ص ۴/۱۷، باب الحج عن الغیر، بحر ص ۳/۶۳، باب الحج عن الغیر، مطبوعہ کوئٹہ.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Haj-e-Badal

ضروری ہے، جب کہ تقریباً چار ماہ احرام میں رہنا پڑتا ہے، اس لئے کہ رمضان سے پہلے جا رہا ہوں کیا عمرہ کرکے احرام اتار سکتے ہیں، یا نہیں از راہِ مہربانی جلد مطلع فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

جب رمضان سے قبل آپ جا رہے ہیں تو میقات سے احرام باندھ کر عمرہ کرلیں، پھر رمضان المبارک میں جس قدر بھی ہو سکے عمرہ کرتے رہیں، رمضان المبارک کا ایک عمرہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کے برابر ثواب رکھتا ہے[۱] پھر رمضان ختم ہونے پر کوئی عمرہ نہ کریں، اگر حج تک مکہ معظّمہ ہی میں رہنا ہو تو حج کے موقع پر جدہ آ کر حج کیلئے احرام باندھ لیں، اگر مدینہ طیبہ پہلے جانا چاہیں تو چلے جائیں وہاں سے حج کے قریب چل کر ذوالحلیفہ میں احرام باندھ لیں یا مدینہ طیبہ ہی سے احرام حج باندھ لیں، اور حج ادا کریں اس صورت میں نہ احرام طویل ہوگا نہ تمتع کی نوبت آئے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہُ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴/۷/۱۳۹۹ھ

حج صرورہ

سوال:۔ایک شخص کا انتقال ہوگیا، یا مرض الموت میں مبتلا ہے، جس پر حج فرض تھا اگر وہ حج کرانا چاہے تو کیا ایسے شخص کے ذریعہ کرا سکتا ہے، کہ جس نے قبل اس کے کسی قسم کا حج نہ کیا ہو، مگر اس پر حج فرض نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اگر تندرستی میں حج فرض ہوا تھا، اور پھر بیمار ہوگیا، حج نہیں کر سکا، اور اس نے نیت وصیت بھی کی ہے، نیز ترکہ میں اتنی گنجائش بھی ہے کہ ثلث مال سے حج کرایا جا سکے تو اس کی

---

[۱] قال فعمرة فی رمضان تقضی حجة او حجة معی. مسلم شریف، ج ۱/ص ۴۰۹/کتاب الحج باب فضل العمرة فی رمضان (فصل فی شرائط النیابة فی الحج الفرض.

طرف سے حج کرانا ضروری ہے، اور بہتر یہ ہے کہ ایسے شخص کے ذریعہ حج کرایا جائے، جس نے پہلے حج کرلیا ہو، اگر اس نے پہلے اپنا حج نہیں کیا تو اس کو حج کرانا مکروہ ہے۔

"ویجوز احجاج الصرورة ویرادبه الذی لم یحج عن نفسه حجة الاسلام قال فی البدائع الا ان الا فضل ان یکون قد حج عن نفسه لانه بالحج عن غیره یصیر تارکاً لاسقاط الفرض عن نفسه فیتمکن فی هذا الاحجاج ضرب کراهة ولانه اعرف بالمناسک وابعد عن محل الخلاف فکان افضل اهـ غنیة الناسک ص ۱۸۱"[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح عبداللطیف، صحیح سعید احمد غفرلہٗ یکم ربیع الثانی ۵۷ھ

حج بدل میں پہلے روضۂ اقدس علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی حاضری

سوال:۔ ۲۸؍شوال المکرّم کے جہاز سے میں حج بدل کے لئے روانہ ہو رہا ہوں، جو ۵؍ذیقعدہ تک جدہ پہنچے گا، موسم سرما کی وجہ سے پہلے مدینہ منورہ جانے کے بجائے، عمرہ کا احرام باندھ کر مکۃ المکرّمہ جانے کا خیال تھا، مگر معلوم یہ ہوا کہ بدل میں حج کرنے والا صرف افراد کرسکتا ہے، تمتع کی کوئی گنجائش نہیں، اگر ایسا ہے تو اولاً مدینہ منورہ جانا ناگزیر ہو جائیگا، کیونکہ اس موسم میں ایک مہینہ دس روز تک حالت احرام میں رہنا تو بہت دشوار ہے، لہٰذا

---

[1] غنیة الناسک ص ۱۸۱/ (مطبوعه خیریه میرٹھ) باب الحج عن الغیر فصل فیما لیس من شرائط النیابة فی الحج. شامی کراچی ص ۲/۶۰۳، باب الحج عن الغیر مطلب فی حج الصرورة، منحة الخالق ص ۳/۶۹، باب الحض عن الغیر، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

مسئلہ کی تحقیق مقصود ہے، اگر جدہ سے مکہ مکرمہ جا کر عمرہ کے حلال ہو جانے کی کوئی شرعی گنجائش ہو تو بتلا دیں؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

سفر مبارک ہو۔

زہے سعادت بندہ کہ کرد نزول
گہے بہ بیت خدا و گہے بہ بیت رسولؐ

حق تعالیٰ بہت سہولت وعافیت کے ساتھ جملہ مناسک پورے کرائے، اور ہر قسم کی جنایت سے محفوظ رکھے، مقامات مقدس کے آداب کی رعایت کی پوری توفیق دے، بہت ہی اعزاز واکرام کے ساتھ ترقیات سے نوازے، روزہ اقدس پر اس سیاہ کار کی طرف سے بھی صلوٰۃ وسلام پیش فرمادیں۔

آپ جدہ سے اتر کر پہلے درِاقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری دیں، پھر وہاں کی شفاعت اور دعا ساتھ لیکر مکہ مکرمہ حاضر ہوں، یہی اسلم وارجیٰ ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

مکتب میں پیسہ دینے سے ثواب زیادہ ہے یا حج بدل سے

سوال:۔ میری والدہ پر حج فرض نہیں تھا اور وہ اس کی بہت زیادہ خواہشمند تھیں، مگر ان

[1] ويبدأ بالحج لو فرضاً وهو الاحسن فلو بدأ بالزيارة جاز ويخير لو نفلا مالم يمر به فيبدأ بالزيارة لامحالة من كان حجه فرضا وجاء مكة قبل او ان الحج فهل له ان يزور قبل الحج ام لا ؟ والظاهر ان له ان يزور قبل دخول اشهر الحج واما بعده فلا. (غنية الناسک ص ۳۱/باب الزيارة) مطبوعه خيريه ميرٹھ، شامی کراچی ص۶۲۷/۲، باب الهدى مطلب فى تفضيل قبره المكرمﷺ، فتح القدير ص ۱۷۹/۳، كتاب الحج، مسائل منشوره، المقصد الثالث فى زيارة قبر النبیﷺ، مطبوعه دارالفكر بيروت.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Haj-e-Badal

کا انتقال ہوگیا، میں ان کو ثواب پہنچانے کے لئے کچھ کرنا چاہتا ہوں، تو حج بدل کرانے میں زیادہ ثواب ملے گا، یا ایک سسکتے ہوئے مکتب کی مدد کرنے میں؟ جس مکتب کے بند ہوجانے کا اندیشہ ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

جبکہ میت کے ذمہ حج فرض نہیں تھا، اوران کو ثواب پہنچانا مقصود ہے تو جس مکتب میں بچوں کو دینی تعلیم دی جاتی ہے اوروہ مکتب ضرورت مند بھی ہے، تو وہاں روپیہ دیکر مکتب کوسنبھالنے اورترقی دینے میں ثواب زیادہ ہے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبدمحمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۸۹/۵/۵ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۸۹/۵/۵ھ

مامور بالحج کا مکہ پہنچ کرکسی دوسرے سے حج بدل کرانا اورخود اپنا حج کرنا

سوال:۔ حج بدل کرنے والاغریب ہے، اورحاجی بھی نہیں، اب حج بدل جانے کے وقت حج فرض ہوگیا یانہیں؟ حج بدل کرنے والا مالک کی اجازت سے مکہ مکرمہ پہنچ کر کسی دوسرے کووہ حج بدل کرنے کو کہہ کر پھر خود اپنا حج کرسکتا ہے یانہیں؟ مالک یعنی بھیجنے والے نے صرف یہی کہا کہ مرنے والے کے لئے حج بدل کوتم کو بھیج رہاہوں، یہ روپئے ہیں میرے

---

[1] قال الرحمتی والحق التفصیل فماکانت الحاجة فیه اکثر والمنفعة فیه اشمل فهو الافضل کما وردحجة افضل من عشر غزوات وورد عکسه فیحمل علی ماکان ینفع الخ شامی کراچی ج۲/ص ۶۲۱/باب الهدی، مطلب فی تفصیل الحج علی الصدقة.

باپ کا حج ادا ہونا چاہئے، اب تم کیسے بھی کرو، یہ مالک کی طرف سے اجازت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

غریب آدمی (جس پر حج فرض نہیں) مگر دوسرے کے روپے سے حج بدل کیلئے جائے تو اسی کی طرف سے حج بدل کرے وہاں پہنچ کر کسی اور کو حج بدل کے لئے تجویز کر کے اپنا حج نہ کرے[1] وہاں حج بدل کے لئے پہنچ جانے کی وجہ سے خود اس غریب کے ذمہ حج فرض نہیں ہوجائے گا۔[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند ۱۶/۹/۹۲ھ

حج بدل کے بعد جو رقم زائد بچے اس کا حکم

سوال:۔ سید مبارک صاحب نے اپنی والدہ کی طرف سے عبدالحفیظ کو حج بدل میں بھیجا بوقت روانگی ان کے صاحبزادہ سید وسیم نے دوسو روپئے دیئے کہ میرا سامان لیتے آنا، حسب تحریر عبدالحفیظ نے وسیم الحق کو بعض سامان لاکر دیا اور بعد حساب باقی رقم واپس دے گئے، نیز حج کا کل حساب بھی ان کے والد سید مبارک حسین صاحب کو دیدیا، اور جو سامان

---

[1] ولیس للمأمور ان یأمر غیرہ بما امر بہ عن الآمر وان مرض فی الطریق الا ان یکون وقت الدفع قیل لہ اصنع ماشئت الخ، البحر الرائق ص ۳/۶۴، باب الحج عن الغیر، مطبوعہ الماجدیہ کوئٹہ، درمختار علی الشامی زکریا ص ۴/۲۲، باب الحج عن الغیر، غنیة الناسک ص ۱۷۶، باب الحج عن الغیر، فصل فی شرائط النیابة، مطبوعہ الخیریة میرٹھ، فتح القدیر ص ۳/۱۵۱، باب الحج عن الغیر، مطبوعہ دارالفکر بیروت.

[2] اختلف المتأخرون فی الصرورة الفقیر المأمور فقیل انہ ایضاً یجب علیہ بوصولہٗ الی مکة (الیٰ قولہ)وقیل لایجب علیہ لانہ مادخل مکة الاوھو متلبس بالاحرام فصار بمنزلة المریض العاجز عن الاداء والمقعد والمحبوس اذاکانوا بمکة الخ غنیة الناسک ص ۱۸۱ / فصل فیما لیس من شرائط النیابة فی الحج.باب الحج عن الغیر. مطبوعہ الخیریة میرٹھ.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Haj-e-Badal

فرمائش خریدا گیا وہ سو روپے کا نوٹ چالیس کے حساب سے سامان کے بدلہ میں دیا گیا، مگر موصوف نے گراں جان کر واپس کر دیا، سفر حج میں جو ریال حاجی کے پاس باقی اخراجات سے زائد ہوئے ان کی واپسی ہندوستان میں ہو یا گورنمنٹ کے حساب سے ادا کی جائے یا جو عام نرخ چالیس کا رہا واپس کئے جائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اگر عبدالحفیظ کے پاس اخراجات سفر پورے کرنے کے بعد کچھ باقی بچا اور وہ عربی ریال کے صورت میں ہے تو وہی واپس کر دے اگر ہندوستانی نوٹ بنائے تھے تو وہ واپس کر دے، اگر گورنمنٹ کے حساب والے نوٹ بچے تو وہ واپس کر دے[۱]، اگر عبدالحفیظ کے کچھ ریال زیادہ خرچ ہو گئے اور وہ سید مبارک حسین صاحب سے وصول کرنا چاہتا ہے تو اسکی بھی یہی تفصیل ہے، یعنی وہاں پہنچ کر جو کچھ زائد خرچ کیا وہ اگر ہندوستان سے عربی ریال بنا کر خرچ کیا تو ہندوستانی نوٹ لے لے اگر سرکاری نوٹ سے جو کہ وہاں کیلئے حاجیوں کو ملتا ہے اس سے خرچ کیا ہے تو اس حساب سے اپنی زائد خرچ کی ہوئی رقم واپس لے لے[۲]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۴/۸۶ھ

---

[۱] وعليه ردمافضل من النفقة الخ درمختار على الشامی ، ج۴/ص ۳۴/(مطبوعه زكريا ديوبند) باب الحج عن الغير) البحر الرائق ص ۳/۶۴، باب الحج عن الغير، مطبوعه الماجديه كوئٹه، سكب الانهر ص ۱/۴۵۶، باب الحج عن الغير، دارالكتب العلمية بيروت.

[۲] فان انفق الاكثر أو الكل من مال نفسه وفى مال المدفوع اليه وفاء لحجه رجع به فيه اذقد يبتلى بالانفاق من مال نفسه لبغتة الحاجة ولايكون المال حاضراً فجوز ذٰلک الخ شامی زكريا، ج۴/ص ۱۹/ باب الحج عن الغير. البحر الرائق ص ۳/۶۱، مطبوعه الماجديه كوئٹه، غنية الناسك ص ۱۷۳، باب الحج عن الغير، مطبوعه الخيرية ميرٹھ.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Haj-e-Badal

حج بدل میں روپیہ مامور کو دیں یا اپنے پاس رکھیں

سوال:۔ ایک شخص خود حج کرنے جا رہا ہے اور دو شخصوں کو اپنے والدین کی طرف سے حج بدل کرانے لے جا رہا ہے تو اخراجات کیلئے روپیہ مامور کو دیدینا زیادہ بہتر ہوگا، یا اپنے پاس رکھ کر ان کی ضروریات میں خرچ کرنا، ان کو ہر ہر چیز کا پھر حساب بھی مشکل ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

اگر یہ اعتماد ہو کہ وہ روپیہ حفاظت سے رکھیں گے اور بے محل خرچ نہیں کریں گے، اور مقصد وصیت بھی فوت نہیں ہوگا، تو ان کو دیدینا بہتر ہے[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند ۹/۱۸/۹۰ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین غفرلہ، دارالعلوم دیوبند ۹/۱۹/۹۰ھ

حج بدل کی رقم میں تصرف کرنے کا ضمان

سوال:۔(۱) زید نے اپنے والد مرحوم کا حج بدل کرانے کے متعلق اپنے بہنوئی کو تیار کیا، اور اس نے متواتر دو سال درخواست دی مگر قرعہ میں نام نہ آسکا کچھ رقم زید نے اپنے بہنوئی کو بہ سلسلہ درخواست اور فارم بھرنے کیلئے دیا تھا، جو تقریباً ایک ہزار ہے، وہ بہنوئی نے بغیر زید کے علم میں لائے، اپنے بھانجے کو تجارت کے سلسلہ میں دیدی، اس کے بارے

---

[۱] فللمأمور بالحج ان ینفق علی نفسه بالمعروف ذاهباً وآیباً من غیر تبذیر ولا تقتیر الخ، البحر ص ۳/۶۴، باب الحج عن الغیر، مطبوعه الماجدیه کوئٹه، غنیة الناسک ص ۱۸۴، باب الحج عن الغیر، فصل فی النفقة، مطبوعه خیریه میرٹھ، مأمور کو روپئے دینا اس لئے بہتر ہے کہ کبھی اچانک ضرورت پیش آجاتی ہے اور آمر موجود نہ ہو، کما یستفاد: اذ قد یتبلی بالانفاق من مال نفسه لبغتة الحاجة ولا یکون المال حاضراً الخ، شامی زکریا ص ۴/۱۹، باب الحج عن الغیر، بحر ص ۳/۶۱، باب الحج عن الغیر، مطبوعه کوئٹه.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Haj-e-Badal

میں علماء دین کیا فرماتے ہیں، کہ آیا وہ روپیہ جو زید کا تھا وہ زید کے بہنوئی نے جو خرچ کردیا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) زید کے پاس جو رقم حج بدل کیلئے جمع ہے، اگر تیسری بار بھی قرعہ میں نام نہ آیا، تو وہ روپیہ کسی تجارت میں یا مکان بنانے کے لئے استعمال میں لاسکتا ہے، اور کیا زید کے لئے جمع شدہ رقم جو ایک مرحوم کے حج بدل کی نیت سے تھی، استعمال میں لانا علماء دین جائز قرار دیتے ہیں، اور جائز ہے تو کس حد تک؟ تفصیل دیجائے؟

(۳) اگر جمع شدہ رقم حج بدل والی زید اپنی ضروریات میں لانے کا حقدار نہ ہوتو وہ رقم کس استعمال میں لاسکتا ہے؟ کیا دینی مدرسہ میں دینا جائز ہے؟ اگر جائز ہے تو کس مد میں

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

۱/۲/۳/اگر والد مرحوم نے اپنی طرف سے حج بدل کرانے کی وصیت نہیں کی تھی بلکہ زید خود ہی انکی طرف سے حج بدل کرانے کی نیت کرچکا ہے، اور اس مقصد کیلئے روپیہ رکھا ہوا ہے، تو محض اس نیت کی وجہ سے حج بدل کرانا واجب نہیں ہوا، زید اس روپیہ کا مالک ہے اسکو اختیار ہے، کہ کسی بھی دینی کام میں لگا کر والد کو ثواب پہنچادے، مثلاً کسی مسجد کی تعمیر یا پانی اور نل کا انتظام یا دینی مدرسہ کی تعمیر، طلبہ کی خوارک، پوشاک یا دینی کتب خرید کر وقف یا غریب بچوں کی پرورش یا بیواؤں کی ضروریات میں خرچ کردے، ضرورت ہوتو اپنے ذاتی کام میں بھی صرف کرسکتا ہے، بہنوئی وغیرہ اقرباء کو بھی دے سکتا ہے[۱]، بہنوئی صاحب کا اس روپیہ کو جو کہ درخواست فارم وغیرہ کیلئے دیا گیا تھا، کسی دوسرے کام میں خرچ کرنا جائز نہیں، بھانجے کو تجارت کیلئے دینا بھی جائز نہیں، یہ خیانت ہے، انکو لازم ہے، کہ وہ زید کو روپیہ واپس کردیں[۲] اور اس سے معافی طلب کریں تاکہ وہ دنیا وآخرت میں بری الذمہ ہوسکیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۴/۹۰ھ

---

[۱] المالک ھوالمتصرف فی الاعیان المملوکۃ کیف ....(**باقی حواشی اگلے صفحہ پر**)

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Haj-e-Badal

حکومت کیطرف سے ملا نقصان کا معاوضہ آمر کا ہے یا مامور کا

سوال:۔زید اوراس کی بیوی حج کو گئے اورساتھ میں زید عبداللہ اوراس کی بیوی کواپنے باپ اورمرحوم بیوی کے لئے حج بدل کولے گیا،دوران حج آگ کا حادثہ ہوا،اوران کا کچھ نقصان ہوا،حج سے فارغ ہونے کے بعد سعودی حکومت نے اعلان کیا کہ جوحاجی آگ میں نقصان اٹھائے ہوئے ہیں،ان حاجیوں کوبطور امداد ہر حاجی کوایک ہزار روپے دینے کا وعدہ ہوا،بڑی کوشش سے وہ امدادی رقم عبداللہ نے حاصل کی اب زید کہتا ہے کہ یہ پوری رقم چار حاجیوں کی اس کا حق ہے،جوحج بدل کوآئے ،عبداللہ کہتا ہے کہ آپ ہم کوحج بدل کے لئے لائے اورہم حج ادا کردیئے اس رقم کواورتمہارے حج بدل کوکوئی تعلق نہیں،اس میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

اگرعبداللہ اوراس کی بیوی کااس حادثہ میں وہ مال ضائع ہواجوخودان کی ملک تھا،تب تواس کا معاوضہ قرار دے کر یہ روپیہ ایک ایک ہزار دونوں کودیدیا جائے ،اگروہ مال ضائع ہوا،جوزید نے ان کودیا تھا،یازید کے دیئے ہوئے روپیہ سے خریدا تھاتووہ روپیہ زید کا ہے[۱]، عبداللہ اوراسکی بیوی کومطالبہ نہیں کرنا چاہئے ،انہوں نے حج بدل کرلیا،جس کا اجر بہت بڑا

(حواشی صفحہ گذشتہ) ...... شاء الخ، بیضاوی شریف ص۷/۱، سورۃ الفاتحۃ، مطبوعہ رشیدیہ دھلی.

[۲] ووجهه انه لم يأت بالمأمور به لانه امره بسفر يصرفه الى الحج لاغير فقد خالف امر الآمر فضمن بدائع ،شامی نعمانیه ۲/ص۲۴۷/ باب الحج عن الغیر. بدائع الصنائع زکریا ص۲/۴۵۷، کتاب الحج، بیان شرائط النیابة فی الحج.

(حاشیہ صفحہ ھذا) [۱] من ملك شيئا ملك ماهو من ضروراته الخ، قوائدالفقه ص ۱۳۰/ مطبوعه اشرفی دیوبند، القواعدالفقهية المحمودة ص ۹۰۴.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Haj-e-Badal

ہے، ایک ہزار روپیہ کی اس کے مقابلہ میں کیا حیثیت ہے، زید کو عبداللہ اور اس کی بیوی کا احسان مند ہونا چاہئے کہ انہوں نے حج بدل کیا، اور سفر کی مشقت اٹھائی اگر وہ ان کو یہ روپیہ دیدے تو یہی مکارم اخلاق کا تقاضہ ہے اور حق تعالیٰ کا شکر ہے کہ جان سب کی بچ گئی۔

فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۱/۹۶ھ

حج کیلئے روپیہ دیا اس میں سے کچھ بچ گیا اس کو کیا کرے

سوال:۔ (الف (آقا) نے اپنے ملازم (ب) کو اس کی پچاس سالہ خدمت کے عوض میں اس کو حج بیت اللہ کرانے کو مغل لائن مقرر روپیہ دے کر بیت اللہ شریف بھیجا، (ب) نے اپنی کفایت شعاری سے کام لے کر کچھ روپیہ پس انداز کرلیا تو اب (ب) اس پس انداز کئے ہوئے رقم کو (الف) کو واپس کرے یا اپنے استعمال میں لاسکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

بہتر یہ ہے کہ وہ پس انداز رقم (الف) کے سامنے پیش کردے کہ بچ گئی ہے، پھر (الف) وہ رقم (ب) کو ہی دیدے خود نہ لے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۵/۲/۹۱ھ

---

[1] فان اعطاه زائداً علی کفایته فلایحل للمأمور ما زاد بل یجب علیه رده الی صاحبه الا اذا قال وکلتک ان تهب الفضل من نفسک وتقبضه لنفسک، البحرالرائق ج۳/ ص۱۱۴/ مکتبه زکریا (باب الحج عن الغیر) زیلعی ص۸۸/۲، باب الحج عن الغیر مکتبه امدادیه ملتان، النهر الفائق ص۱۶۷/۲، باب الحج عن الغیر، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Mal-e-Haram se Haj

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب ہشتم : مال حرام سے حج کرنا

مال حرام سے حج

سوال:۔ مال حرام سے حج کرنا چاہئے کہ نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نہیں چاہئے ،تاہم اگر کرلیا جائیگا تو فریضہ ادا ہوجائے گا،لیکن حج مقبول کا ثواب حاصل نہ ہوگا[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ناجائز آمدنی سے حج کرنا

سوال:۔ ہندہ کے پاس صرف ایک پختہ عمارت جس کی قیمت تقریباً ۱۶/ ہزار روپیہ

[1] ولاتنافی بین سقوطه وعدم قبوله فلا يثاب لعدم القبول ولايعاقب عقاب تارك الحج ای لان عدم الترک یبتنی علی الصحة وهی الاتیان بالشرائط والارکان والقبول المترتب علیه الثواب یبتنی علی اشیاء کحل المال والاخلاص کما لو صلی مرائیا اوصام واغتاب فان الفعل صحیح لکنه بلاثواب شامی کراچی ج۲/ص ۴۵۶/ مطلب فیمن حج بمال حرام، عالمگیری ص ۲۲۰/ ۱ ، کتاب المناسک، الباب الاول، مطبوعه کوئٹه، ولا بمال حرام ولو حج به سقط عنه الفرض لکنه لا تقبل حجته کما ورد فی الحدیث الخ، غنیة الناسک فی بغیة المناسک ص۸، قبیل فصل واما شرائط وجوب الاداء، مطبوعه الخیریة میرٹھ.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Mal-e-Haram se Haj

ہے، حلال اور حرام پیسے سے عمارت کی تعمیر ہوئی ہے، یعنی رشوت اور غیر رشوت کے پیسے سے رشوت کا روپیہ ۳/ گنا لگا ہے، صورت نمبر ۱/ میں ہندہ غیر کفو کے ساتھ حج کے لئے جا سکتی ہے یا نہیں؟

صورت نمبر ۲/۔ میں عمارت مذکور بیچ کر حج کر سکتی ہے یا نہیں حوالہ حدیث مع کتب مدلل تحریر فرمادیں، بینوا وتوجروا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

(۲) ہندہ کو چاہئے کہ کسی سے قرض لیکر اسی سے حج کرے[۱] (کسی محرم کے ساتھ) پھر عمارت مذکورہ کی قیمت سے وہ قرض ادا کردے تاکہ حج بلا شبہ حلال مال سے ادا ہو، لیکن عمارت مذکورہ کی قیمت بلکہ خالص حرام مال سے بھی اگر حج ادا کیا تو فریضہ ساقط ہو جائیگا اور حرام مال اس میں خرچ کرنے کا گناہ بھی ہوگا" قال فی البحر ویجتهد فی تحصیل نفقة حلال فانه لایقبل بالنفقة الحرام کما ورد فی الحدیث مع انه یسقط الفرض عنه معها ولاتنافی بین سقوطه وعدم قبوله فلایثاب لعدم القبول ولایعاقب عقاب تارک الحجاھ ردالمحتار[۲] ج ۲/ص ۱۹۱/ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۴/ ربیع الثانی ۶۷ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۴/ ربیع الثانی ۶۷ھ

---

[۱] اذا اراد ان یحج بمال حلال فیه شبهة فانه یستدین للحج ویقضی دینه من ماله الخ، فتاویٰ قاضیخان ص ۳۱۳/ ۱، کتاب الحج، فصل فی المقطعات، مطبوعه کوئٹه، عالمگیری ص ۲۲۰/ ۱، کتاب المناسک، الباب الاول الخ، مطبوعه کوئٹه، غنیة الناسک ص ۸، قبیل فصل وما شرائط وجوب الاداء، مطبوعه الخیریة میرٹھ.

[۲] ردالمحتار کراچی ج ۲/ص ۴۵۶/ مطلب فیمن حج بمال حرام. فتح القدیر ص ۴۰۷/ ۲، کتاب الحج، مطبوعه دارالفکر بیروت، البحر الرائق ص ۳۰۹/ ۲، کتاب الحج، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

غبن کے روپئے سے حج اور کاروبار

سوال:۔ زید دو سال قبل ملازم تھا، ملازمت خود ہی سے چھوڑ کر دو سال ہو گئے ہیں، زید کی ملازمت سات سال رہی:۔

(ا) زید سے دوران ملازمت غبن ہوا (خرد برد) غبن میں زید اکیلا نہیں تھا، بلکہ کارخانہ کے اور لوگ بھی شریک تھے، دوران ملازمت زید نے غبن کا روپیہ جمع کر کے ایک دوکان کھولی ہے، دوکان تین سال تک زید کے بھائی کے دو بھائی اور حضرت والا چلا رہے ہیں، اب زید خود بیٹھ کر کاروبار چلا رہا ہے، اللہ کے فضل و کرم سے دوکان اچھی چل رہی ہے، ہر سال زکوٰۃ بھی ادا کرتا ہے، اب کچھ روپیہ جمع ہو گیا ہے، اور وہ حج کو جانا چاہتا ہے، حج کو جا سکتا ہے یا نہیں؟ اب حرام کمائی سے دوکان کھولی ہے، جو رقم جمع ہو رہی ہے کھانے پینے کپڑوں میں استعمال ہو رہی ہے۔

(ج) زید کا یہ خیال ہے کہ حرام روپیہ غبن کیا ہوا روپیہ سے جو دوکان کھولی ہے، جتنا بھی روپیہ غبن کیا ہے، پورا کا پورا کسی صورت سے کارخانہ میں جمع کرا دینا چاہتا ہوں، پوری کی پوری رقم یکمشت ادا نہیں کر سکتا، کاروبار پر برا اثر پڑتا ہے، زید کا خیال ہے کہ دس پندرہ سال تھوڑا تھوڑا روپیہ کارخانہ کو واپس کر دینا چاہتا ہوں، زید کا خیال یہ بھی ہے کہ دوکان کی رقم ابتدائی کو حلال کر لے اور کارخانہ کو قسط وار انداز میں رقم واپس کر دے تو دوکان کی ابتدائی رقم حلال ہوئی یا نہیں؟

(۲) پورا کا پورا واپس ہونے تک زید حج کو جا سکتا ہے یا نہیں؟

(۳) زید کارخانہ میں رقم جمع کرے یا کسی دینی ادارے کو دیدے یا خاموش رہے کونسا عمل بہتر ہے۔

(فتویٰ و تقویٰ دونوں مطلوب ہیں)

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Mal-e-Haram se Haj

الجواب حامداًومصلیاً:۔

حق العبد مقدم ہے پہلے اس کوادا کرنا چاہئے[۱]تاہم اگر روپیہ قرض لے کر حج کرے تو یہ زیادہ اچھا ہے اس لئے کہ جائز روپیہ لے کر جائے،[۲] جتنا روپیہ غبن تھا اس کو واپس کرنا لازم ہے، اب اس کو اپنے اوپر یا مشتبہ قرض تصور کرلیا جائے، اور وہ روپیہ جہاں سے لیا ہے وہیں واپس کردے، دینی اداروں میں دینا کافی نہیں یکدم نہیں کرسکتا تو آہستہ آہستہ دے، مگر پورے روپیہ کی واپسی لازم ہے، کارخانہ والوں سے صاف صاف کہہ دے اور قسط وار ادا کرنے کا معاملہ کرلے ورنہ شاید ادا کرنے کی نوبت نہ آئے، نفس روکاوٹ ڈال دے تقویٰ تو یہ ہے کہ ہر قسم کی تنگی برداشت کرکے روپیہ واپس کردے، یہ نہ سوچے کہ سب روپیہ ایک دم واپس کرنے سے کاروبار پر اثر پڑے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۷/۴/۹۱ھ

حرام آمدنی والے کو بوقت حج اپنے گروپ میں شامل کرنا

سوال:۔ایک شخص ریاست نیپال میں چمڑا اور شراب کی بھٹی وغیرہ کا ٹھیکہ لیتا ہے، وہ

---

[۱] لتقدم حق العبد اى على حق الشرع لاتها ونا بحق الشرع بل لحاجة العبد وعدم حاجة الشرع. شامى رشيديه كوئٹه، ج۲/ص ۱۵۲/ شامى زكريا ص ۳/۴۶۲، كتاب الحج، مطلب فى قولهم يقدم حق العبد على حق الشرع، سكب الانهر ص ۱/۳۸۶، كتاب الحج، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، بناية على فتح القدير ص ۲/۴۱۸، كتاب الحج، مطبوعه دار الفكر بيروت.

[۲] والحيلة لمن ليس معه الامال حرام اوفيه شبهة ان يستدين للحج من مال حلال ليس فيه شبهة ويحج به ثم يقضى دينه من مالهٗ ذكره قاضيخان، غنية الناسک ص۸/ قبيل فصل واما شرائط وجوب الاداء، مطبوعه الخيريه ميرٹھ، عالمگيرى كوئٹه ص ۱/۲۲۰، كتاب المناسک، الباب الاول الخ، قاضيخان على هنديه ص ۱/۳۱۳، فصل فى المقطعات، كتاب الحج، مطبوعه كوئٹه.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Mal-e-Haram se Haj

حج بیت اللہ کے لئے جانا چاہتا ہے، کچھ لوگ اسی گاؤں یا آس پاس کے ہیں، وہ بھی جا رہے ہیں، ان لوگوں کا شخص مذکور سے کسی قسم کا تعلق نہیں ہے، نہ کاروبار کا نہ رشتہ کا، شخص مذکور یا اس کی اہلیہ اس گروپ میں شامل ہونا چاہتا ہے یا چاہتی ہے، اس کی اہلیہ کا محرم اس کا بھائی ہے، وہ بھی اس گروپ میں ہے اور بھائی کا اپنی بہن کے کاروبار سے کوئی تعلق نہیں ہے گروپ بنانے کا مقصد یہ ہے کہ دورانِ سفر قیام مکہ معظّمہ و مدینہ منورہ کھانا و رہائش وغیرہ ایک ساتھ ہو، کیا ایسے گروپ میں شامل ہو کر حج کیا جا سکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

حج ادا ہو[1] جائیگا، مگر حرام مال ان کی شرکت میں نہ کھائیں[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

جائز و ناجائز مخلوط مال سے حج

سوال:۔ ایک شخص نے ارادۂ حج بیت اللہ شریف کے لئے پونجی جمع کی جو اس وقت حج کے لئے کافی معلوم ہوتی ہے، لیکن اس نے چند ایک کتب دینیات مطالعہ کیں جس سے اس نے اپنی غلطیاں محسوس کیں اور اس کو شک ہے کہ ایسی پونجی سے حج بیت اللہ شریف شاید واجب نہ ہو لہٰذا معلوم ہو کہ پونجی جمع شدہ ایسی رقوم سے ہے:۔

---

[1] ولا بمال حرام ولو حج به سقط عنه الفرض لكنه لا تقبل حجته كما ورد فی الحديث الخ، غنية الناسک فی بغية المناسک ص۸، قبيل فصل واما شرائط وجوب الاداء، مطبوعه الخيريه ميرٹھ. شامی کراچی ج۲/ص۴۵۶/ مطلب فيمن حج بمال حرام، فتح القدير ص۲/۴۰۷، کتاب الحج، مطبوعه دار الفكر بيروت.

[2] آكل الرباء وكاسب الحرام أهدىٰ اليه أو اضافه وغالب ماله حرام لايقبل ولايأكل (عالمگيری كوئٹه، ج۵/ص ۳۴۳/ كتاب الكراهية، الباب الثانی عشر فی الهدايا والضيافات. الدر المختار علی الشامی کراچی ص۶/۳۸۶، کتاب الحظر والاباحة، فصل فی البيع.

(۱) شخص مذکورہ آج سے ۷/۸ سال پہلے کمیٹی گھر میں ملازمت لال ٹین جلانے کی ۶/۷ سال کرتا رہا، اس میں حسب دستور سب ملازم تیل کی بچت کرتے ہیں، چنانچہ اس نے بھی ایسا ہی کیا اور تیل فروخت کر کے رقم جمع کرتا رہا، لیکن معلوم نہیں ہے کہ ایسی کتنی رقم اس نے جمع کی ہے، لیکن رقم تیل فروخت شدہ تنخواہ سے زائد ہوا کرتی تھی۔

(۲) نیز یہ شخص حافظ قرآن شریف ہے، جو عرصہ ۱۶-۱۷ سال سے ماہ رمضان مبارک کے موقعہ پر لوگوں کو مسجدوں میں سنایا کرتا ہے، بعد ختم قرآن کریم پر رسم کے طور پر لوگوں سے معقول رقم حاصل کرتا ہے، جس کی بچت وہ جمع کر کے اسی پونجی میں جمع کر لیتا ہے۔

(۳) یہ شخص تمام رقوم پس انداز کو ڈاکخانہ سرکاری میں آج تک جمع رکھتا ہے، جس پر اس کو ہر سال سود ملتا ہے جو اصل رقم میں شامل ہو جاتا ہے۔

(۴) انہیں رقوم پیدا شدہ سے اس نے چند ایک زیورات خانہ داری اور ایک معمولی مکان رہائشی بھی بنایا ہے، لہٰذا کیا ایسے پیسہ سے حج بیت اللہ شریف واجب ہے، اگر نہیں تو ایسی رقم کا صحیح مصرف کیا ہو سکتا ہے؟

(۵) اور کیا وہ شخص نمبر ۲/ یعنی قرآن کریم کا سنانا اور اس پر بغیر طلب کئے اجرت کا حصول ہو جائے فی سبیل اللہ تو لینے کا حقدار ہے یا نہیں، اگر نہیں تو مل جانے پر صحیح مصرف کیا ہو سکتا ہے، یا انکار لازمی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

ولو خلط السلطان المال المغصوب بماله ملكه فتجب الزكوٰة فيه ويورث عنه لان الخلط استهلاک اذالم يمكن تمييزه عندابى حنيفةؒ وقوله ارفق اذقل مايخلومال عن غصب وهذا اذاكان له مال غيرما استهلكه بالخلط منفصل عنه يوفى دينه والا فلازكوٰة كما لوكان الكل خبيثا كمافى

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Mal-e-Haram se Haj

النهر عن الحواشي السعدية اھ درمختار[1]، ج ۲/ص ۳۸/اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جو مال ناجائز طریقہ سے جمع کیا ہے اس کو منہا کرنے کے بعد اگر حج کیلئے کافی ہو تو حج فرض ہوگا، ورنہ حج فرض نہ ہوگا، اور جو مال حرام جمع کیا ہے، اس کے اصل مالک کو اگر وہ مر چکا ہے، تو اس کے ورثہ کو واپس کرنا ضروری ہے، اگر نہ مالک موجود ہو نہ اس کے ورثہ موجود ہوں تو بہ نیت گلوخلاصی اس کا صدقہ کرنا ضروری ہے[2]۔

رقم نمبر ا/ چوری ہے[3]، رقم نمبر ۲/ بھی ناجائز ہے، کہ یہ قرآن شریف رمضان شریف میں سنانے کی اجرت ہے، رقم نمبر ۳/ اکثر علماء کے نزدیک جائز ہے، بعض کے نزدیک یہ بھی ناجائز ہے، تاہم اس کی واپسی ڈاکخانہ میں ہرگز جائز نہیں، اگر زیادہ احتیاط مطلوب ہو تو غرباء پر اس کو صدقہ کر دیا جائے، ورنہ اپنے پاس رکھنے میں بھی گنجائش ہے، رقم نمبر ۴/ یہ سب چیزیں جائز ہیں، بشرطیکہ رقم ناجائز کا ضماں ادا کر دیا جائے[4]، رقم نمبر ۵/ قرآن کریم سنانے پر کوئی رقم لینا بغیر طلب بھی ناجائز ہے، **لان المعروف کالمشروط**[5] البتہ اگر کسی

---

[1] درمختار مع الشامی کراچی، ج ۲/ص ۲۹۰/ کتاب الزکاۃ، مطلب فیما لو صادر السلطان جائزاً الخ.

[2] واما اذا کان عند رجل مال خبیث فاما ان ملکه بعقد فاسد او حصل له بغیر عقد ولا یمکنه ان یرده الی مالکه ویرید ان یدفع مظلمته عن نفسه فلیس له حیلة الا ان یدفعه الی الفقراء، بذل المجهود ص ۳۷/۱، باب فرض الوضوء، مطبوعه رشیدیه سهارنپور، شامی زکریا ص ۳۰۱/۷، مطلب فیمن ورث مالاً حراماً، کتاب البیوع، مجمع الانهر ص ۲۸۵/۲، اول کتاب الزکاة، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

[3] فهو اخذ الشئ من الغیر علی وجه الخفیة بغیر حق سواء کان نصباً اولا، البحر الرائق ص ۵/۵۰، کتاب السرقة، مطبوعه الماجدیه کوئٹه، شامی کراچی ص ۴/۸۲، کتاب السرقة.

[4] لو اختلط بحیث لا یتمیز یملکه ملکا خبیثاً لکن لا یحل له التصرف فیه مالم یؤدبدله، شامی زکریا ص ۳۰۲/۷، باب البیع الفاسد، مطلب فیمن ورث مالاً حراماً.

[5] الاشباه والنظائر ص ۱۵۶، القاعدة السادسة العادة محکمة، مطبوعه دارالعلوم دیوبند. قواعد الفقه ص ۱۲۵، مطبوعه دارالکتاب الدیوبند.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Mal-e-Haram se Haj

جگہ یہ رواج ہو کہ سنانے والے کو کچھ نہ دیا جاتا ہو، اور وہ محض ثواب کی غرض سے سناتا ہو، اور اس کے ذہن میں بھی نہ ہو کہ یہاں سے کچھ ملے گا، یا صاف طور پر تصریح کردی جائے کہ یہاں سے کچھ نہ دیا جائے گا، اور پھر کوئی شخص از خود کچھ خدمت کردے تو اس کے قبول کرنے میں مضائقہ نہیں اور چندہ کرنے اور جبراً وصول کر کے حافظ کو دینے کا جیسا رواج ہے یہ ہرگز درست نہیں لینے والا اور دینے والا سب گنہگار ہوتے ہیں، ایسی رقم کی واپسی ضروری ہے۔ کذا فی الشامی[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۶/۶/۵۵ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ

صحیح عبد اللطیف مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۸/ ذیقعدہ ۵۵ھ

سرکاری روپیہ سے حج

سوال:۔ حکومت ہند موسم حج میں حاجیوں کی دیکھ بھال کے لئے ویل فیر آفیسر بنا کر کسی کو منتخب کر کے اس کے تمام مصارف برداشت کرتی ہے، اور اس کے لئے بقدر ضرورت تمام رقم پیشگی دیدیتی ہے، وہ منتخب آفیسر اپنے فرائض انجام دینے کے ساتھ ساتھ حج بیت اللہ بھی ادا کر لیتے ہیں، اس کا یہ حج کیسا ہوگا، اس کا وہ حج فرضیت حج میں شمار ہوگا، نفل؟ کیا حکومت نے جب رقم دی اس وقت وہ صاحب نصاب شمار نہیں ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

جب کوئی شخص خود صاحب نصاب نہیں جس سے اس پر حج فرض ہو یعنی زادراہ پر قادر

[1] ان القرآن بالأجرة لایستحق الثواب وقال العینی :یمنع القاری للدنیا والأخذ والمعطی آثمان (شامی کراچی ،مختصراً ،ج۶/ص ۵۶/ کتاب الاجارۃ،مطلب تحریر مهم فی عدم جواز الاستیجار علی التلاوۃ ،الخ.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Mal-e-Haram se Haj

نہیں مگر وہ پیدل پہنچ جائے یا کوئی شخص اس کو اپنے ساتھ لے جائے، یا کسی نے اس کو روپیہ دے دیا جس سے وہ وہاں پہنچ گیا اور حج ادا کرلیا، تو اس کا حج ادا ہوجائیگا، پھر غنی ہوجانے پر اس کے ذمہ دوبارہ حج فرض نہیں ہوگا۔[۱]

الاشباہ والنظائر میں ہے[۲] کہ کسی فرض کی ادائیگی کے لئے جو شرائط ہوں ان کی تحصیل مقصود نہیں بلکہ جب ان کا حصول ہوجائے خواہ کسی طریقے سے ہو تو بھی کافی ہے، مثلاً نماز کے لئے طہارت شرط ہے، ایک شخص بلا اختیار نہر میں گر گیا، پانی اس کے بدن پر پہنچ گیا اور بہہ گیا، پھر اس نے نماز پڑھی تو اس کی نماز ہوجائے گی، یہ نہیں کہا جائے گا کہ اس نے اپنے قصد سے وضو نہیں کیا، اس لئے اس کی نماز نہیں ہوئی، اسی طرح یہاں بھی اس کا حج ادا ہوجائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۰/۱۱/۱۴۰۶ھ

کافر کے روپیہ سے حج کرنا

سوال:۔ کافر کے روپیہ سے حج کرسکتا ہے یا نہیں؟

---

[۱] الفقير اذا حج ماشيا ثم ايسر لاحج عليه هكذا فى فتاوىٰ قاضيخان عالمگيرى ص۲۱۷/۱/ الباب الاول فى تفسير الحج وفرضيته، فى اللباب الفقير الا فاقى اذاوصل الى ميقات فهو كالمكى قال شارحه اى حيث لايشترط فى حقه الا الزادوالراحلة ان لم يكن عاجزا عن المشى وينبغى ان يكون الغنى الا فاقى كذالک، اذاعدم الركوب بعدوصوله الى احد المواقيت فالتقييد بالفقير لظهور عجزه عن المركب وليفيد انه يتعين عليه ان لاينوى نفلاً على زعم انه لايجب عليه لفقره لانه ماكان واجباً وهو افاقى فلما صار كالمكى وجب عليه فلو نواه نفلا لزمه الحج ثانيا شامى ۲/۴۵۹، كتاب الحج. مطلب فى من حج بمال حرام، مطبوعه كراچى، تاتارخانيه كراچى ص۲/۴۳۷، شرائط الوجوب كتاب المناسک.

[۲] انمايراعى حصولها لاتحصيلها الاشباه والنظائر ص۷۲/ القاعدة الثانية، الامور بمقاصدها، مطبوعه دارالعلوم ديوبند.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Mal-e-Haram se Haj

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اگر اس نے ہبہ کر دیا ہے تو کر سکتا ہے۔[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۱/۱۱/۶۰ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہ صحیح عبد اللطیف // // //

غیر کی زمین پر غاصبانہ قبضہ رکھتے ہوئے حج

سوال:۔ خالد نے عمر کی زمین پر غاصبانہ قبضہ کر رکھا ہے، تو اگر خالد حج کو جائے تو حج درست ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

زمین کے غصب کا گناہ مستقل[2] ہے مگر حج ادا ہو جائے گا، اگر حرام روپیہ سے حج کیا ہے تو وہ مقبول نہیں ہوگا۔[3] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند ۹/۱/۹۰ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دار العلوم دیوبند ۹/۱/۹۰ھ

---

[1] وأما الهدية للمشركين واهل الكتاب وقبول هدايا هم فكل ذٰلک جائز (اعلاء السنن ج۱۶/ ص۱۴۶/ باب الهدية للمشركين وقبول الهدية منهم، كتاب الهبة، مطبوعه كراچی، عالمگيری ص۴/۴۰۵، كتاب الهبة، الباب الحادی عشر فی المتفرقات.

[2] عن سعيد بن زيد رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ من اخذ شبراً من الارض ظلماً فانه يطوقه يوم القيامة من سبع ارضين، متفق عليه، مشكوة شريف ص۲۵۴، باب الغصب والعارية، الفصل الاول، مطبوعه ياسر نديم ديوبند.

[3] ولذاقال فی البحر ويجتهد فی تحصيل نفقة حلال فانه لايقبل بالنفقة الحرام كما ورد فی الحديث مع انه يسقط الفرض عنه معها ولاتنافی بين سقوطه وعدم قبوله فلايثاب لعدم القبول ولايعاقب عقاب تارک الحج الخ. رد المحتار ج۲/ص۴۵۶/ مطلب فيمن حج بمال حرام. غنية الناسک فی بغية المناسک ص۸، قبيل فصل واما شراط وجوب الاداء، مطبوعه الخيرية ميرٹھ، فتح القدير ص۲/۴۰۷، كتاب الحج، مطبوعه دار الفكر بيروت.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Mal-e-Haram se Haj

سرکاری ملازم کا دورہ پر حج ادا کرنا

سوال:۔ زید ایک سرکاری اسپتال میں کمپونڈر رہے، اس سال حکومت ہند کی جانب سے وہ بحیثیت ملازم سعودی عرب چار ماہ کے لئے بھیجا جارہا ہے، اس مدت میں اس کو تنخواہ کے ساتھ دیگر سہولتیں بھی حکومت کی طرف سے حاصل رہے گی، مثلاً سفرخرچ وغیرہ، زمانۂ حج میں وہ سعودی عرب میں مقیم رہے گا، ایسی صورت میں اگر وہ فریضۂ حج ادا کرے گا تو کیا اس کے ذمہ سے فرض اُتر جائے گا، یا صاحب استطاعت ہونے کی صورت میں دوبارہ اپنے ذاتی مصارف سے حج کرنا ضروری ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اگر وہ سرکار کے دیئے ہوئے مصارف سے حج کرے گا تب بھی فریضۂ حج ادا ہوجائے گا، پھر صاحب استطاعت ہونے سے دوبارہ حج فرض نہیں ہوگا[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸/۹/۸۹ھ

جس کے پاس حرام آمدنی ہو وہ یہ کہے کہ یہ روپیہ میں نے قرض لیا ہے یا حلال آمدنی ہے تو اسکا قول معتبر ہے

سوال:۔ اگر شخص مذکور یہ کہتا ہے کہ وہ حج حلال کمائی سے کررہا ہے، حرام کی کمائی سے

[1] ومنها القدرة علی الزادوالراحلة بطریق الملک او الا جارة الخ عالمگیری کوئٹہ ج ۱/ ص ۲۱۷/ کتاب الحج، الباب الاول، ومراده افادة ان القدرة علی الزادوالراحلة لابد فیھا من الملک دون الاباحة والعاریة ،شامی نعمانیه مع الدر ج ۲/ص ۱۴۲/ کتاب الحج. البحر الرائق ۲/۳۱۳، کتاب الحج، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Mal-e-Haram se Haj

کوئی تعلق نہیں ہے، تو کیا اس کی اس بات کو قبول کیا جاسکتا ہے؟ اور پھر اس کو گروپ میں شامل کیا جاسکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اگراس کے پاس حلال آمدنی کا ذریعہ بھی ہے یا وہ کہتا ہے کہ یہ روپیہ قرض لیا ہے تو اس کا قول صحیح تسلیم کیا جاسکتا ہے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۴/۵/۹۰ھ

---

[1] یقبل قول الواحد فی المعاملات عدلاً کان اوفا سقاً حراً کان اوعبداً ذکراً کان اوانثیٰ مسلماً کان اوکافراً دفعاً للحرج .عالمگیری ج۴/ص۸۷/ مکتبہ رحیمیہ دیوبند، کتاب الکراھیة، الفصل الثانی فی العمل بخبر الواحد فی المعاملات. فان کان الغالب ھو الحرام ینبغی ان لایقبل الھدایا ولا یأکل الطعام الا ان یخبرہ بانہ حلال ورثتہ او استقرضتہ من رجل الخ، عالمگیری کوئٹہ ص ۵/۳۴۲، الباب الثانی عشر فی الھدایا الخ.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Haj men Jinayat

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

باب نہم : حج میں جنایات

حالت احرام میں حیض آجانا

سوال:۔(۱) مجیبہ بذریعہ ہوائی جہاز بمبئی سے حج کیلئے روانہ ہونے والی تھی، تو اس وقت حائضہ تھی، حیض بند ہو گیا تھا، روانہ ہونے کے وقت غسل کر کے احرام باندھ کر ہوائی جہاز میں سوار ہو گئی، اور جدہ پہنچنے کے بعد پھر حیض جاری ہو گیا، تو مجیبہ نے احرام اُتار دیا، اور دوسرے دن پھر موقوف ہو گیا، تو غسل کر کے احرام باندھ لیا، کیا مجیبہ نے یہ درست کیا؟

(۲) کیا یہاں پر احرام باندھ کر اتار دینے پر دم ضروری ہے؟

(۳) کیا دم اب بھی دے سکتی ہے، جب کہ مجیبہ حج سے فارغ ہو کر وطن واپس آ چکی ہے؟

(۴) در آں حالیکہ ایام عادت نہ گزرے کہ یہ واقعہ پیش آیا؟

(۵) اور اگر بعد ایام عادت گزرنے کے یہ واقعہ پیش آیا ہے، تو اس حالت میں کیا کیا جائے؟

الجواب حامداً ومصلياً:۔

(۱) احرام ختم کر دیا غلطی کی۔

(۲) جی ہاں دم ضروری ہے[1]

---

[1] كل شيء رفضه يجب لرفضه دم، غنية الناسك ص۱۲۷ / قبيل باب الجنايات، مطبوعه خريه ميرٹھ، تبيين الحقائق ص۲/۷۶، قبيل باب الاحصار، مطبوعه امداديه ملتان، البحر الرائق كوئٹه ص۳/۵۰، باب اضافة الاحرام الى الاحرام.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Haj men Jinayat

(۳) اب بھی دم کا وجوب ذمہ میں باقی ہے، مکہ مکرمہ کسی کی معرفت روپیہ بھیج کر دم دلوادے[۱]

(۴-۵) تب بھی یہی حکم ہے، اگر حالت احرام میں حیض جاری ہوجائے تو احرام نہیں کھولنا چاہئے، بلکہ عرفات جاکر وقوف کرلے، اور طواف کو مؤخر کردے، جب حیض ختم ہوجائے، اس وقت میں اگر طواف کرلے، اس صورت میں کوئی دم لازم نہیں ہوگا[۲]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸/۱/۱۴۰۱ھ

حالت احرام میں بضرورت حیض روکنے والی دوا کا استعمال

سوال:۔ میری بیگم صاحبہ میری معیت میں حج کو جارہی ہے، اب اس دوران کئی مسائل کا پوچھنا ضروری ہے؟

(۱) اگر بیگم صاحبہ کو ایام حج میں حیض آ گیا تو شرعاً حج پورا کرنے کی کیا صورت ہے اور

---

[۱] ویجوز ذبح بقية الهدايا فى اى وقت شاء ولا يجوز ذبح الهدايا الا فى الحرم، عالمگیری کوئٹه ص ۲۶۱/۱، الباب السادس عشر فى الهدى الثامن ذبحه فى الحرم فلو ذبح فى غيره لايجزيه عن الذبح، غنية الناسک، ص ۱۴۰/مطلب فى شرائط جواز الدم، مطبوعه خيريه ميرٹھ، هدايه مع فتح القدير ص ۱۶۳/۳، باب الهدى، مطبوعه دارالفكر بيروت.

[۲] والاصل ان كل عبادة تؤدى لافى المسجد من احكام المناسک فالطهارة ليست من شرطها كالسعى والوقوف بعرفة والمزدلفة ورمى الجمار، ونحوها وكل عبادة فى المسجد فالطهارة من شرطها والطواف ان يؤدى فى المسجد كذافى شرح الطحاوى، عالمگیری کوئٹه ج ۱/ص ۲۲۷/ كتاب المناسک، الباب الخامس، فى كيفية اداء الحج. غنية الناسک ص ۲۷، فصل فى واجبات السعى وهذا عند الامكان فلا شئ على الحائض بتأخيره اذا لم تطهر الابعد ايام النحر، غنية الناسک ص ۹۵، باب طواف الزيارة، مطبوعه خيريه ميرٹھ، شامى كراچى ص ۵۱۹/۲، كتاب الحج، مطلب فى طواف الزيارة، البحرالرائق کوئٹه ص ۳۴۸/۲، كتاب الحج، باب الاحرام.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Haj men Jinayat

اس کے ازالہ کی صورت ڈاکٹری طور پر یوں بھی ہے کہ ایک قسم کی دوا استعمال کی جاتی ہے جس سے حیض رک جاتا ہے، یا کچھ دن پیچھے آتا ہے، کیا یہ طریقہ جائز ہے جب کہ مقصد اونچا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

وقوف عرفات بحالت حیض ہو تو بھی درست ہے[1]، البتہ طواف زیارت حیض سے فراغت پر کیا جائے، اسکی وجہ سے تاخیر ہو جائے، تو مضائقہ نہیں[2]، اگر حیض ایسے وقت پر آئے کہ اسکے ختم تک انتظار کرنے سے واپسی کا جہاز نہیں ملے گا، تو مجبوراً ایسی دوا استعمال کر لی جائے، جس سے حیض تاخیر سے آئے تاکہ اس سے پہلے ہی طواف زیارت سے فراغت ہو جائے، صفا مروہ کے درمیان سعی حالت حیض میں درست ہے۔[3] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۹/۱۳۹۹ھ

---

[1] والاصل ان کل عبادة تؤدی لافی المسجد من احکام المناسک فالطهارة لیست من شرطها کالسعی والوقوف بعرفة والمزدلفة ورمی الجمار، ونحوها وکل عبادة فی المسجد فالطهارة من شرطها والطواف ان یؤدی فی المسجد کذافی شرح الطحاوی، عالمگیری کوئٹه ج ۱/ص ۲۲۷/ کتاب المناسک، الباب الخامس، فی کیفیة اداء الحج. غنیة الناسک ص ۲۷، فصل فی واجبات السعی وهذا عند الامکان فلا شئ علی الحائض بتأخیره اذا لم تطهر الابعد ایام النحر، غنیة الناسک ص ۹۵، باب طواف الزیارة، مطبوعه خیریه میرٹھ، شامی کراچی ص ۲/۵۱۹، کتاب الحج، مطلب فی طواف الزیارة، البحر الرائق کوئٹه ص ۲/۳۴۸، کتاب الحج، باب الاحرام.

[2] فان اخره عنها ای ایام النحر ولیالیها منها کره تحریماً ووجب دم لترک الواجب عندالامکان. درمختار مع الشامی رشیدیه، ج۲/ص ۱۹۹/کراچی، ج۲/ص ۵۱۸/۵۱۹/مطلب فی طواف الزیارة، وهذا عندالامکان فلاشئی علی الحائض بتاخیره اذالم تطهر الابعد ایام النحر، غنیة الناسک ص ۹۵/ باب طواف الزیارة، البحر الرائق کوئٹه ص ۲/۳۴۸، کتاب الحج، باب الاحرام. (حاشیه نمبر:۳/ اگلے صفحه پر)

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Haj men Jinayat

سلی ہوئی تھیلی احرام میں رکھنا

سوال:۔ جب حاجی احرام باندھتے ہیں تو وہ چادر ہی ہوتی ہے، سلے ہوئے کپڑے پہننے کی ممانعت ہے، لیکن روپیہ کی حفاظت ایسی حالت میں مشکل ہے، اگر ان کو سلی ہوئی تھیلی میں رکھ لیا جائے، تو یہ صحیح ہے یا نہیں، تو اس پر دم تو واجب نہیں ہوگا، نیز اگر دھاگوں کی بنی ہوئی تھیلی میں رکھ لے جو سلی ہوئی ہو نہیں ہوتی، یا پلاسٹک کی تھیلی میں رکھ لے اور اپنے پاس رکھے تو ایسی تھیلیوں کے اندر روپیہ رکھنا حالت احرام میں کیسا ہے؟ تینوں شکلوں کا حکم ارشاد فرما دیجئے

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

محرم کو ان تینوں طریقوں پر رکھنا درست ہے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۱۲/۹۲ھ

الجواب صحیح العبد نظام الدین

دارالعلوم دیوبند ۲۳/۱۲/۹۲ھ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [۳] والاصل ان کل عبادة تؤدی لا فی المسجد من احکام المناسک فالطهارة لیست من شرطها کاالسعی والوقوف بعرفة الخ، عالمگیری ج ۱/ص ۲۱۱/ الباب الخامس فی کیفیة اداء الحج، غنیة الناسک ص ۷۲، فصل فی واجبات السعی، مطبوعه خیریه میرٹھ، البحر الرائق کوئٹه ص ۲/۳۳۲، باب الاحرام.

(حاشیہ صفحہ هذا) [۱] ولا بأس بشد الهمیان او المنطقة للمحرم سواء کان فی الهمیان نفقته او نفقة غیره وسواء کان شد المنطقة بالابریسم اوبالسیور هکذا فی البدائع والسراج الوهاج. عالمگیری، ج ۱/ ۱۱۴/مکتبه رشیدیه. کوئٹه ج ۱/ ص ۲۲۴/ الباب الرابع فیما یفعلهٗ المحرم بعد الاحرام. بدائع الصنائع کراچی ص ۱۸۶/ ۲، کتاب الحج، فصل واما بیان ما یخطره الاحرام، غنیة الناسک ص ۴۸، فصل فی مکروهات الاحرام، مطبوعه خیریه میرٹھ.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Haj men Jinayat

حالت احرام میں رضائی اوڑھنا

سوال:۔حالت احرام میں روئی کی رضائی وغیرہ اوڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

محرم کو حالت احرام میں سردی سے حفاظت کے لئے لحاف روئی دار اوڑھنا درست ہے،مگر سر کھلا رکھے، باقی تمام بدن پر لحاف رہے، تو مضائقہ نہیں[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱/۱۱/۸۸ھ

حالت احرام میں کان میں روئی رکھنا اور پیروں پر کپڑا اڈالنا

سوال:۔احرام کی حالت میں پیروں پر کپڑا لپیٹنا جائز ہے یا نہیں، جبکہ سردی کی وجہ سے یا پیروں کے درد کی وجہ سے ہو؟ سردی یا کسی اور وجہ سے کان میں روئی رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

جائز ہے، پیروں کو چادر وغیرہ سے ڈھانکنا بھی[2] اور کانوں کے اندر روئی رکھنا بھی[3]،مگر خوشبو کے استعمال کی اجازت نہیں[4]۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] وستر الوجه والرأس بخلاف الميت وبقية البدن اى بالجر عطفا على الميت اى وبخلاف ستر بقية البدن سوى الرأس والوجه فانه لاشئى عليه لوعصبه ويكره وان كان بغير عذر ، درمختار مع الشامی ،ج۲/ص۱۷۶/کراچی ،ج۲/ص ۴۸۸/ كتاب الحج، مطلب فيما يحرم بالاحرام ومالايحرم. غنية الناسك ص۴۶، نعم لو كان الكوش الهندی يستر العقب الخ، مطبوعه خيريه ميرٹھ. بدائع کراچی ص۱۸۷/۲، فصل واما بيان يحظره الاحرام. (باقی حواشی اگلے صفحہ پر)

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Haj men Jinayat

حالت احرام میں شکار کی ممانعت

سوال:۔ بحالت احرام خشکی کے شکار کی ممانعت ہے، دریائی شکار کی نہیں ایسا کیوں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اللہ پاک نے ایسا ہی فرمایا ہے، "احل لکم صید البحر و طعامه متاعاً لکم وللسیارة وحرم علیکم صید البر مادمتم حرماً"[1] اوروہ حاکم بھی ہے، اور حکیم بھی ہے

(حواشی صفحہ گذشتہ) [۲] وستر الوجه والرأس بخلاف المیت وبقیة البدن ای بالجر عطفاً علی المیت ای وبخلاف ستربقیة البدن سوی الرأس والوجه فانه لاشی علیه لوعصبه ویکره ان کان بغیر عذر الخ درمختار مع الشامی ،ج۲/ص ۱۷۶/ کراچی،ج۲/ص۴۸۸/ مطلب فیما یحرم بالاحرام ومالایحرم. غنیة الناسک ص۴۲، لو کان الکوش الهندی الخ، مطبوعه خیریه میرٹھ، بدائع کراچی ص۱۸۷/ ۲، فصل واما بیان یحظره الاحرام،

[۳] فجاز تغطیة اللحیة ما دون الذقن واذنیه وقفاه الخ، غنیة الناسک ص ۴۲، فصل محرمات الاحرام الخ، مطبوعه خیریه میرٹھ، الدرالمختار علی الشامی کراچی ص ۵۴۹/ ۲، باب الجنایات، البحرالرائق کوئٹه ص۸/۳، باب الجنایات.

[۴] وبعده یتقی الرفث والفسوق والجدال وقتل صید البر والاشارة الیه والدلالة علیه والتطیب وان لم یقصد هٗ ،درمختار ج۲/ص۱۷۵/ کراچی ج۲/ص۴۸۷/ مطلب فیما یحرم بالاحرام ومالا یحرم. تاتارخانیه کراچی ص۵۰۳/ ۲، کتاب المناسک، نوع منه فی الدهن والتطییب والخضاب، عالمگیری کوئٹه ص۲۲۴/ ۱، الباب الرابع فیما یفعله المحرم بعد الاحرام.

(حاشیہ صفحہ ھذا) [۱] سورہ مائدہ، آیت:۹۶/ **ترجمہ:**۔تمہارے لئے دریا کا شکار پکڑنا اوراس کا کھانا حلال کیا گیا ہے، تمہارے انتفاع کے واسطے اور مسافروں کے واسطے، اور خشکی کا شکار پکڑنا تمہارے لئے حرام کیا گیا ہے، جب تک تم احرام میں رہو۔(بیان القرآن)

البحر الرائق کوئٹ ص ۲۶/ ۳، کتاب الحج، فصل ان قتل محرم صیداً الخ، شامی کراچی ص ۵۶۱/ ۲، باب الجنایات، تبیین الحقائق ص۶۳/ ۲، کتاب الحج، فصل ان قتل محرم صیداً، مطبوعه امدادیه ملتان.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Haj men Jinayat

اسکے نازل فرمائے ہوئے، قانون میں کسی کو چون وچرا (کیوں کا سوال) کا حق نہیں جو چاہے کرے، "**لایسئل عما یفعل**"[1]، بندوں کا فریضہ اطاعت ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

حالت احرام میں کیا عورت منہ کھولے رکھے

سوال:۔ اسلام میں ہر زیبائش کی جگہ کو چھپانے کا حکم ہے، اور سختی سے پردہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے، مگر عورتیں جب حج کو جاتی ہیں، تو عموماً چہرہ، ہاتھ وغیرہ کھلا رکھتی ہیں، کیونکہ احرام کے زمانے میں چہرہ کو کپڑا لگانا سختی سے منع ہے، بعض کہتے ہیں کہ اس طرح کھلا رکھنا جائز نہیں ہے، بلکہ اس طرح چہرہ کھلا رہنا گناہ ہے، اس لئے ایسا انتظام کریں کہ چہرے کے سامنے ٹٹی یا کسی قسم کا فریم لگا کر نقاب اوڑھا جائے، تا کہ چہرہ ڈھکا ہوا رہے، بے پردگی نہ ہو، مگر اس سے عورتوں کو سخت تکلیف ہوتی ہے، بلکہ ان کا دھیان مکمل طور پر عبادت کی طرف نہیں رہتا، بلکہ نقاب کی طرف رہتا ہے، کہ نقاب ہٹنے نہ پائے تا کہ بے پردگی نہ ہو، کیا ایسی عبادت اور ایسا پردہ جائز ہے یا کھلے منہ جیسے عام طور پر چہرہ کھلا رکھ کر حج کیا جاتا ہے، وہ جائز ہے اور اس قسم کے پردہ کے ساتھ حج کرنا جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

عورت کے چہرے پر کپڑا نہیں ہونا چاہئے، پنکھا وغیرہ کوئی چیز اس طرح آڑ بنالی جائے کہ نقاب کا کپڑا چہرہ کو نہ لگے، اور لوگوں کی نظر اس پر نہ پڑے، احرام کی حالت ایسی بے اطمینانی کی ہوتی ہے، کہ مرد بھی سلا ہوا کپڑا نہیں پہن سکتا، ہر وقت فکر رہتی ہے کہ جسم نہ کھل جائے، اس صورت سے وہ مناسکِ حج ادا کرتا ہے، عورت کو بھی بے اطمینانی ہو تو کیا

[1] سورۂ انبیاء آیت نمبر ۲۳/ **ترجمہ**:۔ وہ جو کچھ کرتا ہے اس سے کوئی باز پرس نہیں کرسکتا (بیان القرآن)

مضائقہ ہے؟ یہ بے اطمینانی اور پریشانی محبوب ہے۔[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیو بند

۵۷۰۲/ قربانی سے پہلے بال کٹوانے سے دم

سوال:۔ ایک حاجی نے عرفات سے واپسی پر رمی کرنے کے بعد فوراً ہی بال کٹوادیئے اور بعد میں قربانی کی؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اس پر دم واجب ہے، جبکہ یہ قارن یا متمتع ہو[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیو بند

---

[1] والمرأة فيما مركالرجل لعموم الخطاب مالم يقم دليل الخصوص لكنها تكشف وجهها لارأسها ولو سدلت شياً عليه وجافته عنه جاز بل يندب قوله جافته اى باعدته عنه قال فى الفتح وقد جعلوالذالك اعوادا كالقبة توضع على الوجه ويسدل من فوقها الثوب، درمختار مع الشامى زكريا ص ۳/۵۵۱، كتاب الحج، مطلب فى مضاعفة الصلوٰة بمكة، قبيل باب القران. غنية الناسك ص ۴۹، فصل فى احرام المرأة، مطبوعه خيريه ميرٹھ، تبيين الحقائق ص۲/۳۸، قبيل باب القران، مطبوعه امداديه ملتان، مجمع الانهر ص ۱/۴۲۱، قبيل باب القران والتمتع، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت،

[2] ولو حلق المفرد او غيره قبل الرمى او القارن او المتمتع قبل الذبح او ذبحا قبل الرمى فعليه دم عند ابى حنيفة رحمه الله تعالىٰ الخ، غنية الناسك ص ۱۴۹، مطلب العاشر فى ترك ترتيب بين الرمى الخ، مطبوعه الخيرية ميرٹھ، مناسك الملا على القارى ص ۳۵۸، باب الجنايات، فصل فى ترك التركيب بين افعال الحج، مطبوعه كراچى.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Haj men Jinayat

رمی سے پہلے قربانی کرنے سے دم

۵۷۰۳/
سوال:۔ایک حاجی نے عرفات سے واپسی پر رمی کئے بغیر قربان گاہ میں جا کر قربانی کر دی؟

الجواب حامداً ومصلیا:۔

اگر یہ قارن یا متمتع ہے تو اس پر دم واجب ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

رمی کا بدل آئندہ سال

۵۷۰۴/
سوال:۔اسلم نے حج کیا مگر اس سے رمی اولیٰ ترک ہوگئی عدم سہولت وعدم گنجائش کی بناء پر اسی سال دم (قربانی) نہ دے سکا، اگر وہ اپنی اس ذمہ داری سے سبکدوش ہونے کیلئے اس سال دم دینا چاہے تو دے سکتا ہے اور وہ بری الذمہ ہو جائیگا، اور اس کی کیا شکل ہوگی؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

آئندہ سال بھی حدود حرم میں دم دینے سے بری ہو جائے گا، کسی کو وکیل بنا دے[2]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ دار العلوم دیوبند ۸۹/۵/۲۴ھ

---

[1] ولو حلق المفرد اوغیره قبل الرمی او القارن او المتمتع قبل الذبح اوذبحا قبل الرمی فعلیه دم عند ابی حنیفة بترک الترتیب. غنیة الناسک ، ص ۱۴۹ / المطلب العاشر فی ترک الترتیب بین الرمی والذبح، مطبوعه خیریه میرٹھ، الدر مع الشامی کراچی ص ۲/۵۵۵، باب الجنایات، عنایه مع الفتح ص ۳/۶۲، باب الجنایات، فصل ومن طاف طواف القدوم محدثا الخ، مطبوعه دار الفکر بیروت.

[2] والثامن ذبحه فی الحرم فلوذبح فی غیره لایجزیه عن الذبح غنیة الناسک ص ۱۴۰ /مطلب فی شرائط جواز الدم، مطبوعه خیریه میرٹھ، هدایه ص ۱/۳۰۱، باب الهدی، مطبوعه یاسرندیم دیوبند، هندیه کوئٹه ص ۱/۲۶۱، الباب السادس عشر فی الهدی.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Haj men Jinayat

رمی اور قیام منیٰ چھوڑ دینے پر دم ہے یا نہیں

۵۷۰۵

سوال:۔ کیا حاجی کو رمی چھوڑنے پر اور قیام منیٰ چھوڑنے پر کوئی دم دینا ہوگا؟ اگر دم دینا ضروری ہے تو کیا، کب اور کہاں دینا ہوگا؟

الجواب حامداً و مصلیاً:۔

رمی چھوڑنے سے دم واجب ہوگا[1] اور وہ حرم (منیٰ وغیرہ) میں ہی ذبح کرنا ہوگا[2]، منیٰ میں قیام چھوڑنے سے دم واجب نہ ہوگا، استغفار کرنا ہوگا، رمی وغیرہ چھوڑنے سے بکری (شاۃ) واجب ہوتی ہے[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

---

[1] و من ترک الجمار کلها اورمی واحدة اوجمرة العقبة یوم النحر فعلیه شاة ،عالمگیری، ج۲/ص ۲۴۷/الفصل الخامس فی الطواف. سکب الانهر ص ۴۳۴/ ۱، باب جنایات، فصل، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، النهر الفائق ص ۱۲۹/ ۲، کتاب الحج، باب الجنایات، فصل، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

[2] الثامن ذبحه فی الحرم فلو ذبح فی غیره لایجزیه عن الذبح الا اذا تصدق بلحمه علی ستة مساکین علی کل واحد منهم قد رقیمة نصف صاع حنطة الخ غنیة الناسک. ص ۱۴۰/ فصل فی شرائط کفاراتها، مطبوعه الخیریة میرٹھ، سکب الانهر ص ۴۵۹/ ۱، باب الهدی، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

[3] فاذاکان یوم الترویة وهو الثامن من ذی الحجه راح الامام والناس معه من مکة الیٰ منی والمبیت بها اکثر اللیلة سنة واما الاقامة بها بعد الزوال الی صبیحة عرفة فمندوبة (غنیة الناسک ص۷۸) والجنایة فی الشرع اسم لفعل محرم...... وترک واجب من واجبات الحج، (غنیة الناسک فی بغیة المناسک ص۱۲۷، مطبوعه الخیریة میرٹھ، من ترک الجمار کلها او رمی واحدة او جمرة العقبة یوم النحر فعلیه شاة، عالمگیری ص۲۴۷/ ۲، الفصل الخامس فی الطواف.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Haj men Jinayat

حج فارم میں یہ دستخط کرنا کہ پانچ سال سے حج نہیں کیا دھوکا ہے جبکہ خلاف واقع ہو

۵۷۰۶

سوال:۔(۱) حج کے درخواست فارم میں اس بات کا بھی اقرار ہوتا ہے کہ پانچ سال کے اندر حج نہ کیا ہو، اگر کوئی شخص جاچکا ہے تو کیا یہ شخص دھوکا دینے والا کہلائیگا یا نہیں؟

(۲) ایک شخص زید کو حج بدل کے لئے بھیجتا ہے، لیکن زید قانونی وجہ سے نہیں جا سکتا تو کیا زید کیلئے اس کے لکھنے کی گنجائش ہے کہ پانچ سال کے اندر حج کو نہیں گیا، یا صرف خانہ میں دستخط کردے اور کچھ نہ لکھے، ایسی صورت میں اگر حج کو چلا گیا تو حج ہو جائے گا یا نہیں؟

(۳) اور نہ لکھنے کی صورت میں اگر درخواست منظور ہوگئی اور وہ شخص چلا گیا تو حج بدل ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

(۱) اس میں کیا شبہ ہے؟

(۲) اس لکھنے یا دستخط کرنے کی اجازت نہیں، اگر ایسا لکھدے یا دستخط کردے گا تو گنہ گار[۱] ہوگا، مگر اس سے جو حج فرض ادا کر چکا ہے، وہ باطل ہو کر دوبارہ حج کرنا فرض نہیں ہوگا البتہ حج فرض کے ذریعہ سے گناہ صاف ہو کر پاک وصاف ہوگیا، وہ پاکی بعد خطا اب باقی نہیں رہے گا، گناہ میں ملوث ہوجائے گا، اس لئے ایسا ہرگز نہ کیا جائے۔

---

[۱] كل كذب مكتوب لامحالة الاثلاثة الىٰ قوله هو محمول على المعاريض لان عين الكذب حرام (شامي كراچی ص۶/۴۲۷، كتاب الحظر والاباحة فصل فى البيع) هنديه كوئٹه ص۵/۳۵۲، كتاب الكراهية، الباب السابع عشر فى الغناء واللهو وسائر المعاصى الخ.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Haj men Jinayat

(۳) حج بدل تو ہو جائے گا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۸/۵/۸۸ھ

وقت احصار بغیر ذبح حلال ہونے کی شرط

۵۷۰۷

سوال:۔ (۱) "**اشتراط الاحلال بغیر ذبح عندالاحرام وقت الاحصار**" مفتیٰ بہ قول کے مطابق صحیح اور معتبر ہے یا نہیں؟ بصورت مذکورہ احصار شرعی پیش آ گیا، تو ہدی ذبح کئے بغیر احرام سے حلال ہو جائے گا یا نہیں؟

کیا دمِ جنایت کو فقراء پر تقسیم کرنا ضروری ہے

۵۷۰۸

سوال:۔ (۲) گذشتہ سال ایک صاحب نے دم جنایت منیٰ میں دم شکر (دمِ قران دم تمتع) کی طرح صرف ذبح کر کے چھوڑ دیا، فقراء پر تقسیم نہیں کیا، کیا دم جنایت میں ذبح کے بعد تصدق علی الفقراء بھی ضروری ہے؟ اگر ضروری ہو تو اب اس کی تلافی اور تدارک کی کیا شکل ہے؟ تا کہ اس سال جانے والے کسی حاجی سے اس کی تلافی کر دی جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

(۱) یہ شرط کارآمد نہیں، بغیر ہدی ذبح کئے حلال نہیں ہوگا، "**مالم یذبح لایحل وھو قول عامۃ العلماء سواء شرط عندالاحرام الاحلال بغیرذبح عندالاحصار اولم یشترط ویجب ان یواعد یوماً معلوماً یذبح عنه فیحل بعد الذبح ولایحل قبله اھ فتاویٰ عالمگیری[1]، ج ۱/ص ۱۴۰/**"

---

[1] عالمگیری کوئٹه، ج ۱/ص ۲۵۵/کتاب المناسک، الباب الثانی عشرفی الاحصار.
بدائع الصنائع کراچی ص ۱۷۸/۲، کتاب الحج، فصل واما حکم الاحصار.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Haj men Jinayat

(۲) جنایت فقراء پر صدقہ کرنے کا حکم ہے، لیکن اگر اس وقت فقراء وہاں موجود نہ ہونے کی وجہ سے ذبح کر کے وہیں چھوڑ دیا، تب بھی کافی ہے، اب کسی تلافی کی ضرورت نہیں [۱] کذافی معلم الحجاج، ص ۲۸۴/۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دار العلوم دیوبند ۸/۱۰/۹۵ھ

عمرہ کا احرام کھولنے میں چند بال کٹوائے تو دم ہے

۵۷۰۹

سوال:۔ میں اس سے قبل تقریباً ۶/ماہ قبل عمرہ کیلئے پہلی دفعہ گیا، اور عمرہ کے بعد صرف چند بال سر کے کٹوا لئے تھے، اور واپس آ گیا، (ایک عمرہ کیا تھا) پھر دوبارہ چند ماہ پہلے گیا تو دو عمرے کئے، اور دونوں دفعہ صرف چند بال سر کے کٹوا دیئے تھے (اس دفعہ دو عمرے کئے تھے) اب تک صرف چھوٹی موٹی کتابیں حج وعمرہ پر مل سکیں تھی، جس میں مسائل کھول کر بیان نہیں کئے ہوتے، الحمد للہ کہ اب قاری محمد سعید صاحب مفتی اعظم مظاہر علوم سہارنپورؒ کی) تالیف کردہ کتاب مل گئی، اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ حج سنت نبوی کے مطابق ہو سکے، انشاء اللہ آپ سے درخواست ہیکہ آپ مجھے مطلع فرمائیں کہ فقہ حنفی کے مطابق مجھے پہلے عمروں پر کتنا دم دینا ہے، تا کہ میں ادا کر سکوں، اور ساتھ ہی یہ بھی عرض ہے کہ یہ دم حج کے بعد قربانی کے ساتھ دیدوں، یا کہ حج سے پہلے دینا واجب ہے، قربانی کے دن دینے میں سہولت رہے گی؟

---

[۱] السادس الذبح فلو هلک المذبوح بعد الذبح او شرق لا شئ علیه، العاشر التصدق بلحمه عند الامکان فلایجوز له الاکل منه الخ غنیة الناسک، ص ۱۴۰/ مطلب فی شرائط جواز الدم، مطبوعه خیریه میرٹھ، البحر الرائق کوئٹه ص ۳/۱۴، باب الجنایات، فتح القدیر ص ۳/۱۶۲، باب الهدی، مطبوعه دارالفکر بیروت، معلم الحجاج ص ۳۱۰، شرائط جواز دم، مطبوعه کراچی.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Haj men Jinayat

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

آپ تین عمروں کے تین دم دیدیں[۱] خواہ حج سے پہلے یا ایام نحر میں یا بعد میں جب بھی سہولت ہو،[۲] اللہ تعالیٰ حج مبرور نصیب فرمائے، ہر قسم کی جنایات سے محفوظ رکھے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۳/۱۱/۱۴۰۰ھ

ترتیب واجب کے خلاف سے وجوب دم

۵۷۱۰

سوال:۔ تمتع میں عورت کو دس تاریخ میں رمی، ذبح، حلق، اور طواف زیارت میں ترتیب قائم رکھنے میں دشواری ہو تو کیا دم دینا پڑے گا؟ اسی طرح عورتوں کے قافلے میں جو لوگ ہیں عورتوں کی وجہ سے انہیں بھی ترتیب قائم رکھنے میں دشواری ہو تو کیا دم دینا پڑے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

جی ہاں، ترتیب واجب کے خلاف کرنے سے دم دینا پڑیگا۔[۳] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

۱ واذا تعددالجنايات تعدد الجزاء. غنية الناسک ص ۱۲۹ / واما ترک الواجبات بعذر، مطبوعه خريه ميرٹھ، الدرالمختار مع الشامی کراچی ص۲/۵۴۸، باب الجنايات، البحر الرائق کوئٹه ص ۳/۱۲، باب الجنايات.

۲ ثم الكفارات كلها واجبة على التراخی فيكون مؤدياً فی ای وقت وانما يتضيق عليه الوجوب فی آخر عمره فی وقت يغلب علی ظنه انه لولم يؤده لفات الخ شامی، ج۲/ص ۲۱۷/ مطبوعه کراچی، ج۲/ص ۵۴۳/ اوّل باب الجنايات هدايه مع فتح القدير ص۳/۱۶۳، باب الهدی، مطبوعه دارالفكر بيروت، تبيين الحقائق ص ۲/۹۰، باب الهدی، مطبوعه امداديه ملتان. (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Haj men Jinayat

وقوف مزدلفہ ترک ہوگیا تو دم واجب ہے

۵۷۱۱

سوال:۔احقر نے اسی سال مع اپنی اہلیہ کے فریضۂ حج ادا کیا ہے، جس ڈرائیور نے عشاء کے وقت مزدلفہ پہنچایا اور کہا "صلوا، صلوا" ہم نے اور دوسرے حجاج نے نماز مغرب اور عشاء ادا کی بعد نماز ڈرائیور نے رمی جمار کی کنکریاں جمع کرنے کا اشارہ کیا، لوگوں نے کنکریاں چن لیں، اب اس نے دوبارہ موٹر پر بیٹھنے کا اشارہ کیا، تو مجھے شبہ ہوا کہ ڈرائیور اسی وقت منیٰ جانا چاہتا ہے، چونکہ ہم ایک دوسرے کی زبان کو سمجھنے سے قاصر تھے، پھر بھی ہم نے کسی طرح بعد صبح صادق وقوف مزدلفہ کے بعد کہا ڈرائیور نے "طیب" کہا اور کہا کہ ہم مزدلفہ کی سرحد پر رو کیں گے، تا کہ صبح موٹروں کی بھیڑ سے بچ کر رمی جمار کے لئے آپ کو منی پہنچادیں، ساتھ ہی ایک پرانے حاجی صاحب بھی تھے، انہوں نے بھی کہا کہ ڈرائیور "طیب" کہتا ہے کہ ہم لوگ راضی ہوگئے، اور موٹر پر بیٹھ گئے، موٹر چلی اور تھوڑی دیر میں رکی، اپنا منیٰ کا کیمپ اور مسجد خیف کا مینارہ جو بجلی کی بتیوں سے جگمگا رہا تھا، دیکھ کر تھوڑی دیر رکی، ڈرائیور خلاص خلاص کہتا ہوا دوسری طرف چلا گیا، اسی طرح میرا اور دوسرے حاجیوں اور حاجنوں کا وقوف مزدلفہ ترک ہوگیا، اس وقت یہ سوچا کہ وقوف مزدلفہ مستحب ہے لیکن مکان آنے پر

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)

۳؎ اوقدم نسکاً علی آخر فیجب فی یوم النحر اربعة اشیاء الرمی ثم الذبح لغیر المفرد ثم الحلق ثم الطواف لکن لاشئی علیٰ من طاف قبل الرمی والحلق نعم یکره لباب (قوله فیجب الخ) لما کان قوله اوقدم الخ بیانا لوجوب الدم بعکس الترتیب فرع علیه ان الترتیب واجب مع بیان مایجب ترتیبه ومالا یجب فافهم ،شامی کراچی، ج۲/ص۵۵۵/ باب الجنایات، ایچ ایم سعید، مطبوعه زکریا ص۳/۵۸۸، تبیین الحقائق ص۲/۶۳، کتاب الحج، باب الجنایات، مطبوعه امدادیه ملتان، غنیة الناسک ص۴۹، مقدمه فی ضوابط ینبغی حفظها المطلب العاشر فی ترک الترتیب، مطبوعه ادارة القرآن کراچی،

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Haj men Jinayat

چند مسئلہ سے واقف کارلوگوں سے اس واقعہ کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ دم دینا چاہئے کیونکہ وقوف مزدلفہ واجب ہے، صورت مسئلہ میں ہم میاں بیوی دونوں پر دم واجب ہے، یا ایک پر جیسا کہ معلم الحجاج، ص۱۸۲/ پر ہے، کہ عورت اگر مجبوری کی وجہ سے مزدلفہ نہ ٹھہرے تو اس پر دم واجب نہ ہوگا، اگر دم واجب ہے تو اب کس طرح اور کہاں ادا کیا جائے؟ دم کا گوشت مساکین کے علاوہ خود یا دوسروں کو کھلا سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

عام طور پر رات مزدلفہ میں ہی گذاری جاتی ہے، اس کی ڈرائیوروں کو ہدایت ہے، اس کی نگرانی بھی کی جاتی ہے، محض بجلی کی روشنی وغیرہ نظر آنے کی وجہ سے سمجھ لینا بھی آسان نہیں، کہ حدود مزدلفہ سے خارج رات گزاری ہے تاہم اگر یہ ثابت ہوجائے، کہ دھوکہ ہوگیا اور صبح صادق کے بعد مزدلفہ میں بالکل وقوف نہیں ہوسکا، بلکہ پہلے مزدلفہ سے نکل کر منیٰ میں داخل ہوگئے، اور رات ختم ہونے پر وہیں سے روانگی ہوگئی، تو ایک ایک دم (قربانی) دونوں پر واجب ہوگی[1] اس کی صورت یہ ہے کہ جانے والے حجاج کی معرفت روپیہ بھیج دے کہ وہ دونوں کی طرف سے قربانی کردے اس قربانی کا گوشت غرباء کھائینگے، مالدار نہیں کھائینگے[2]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸/۳/۹۲ھ

الجواب صحیح العبد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸/۳/۹۲ھ

---

[1] ثم هذاالوقوف واجب عندناوليس بركن حتى لوتركه بغير عذر يلزمه الدم ،هدايه ، ج ۱/ص ۲۴۸/ باب الاحرام، مطبوعه ياسر نديم ديوبند، غنية الناسک ص ۸۹، باب احكام المزدلفة، فصل فى شرائط الوقوف بها، مطبوعه خريه ميرٹھ. محيط برهانى ص ۴۰۵/۳، كتاب المناسک، الفصل الثالث فى تعليم اعمال الحج، مطبوعه مجلس علمى گجرات.

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Haj men Jinayat

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے جب تنعیم سے حضرت عائشہؓ کو عمرہ کرایا تو خود بھی احرام باندھا یا نہیں

۵۷۱۲

سوال:۔عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کولیکر تنعیم سے عمرہ کے لئے گئے تھے،تو حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے تنعیم سے احرام باندھا ہے، یانہیں؟ مکہ میں علماءتقریر فرماتے ہیں حضرت عبدالرحمٰنؓ نے تنعیم سے احرام نہیں باندھا ہے، اس لئے حج کے بعد عمرہ اگر کیا جائے،تو اس کے لئے تنعیم سے احرام ضروری نہیں ہے، بلکہ گھر سے احرام باندھ لے جس کا گھر حرم ہی ہو؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

وہ عبارت نقل کیوں نہ کی جس سے جواز معلوم ہوتا ہے، کیا انہوں نے عمرہ کیا تھا، اگر یہ ثابت ہو جائے کہ بلا احرام کے عمرہ کیا تھا تو کیا ان حضرات کے نزدیک ایسا کرنا درست ہے[۱]۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۷/۳/۹۲ھ

الجواب صحیح العبد نظام الدین غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۸/۳/۹۲ھ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)

۲؎ ولایجوز الأكل من بقية الهدايا لأنها دماء كفارات ولايجوز ذبح الهدايا الا فى الحرم لقوله تعالىٰ فى جزاء الصيد هديا بالغ الكعبة (هداية ،ج ا /ص ۳۰۰/ با ب الهدى، مطبوعه ياسر نديم ديوبند، عالمگيرى كوئٹه ج ا /ص ۲۶۲/ كتاب الحج، الباب السادس عشر فى الهدى، غنية الناسک ص ۱۹۱، فصل فى احكام الهدايا بعد الذبح الخ، مطبوعه خيريه ميرٹھ (حاشیہ صفحہ ہذا اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Haj men Jinayat

found.

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [۱] مکی کے لئے عمرہ کا احرام باندھنے میں دوقول ہیں ایک قول یہ ہیکہ مکی عمرہ کا تنعیم سے باندھے اور دوسرا قول یہ ہے کہ حل سے باندھے خواہ تنعیم جائے یا کہیں اور سے باندھ لے، البتہ حج کا احرام مکی شخص حرم سے باندھے۔

وقد وقع الخلاف هل يتعين التنعيم لمن اعتمر من مكة، قال الطحطاوى ذهب قوم الى انه لا ميقات للعمرة لمن كان بمكة الا التنعيم وخالفهم آخرون فقالوا ميقات العمرة الحل فمن اى الحل احرموا بها اجزاهم ذلك الى قوله ان ميقات مكة للعمرة الحل وان التنعيم وغيره فى ذلك سواء وان ميقات المكى للحج الحرم، اعلاء السنن ص ۱۰/۲۶ ، كتاب الحج، باب ميقات، اهل مكة للحج الحرم وللعمرة الحل، مطبوعه امداديه مكة المكرمة، فتح البارى ص ۴/۴۴۳، كتاب العمرة، باب عمرة التنعيم، مطبوعه نزار مصطفى احمد الباز مكة المكرمة، عمدة القارى ص ۵/۱۲۰، الجزء العاشرة، باب العمرة التنعيم، مطبوعه دارالفكر بيروت.

فائده:- امر لعبدالرحمن وعائشة كليهما اى افرغا من العمرة وهذا يدل على ان عبدالرحمن ايضاً اعتمر مع عائشة، عمد القارى ص ۵/۱۹۴ ، الجزء التاسع، كتاب الحج، باب قول الله تعالى الحج اشهر معلومات الخ، مطبوعه دارالفكر بيروت.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Maqamat-Mutabarrika

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب دھم

﴿مقامات متبرکہ﴾

رکن یمانی کی تعریف

سوال:۔ (۱) رکن یمانی کی مختصر تعریف کیجئے اور کہاں سے صادر ہوا؟

(۲) معبود حقیقی کے خلیفہ سیدنا حضرت آدم علیہ السلام سنگِ اسود کو جنت سے لائے تھے ، یا جہاں بیت اللہ شریف بنا ہے، یا زمین کی نشاندہی کے واسطے آسمان سے خدائے برتر نے یہ پتھر پھینکا کہ اس جگہ تعمیر کعبہ کی جائے، کیا حقیقت ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

(۱) ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی جنت سے آیا ہے۔[۱]

(۲) اس کا جواب نمبر: ۱ رمیں آ گیا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] الرکن والمقام یاقوتتان من یواقیت الجنة، ترمذی شریف ص۱۷۷/۱، ابواب الحج، باب ماجاء فی فضل الحجر الاسود والرکن والمقام، مطبوعه اشرفیه دیوبند، مشکاة شریف ص۲۲۷، باب دخول مکة والطواف، الفصل الثانی، طبع یاسر ندیم دیوبند، الدرالمنشور ج ۱/ص ۲۹۱/ سوره بقره تحت آیت ۱۲۵/ مطبوعه دارالفکر بیروت.

حجر اسود کہاں سے آیا

سوال:۔ سنگِ اسود کی مختصر تعریف کیجئے، اور کہاں سے صادر ہوا جو دیوارِ ملتزم کعبہ پر نصب ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ جنت سے آیا ہے، جس وقت آیا تھا نہایت روشن تھا، بنی آدم کی خطاؤں نے اس کو سیاہ کر دیا، اخبار مکہ[۱]، شروحِ حدیث[۲]، فتح الباری[۳] وغیرہ اور کتب تفسیر[۴] میں تفصیل مذکور ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

حجر اسود کا استیلام

سوال:۔ (۱) سنگ اسود کے معاملہ میں جھگڑا تھا، جس کو اللہ کے محبوب ﷺ نے طے فرمایا، سنگ اسود کو بوسہ دیا، کیا یہ سنت قیامت تک جاری رہے گی؟ بوسہ دینے کی وجہ کیا تھی؟

(۲) مشہور روایت ہے کہ اللہ کے پسندیدہ سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس وقت فرمایا تھا جبکہ سنگ اسود کے پاس جو بڑا ہجوم آپس میں دھڑ وپکڑ وغیرہ میں مصروف تھا کہ سنگ اسود تو ایک پتھر ہے، اگر اللہ کے محبوب ﷺ نے بوسہ نہ دیا ہوتا تو میں بوسہ نہ دیتا، کیا توحید پر کچھ اثر ہو رہا تھا؟

---

۱ اخبار مکہ ص ۱/۳۹، ذکر ھبوط آدم الارض الخ، مطبوعہ دار الثقافۃ مکہ مکرمہ.

۲ عمدۃ القاری، ج۵/ص ۲۴۲/ الجزء التاسع، کتاب الحج، باب ماذکر فی الحجر الاسود، مطبوعہ دار الفکر بیروت.

۳ نزل الحجر الاسود من الجنۃ وھو اَشَدُّ بیاضا من اللبن فسودتہ خطایا بنی آدم، فتح الباری ج۴/ ص ۲۶۰/ کتاب الحج، باب ماذکر فی الحجر الاسود، مطبوعہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ.

۴ الدر المنثور، ج ۱/ص ۳۲۳/سورہ بقرہ آیت ۱۲۷/ مطبوعہ دار الفکر بیروت.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Maqamat-Mutabarrika

(۳) دیگر قوم کا کہنا ہے کہ قوم مسلم سنگ اسود کو چومتی ہے، اور ہمارے پتھر چومنے کو برا کہتی ہے، سوال کرنے والے کو کیا دلیل پیش کی جائے جبکہ مسلمانوں کا ایک گروہ بزرگوں کی قبر چومتا ہے اور سر جھکاتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

(۱) اللّٰہ ورسولہٗ اعلم۔

(۲) تاکہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ نافع یا ضار ہے، جیسا کہ بت پرست اپنے بتوں کو نافع وضار سمجھتے تھے۔[۱]

(۳) محض چومنا اس عقیدت کے ساتھ جس کا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صاف اظہار فرمادیا، ہرگز پرستش نہیں[۲]، بت پرست اپنے بتوں کو نافع وضار سمجھتے ہیں، اوران کو سجدے کرتے ہیں، جو گروہ قبروں کو چومتا اوران کے آگے سر جھکاتا ہے، وہ غلط کار خلاف شرع کرتا ہے، وہ اسلام کی تعلیم نہیں[۳]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۷/۹۵ھ

---

[۱] انما قال ذالک لئلا یغتر بعض قریبی العهد بالاسلام الذین قد ألفوا عبادة الاحجار وتعظیمها ورجاء نفعها وخوف الضرر بالتقصیر فی تعظیمها فخاف رضی الله عنه ان یراه بعضهم یقبله فیفتتن به فبین انه لایضر ولاینفع بذاته وان کان امتثال ماشرع فیه ینفع باعتبار الجزاء والثواب ولیشیع فی الموسم فیشتهر فی البلدان وفیه الحث علی الاقتداء برسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فی تقبیله ونبه علی انه لولا الا قتداء لمافعلته .طیبی، ج۵/ص ۲۷۸/ کتاب الحج، باب دخول مکة، الفصل الثالث، مطبوعه ادارة القرآن کراچی، مرقة شرح مشکوة ص ۳/۲۱۳، باب دخول مکة، الفصل الثالث، مطبوعه ممبئی، عمدة القاری ص ۵/۲۴۰، الجزء التاسع، کتاب الحج، باب ماذکر فی الحجر الاسود، مطبوعه دارالفکر بیروت. فتح الباری ص ۴/۲۶۰، کتاب الحج، باب ذکر فی الحجر الاسود، مطبوعه نزارمصطفی الباز مکة المکرمة.

[۲] ملاحظه هو حواله بالا. (حاشیه نمبر: ۳/ اگلے صفحه پر ملاحظه فرمائیں)

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Maqamat-Mutabarrika

استیلام حجر اسود کا ثبوت

سوال:۔ ایک صاحب کہتے ہیں کہ حجر اسود کو بوسہ دینا حج کے موقع پر نہ مسنون ہے نہ واجب نہ فرض، کلام پاک میں بھی اس کا ذکر نہیں، نہ حدیث میں وارد ہے نہ کسی صحابہ کا قول ہے، بلکہ لوگوں کی ایجاد ہے، کیا یہ قول درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

حجر اسود کو بوسہ دینا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ سے ثابت ہے، ان صاحب کا انکار کرنا حدیث وفقہ سے ناواقفیت اور جہالت پر مبنی ہے، تمام کتب فقہ میں جہاں بھی حج کا ذکر کیا گیا ہے، حجر اسود کو بوسہ دینا مذکور ہے **"عن سالم عن ابیه قال رأیت رسول اللّٰه صلی اللّٰه حین یقدم مکة اذااستلم الرکن الاسود اول مایطوف یخب ثلاثة اطواف من السبع[1]، بخاری ج ۱/ص ۲۱۸/ ان عمر بن الخطاب قال للرکن اما واللّٰه انی لاعلم انک حجر لاتضر ولاتنفع لولا انی رأیت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم استلمک مااستلمتک فاستلمه[2] بخاری ص ۲۱۸/**

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [۳] الطواف من مختصات الکعبة المنیفة فیحرم حول قبور الانبیاء والاولیاء ولاعبرة بمایفعله الجهلة ولوکانوافی صورة المشائخ والعلماء.شرح مناسک، مطبوعه رشیدیه ص۲۱۸/۱) المدخل ص۲۶۳/۱، زیارة سید الاولین والآخرین علیه وسلم. مطبوعه مصر، فتاویٰ عزیزی ص۱۰۵/۲، مسائل متفرقه، طواف قبور وصلحاء بدعت است، مطبوعه رحیمیه دیوبند.

(حاشیہ صفحہ ھذا) [۱] بخاری شریف ص۲۱۸/۱، کتاب المناسک، باب استلام الحجر الاسود، مطبوعه اشرفی دیوبند،

ترجمہ:۔ سالم اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں وہ کہتے ہیں میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب آپؐ مکہ تشریف لائے تو پہلے طواف میں حجر اسود کا بوسہ دیتے اور سات چکروں میں سے تین میں رمل کرتے۔

[۲] بخاری شریف ص۲۱۸/۱، کتاب المناسک، باب الرمل فی الحج والعمرة، مطبوعه اشرفی دیوبند، (ترجمه حاشیه هذا اگلے صفه پر)

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Maqamat-Mutabarrika

واللفظ لهٗ، لمسلم[۱] ص ۴۱۲-۴۱۳/ ۱عن ابن عباس قال قال رسول اللّٰه ﷺ في الحجر واللّٰه ليبعثنه اللّٰه يوم القيٰمة له عينان يبصربهما ولسان ينطق به يشهد علىٰ من استلمه بحق رواه الترمذي وابن ماجه والدارمي، مشكوٰة شريف[۲] ص ۲۲۷/۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

حجر اسود کا استیلام

سوال:۔ سنگ اسود جو پتھر کعبہ شریف میں نصب ہے، اس کے کیا خواص ہیں، اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بنیاد کعبہ ڈالی تب پتھر تھا یا نہیں؟ اگر تھا تو کہاں سے آیا، اس کا بوسہ لینا اور چومنا کیسا ہے؟

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) **ترجمہ**:۔ حضرت عمر بن الخطاب نے حجر اسود سے مخاطب ہو کر کہا کہ خدا کی قسم میں جانتا ہوں کہ ایک پتھر ہے نہ کسی کو ضرر پہنچا سکتا ہے اور نہ فائدہ دے سکتا ہے، اگر میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو تیرا بوسہ دیتے نہ دیکھا ہوتا تو میں بھی تجھے بوسہ نہ دیتا اسکے بعد انہوں نے حجر اسود کو بوسہ دیا۔

(حاشیہ صفحہ ھذا) ۱؎ مسلم شريف ص ۱/۴۱۲، كتاب الحج، باب تقبل الحجر الاسود، مطبوعه رشيديه دهلى.

۲؎ ترمذى شريف ص ۱/۱۹۰، قبيل ابواب الجنائز، مطبوعه اشرفى ديوبند، ابن ماجه شريف ص ۲۱۱، ابواب المناسک، باب استلام الحجر، مطبوعه سعد بکڈپو ديوبند، سنن الدارمى ص ۲/۶۳، كتاب المناسک، باب الفضل فى استلام الحجر، مطبوعه دارالريان بيروت. مشكوة شريف ص ۲۲۷، باب دخول مكة والطواف، الفصل الثانى، مطبوعه دارالكتاب ديوبند.

ترجمہ:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کے بارے میں فرمایا قسم خدا کی اللہ اس کو قیامت کے دن اُٹھائیں گے، اس کے لئے دو آنکھ ہیں جس سے وہ دیکھے گا اور اسکے لئے زبان ہے جس سے بات کریگا اور گواہی دے گا، اس شخص کی جس نے اس کا اخلاص کے ساتھ بوسہ لیا۔

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Maqamat-Mutabarrika

الجواب حامداًومصلیاً:۔

یہ پتھر جنت سے آیا ہے[1]، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب کعبۃ اللہ کی تعمیر کی اس وقت اس پتھر کواس جگہ نصب کیا تھا، اس کا بوسہ لینا ثواب ہے[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

استیلام حجر اسود دور سے کرنے کا طریقہ

سوال:۔ حجر اسود کا استیلام دور سے اشارۃً کس طرح کیا جائے، حنفی، شافعی، اور دیگر ائمہ کا کیا فتویٰ ہے، جواب صحیح حوالہ کتب سے دیں؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

اگر حجر اسود کو چھونے کا موقع نہ ملے بلکہ دور سے طواف کرنے کی نوبت آئے تو جس وقت حجر اسود کے سامنے پہنچے تو دونوں ہاتھ اسی طرح اٹھائے کہ ہتھیلیاں حجر اسود کی طرف ہوں پھر اپنے ہاتھوں کو چوم لے، یہ تصور کرے کہ میں نے اپنے دونوں ہاتھ حجر اسود پر رکھ کر

---

[1] عن ابن عباس قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم نزل الحجر الاسود من الجنة وهو اشد بیاضا من اللبن فسودته خطایابنی آدم .ترمذی شریف، ج ۱/ص ۱۷۷/ باب ماجاء فی فضل الحجر الاسود والرکن والمقام. مشکوة ص۲۲۷، باب دخول مکة والطواف، الفصل الثانی، مطبوعه دارالکتاب دیوبند، فتح الباری ص ۲۵۹/۴، کتاب الحج، باب ماذکر فی الحجر الاسود، مطبوعه نزار مصطفی الباز مکه مکرمه.

ترجمہ:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حجر اسود جنت سے اس حال میں اُترا تھا کہ وہ دودھ سے زیادہ سفید تھا، پس آدمیوں کے گناہوں نے اس کو سیاہ کردیا۔

[2] والاستلام ان یضع یدیه علی الحجر الاسود ویقبله لفعله علیه السلام الثابت فی صحیحین وهذا التقبیل مسنون، البحر الرائق کوئٹه ص ۲/۳۲۶، کتاب الحج، باب الاحرام، عمدة القاری ص ۵/۲۴۰، الجزء التاسع، کتاب المناسک، باب ماذکر فی الحجر الاسود، مطبوعه دارالفکر بیروت، مراقی الفلاح ،ص ۴۰۰/ فصل فی کیفیة افعال الحج.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Maqamat-Mutabarrika

چومے ہیں، اور تکبیر، تحمید، تہلیل صلوٰۃ وسلام بھی اس وقت پڑھے "وان عجز عنهما ای الاستلام والامساس استقبله مشيرا اليه بباطن كفيه كانه واضعهما عليه وكبر وهلل وحمد الله تعالىٰ وصلى الله على النبى صلى الله عليه وسلم ثم يقبل كفيه[1]" درمختار على هامش الشامى نعمانيه ج ۲/ص ۱۶۶/۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیو بند

حیض کو روکنا اور عمرہ اور طواف میں حجر اسود کے استلام کا طریقہ

سوال:۔ (۱) حیض کو روکنے کیلئے بعض ایسی دوائیں ہوتی ہیں جو حیض کو مستقل طور پر روکدیتی ہے، اور بعض ادویات ایسی ہیں جو حیض کو مؤخر کر دیتی ہیں، یعنی جب تک اس دوا کو استعمال کیا جائے حیض نہیں آئیگا، اور جب استعمال ترک کیا جائے تو دوسرے یا تیسرے روز حیض آجاتا ہے، تو شرعاً اس قسم کی دوائیں استعمال کرنا رمضان میں یا ایام حج میں جائز ہیں یا نہیں؟ نیز مؤخر الذکر دوا کو حیض آجانے کے بعد کسی نے استعمال کر کے حیض کو روکدیا تو وہ طاہرہ شمار ہوگی یا نہیں؟

(۲) ایک عورت نے ایسے وقت تمتع کا احرام باندھا کہ مکہ پہنچ کر طواف عمرہ سے قبل حائضہ ہوگئی، اور ۹/ذی الحجہ سے پہلے پاک نہیں ہوسکتی تو اب اس کو حج کے احرام کے لئے کیا کرنا چاہئے؟

(۳) ابتداء طواف میں یا درمیانی اشواط میں جب حجر اسود کا استلام کرے اس وقت

---

[1] شامى ص ۱۸۰/ كتاب الحج، مطلب فى دخول مكة، (مكتبه رشيديه كوئٹه) مراقى الفلاح مع الطحطاوى مصرى ص ۲۰۳، فصل فى كيفية تركيب افعال الحج، مجمع الانهر ص ۴۰۰/۱، كتاب الحج، فصل ثانى، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Maqamat-Mutabarrika

تقبیل ہتھیلی کی ہے یا ظاہر ابہام کی، نیز درمیانی اشواط میں استلام کے وقت قدم کو مع سینہ کے کعبہ کی طرف گھمانا چاہئے یا صرف سینہ کو گھمانا چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

(۱) رمضان المبارک کی خاطر حیض کو روکنے کی ضرورت نہیں، جتنے ایام حیض آیا ہو روزے نہ رکھے ہوں ان کی قضاء بعد میں کردے[۱] البتہ حج کے موقع پر اگر حیض کی وجہ سے طواف رکن میں تاخیر ہوئی اور جہاز کا نمبر نکل گیا، ٹھہرنا دشوار ہو، سارے قافلہ کا رکنا دشوار ہو تو ایسی حالت میں وہ دوا استعمال کرلی جائے، اور جب حیض جاری ہوگا اپنی عادت کے موافق جاری ہو یا دوا کے ذریعہ روکنے کے بعد جاری ہو تو عورت حائضہ ہوگی، اس پر حیض کے احکام جاری ہونگے، جب حیض کو روک دیا گیا تو وہ طاہر ہے ہی[۲]۔

(۲) وہ عمرہ ترک کردے اور حج کا احرام باندھ کر ارکان حج ادا کرے پھر بعد میں عمرہ کی قضا کرے[۳]۔

---

[۱] منها ان يحرم عليهما الصوم فتقضيانه (عالمگيري، ج ۱/ص ۳۸/)الفصل الرابع في احكام الحيض والنفاس والاستحاضة) مطبوعه كوئٹه. مراقي الفلاح مع الطحطاوي مصري ص۱۱۳، ۱۱۷، باب الحيض والنفاس، حلبي كبير ۷۸، فصل في التيمم، مطوعه سهيل اكيڈمي لاهور.

[۲] یہ حکم اس وقت ہے جب کہ مانع حیض دواء حیض جاری ہونے سے پہلے استعمال کی ہو اگر حیض جاری ہونے کے بعد دواء کے ذریعہ حیض روک لیا اور طواف زیارت سے فارغ ہونے کے بعد عادت کے ایام میں دوبارہ حیض آ گیا تو یہ طہر متخلل کے حکم میں ہے اور جب اس نے حالت حیض میں طواف کیا ہے تو اس پر بدنہ واجب ہوگا۔لو انقطع دمها بدواء اولا او لم ينقطع فاغتسلت اولا وطافت ثم عاد دمها في ايام عادتها يصح طوافها ولزمها بدنة الخ، غنية الناسك ص ۱۴۶، المطلب الاول في ترك الواجب، مطبوعه خيريه ميرٹھ، (ابو القاسم)

[۳] ولو لم يطف لعمرته او طاف لها اقله ولو بعذر كحيض مثلا حتى وقف بعرفة ارتفضت عمرته وان لم ينوا الرفض لانه تعذر عليه اداء ها الى قوله وعليه قضاء ها بعد ايام التشريق ودم لرفضها (غنية الناسك قديم، ج / ص ۱۱۰/)(فصل في صفة القران المسنون) مطبوعه خيريه ميرٹھ.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Maqamat-Mutabarrika

(۳) دونوں ہاتھ حجر اسود پر رکھ کر ان کے درمیان حجر اسود کی تقبیل کی جاتی ہے، اگر اس کا موقع نہ ہوتو دونوں ہاتھ حجر اسود کی طرف کر کے پھر ہتھیلی کی تقبیل کر لی جائے، ابہام کی نہیں [۱] جس وقت اثناء طواف میں حجر اسود کا استلام کیا جائے، تو پیر اور سینہ سب حجر اسود کی طرف ہوں پھر اسی جگہ کھڑے کھڑے پیروں کا اور سینہ کا رخ بدل کر بیت اللہ کو بائیں طرف کر لیا جائے [۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ

مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

میزاب رحمت کے نیچے دیوار کا التزام

سوال:۔ حطیم میں بیت اللہ شریف کی دیوار جو میزاب رحمت کے نیچے ہے اسکا بھی التزام جائز ہے یا نہیں؟ بہت سے حضرات اس کو مشروع کہتے ہیں۔ بحوالہ قرۃ العین، ص ۲۳۶؟

---

[۱] وتفسير الاستلام عندالفقهاء وضع الكفين على الحجر وتقبيله اومسحه بالكف وتقبيله كبير وتقبيله ولوبغير استلام (غنية الناسک ص۶۳) فصل واما سنن الطواف، مطبوعه خيريه ميرٹھ. البحر الرائق كوئٹه ص ۲/۳۲۶، كتاب الحج، باب الاحرام، عالمگيری كوئٹه ص ۵۲۲/ ۱، الفصل الخامس فی كيفية اداء الحج.

[۲] وكيفية الطواف ان يحاذی بجميعه جميع الحجر الاسود فلايصح طوافه حتی يمر بحميع بدنه على جميع الحجر الاسود بان يستقبل البيت الى قوله فاذا نفصل بعد فراغه من الاستلام ومشى فقد حاذى جميع الحجر بحميع شقه الايسر حين مروره عليه (غنية الناسک قديم، ص ۶۴/ فصل واما سنن الطواف) مطبوعه خيريه ميرٹھ، البحر الرائق كوئٹه ۲/۳۲۸، باب الاحرام، عالمگيری كوئٹه ص ۲۲۵/ ۱، الباب الخامس فی كيفية افعال الحج.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Maqamat-Mutabarrika

الجواب حامداًومصلیاً:۔

میزاب رحمت کے نیچے حطیم میں دعا مقبول ہونا قوی ہے کتب فقہ میں منقول ہے[۱] مگر اس جگہ کا التزام اس طرح منقول نہیں ترک احوط ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مقامات اجابت

سوال:۔ حج میں کون کون سے خاص مقامات ہیں جہاں دعا زیادہ قبول ہوتی ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

ملتزم کے پاس ،تحت المیزاب ،بیت اللہ میں ،زمزم پیتے وقت ،مقام ابراہیم کے پیچھے،صفا مروہ پر،سعی میں ،عرفات میں ،مزدلفہ میں ،رمی کے وقت بیت اللہ پر نظر پڑتے وقت[۲]۔البحر الرائق ،ج ۲/ص ۳۷۸/۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

---

[۱] وزادغیره وعند روية البيت وفي الحطيم لكن الثاني هوتحت الميزاب البحرالرائق ج۲/ص ۳۵۲/ آخر باب الاحرام، مطبوعه كوئٹه، درمختار مع الشامي زكريا ص ۵۲۴/۳، كتاب الحج، مطلب في اجابة الدعاء، منحة الخالق على هامش البحر ص ۲/۳۵۱، كتاب الحج، اواخر باب الاحرام، مطبوعه كوئٹه.

[۲] في الطواف وعند الملتزم وتحت الميزاب وفي البيت وعند زمزم وخلف المقام وعلى الصفا وعلى المروة وفي السعي وفي عرفات وفي مزدلفة وفي منى وعند الجمرات الثلاثة وزاد غيره وعند رؤية البيت وفي الحطيم الخ ،البحرالرائق ج۲/ص ۳۵۲/ آخرباب الاحرام. مطبوعه كوئٹه، الدرالمختار مع الشامي زكريا ص ۵۲۴/۳، كتاب الحج، مطلب في اجابة الدعاء، غنية الناسك ص ۶۵، تنبيه في اماكن الاجابة، مطبوعه خيريه ميرٹھ.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Maqamat-Mutabarrika

غلاف کعبہ کو پھاڑ توڑ کر لانا

سوال:۔ حاجی لوگ حج کرنے جاتے ہیں، اور بہت سامان لاتے ہیں ضرورت کے علاوہ بھی، اور بعض غلافِ کعبہ کو توڑ کر لاتے ہیں، اور بعض پھاڑ کر لاتے ہیں، یہ افعال جائز ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

غلاف کعبہ کو توڑ کر نوچ کر لانا ایسا ہی ہے جیسا کہ کسی بزرگ کے بدن پر کرتا ہو اور اس کو توڑ کر نوچ کر لانا یہ سخت بے ادبی ہے ہرگز اس کی اجازت نہیں، علاوہ ازیں وہ وقف کا مال بھی ہے، بلا اذنِ واقف ومتولی اس کے لینے کا کسی کو حق نہیں، اگر کوئی کنکر یا پتھری معمولی طور پر تبرک کی نیت سے لے آئے تو اسکی گنجائش ہے[1] جس سامان کے لانے کی قانوناً اجازت نہیں، اس کو لانا آپ کو خطرہ میں ڈالنا ہے۔[2] فقط واللہ اعلم بالصواب

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۴/۱۰/۹۰ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲۴/۱۰/۹۰ھ

---

[1] ولابأس باخراج حجارة الحرم وترابه الى الحل عندنا (الیٰ قوله) ولا یاخذ شیئاً من استار الكعبة وماسقط منهایصرف الیٰ الفقراء الخ عالمگیری کوئٹہ ج ۱/ص ۲۶۴/ الباب السابع عشر فی النذر بالحج، قبیل خاتمه فی زیارة قبر النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم . لایجوز قطع شئ من كسوة الكعبة ولا نقله، ولابیعه، ولا شراؤه ولا وضعه فی اوراق المصحف، ومن حمل شیئاً من ذالک فعلیه رده (الی قوله) او علی ان اصل الكسوة من الاقاف فیعمل علی وقف شرط الواقف ولیس فیه التصرف ولا لغیره، مناسک الملا علی القاری، باب المتفرقات ص ۴۹۵-۴۹۶، مطبوعه کراچی.

[2] لاینبغی للمؤمن ان یذل نفسه الحدیث، ترمذی شریف، ج ۲/ص ۵۰/کتاب الفتن (مطبوعه رشیدیه دهلی)

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Ziyarat-e-Madeena

باب یازدہم : زیارتِ مدینہ

گنبدِ خضراء کو دیکھتے ہی صلوٰۃ وسلام

سوال:۔ بہار شریعت حصہ ششم، ص۱۷۱ میں ہے شہر میں خواہ شہر سے باہر جہاں کہیں گنبد مبارک نظر پڑے فوراً دست بستہ اُدھر منہ کرکے صلوٰۃ وسلام عرض کرو۔

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

ہاتھ باندھنے کی ضرورت نہیں، ہاں درود میں زیادتی مناسب ہے[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

زیارت روضۂ پاک علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا ادب

سوال:۔ بہار شریعت ششم، ص۱۶۷ میں ہیکہ امام محمد بن الحاج مکی مدخل میں اور امام محمد قسطلانی مواہب لدنیہ میں اور ائمہ دینؒ فرماتے ہیں "لافرق بین موته و حیاتهﷺ

---

[1] ینبغی لمن قصد زیارة النبیﷺ ان یکثر الصلوة علیه فانه یسمعها وتبلغ الیه، وفضلها اشهر من ان یذکر، فاذا عاین حیطان المدینة المنورة یصلی علی النبی ﷺ مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص۲۱۲، فصل فی زیارة النبیﷺ، مطبوعه مصری، مجمع الانهر ص۴۶۳/۱، کتاب الحج، من المهمات، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت. فتح القدیر ج۳/ص۱۸۰/ المقصد الثالث فی زیارة قبر النبی صلی الله علیه وسلم، مطبوعه دارالفکر بیروت.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Ziyarat-e-Madeena

اعنـی فی مشاهدته لامته ومعرفته باحوالهم ونیاتهم وعزائمهم وخواطرهم وذٰلک عندهم جلی لاخفاء فیه انتهیٰ[۱]"

کیا مدخل اور مواہب لدنیہ میں یہ لکھا ہے اور یہ کتابیں معتبر ہیں یا نہیں، اگر ہیں تو اس عبارت کا صحیح مطلب کیا ہے، مفصل جواب مرحمت ہو ضرورت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

بہار شریعت یہاں موجود نہیں معلوم نہیں کہ اس میں اس عبارت سے کیا استدلال کیا ہے، یہ عبارت مدخل، ج ۱/ص ۲۰۹[۱] میں موجود ہے اسی طرح مواہب لدنیہ[۲] ج ۲/ص ۵۰۸ میں ہے مطلب اس کا یہ ہے کہ جو شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑا ہو، ظاہری احترام کے ساتھ قلب کی بھی نگہداشت رکھے کہ کوئی خیال جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان گرامی کے خلاف نہ آنے پائے، غرض جس طرح آپ کی حیات میں آداب ظاہری و باطنی کی رعایت ضروری سمجھی جاتی ہے، اسی طرح مزار مبارک پر حاضری کے وقت بھی ضروری سمجھے، کیونکہ آپ کی حیات برزخی قوی دلائل سے موجود و ثابت ہے، حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص مجھ پر پاس کھڑا ہو کر درود بھیجتا ہے، میں اس کو سنتا ہوں اور جو دور سے بھیجا جاتا ہے، وہ مجھ کو سنایا جاتا ہے[۳]، آپ ﷺ کی حیات میں منافقین جب حاضر

---

[۱] مدخل ج ۱/ص ۲۵۹/ (مطبوعه مصر، فصل فی زیارة سید الاولین والآخرین.

[۲] شـرح الـزرقـانـی عـلی المواهب اللدنیة ص۱۹۵ /۱۲، الـفـصـل الـثـانی فی زیارة قبره الشریف ومسجده المنیف، مطبوعه عباس احمد الباز مکة المکرمة.

[۳] عن ابی هریرة قال قال رسول اللّٰه ﷺ من صلی علی عندی قبری سمعته ومن صلی علی نائیاً ابلغته، مشکوٰة شریف، ص ۸۷/ باب الصلوٰة علی النبی وفضلها، الفصل الثالث.

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضرت رسول مقبول ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص مجھ پر میری قبر کے پاس آکر درود پڑھتا ہے میں اس کو سنتا ہوں، جو مجھ پر درود دور سے پڑھتا ہے وہ مجھ کو پہنچا دیا جاتا ہے۔

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Ziyarat-e-Madeena

ہوتے تھے، توبسا اوقات آپ ﷺ کو وحی کے ذریعہ نفاق پر اطلاع ہوجاتی تھی،[1] اسی طرح اگر مزار مبارک پر خلاف شان اقدس کوئی خیال کیا جائے تو کیا عجب ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس پر بھی مطلع فرمادیں، بعض روایات میں وارد ہے کہ امت کے اعمال آپ پر پیش کئے جاتے ہیں، اگر وہاں حاضر ہونے والوں کے عزائم وخواطر بھی پیش کردیئے جائیں تو کیا استبعاد ہے، مدخل کی عبارت اس سے پہلے یہ ہے "ویحتاج الیٰ الادب الکلی فی زیارته علیه الصلوٰة والسلام وقد قال علمائنا رحمة اللّٰه علیهم ان الزائر یشعر نفسه بانه واقف بین یدیه علیه الصلوة والسلام کما هو فی حیاته الخ۔[2]

تنبیہ:۔صاحب مدخل[3] مذہباً مالکی ہیں اور صاحب مواہب لدنیہ شافعی المذہب[4] ہیں اور مجموعی حیثیت سے دونوں کتابیں مالکیہ وشافعیہ کے یہاں معتبر ہیں لیکن مذہب اور

---

[1] قال الامام احمد حدثنا وکیع حدثنا سفیان عن سلمة بن عیاض عن ابیه عن ابی مسعود وعقبة بن عمروؓ قال خطبنا رسول اللّٰه ﷺ خطبة فحمد اللّٰه واثنی علیه ثم قال ان منکم منافقین فمن سمیت فلیقم ثم قال قم یافلان ثم یافلان ثم یافلان حتی سمی ستة وثلاثین رجلاً الخ (مسند احمد ج۵/ص۲۷۳، حدیث ابی مسعود عقبة بن عمرو الانصاریؓ، مطبوعه دارالفکر بیروت) تفسیر ابن کثیر ص۲۷۷/۴/ (مطبوعه نزار مصطفی الباز مکه مکرمه، سوره محمد تحت آیت ۳۳/

[2] المدخل لابن الحاج ص۲۵۸/۱، فصل زیارة سید الاولین والآخرین صلی اللّٰه علیه وسلم، مطبوع المصریة بالازهر.

[3] مدخل للامام ابن الحاج ابی عبداللّٰه محمدبن محمد بن العبدری الفاسی المالکی المتوفی ۷۳۷/ سبع ثلاثین وسبعمائة،قال ابن حجر هو کثیر الفوائد کشف فیه عن معائب وبدع یفعلها الناس ویتساهلون فیها واکثر ها ممانیکر ویقبضها ممایحتمل.(کشف الظنون ج۲/ ص۱۶۴۳/ مدخل الشرع الشریف علی المذهب الاربعة، طبع دارالفکر)

[4] وهو احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبدالملک بن احمد القسطلانی القتیبی المصری الشافعی...... توفی لیلة الجمعة بالقاهرة سابع محرم سنة ثلاث وعشرین وتسع مائة (شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیه، ج۱/ص۳/ طبع بیروت، کشف الظنون ج۲/ ص۱۸۹۶، مطبوعه دارالفکر بیروت،

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Ziyarat-e-Madeena

فتویٰ کی کتابیں نہیں ہیں، بلکہ سیرت اورآ داب کی حیثیت رکھتی ہیں پس جب مذہب اورفتویٰ سے ٹکرائیں گی تو ان کو دونوں مذہب والے چھوڑ دیں گے،اورفتویٰ اور مذہب کی کتابوں پرعمل کریں گے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبدمحمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور۱۲/۲/ ۵۷ھ

الجواب صحیح سعیداحمدغفرلہٗ

صحیح عبداللطیف مدرسہ مظاہرعلوم۲/ذی الحجہ۵۷ھ

عورتوں کیلئے روضۂ اقدس علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی زیارت

سوال:۔عورتوں کے لئے قبروں کی زیارت منع ہے،تو کیا روضۂ اطہر پربھی جانا عورتوں کومنع ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

منع نہیں[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبدمحمودغفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مسجد نبوی میں چالیس نمازیں

سوال:۔آیا مسجد نبوی میں ۴۰/وقت کی نمازیں تواتر کے ساتھ ضروری ہیں یانہیں،

---

[۱] هل تستحب زيارة قبره ﷺ للنساء الصحيح نعم بلاكراهة بشروطها (شامی نعمانیہ، ج۲/ص۲۵۷/)مطبوعہ زکریا، ج۴/ص۵۴/ باب الهدی،مطلب فی تفضیل قبره المكرم ﷺ. ارشاد الساری الی مناسک الملا علی القاری ص۳۳۴، باب زيارة سيد المرسلين، مطبوعہ مصری، غنية الناسک ص۲۰۱، خاتمہ فی زیارۃ قبر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم، مطبوعہ خیریہ میرٹھ.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Ziyarat-e-Madeena

اگر کسی سبب سے تو اتر ختم ہوگیا تو پھر پوری کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

چالیس نمازیں ادا کرنے پر جو وعدہ ہے وہ مسلسل پر ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

حرمین میں پہلے کہاں جائے

سوال:۔ حج اور زیارت کے لئے ایک شخص گیا اب اس کو پہلے مدینہ طیبہ کی حاضری بہتر ہے یا پہلے حج کرے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اگر یہ پہلا حج ہے تو پہلے مکہ معظّمہ جانا افضل ہے ورنہ پہلے مدینہ طیبہ کی حاضری افضل ہے[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

---

[1] من صلى فى مسجدى اربعين صلوٰة لاتفوته صلوٰة كتب له براءة من النار وبراءة من العذاب وبراءة من النفاق. جمع الفوائد ج ١/ص٣٠٣/باب ماجاء فى مسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم وزيارته.

ترجمہ:۔ جوشخص میری مسجد میں چالیس نمازیں پڑھے کوئی نماز فوت نہ ہو اس کے لئے جہنم سے براءت، عذاب سے براءت اور نفاق سے براءت لکھ دی جاتی ہے۔

[2] ويبدأ بالحج فرضاً ويخير لونفلا. الدرالمختار على الرد ،ص٢٥٧/ مكتبه نعمانيه. (مطبوعه زكريا ،ج٤/ص٥٤/ باب الهدى، مطلب فى تفضيل قبره المكرم ﷺ. طحطاوى على المراقى ص٦١٢، كتاب الحج، فصل فى زيارة النبى ﷺ، مطبوعه مصرى، غنية الناسك ص٢٠١، خاتمه فى زيارة قبر سيد المرسلين صلى الله عليه وسلم، مطبوعه خيريه ميرٹھ.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Ziyarat-e-Madeena

سفر مدینہ کی نیت

سوال:۔ مدینہ طیبہ کی حاضری کے وقت مسجد نبوی کی زیارت کے قصد سے سفر کرے یا روضۂ اطہر کی زیارت کا قصد مقدم ہونا چاہئے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

روضۂ اطہر کی زیارت کا قصد مقدم رکھے، طحطاوی[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

مدینہ منورہ کے حدود حرم کیا ہیں؟

سوال:۔ حرم مدینہ منورہ کے حدود کیا ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

حنفیہ کے نزدیک مدینہ منورہ کا حرم نہیں، وہاں کا شکار وغیرہ درست ہے۔ **ولیس للمدینة المنورة حرم عندنا فیجوز الاصطیاد فیها وقطع حشیشها ورعیه**اھ **شرنبلالیه**[2] ج ۱/ص ۲۵۳/. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ

حررہ العبد محمود گنگوہی معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

جواب صحیح ہے سعید احمد غفرلہٗ خادم دارالافتاء مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۹/ربیع الثانی ۵۵ھ

صحیح عبداللطیف مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۵/۴/۵۵ھ

---

[1] الاولی فی الزیارة تجرید النیة لزیارة قبره صلی اللہ علیہ وسلم الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۶۱۲/ مطبع مصطفی البابی الحلبی مصر، فصل فی زیارت النبی صلی اللہ علیه وسلم، شامی زکریا ص ۴/۵۴، باب الهدی، مطلب فی تفضیل قبره المکرم صلی اللہ علیہ وسلم، فتح القدیر ص ۳/۱۸۰، خاتمة، المقصد الثالث فی زیارة قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم، مطبوعه دار الفکر بیروت.

[2] شامی زکریا ج۴/ص ۵۲/ باب الهدی، کتاب الحج.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Ziyarat-e-Madeena

ہاتھ باندھ کر صلوٰۃ وسلام پڑھنا

سوال:۔حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار اقدس پر کھڑے ہوکر ہاتھ باندھ کر صلوٰۃ وسلام پڑھنے کو زید قطعاً حرام کہتا ہے، زید کے لئے کیا حکم ہے؟ اور صلوٰۃ وسلام پڑھنے والوں کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

بعض حضرات اکابر نے اس موقع پر نماز کی طرح ہاتھ باندھنے کو منع فرمایا ہے ،مگر دوسرے بعض اکابر نے اس کو آداب میں شمار کیا ہے، چنانچہ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے ''ودروقت سلام آنحضرت ووقوف درآں جناب باعظمت دست راست رابر دست چپ نہند چنانچہ درحالت نماز کنند کرمانی کہ ازعلمائے حنفیہ است تصریح بایں معنی کردہ است[1]۔ جذب القلوب[2]،ص۲۱۷/لہٰذا اس میں تشدد نہیں چاہئے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

---

[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام پیش کرنے کے وقت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں وقوف کے وقت باعظمت دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھے جیسا کہ نماز کی حالت میں کرتے ہیں، کرمانی نے جو علمائے حنفیہ میں سے ہیں اس معنی کی تصریح کی ہے۔

[2] جذب القلوب،ص۲۱۷/مطبوعہ منشی نول کشور لکھنؤ۔

باب دوازدھم : حج کے متفرق مسائل

حالت حیض میں حرم شریف کی نماز اور صلوٰۃ وسلام

سوال:۔ اسی طرح مکۃ المکرّمہ میں یا مدینہ منورہ کے قیام کے زمانہ میں عورت یا جوان لڑکی کو حیض شروع ہوگیا، عزت وآبرو کی وجہ سے مرد اپنی بیوی یا اپنی لڑکی کو تنہا قیام گاہ پر نہیں چھوڑنا چاہتا ہے، اور وقت کم ہوتا ہے، خود حرم شریف میں جاکر نمازیں ادا کرنا چاہتا ہے، طواف کرنا چاہتا ہے، اور مدینہ منورہ میں نمازیں ادا کرنا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کرنا چاہتا ہے، بعض عورتیں ایسی عورتوں کو مشورہ دیتی ہیں، کہ کسی سے کہو نہیں نمازیں بھی پڑھو طواف بھی کرو، سلام بھی عرض کرو، یہ تو صریحاً گناہ ہے، مگر ایسی مجبوری میں مرد اپنی بیوی کو اور لڑکی کو حیض کی حالت میں حرم شریف میں اور مسجد نبوی میں کسی ایک جگہ لاکر بیٹھا دے تاکہ وہ خاموش بیٹھے بیٹھے توبہ استغفار کرے، درود شریف پڑھتی رہے نمازیں ادا نہیں کرے اور نہ طواف کرے تو کیا ایسے کرنے میں بوجہ مجبوری کوئی گناہ نہیں، جب مرد مسجد سے یا حرم شریف سے باہر نکلے تو بیوی کو ساتھ لے لے اور کیا بوجہ مجبوری حضور اکرم صلی اللہ عیہ وسلم پر سلام بھی عرض کرسکتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

مسجد میں داخل نہ کیا جائے[۱] مسجد کے متصل خارج مسجد بیٹھادے تاکہ وہ تسبیح واستغفار میں

---

[۱] ويحرم بالحيض والنفاس دخول مسجد شمل الكعبة الى قوله ويحرم بهما الطواف بالكعبة، طحطاوى مع المراقى ص ۱۱۵، باب الحيض والنفاس والاستحاضة، مطبوعه مصر. الدر المختار مع الشامى زكريا ص ۱/۴۸۶، كتاب الطهارة، باب الحيض مطلب لو افتىٰ مفت بشئ، النهر الفائق ص ۱/۱۳۱، باب الحيض، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Matafarriqat-e-Haj

مشغول رہے، صلوٰۃ وسلام بھی وہیں پڑھتی رہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

حج کو جاتے وقت والد، والدہ، بیوی کس کو ساتھ لیجائے

سوال:۔ میں حج کو جارہا ہوں، دریافت طلب امر یہ ہے کہ میں اپنی والدہ، بیوی، اوروالد میں سے کس کو اپنے ہمراہ لے جانے کا پہلے حق حاصل ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

والدہ صاحبہ کو اپنے ساتھ لیجائیں، تو بہتر ہے، خدا جانے پھر ان کو ساتھ جانے کے لئے محرم میسر آئے یا نہ آئے، ویسے آپ والد صاحب اوراہلیہ میں سے جس کو دل چاہے ساتھ لے جاسکتے ہیں[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۱/۹۱ھ

ایک محرم دوسرے محرم کا سر مونڈے حلال کرنے کیلئے

سوال:۔ حج میں سر منڈانا ضروری ہے، اس وقت اگر کوئی حاجی جو ابھی حلال نہیں ہوا

---

[1] ولا بأس لحائض وجنب بقراءة ادعية ومسها وذكر الله تالىٰ وتسبيح، الدرالمختار ص۴۸۸/۱، كتاب الصلوة، باب الحيض، اعلاء السنن ص۲۶۷/۱، باب ان الحائض والنفساء والجنب لا يقرؤن شيئاً من القرآن، مطبوعه ادارة القرآن كراچی، طحطاوی مع المراقی ص۱۱۴، باب الحيض والنفاس والاستحاضة، مطبوعه مصر، وتترک غيرموكدة ومسجد اوجماعة الخ درمختار ج۱/ص۲۸۸/ مبحث فی مسائل المتحيرة ج۲/ص۵۱۷/ مطلب فی طواف الزيارة.

[2] وفی شرح مسلم للنووی فيه الحث على برالاقارب وان الام احقهم بذالک ثم بعد ها الا ب ثم الاقرب فالاقرب قالو اوسبب تقديم الام كثرة تعبها عليه وشفقتها وخدمتها الخ مرقاة ج۹/ص۱۹۰/ كتاب الآداب، باب البر والصلة. مطبوعه امداديه ملتان.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Matafarriqat-e-Haj

ہے، کسی محرم کا سر مونڈے تو کوئی حرج تو نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

احرام سے حلال کرنے کیلئے ایک محرم دوسرے محرم کا سر مونڈے تو کوئی حرج نہیں[1]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۲/۹۲ھ

حج سے آنے والے کے ساتھ معانقہ اور دست بوسی

سوال:۔ یہاں پر جب لوگ حج کرکے آتے ہیں تو مرد عورت سب ہی لوگ ان کے گلے ملتے ہیں، اوران کے ہاتھوں کو اور کندھوں کو بوسہ دیتے ہیں، کیا جائز ودرست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اس قصد سے کہ کوئی شخص مکہ مکرمہ سے آرہا ہے، اس کی تعظیم اور محبت کی خاطر ہاتھوں کو چومنا درست ہے[2] معانقہ کی بھی اجازت ہے[3] مگر عورت کو نامحرم کے ساتھ یہ معاملہ درست

---

[1] ولو ازال الشعرة بالنورة او الحرق او النتف بيده او اسنانه بفعله اوبفعل غيره اجزا عن الحلق، غنية الناسک ،ص ۹۳/ فصل في الحلق، مطبوعه خيريه ميرٹھ، شامی کراچی ص ۵۲۶/۲، کتاب الحج، مطلب في رمي جمرة العقبة.

[2] وان قبل يدغير العالم وغيرالسلطان العادل ان ارادبه تعظيم المسلم واکرامه فلاباس به عالمگیری، ج۴/ص ۱۱۹/ (مکتبه رحیمیه، کتاب الکراهية. الباب الثامن والعشرون. مرقاة ص ۹/۷۶، کتاب الآداب، باب المعانقة والمصافحة، مطبوعه امدادیه ملتان، شامی کراچی ص ۶/۳۸۳، کتاب الحظر والاباحة، باب الاستبراء وغيره.

[3] وقال ابويوسفؒ لا بأس بالتقبيل والمعانقة في ازارواحد فان كانت المعانقة فوق قميص اوجبة او كانت القبلة على وجه المبرة دون الشهوة جاز عندالكل كذافي فتاویٰ قاضی خاں عالمگیری ص ۴/۱۱۹، کتاب الکراهية،الباب الثامن والعشرون. مطبوعه رحیمیه دیوبند، شامی کراچی ص ۶/۳۸۱، کتاب الحظر والاباحة، باب الاستبراء.

نہیں[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۰/۲/۹۲ھ

الجواب صحیح العبد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۰/۲/۹۲ھ

عورتوں کے لئے اپنی قیامگاہ پر نماز پڑھنا بنسبت حرم کے بہتر ہے

سوال:۔ عورتیں نمازوں کیلئے حرم شریف میں جاویں یا اپنی قیامگاہ پر پڑھیں افضل کیا ہے سمجھ میں یہ آتا ہےکہ صبح اور عشاء حرم میں پڑھیں کیوں کہ اندھیرے کی وجہ سے پردہ بھی ہے اور حرم میں آنے جانے میں سہولت بھی ہے اول وقت چلی جائیں اور آخر میں باہر آئیں۔

الجواب حامداًومصلیاً:۔

ان کو مکان پر نماز پڑھنا بہتر ہے، ہر نماز کا یہی حکم ہے۔[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

غیر مسلموں کا حرم میں داخلہ کیوں ممنوع ہے

سوال:۔ مکہ مکرمہ میں غیر مسلموں کو داخل کیوں نہیں ہونے دیتے جب کہ ہمارے

---

[1] ولاتمس شيئاً منه اذ كان احد هما شاباً فى حد الشهوة وان امنا على انفسهما الشهوة عالمگیری، ج۴/ص ۷۹/ (مکتبه رحيميه) كتاب الكراهية، الباب الثامن، وما حل نظره حل لمسه الا من اجنبية فلا يحل مس وجهها وكفها وان امن الشهوة لانه اغلظ، الدرمع الشامی کراچی ص۷ ۶/۳۶، كتاب الحظر والاباحة، فصل فى النظر والمس.

[2] وكذا هى (المضاعفة) فى حق الرجال دون النساء كماحققه فى الفتح، غنية الناسك ص ۷۶/ مطلب فى مضاعفة الصلوة فى المسجد الحرام، مطبوعه خيريه ميرتھ.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Matafarriqat-e-Haj

ہندوستان میں مسلمان اور ہندوملکر رہتے ہیں اور تمام ہندولوگ مسلمان پیروں کی زیارت پر جاتے ہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

شاہی دربار میں وہی جاسکتا ہے جس کے پاس شاہی پروانہ ہو، دوسرا شخص نہیں جاسکتا، شاہی پروانہ ہے ایمان جس کی علامت ہے کلمہ "لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰه مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰه" ہندوبھی اپنے مخصوص اور متبرک مقامات میں دوسروں کوآنے کی اجازت نہیں دیتے، بعض تیرتھ ایسے ہیں کہ وہاں کوئی غیر ہندو غسل (اسنان) نہیں کرسکتا نہ عام مساجد کے یہ حال ہیں نہ عام مندروں کے[1]۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳/۶/۱۴۰۰ھ

بذریعہ بس سفرحج مزارات کی زیارت کرتے ہوئے

سوال:۔سیاست اخبار مورخہ ۲/دسمبر ۷۰ھ میں سفرحج کا جوطریقہ درج ہے کیا شرع شریف میں اس طریقہ سے حج بیت اللہ شریف جائز ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

کانپور سے اجمیر شریف تک کاٹکٹ خرید کراس کے ذریعہ دہلی ،اجمیر، آگرہ، جے پور، فتح پور، سیکری، بمبئی، بصرہ، بغداد، کربلائے معلیٰ، نجف اشرف، کاظمین شریف، کوفہ، بیت المقدس، جدہ، مکہ معظّمہ، طائف شریف، مدینہ منورہ کی زیارت بہت سستی اورآسان ہے،

---

[1] والسر فی حرم مكة والمدينة ان لكل شئ تعظيماً وتعظيم البقاع ان لا يتعرض لما فيها بسوءٍ واصله مأخوذ من حمى الملوک وحلة بلادهم فانه كان انقياد القوم لهم وتعظيمهم اياهم مساوقاً لمؤاخذة انفسهم ان لايتعرضوا الخ حجة الله البالغة ص ۲/۶۱، امور تتعلق بالحج، مطبوعه مصرى.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Matafarriqat-e-Haj

بظاہر تو بہت بڑے کار خیر کا دروازہ کھول کر شائقین حج وزیارت پر احسان عظیم کیا گیا ہے، بہت سے مسلمان روپیہ کی کمی کیوجہ سے محروم تھے، اب انکو بھی آسانی ہوگی، غالباً اس اعلان پر بے شمار ٹکٹ خریدے جائیں گے، اور بے شمار روپیہ بھی جمع ہوگا، پھر اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان میں سے کتنے خوش نصیب ایسے ہوں گے جن کا ٹکٹ برآمد ہوگا، اور کتنے ایسے ہوں گے جنکے ارمانوں پر پانی پھر جائے گا، اور حسرتیں خاک میں مل جائیں گی، یہ درحقیقت جوا اور قمار ہے[1]، جیسے قسم قسم کے معمے حل کرنے کیلئے دفتر کھلے ہوئے ہیں، اور لاٹری کے ذریعہ کاروبار کئے جارہے ہیں، اسی کا شعبہ یہ بھی کھولا گیا ہے، اسی کربلائے معلیٰ اور نجف اشرف کی زیارت کا وعدہ کرکے اہل تشیع کو دعوت دی گئی ہے اہل سنت والجماعۃ کو بھی ان کے خصوصی مذہبی شعار میں شرکت کا موقع مل سکے گا، تاکہ یہ بیچارے تعزیہ داری اور ماتم ہی پر قناعت نہ کریں، بلکہ قدم آگے بھی بڑھائیں، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے سالانہ عرس کی شرکت کو تو اس میں اصل ہی قرار دیا گیا ہے، کہ جو بیچارے بزرگان دین کے مزارات کی زیارت مسنونہ پر کفایت کرتے اور مشروع طریق پر ایصال ثواب کرلیتے تھے، وہ طواف اور سجدہ مزار شریف سے بھی نہ بچ سکیں گے، اور وہاں کی ہر قسم کی خرافات وشرکیات سے برابر کے شریک ہوجائیں گے، سیر وتفریح کے دیگر مقامات بھی دکھائے جائیں گے، غرض محض حج وزیارت کی نیت سے یہ سفر اصالۃ نہ ہوسکے گا[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

---

[1] القمار من القمر الذی یزداد تارۃ وینقص اخری لان کل واحد من المقارین ممن یجوز ان یذہب مالہٗ الی صاحبہ ویجوز ان یستفید مال صاحبہ وھو حرام بالنص (شامی زکریا ج ۹/ص ۵۷۸/ فصل فی البیع، باب الاستبراء، کتاب الحظر والاباحۃ.

[2] سفر حج سیاحت کی نیت سے بھی پاک کرنا چاہئے جیسے تجارت کی نیت سے خالص کرنا چاہئے۔

مستفاد: وتجرید السفر من التجارۃ احسن (عالمگیری ج ۱/ص ۲۲۰/ الباب الاول، کتاب الحج. واما آدابہ، مطبوعہ دارالکتاب دیوبند، البحر الرائق ص ۲/۳۰۹، اول کتاب الحج، مطبوعہ سعید کراچی، النہر الفائق ص ۲/۵۲، اول کتاب الحج، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Matafarriqat-e-Haj

کیا ہر حج میں نولاکھ نو ہزار نوسوننانوے آدمی شریک ہوتے ہیں

سوال:۔ عوام میں یہ بھی مشہور ہے کعبۃ اللہ کا جب حج ہوتا ہے تو فرماتے ہیں کہ نولاکھ نوے ہزار نوسوننانوے (999999) آدمی اس میں شامل ہوتے ہیں، اگر کمی ہوتی ہے تو فرشتے پوری کردیتے ہیں، آیا یہ بات صحیح ہے یا غلط؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

یہ عدد میں نے کسی حدیث میں نہیں دیکھا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

منجاء پر وقوف شعارِ روافض ہے

سوال:۔ اسی طرح مکان منجاء جو کہ پشت کعبہ میں رکن یمانی سے بائیں طرف چار ہاتھ کی مقدار تک ہے اس کا التزام بھی مکروہ ہے، اگرچہ ایسا کرنا روافض کا شعار ہوگیا ہے، وہ اس جگہ دعا کے لئے وقوف کرتے ہیں، بہرحال جائز تو ہے اور اکثر کے علم میں نہیں ہے کہ یہ روافض کا شعار ہے، لہٰذا کیا ہم حنفی اس جگہ التزام بلا کراہیت کرسکتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

جوامر فی نفسہ مندوب ہو مگر وہ روافض کا شعار بن جائے، تو اس سے بھی اجتناب چاہئے۔[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] ان کل سنة تکون شعاراً اهل البدعة ترکها اولیٰ، مرقاة ج۴/ص ۶۳/ باب المشی بالجنازة والصلوة علیها، الفصل الثالث، کل سنة تکون شعاراً اهل البدعة الخ، مطبوعه امدادیه ملتان.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Matafarriqat-e-Haj

نوٹ پر کمیشن

سوال:۔ بعض حاجی دوسرے حاجی کو اپنے ملک کا نوٹ دیکر یہ کہتے ہیں کہ میرے نوٹ کو حج والے نوٹ سے بدل کر اپنے ساتھ سعودیہ عربیہ لیتے چلو وہاں تم مجھ کو دیدینا اور میں تم کو اس کے عوض اتنا کمیشن دوں گا، کیا یہ درست ہے اگر نہیں تو جواز کی کیا صورت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

یہ بھی درست نہیں، اپنے نوٹ جس قدر قانون کی اجازت سے ہے بس وہی لیجائے اس سے زیادہ کمیشن دے کر نہ لیجائے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی

دارالعلوم دیوبند

حج میں نوٹ کا تبادلہ کمی زیادتی سے

سوال:۔ عام ملکوں کی حکومتوں کا دستور ہے کہ وہاں کی حکومت سعودیہ عربیہ میں حاجیوں کو خرچ کے لئے ایک خاص قسم کا نوٹ دیتی ہے، جو سعودیہ عربیہ میں گراں قیمت پر فروخت ہوتا ہے، تو کیا حج کا سو روپے والا نوٹ اس ملک کے دوسرے نوٹ سے کمی زیادتی کے ساتھ فروخت کرنا درست ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

وہ نوٹ حکومت سعودیہ عربیہ میں چلانے کے لئے دیا جاتا ہے، اس کو اپنے ملک میں زیادہ

---

[1] ولاتلقوا بایدیکم الیٰ التهلكة الاية، سورۂ بقرہ آیت:۱۹۵،
ترجمہ:— اپنے آپکو اپنے ہاتھوں تباہی میں مت ڈالو۔

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Matafarriqat-e-Haj

قیمت پر چلانا درست نہیں[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

ضلع کے نام سے درخواست حج

سوال:۔ ہمارے یہاں قصبہ شیرکوٹ کے نام سے حج کے لئے پاسپورٹ یا منظوری نہیں ہوتی، اور کسی دوسرے شہر کے نام سے پاسپورٹ یا منظوری ہوجاتی ہے، اب ہمیں کیا کرنا چاہئے، اسکے بارے میں کیا مسئلہ ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اگر بجنور سے منظوری ہوجاتی ہے، تو موضع بجنور کا رہنے والا اپنے آپ کو بجنوری کہہ کر بھی درخواست دے سکتا ہے[2] فقط واللہ اعلم بالصواب

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۴؍۳؍۹۴ھ

الجواب صحیح العبد نظام الدین دارالعلوم دیوبند ۲۴؍۳؍۹۴ھ

---

[1] کیونکہ قانوناً ایسا کرنا اپنی جان کو خطرہ میں ڈالنا ہے۔قال تعالیٰ: ولا تلقوا بأیدیکم الی التھلکة الآیة، آیت:۱۹۵، سورۂ بقرہ.
عن حذیفةؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لا ینبغی للمؤمن ان یذل نفسه قالوا وکیف یذل نفسه؟ قال یتعرض من البلاء لما لا یطیق، ترمذی شریف ص ۲/۵۱، ابواب الفتن، باب بلا ترجمة بعد باب ماجاء فی النھی عن سب الریاح، مطبوعه اشرفی دیوبند، مطبوعه رشیدیه دھلی ص ۲/۵۰.

[2] نعم المعاریض تباح بغرض خفیف، شامی ص ۹/۶۱۳، کتاب الحظر والاباحة (فصل فی البیع، مطبوعه زکریا دیوبند، احیاء العلوم الدین ص ۳/۱۳۷، کتاب آفات اللسان، الآفة الرابعة عشرة الکذب فی القول؛ بیان الحذر من الکذب بالمعاریض، مطبوعه مصطفی البابی الحلبی واولادهٗ بمصر.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Matafarriqat-e-Haj

لڑکی کی حق تلفی کرکے حج

سوال:۔ ۳۷/ بیگہ زمین سسرال سے میرے حصہ میں آئی اور ۱۹/ بیگہ میرے پاس موروثی ہے، موروثی زمین کا بیس گنا ادا کررہا ہوں اور ۲۵/ سال سے برابر ادا کررہا ہوں، کل جگہ ۵۶/ بیگہ ہے اور سب کے رہائشی مکان الگ الگ بنوادیئے ہیں، ایک لڑکی تھی اس کی شادی کردی وہ اپنے گھربار کی ہوگئی ہے، زمین سے کوئی حصہ نہیں دیا ہے، اور میرے پاس ۱۴/ بیگہ زمین ہردوقسم کی زمینوں کو ملاکر باقی بچی ہے، میں چاہتا ہوں کہ ۱۴/ بیگہ زمین کو بیچ کر زیارت حج بیت اللہ کر آؤں تو کیا یہ حج میرے لئے جائز ہوگا؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

حج تو آپ کا ہوجائے گا لیکن آپ نے لڑکی کو زمین نہیں دی، یہ اس کی حق تلفی ہوئی ہے، حالانکہ جتنی جتنی لڑکوں کو دی ہے، اتنی لڑکی کو دینا چاہئے تھی، اپنی زندگی میں جب اولاد کو بطور عطیہ زمین وغیرہ دی جائے تو سب کا حق برابر ہوتا ہے[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۵/۴/۹۴ھ

کیا مدینہ منورہ میں بھی عمرہ ہوتا ہے

سوال:۔ کیا مدینہ منورہ میں بھی عمرہ کیا جائے جیسا کہ مکہ مکرمہ میں کیا جاتا ہے، زید کہتا

---

[۱] وروی المعلی عن ابی یوسفؒ انہ لابأس بہ اذالم یقصد بہ الاضرار وان قصد بہ الاضرار سوی بینھم یعطی الابنۃ مثل مایعطی للابن وعلیہ الفتویٰ ھکذافی فتاویٰ قاضی خان وھو المختار کذافی الظھیریۃ، عالمگیری ج۴/ص ۳۹۴/ (مکتبہ رحیمیہ) ومطبوعہ زکریا دیوبند ج۴/ص ۳۹۱/ کتاب الھبۃ، الباب السادس فی الھبۃ للصغیر. درمختار علی الشامی کراچی ص ۶۹۶/۵، کتاب الھبۃ، خانیۃ علی ھامش الھندیۃ مطبوعہ کوئٹہ ص ۲۷۹/۳، کتاب الھبۃ، فصل فی ھبۃ الوالد لولدہ الخ.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Matafarriqat-e-Haj

ہے مدینہ میں بھی کرنا چاہئے آیا قول زید صحیح ہے یا غلط؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

عمرہ میں دو کام کئے جاتے ہیں، ایک طواف بیت اللہ دوسرا کام صفا ومروہ کے درمیان سعی یہ دونوں کام صرف مکہ مکرمہ میں ہوتے ہیں [۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

عورتیں فجر کی نماز کہاں پڑھیں
اور
رمی جمرہ عقبہ کس وقت کریں

سوال:۔ عورتیں دسویں کی رمی کس وقت کریں، اور صبح کی نماز کہاں پڑھیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

عورتیں فجر کی نماز مزدلفہ میں پڑھیں [۲]، اور جمرۃ العقبہ کی رمی طلوع آفتاب کے بعد کریں، زوال کے بعد بھی گنجائش ہے، کوئی عذر ہوتو بعد نماز فجر قبل طلوع شمس بھی کرسکتی

---

[۱] وهی فی الشرع زیارة البیت والسعی بین الصفا والمروة .عالمگیری ج۶/ص ۱۲۱/ (الباب السادس فی العمرة) مطبوعه دارالکتاب دیوبند، البحرالرائق کوئٹه ص ۳۵۹/۲، باب القران، الدارالمختار مع الشامی، مطبوعه زکریا ص ۴۷۵-۴۷۶/۳، کتاب الحج، مطلب احکام العمرة.

[۲] وصلی الفجر بغلس لاجل الوقوف ثم وقف بمزدلفة الخ، درمختار علی هامش ردالمحتار ص ۵۲۹/۳، قبیل مطلب الوقوف بمزدلفة، مطبوعه زکریا، بحر کوئٹه ص ۳۴۲/۲، باب الاحرام، زیلعی ص ۲۸/۲، کتاب الحج، باب الاحرام، امدادیه ملتان،

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Matafarriqat-e-Haj

ہیں[۱]۔ کذافی ردالمحتار۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

شوہر کے سفر پر جانے سے اگر بیوی بیمار ہو جاتی ہو تو شوہر کیا کرے

سوال:۔ ایک عورت سفر پر شوہر کے باہر جانے سے مریض ہو جاتی ہے، کیا شوہر کا اسے ساتھ لے جانا ضروری ہے یا شوہر کا اس عذر پر نہ جانا ضروری ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

شوہر اپنی ضروریات کی وجہ سے سفر میں جا سکتا ہے، اگر چہ اسکی بیوی بیمار ہو جاتی ہو، مگر اسکی تیمارداری کا انتظام کر کے جائے، یا سفر میں ساتھ لیجائے[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۵/۹۱ھ

---

[۱] ورمی جمرة العقبة من بطن الوادی الی قوله ووقته من الفجر الی الفجر ویسن من طلوع ذکاء (الشمس) لزوالها ویباح لغروبها ویکره للفجر وکذا یکره قبل طلوع الشمس وهذا عند عدم العذر فلا اساءة برمی الضعفة قبل طلوع الشمس ولا برمی الرعاة لیلاً کما فی الفتح، الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۵۳۴-۵۳۰/۳، کتاب الحج، مطلب فی رمی جمرة العقبة، غنیة الناسک فی بغیة المناسک ص ۱۹۱، باب مناسک یوم النحر، فصل فی رمی جمرة العقبة، مطبوعه خیریه میرٹھ.

[۲] وکذا ان کرهت خروجه زوجته واولاده اومن سواهم ممن تلزمه نفقته وهو لایخاف الضیعة علیهم فلابأس بان یخرج ومن لاتلزمه نفقته لوکان حاضرا فلا بأس بالخروج مع کراهته وان کان یخاف الضیعة علیهم کذافی المحیط، عالمگیری، ج ۱/ ص ۲۲۱/ کتاب المناسک، الباب الاول فی تفسیر الحج ومما یتصل بذالک مسائل، مطبوعه کوئٹه، وفی الکبیر عن التتمه من علیه الحج ومرضت زوجته لا یکون عذراً عن التخلف فی الحج، غنیة الناسک ص ۲، مقدمه فی تعریف الحج وما یتعلق بفرضیته، مطبوعه الخیریة میرٹھ.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Matafarriqat-e-Haj

ہندوستانی کا پاکستانی پاسپورٹ سے حج کرنا

سوال:۔ کوئی شخص ہندوستانی ہے وہ پاکستان سے پاکستانی پاسپورٹ بنواکر حج کو جائے تو حج درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اسکا حج درست ہوجائے گا[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

داخلے میں کچھ دینا رشوت ہے

سوال:۔ خدام کعبہ بلا کچھ لئے خانہ کعبہ کے اندر نہیں جانے دیتے تو ایسی صورت میں ان کو کچھ دینا کیسا ہے یہ رشوت تو نہیں ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

یہ رشوت ہے۔[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] مگر یہ دیکھ لے کہ یہ قانونی جرم تو نہیں، اور خلاف ورزی کی وجہ سے کوئی دشواری تو پیش نہیں آئیگی، اس لئے کہ قانونی خلاف ورزی کرکے اپنی عزت وآبرو کو خطرہ میں ڈالنا دانشمندی نہیں، ارشاد خداوندی ہے "ولا تلقوا بایدیکم الیٰ التهلكة" الایة. سورۂ بقرہ آیت:١٩٥، مگر اس کے باوجود حج ادا ہو جائیگا۔

[2] ويحرم اخذ الاجرة ممن يدخل البيت اويقصد زيارة مقام ابراهيم عليه السلام بلاخلاف بين علماء الاسلام وائمة الانام كماصرح به فى البحر وغيره اھ شامى كراچى ج٢/ص ٦٢٤/ باب الهدى، مطلب فى دخول البيت، غنية الناسك فى بغية المناسك ص ٤٧، مطلب فى دخول البيت، باب السعى، مطبوعه الخيرية ميرٹھ.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Matafarriqat-e-Haj

حج سے پہلے پہنچنے والا مکہ معظّمہ میں مقیم ہے یا مسافر

سوال:۔ جو شخص یکم ذی الحجہ کو مکہ شریف پہنچے اور بیس روز قیام کی نیت کرے اور حج سے فارغ ہوکر اکیس کو مدینہ طیبہ جانے کا قصد کرے تو وہ شخص قیام مکہ معظّمہ میں نماز پوری پڑھے گا یا قصر کرے گا، ایسا شخص مقیم ہے یا مسافر؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

وہ شخص مقیم نہیں بلکہ مسافر ہے اسکو چاہئے کہ مکہ مکرمہ میں بھی قصر کرے اور منیٰ، عرفات، مزدلفہ میں بھی قصر کرے، البتہ اگر مقیم امام کے پیچھے پڑھے گا تو قصر نہیں کریگا، بلکہ اتمام کریگا، جیسا کہ ہر مسافر کا حال ہوتا ہے[۱]۔ البحر الرائق ج ۲/ص ۱۴۳/ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

---

[۱] وذکر فی کتاب المناسک ان الحاج اذا دخل مکة فی ایام العشرو نوی الاقامة نصف شهر لایصح لانه لابدله من الخروج عرفات فلایتحقق الشرط. البحرالرائق، ج۲/ص ۱۳۲/ باب المسافر. حاشیة الشلبی ص ۲۱۲/۱، باب المسافر، مطبوعه امدادیه ملتان.

نوٹ:۔ منیٰ عرفات ومزدلفہ میں قصر واتمام سے متعلق مفتیان کرام کا فتویٰ جو مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ میں شائع کیا گیا ہے، یہاں افادہ واستفادہ کیلئے درج ہے۔

الاستفتاء:۔ (۱) کیا منیٰ مکۃ المکرّمہ میں داخل ہے یا خارج؟

(۲) کیا منیٰ میں حاجی کو قصر کرنا ہے، یا پوری نماز ہوگی؟

الجواب وباللّٰہ التوفیق:۔ (۱/۲) عام کتب فقہ میں یہ تحریر ہے کہ اگر کوئی شخص مکہ مکرمہ میں پہنچا اور ۸/ذی الحجہ تک اس کے پندرہ روز نہیں بنتے تو اس کو قصر نماز ادا کرنی ہوگی، کیونکہ ۸/تاریخ کو اس کو ہر حال میں مکہ مکرمہ چھوڑنا ہے، لہٰذا اس کا پندرہ روز قیام کا اعتبار نہ ہوگا، یہ اس وقت کی بات ہے کہ جب منیٰ مکہ مکرمہ سے علیحدہ تھا، اب صورتِ حال یہ ہے کہ مکہ مکرمہ کی آبادی منیٰ سے بھی متجاوز ہو چکی ہے، اور منیٰ مکہ مکرمہ کا ایک محلّہ ہے، جیسا کہ مقامی حضرات سے تحقیق کرنے...... **(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)**

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Matafarriqat-e-Haj

رکن یمانی کو دور سے اشارہ نہیں

سوال:۔ رکن یمانی سے دور طواف کے وقت رکن یمانی کو کس کس طرح کیا جائے اشارہ مس کرتے وقت دور سے کیا تکبیر پڑھی جائے گی؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

اس کی طرف اشارہ نہیں کیا جائے گا، نہ ہاتھوں کو چوما جائیگا، بلکہ رکن یمانی سے قریب ہونے کی حالت میں بھی اس کونہیں چوما جائے گا۔

"واستلم الركن اليمانى وهو مندوب لكن بلاتقبيل درمختار على هامش الشامى نعمانية، ج۲/ ص ۱۶۹/ وقوله واستلم الركن اليمانى اى فى كل شوط والمراد بالاستلام هنالمسه بكفيه اوبيمينه دون يساره بدون تقبيل وسجود عليه ولانيابة عنه بالاشارة العجز عن لمسه للزحمة اھ" (شامی[1] نعمانية ج۲/ص ۱۶۹/

فقط اللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیو بند

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)...... سے اور مشاہدہ سے معلوم ہوا، اور دونوں کی بلدیہ بھی ایک ہے، لہٰذا اب ۸/ تاریخ نہیں بلکہ ۹/ کا اعتبار رہوگا، نیز اگر حج سے قبل مسافر ہے اور حج کے بعد یعنی ۹/ ذی الحجہ کے بعد اس کو پندرہ روز مکہ مکرمہ میں رہنا ہے، تو ۱۰/ ذی الحجہ کو ظہر کی نماز سے مقیم ہوگا، اور نمازیں پوری ادا کرنا ہونگی، اور جو پہلے سے مقیم ہے وہ تو ہر حال میں منیٰ عرفات، مزدلفہ میں نماز پوری ادا کرے گا، کیونکہ عندالاحناف قصر سفر کی وجہ سے ہے نہ کہ حج کی وجہ سے۔ کتبہ سید محمد علوی دارالافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور۔

تصدیق مفتیان کرام واردین مدرسہ صولتیہ مکہ معظّمہ موسم حج ۳/ ذی الحجہ ۱۴۲۰ھ مطابق ۲۰۰۰ء

(۱) مفتی محمد فاروق صاحب میرٹھ (۲) مفتی مشرف علی تھانوی صاحب لاہور (۳) مفتی احمد خانپوری صاحب گجرات (۴) مولانا مبین احمد صاحب ہاپور (۵) مفتی شبیر احمد صاحب مرادآباد (انوار رحمت، ص۲۷)

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] شامی کراچی ص۴۹۸/ ۲/ مطلب فی طواف القدوم، بحر کوئٹہ ص۳۳۰/ ۲، باب الاحرام، مجمع الانہر ص۴۰۳/ ۱، کتاب الحج، فصل فاذا دخل مكة الخ، دارالكتب العلمية بيروت.

حاجی کے گلے میں ہار

سوال:۔ حاجی کے گلے میں لوگ گری اور مکھانے اور کپڑے کے پھولوں، اور گلاب کے پھولوں کا ہار بنا کر ڈالتے ہیں، گلاب اور گیندے وغیرہ کے ہار پھول حاجی کے اوپر پھینکتے ہیں، یہ سب از روئے شرع جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

یہ سب طریقے خلاف سنت ہیں اور غلط قابل ترک ہیں[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

حجاج کے لئے نعرۂ تکبیر اور پھولوں کے ہار

سوال:۔ پندرہ بیس سال سے یہ رواج ہو گیا ہے کہ حجاج کو رخصت کرتے وقت اور واپسی میں ان کے استقبال کے وقت لوگ پھولوں کے ہار ان کے گلے میں ڈالتے ہیں، اور جوش وخروش کے ساتھ نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہیں، زید اس فعل کو بدعت مکروہ اور ریا کاری ونمائش پر محمول کرتے ہوئے ناجائز سمجھتا ہے، اور بکر اسے فعل مباح اور نعرۂ تکبیر کو مستحسن اور بلندی شعائر اسلام سمجھتا ہے دونوں میں کس کا قول صحیح ہے، بینوا توجروا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

ابتداءً نعرۂ تکبیر بلندی شعائر اسلام کیلئے تجویز ہوا تھا، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام

---

[1] فتاوی رحمیه ص ۱۷۳/۱۰، حجاج کرام کی دعوت هدیه کا لین الخ، مطبوعه رحیمیه گجرات، آپ کے مسائل اور انکا حل ص ۱۶۱/۴، حاجیوں کا استقبال کرنا شرعاً کیسا هے، طبع کتب خانه نعیمیه دیوبند، انوار مناسک ص ۵۹۵، سفر حج میں غلطیوں کی اصلاح، واپسی میں حاجی کی بارات، مطبوعه مرادآباد.

قبول کرنا[1]، ابوجہل کا مقتول[2] ہونا، قلعۂ انطاکیہ کا فتح ہونا وغیرہ وغیرہ ایسے ہی مواقع پر نعرۂ تکبیر کا ثبوت ملتا ہے، مگر اب تو محض نمائش ہی ہے، خاص کر ہندی لوگوں کیلئے بلکہ اکثر مواقع میں لہو ولعب کی صورت ہوجاتی ہے، اس لئے اس سے اجتناب ہی بہتر ہے، پھولوں کا ہار ڈالنا سلف صالحین سے کہیں ثابت نہیں مشرکین اپنے بتوں پر پھول چڑھاتے ہیں اور مبتدعین ان کی حرص میں قبور اور مزارات پر چڑھاتے ہیں، اب ایک قدم اور آگے بڑھا کر زندہ لیڈروں اور عازمین حج یا حجاج پر چڑھانے لگے اس سے زیادہ اور کوئی اس کی اصل معلوم نہیں ہوتی[3]، اگر سونگھنے کیلئے کسی کو پھول یا کوئی اور خوشبو دیجائے تو وہ بہتر ہے، جس کا رد کرنا بھی خلاف سنت ہے۔[4] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

---

[1] حدثنی نافع عن ابن عمر قال: لما اسلم عمر بن الخطاب (الی قوله) قلت اشهد ان لااله الا الله وانک رسول الله فکبر المسلمون تکبیرة سمعت بطریق مکة (اسد الغابه ص ۳/۶۴۶، باب العین والمیم، عمر ابن الخطاب، مطبوعه دار الفکر بیروت)

[2] عن ابن مسعود قال اتیت رسول الله ﷺ یوم بدر فقلت قد قتلت ابا جهل فقال آالله الذی لا اله الا هو: فقلت الله الذی لااله الا هو مرتین او ثلاثاً قال فقال النبی ﷺ الله اکبر الحمد لله الذی صدق وعده وهزم الاحزاب وحده الخ (البدایه والنهایه ص ۲/۳۲۴، الجز:۳، مقتل ابی جهل لعنه الله، طبع مکتبه تجاریه مکه مکرمه)

[3] ازداد العامة اصراراً علی هذا العمل الذی لااصل له، تقلید للنصاری حتی صاروا یضعون الزهور علی القبور ویتهادون بینهم فیضعها الناس علی قبور اقاربهم ومعارفهم تحیة لهم ومجالة للاحیاء حتی صارت عادةً شبیهة بالرسمیة فی المجاملات الدولیة (معارف السنن، ج ۱/ص ۲۶۶/ باب التشدید فی البول. المکتبة الاشرفیة دیوبند)

[4] عن ابن عمر رضی الله عنهما قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ثلاث لاترد الوسائد والدهن واللبن. رواه الترمذی. مشکوٰة شریف، ص ۲۵۱/کتاب البیوع، قبل باب اللقطة. مطبوعه یاسر ندیم دیوبند.

ترجمہ:۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تین چیزوں کو رد نہیں کیا جاتا، تکیے، خوشبو، دودھ۔

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Matafarriqat-e-Haj

حاجی کو رخصت کرنے کیلئے عورتوں کا اسٹیشن جانا

سوال:۔ حج کرنے والے کے پیچھے عورتیں جوان و بوڑھی اسٹیشن پر بھیجنے جاتی ہیں، یہ طریقہ کیا صحیح ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

عورتوں کو اس مقصد کے لئے گھر سے نکلنے اور اسٹیشن پر جانے کی ضرورت نہیں ان کو باز آنا چاہئے۔[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

حاجی کا ولیمہ

سوال:۔لوگ حج سے واپس آنے پر اپنے خاندان والوں کی دعوت کرتے ہیں، یہ دعوت اور کھانا کھانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

حج اسلام کا عظیم الشان رکن ہے، اور بہت بڑی نعمت ہے اس کی ادائیگی پر اگر کوئی شخص شکریہ کے طور پر غرباء ومساکین اور اعزہ واحباب کو کھانا کھلائے ، یا کچھ ہدیہ دے تو شرعاً درست ہے، لیکن بعض جگہ اس میں ریا اور فخر کی شان ہوتی ہے[2]، اور گویا کہ اپنے حج کا اعلان

---

[1] ومن منكراتهم ايضاً خروج النساء عند ذهابهم وعند مجيئهم فان الواجب على المرأة قعودها فى بيتها وعدم خروجها من منزلها وعلى الزوج منعها عن الخروج ولواذن لها وخرجت كانا عاصيين مجالس الابرار ص۴۵ ۱/ رقم المجلس: ۲۰.

[2] ان النبى ﷺ قال ان اخوف ما اخاف عليم الشرك الاصغر قالوا يا رسول الله وما الشرك الاصغر قال الرياء رواه احمد، (مشكوة شريف ص ۴۵۶، باب الرياء والسمعة، مطبوعه ياسر نديم ديوبند، غنية الناسک ص ۱۶، باب ما ينبغى لمريد الحج، مطبوعه خيريه ميرٹھ)

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Matafarriqat-e-Haj

ہوتا ہے کہ حج کر کے آئے ہیں اور بعض جگہ پر کھانا لازم اور ضروری تصور کیا جاتا ہے[۱] حتی کہ اگر اپنے پاس پیسہ نہ ہو تو قرض لے کر کھلایا جاتا ہے، اور بعض دفعہ اس کے لئے سودی قرض لیا جاتا ہے، ایسی صورت میں شریعت کی طرف سے اس کی اجازت نہیں، اس سے پرہیز کیا جائے، اس طرح کھلانے سے بھی اور ایسا کھانا کھانے سے بھی[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۲/۹۰ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۲/۹۰ھ

حاجی کا خطاب

سوال:۔ حجاج کرام جب حج کر کے واپس لوٹتے ہیں، تو انہیں حاجی کا خطاب دیا جاتا ہے، اور کچھ لوگ خود ہی حاجی لکھنے لگتے ہیں، عوام کو حاجی کے خطاب سے پکارنا درست ہے یا نہیں؟ یہاں لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ نے بھی حج کئے اور رسول اکرم ﷺ نے ہمیشہ ہی حج کیا، لیکن کہیں بھی حاجی کا خطاب نظر نہیں آتا، شرع سے اسکی تفصیل لکھیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حاجی کے لفظ سے خطاب نہیں کیا جاتا اور اس کی ضرورت بھی نہیں تھی، اس لئے کہ ان کے مناقب وفضائل بے شمار تھے، اور حج تو وہاں کے مشرک بھی کرتے تھے، ہمارے یہاں جس غریب کے پاس کوئی فضائل ومناقب نہیں اس کو حاجی کہہ کر کچھ تعظیم وتکریم کر لی جائے، تو اس میں مضائقہ نہیں،

---

[۱] ان من اصر علی امر مندوب وجعله عزما ولم یعمل بالرخصة فقد اصاب منه الشیطان من الاضلال (مرقاة ص ۲/۱۴، باب الدعاء فی التشهد، مطبوعه بمبئی.

[۲] آکل الربٰاء وکاسب الحرام اهدی الیه او اضافه وغالب مالهٗ حرام لایقبل ولایاکل مالم یخبره ان ...... ذٰلک المال اصله حلال ورثه او استقرضه (فتاویٰ عالمگیری کوئٹه ج۵/ ص ۳۴۳/ کتاب الکراهیة ،باب الهدایا والضیافات)

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Matafarriqat-e-Haj

لیکن حاجی کو اس کا منتظر رہنا یا خواہش مند رہنا یا خود اس کی تشہیر کرنا کہ لوگ مجھے حاجی کہیں یہ زیبا نہیں، وہ اپنے حج کی نمائش ہرگز نہ کرے[1]۔ فقط واللہ وسبحانہ تعالیٰ اعلم

املاہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۶/۶ ۱۴۰۱ھ

حج کے لئے حیلۂ تملیک

سوال:۔ احقر کو میراثی ترکہ سے حصہ ملا ہے، کل تین سو روپیہ ہیں، وہ اس طرح کہ مرحومہ بیوی کے حصہ میں باپ کا ترکہ کل نوصد روپیہ آیا، جس کے حسب وصیت مرحومہ تین حصہ کئے گئے، ایک حصہ مرحومہ کی بہن کو ملا، اور ایک احقر کو اور ایک حصہ مرحومہ کے ایصال ثواب کا نکالکر ڈیڑھ سو میرے پاس ہیں اور ڈیڑھ سو مرحومہ کی بہن کے پاس میں، گویا ڈیڑھ سو ایصال ثواب میں، میں صرف کروں گا، اور ڈیڑھ سو مرحومہ کی بہن صرف کرے گی، چونکہ مرحومہ کی بیماری میں صــــ روپیہ بھی دوا کے لئے بھیجے تھے، جو مرحومہ کی کچھ دوا میں لگ گئے باقی ماندہ کچھ مرحومہ اپنے ہاتھ سے خیرات کرگئی، کچھ میں نے اس کے ایصال ثواب میں لگادیئے وہ پچاس روپیہ بہن نے اسکے تین تہائی حصہ میں وضع کر کے احقر کو کل چارسو روپیہ دئے، جس میں تین سو میرے حصہ کے ہیں، اور ایک سو مرحومہ کے حصہ کے ہیں، اب میں کل تین سو کا مالک ہوں، اس کے علاوہ میں نے جو اپنے سرمایہ کا حساب دیکھا تو قرض وغیرہ ادا کر کے کل پچاس روپیہ کا حساب ہے، جس میں پچاس سے زیادہ ادھار میں ہیں، جن کی عندالضرورت وصولیت کی پختہ امید نہیں، اور ایام حج کے چھ سات مہینے باقی ہیں، نہ معلوم اتنے دن اگر رہا ان میں سے کچھ گھٹے گا یا بڑھے گا، اس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے کہ کیا صورت ہوگی، مذکورہ رقم میں سے پچاس روپیہ ادھار دیدئے جب احقر کو بہت تنگی ہوئی، اور

---

[1] وتجريد السفر من التجارة احسن واما عن الرياء والسمعة والفخر ظاهر او باطناً ففرض. (غنية الناسک ص ۱۶/ مطبوعه الخيرية ميرٹھ، عالمگيری ج ۱/ص ۲۱۹/ کتاب المناسک، الباب الاول.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Matafarriqat-e-Haj

گذارہ بمشکل ہونے لگا یہ اُدھار بھی ایسا ہے کہ وقت پر ملے نہ ملے، احقر کے سرمایہ کی یہ صورت ہے اور فریضۂ حج کی ادائیگی ذمہ ہے، اس لئے عرض کیا تھا کہ مرحومہ کے حصہ کے جو یکصد روپیہ باقی ہیں، اگران کی اجازت مل گئی تو ساڑھے تین سو کے قریب روپیہ قبضہ میں آجائیگا، حج کا ارادہ کرلوں گا، گو اتنا روپیہ بھی مجھ معذور کے لئے کافی معلوم نہیں ہوتا کیونکہ مجھے معیت کے لئے ہر وقت ایک مستقل آدمی کی ضرورت ہے کیونکہ وہ سفر تو دور دراز کا ہے، اگر قریبی سفر میں جاتا ہوں بغیر معیت دوسرے آدمی کے پریشانی اٹھانی پڑتی ہے۔

سہارنپور جب گیا بازار میں تانگا، موٹر کی بھیڑ میں کئی دفعہ چوٹ سے بچا اور مغرب کے بعد تو اندھیرے میں کہیں آنے جانے کی بہت ہی دقت ہوتی ہے، حتی کہ دن کو مکان میں بیٹھا ہوا آدمی بہت دیر میں پہچانا جاتا ہے، چنانچہ اپنے حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب اور مولانا الیاس صاحب چھوٹے مدرسہ کی سہ دری میں تشریف فرما تھے، صبح کے وقت جب میں گیا تو پہچان نہیں سکا یوں ہی السلام علیکم کی انہوں نے سلام کا جواب دیا اس وقت مصافحہ کیا

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اسکی بہتر صورت یہ ہے کہ وہ یکصد روپیہ کسی غریب کو برائے ایصال ثواب دیدیا جائے وہ اگر اپنی خوشی سے آپ کو دیدے تو پھر آپ اس کو اپنے صرف میں لا سکتے ہیں[۱] مرحومہ نے آپ کو اس روپیہ کے مصرف خیر پر صرف کرنے کا وکیل بنایا ہے، خود رکھنے کی اجازت نہیں دی، اس لئے بغیر تملیک کے آپ کو خود رکھنا جائز نہیں[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۰/۳/۵۹ھ

الجواب صحیح ،سعید احمد غفرلہٗ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۰/۳/۵۹ھ

صحیح عبد اللطیف غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم ۱۵/ربیع الاول ۵۹ھ

حاشیہ صفحہ ھذا اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Matafarriqat-e-Haj

حج کی درخواست منظور کرانے کیلئے سو روپیہ دینا

سوال:۔ کوئی شخص حج بیت اللہ کا متمنی ہے اس سے کوئی شخص سو روپیہ یا اس سے کم وبیش اس یقین کا معاوضہ طلب کرتا ہے، کہ وہ اسی سال درخواست حج بیت اللہ منظور کرادے گا، تو ایسی صورت میں یہ معاوضہ دے کر حج کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اگر درخواست منظور کرانے میں ذمہ داروں کے پاس جانے سفر کرتے وقت خرچ کرنے کی ضرورت پیش آئے، اور یہ شخص سفر حج یا حق المحنت کے طور پر مبلغ سو روپے لے تو اس طرح حج کرنا درست ہے بغیر ان سے ملے اور بغیر خصوصی کوشش کے بسا اوقات درخواست پڑی رہتی ہے، نامنظور ہوجاتی ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۳/۹۴ھ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [1] وحيلة التكفين بها التصدق على فقير ثم هو يكفن فيكون الثواب لهما وكذا في تعمير المسجد وتمامه في حيل الاشباه، شامى ج ۲/ ص ۱۳/ (مكتبه رشيديه ديوبند) كتاب الزكوٰة، باب المصرف. تاتارخانيه ص ۲۷۲/۲، الفصل الثامن بمن توضع الزكاة فيه، كتاب الزكاة، مطبوعه كراچى، طيبى ص ۵۷/۴، كتاب الزكاة، باب من لا تحل له الصدقة، مطبوعه زكريا ديوبند)

[2] وللوكيل ان يدفع لولده الفقير وزوجته لا لنفسه الا اذا قال ربها ضعها حيث شئت شامى ج ۲/ص ۱۲/ (مكتبه رشيديه ديوبند، كتاب الزكاة)

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] قال في التاتر خانية وفي الدلال والسمسار يجب اجر المثل وما تواضعوا عليه ان في كل عشرة دنانير كذا فذاك حرام عليهم وفي الحاوى سئل محمد بن سلمة عن اجرة السمسار فقال ارجوانه لابأس به وان كان في الاصل فاسداً لكثرة التعامل وكثير من هذا غير جائز فجوزوه لحاجة الناس اليه الخ شامى ج۵/ص ۴۴/ مكتبه رشيديه، مطبوعه كراچى ص ۶۳/۶، مطلب في اجرة الدلال، قبيل باب ضمان الاجير. كتاب الاجارة، مبسوط سرخسى ص ۱۱۵/۱۵، كتاب الاجارات، باب السمسار، مطبوعه دارالفكر بيروت، عالمگيرى ص ۴۵۰/۴، الباب الخامس عشر، الفصل الرابع، مطبوعه كوئٹه.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Matafarriqat-e-Haj

حج میں تجارت

سوال:۔ایک شخص نفع کی غرض سے کچھ تجارتی سامان لے کر حج کو جاتا ہے، اسی طرح وہاں سے بھی لاتا ہے، ایسا کرنے سے حج کے ثواب میں کوئی خلل تو نہ ہوگا، جب کہ ان چیزوں کے لیجانے اور لانے کی ممانعت بھی نہ ہو؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

ثواب میں تو کمی نہیں ہوگی، لیکن یہ سفر مبارک اگر تجارت سے بالکل ہی خالی رہے تو زیادہ اچھا ہے "وتجريد السفر عن التجارة احسن ولو اتجر لاينقص ثوابه اھ بحر، ج ۲ رص ۳۳۳ ر[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

حاجیوں کا خلاف قانون سامان لانا

سوال:۔ بہت سے لوگ حج سے واپسی پر سستے ہونیکی وجہ سے سونا وغیرہ خرید کر لاتے ہیں، جب کہ سعودی حکومت کے قانون کے مطابق بہت سی چیزیں ایک خاص مقدار سے زائد ملک سے باہر لیجانے کی ممانعت ہے، کیا اس قانون کی رعایت نہ کرنے سے گنہگار ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

جب سعودی حکومت میں کوئی شخص داخل ہو تو اس کو سعودی قانون کی پابندی لازم ہے[۲]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] البحر الرائق زکریا ج ۲ رص ۱ ۵۴ ر مطبوعه ایچ ایم سعید ج ۲ رص ۳۰۹ ر اول کتاب الحج، عالمگیری ص ۲۲۰ / ۱، کتاب الحج، الباب الاول، النهر الفائق ص ۲/۵۲، کتاب الحج، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت. (حاشیه ۲ ر اگلے صفحه پر)

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Matafarriqat-e-Haj

عورت کو رات میں رمی جمار کرنا

سوال:۔ جمرہ میں کنکری مارنے کیلئے اگر عورتیں رات کو کنکری ماریں تو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

ہجوم کی وجہ سے دن کو موقع نہ ملے تو رات کو ان کے لئے گنجائش ہے ورنہ رات کو مکروہ ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۳؍۲؍۹۲ھ

سوال کر کے حج کو جانا

سوال:۔ ایک شخص پر حج فرض نہیں ہے، مگر وہ لوگوں سے سوال کر کے حج کو جانے کا ارادہ کرتا ہے اور حج کرتا ہے، تو اس کا حج ادا ہوگا یا نہیں؟ اس طرح سوال کرنا کیسا ہے؟

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [۲] حق علی الامام ان یحکم بالعدل ویودی الامانة فاذا فعل ذٰلک وجب علی المسلمین ان یطیعوہ (الجامع لاحکام القرآن ج۳/ص ۲۲۴/ سورۃ النساء آیت: ۸۵/ مطبوعہ دارالفکر بیروت، احکام القرآن للجصاص الرازی ص ۲/۲۹۸، باب فی طاعة اولی الامر، مطبوعہ کراچی، شامی کراچی ص ۵/۴۲۲، کتاب القضاء، مطلب طاعة الامام واجبة)

(حاشیہ صفحہ ھذا) [۱] واللیل وقت مکروہ کذافی محیط السرخسی فتاویٰ عالمگیری ج ۲/ ص ۲۳۳/ بحث الکلام فی الرمی، فی مواضع قد تبین مماقد منا انھم جعلوا خوف الزحام عذراً للمرأة ولمن به علة اوضعف فی تقدیم الرمی قبل طلوع الشمس اوتاخیرہ الی اللیل الخ غنیة الناسک فی بغیة المناسک ص ۱۰۰ / فصل فی شرائط الرمی. مطبوعہ الخیریة میرٹھ، النھر الفائق ص ۸۷، کتاب الحج، باب الاحرام، مطبوعہ دارالکتب العلمیة بیروت.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Matafarriqat-e-Haj

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

جس کے پاس ایک دن کھانے کی مقدار موجود ہو اس کو سوال کرنا درست نہیں، ’’لایحل ان یسأل شیئاً من القوت من لہٗ قوت یومه بالفعل اوبالقوۃ. طحطاوی ص ۳۹۳[1] اور ایسے شخص کو دینا بھی درست نہیں ’’ ویاثم معطیه ان علم بحاله لاعانته علی المحرم طحطاوی[2] ص ۳۹۴‘‘ اس طرح حج کرنے سے حج ادا ہوجائے گا، مگر سوال کرنے کا گناہ بھی ہوگا، کذا فی ردالمحتار، ج ۲ ص ۱۰۴[3]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۳۰/۹۰ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۶/۳۰/۹۰ھ

دس روپیہ حرم میں خرچ کرنے کیلئے دیئے اور خرچ کردیئے بمبئی میں

سوال:۔ زید حج کو جارہا تھا، بکر نے اس کو دس روپیہ دئے کہ ان کو حرم میں خرچ کردینا، مگر زید نے بمبئی میں ایک غریب شخص کو دیدیئے تو شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

زید نے غلطی کی کہ بمبئی میں روپیہ خرچ کردیا، اسکو حرم شریف میں خرچ کرنا چاہئے تھا،

---

[1] طحاوی علی المراقی ص ۵۹۴/ قبیل باب صدقة الفطر (مطبوعه مصر) شامی کراچی ص ۲/۳۵۴، باب المصرف، مطلب فی الحوائج الاصلية، بحر ص ۲/۲۵۰، باب المصرف، قبیل باب صدقة الفطر، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

[2] طحطاوی علی المراقی ص ۵۹۴، باب المصرف، قبیل باب صدقة الفطر، مطبوعه مصری، بحر ص ۲/۲۵۰، باب المصرف، قبیل باب صدقة الفطر، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

[3] ویجتهدفی تحصیل نفقة حلال فانه لایقبل بالنفقة الحرام ...... کماورد فی الحدیث مع أنه یسقط الفرض عنه معها الخ شامی زکریا، ص ۳/۴۵۴/ اول کتاب الحج مطلب فیمن حج بمال حرام،

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Matafarriqat-e-Haj

اب وہ بکر کو خبر کر دے کہ وہ اس خرچ پر رضا مند ہو تو بہتر ہے، ورنہ دس روپیہ بکر کو واپس کر دے[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۱/۹۵ھ

حج کی درخواست میں اپنے کو دوسرے صوبہ کا بتلانا

سوال:۔ ایک شخص حج بیت اللہ کا ارادہ رکھتا ہے، چونکہ یوپی میں حجاج کی کثرت کی وجہ سے اکثر درخواست منظور نہیں ہوتی، اس لئے اگر کوئی شخص حیلہ کر کے اپنے کو کسی دوسرے صوبہ بنگال یا بہار کا باشندہ ظاہر کر کے درخواست منظور کرائے تو یہ فعل شرعاً جائز ہو جائیگا یا نہیں؟ یہ فعل کذب میں داخل ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اگر دوسرے صوبہ میں کچھ مدت رہا ہو یا رہتا ہو تو اسکی طرف نسب کرنا بھی بے اصل نہیں محدثین کے یہاں بھی ایک مخصوص مدت تک ایک جگہ قیام کرنے سے اسکی طرف نسبت کرنا درست ہے، نیز اس نسبت کرنے سے کسی کی حق تلفی بھی نہ ہوتی ہو تو گنجائش ہے[۲]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] رجل دفع الی رجل عشرة دراهم اومائة من حنطة وقال ادفع الی فلا ن الفقير فدفع الی غيره فی الحاوی انه يضمن وقال ظهير الدين لايضمن .عالمگيری ج۳/ ص۴۰۵/ (مكتبه رحيميه ديوبند) عالمگيری كوئٹه ص۴۰۸/۴، كتاب الهبة، الباب الثانی عشر فی الصدقة، شامی زكريا ص۱۸۹/۳، كتاب الزكاة، مطلب فی زكاة ثمن المبيع وفاءً.

[۲] استعمال المعاريض عند الحاجة الی قوله وشرط المعاريض المباحة ان لايضيع بها حق احد، شرح للنووی علی الصحيح المسلم ص۲۰۹/۲، كتاب الادب، باب استحباب تحنيك المولود عند ولادته، مطبوعه رشيديه دهلی، الاذكار المنتخبة للنووی ص۳۳۸، باب التعريض والتورية، مطبوعه دارالكتاب العربی بيروت، نووی علی المسلم ص۳۲۵/۲، كتاب البر والصلة، باب تحريم الكذب وما يباح منه، مكتبه سعد ديوبند، فضل الله الصمد فی توضيح الادب المفرد ص۱۹۷/۲، باب المعاريض، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Matafarriqat-e-Haj

حج میں کیا تمنا کی جائے

سوال:۔ حج میں جانے والے کو کیا تمنا کرنا چاہئے وہاں مرنے کی یا واپسی آنے کی اس میں جو احسن ہو تحریر فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

یہ تمنا کرنا چاہئے کہ اگر میری بہتری وہیں موت میں ہے، تو اللہ تعالیٰ وہاں موت نصیب فرمائے، اگر بہتری واپسی میں ہے تو اللہ تعالیٰ سب گناہ سے پاک وصاف کر کے عافیت کے ساتھ واپس لائے اور پوری طاعت کی توفیق دے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۶/۵/۵ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۶/۵/۵ھ

حاجیوں کا سامان لانا اور لیجانا

سوال:۔ حج کے لئے جو رقم تبادلہ گورنمنٹ کرتی ہے وہ محدود ہے، اس لئے حاجی مدراسی لنگی، عطر، صندل وغیرہ لیجا سکتے ہیں یا نہیں؟ ان پر حکومت کی کوئی پابندی نہیں تا کہ اس سے تجارت کر کے اطمینان سے خرچ کر سکے یا وہاں سے وہ سامان جس پر حکومت سعودیہ کی

---

[1] فلا یطلب الموت مطلقاً بل لیقیدہ تفویضاً وتسلیماً فلیقل اللّٰھم احینی ما کانت الحیاۃ مدۃ بقائھا خیراً لی ای من الموت وھو ان تکون الطاعۃ غالبۃ علی المعصیۃ والا زمنۃ خالیۃ عن الفتنۃ والمحنۃ وتوفنی ای امتنی اذا کانت الوفاۃ وفی نسخۃ صحیحۃ اذا کان الوفاۃ ای الممات خیر الی ای من الحیاۃ (متفق علیہ) الی قولہ ویندب ایضاً تمنی الموت ببلد شریف، مرقاۃ المفاتیح ص ۲/۳۲۱، باب تمنی الموت، کتاب الجنائز، مطبوعہ بمبئی، الدر المختار مع الشامی زکریا ص ۹/۶۰۱، کتاب الحظر والاباحۃ، باب الاستبرا وغیرہ.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Matafarriqat-e-Haj

کوئی پابندی نہیں مثلاً لونگ، جائفل، دارچینی، ریگ ماہی، اور دوسری جڑی بوٹیاں یہاں پر سونے چاندی کا سوال نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

جس سامان کے یہاں سے لیجانے اور وہاں سے لانے پر کوئی قانونی پابندی نہیں اسکا یہاں سے لیجانا اور وہاں سے لانا حاجی وغیر حاجی سب کیلئے جائز ہے، ایسا کرنے سے حج کے ثواب میں کمی نہیں آتی[1] لیکن اتنا ضرور ہیکہ حاجی کا دھیان صرف تجارت وغیرہ میں اٹکا رہتا ہے، اسلئے افضل یہ ہے کہ تجارت کی نیت نہ ہو اور پیسہ کی کمی کو دور کر کے فرائض کو سہولت سے ادا کرنا اور خیرات کرنا مقصود ہو تو اس نیت میں اجر وثواب ہے[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۷/۸۹ھ

تبلیغی جماعت کے ساتھ حج کرنا

سوال:۔ زید کا خیال ہے کہ جب حج بیت اللہ کو روانگی ہو تو کسی تبلیغی جماعت میں شامل ہوں، عمر نے جب یہ سنا کہ زید کا خیال یہ ہے کہ جماعت میں شامل ہو جاؤں تو انہوں

---

[1] وتجريد السفر من التجارة احسن ولو اتجر لاينقص ثوابه غنية الناسک، ص ۱۶/ بابماينبغي لمريد الحج. مطبوعه خيريه ميرٹھ، البحر الرائق کوئٹه ص ۳۰۹/۲، کتاب الحج، فتاوى الهنديه کوئٹه ص ۲۲۰/۱، کتاب المناسک، الباب الاول فى تفسير الحج.

[2] والكسب مستحب وهوالزيادة على ذٰلک ليواسى بهٖ فقيرا اويجازى به قريباً فانه افضل. (عالمگیری، ج۵/ص ۳۴۹/ الباب الخامس عشرفى الكسب، كتاب الكراهية. مطبوعه كوئٹه، وقال النبى ﷺ من طلب الدنيا حلالاً تعففاً عن المسئلة وسعياً على عياله وتعطفاً (اى ترحماً وتلطفاً) على جاره من الفقراء (فى تحسين حاله) لقى الله (اى يوم القيامة فى ماله) ووجهه كالقمر ليلة البدر قال العراقى رواه ابو الشيخ فى الثواب وابو نعيم فى الحلية والبيهقى فى شعب الايمان من حديث ابو هريرة، اتحاف السادة المتقين ص ۴۱۴/۵، كتاب آداب الكسب والمعاش، الباب الاول، مطبوعه دارالفكر بيروت.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Matafarriqat-e-Haj

نے یہ فرمایا کہ جماعت میں شامل ہونے سے بیت اللہ شریف میں جو نماز پڑھوگے اس سے محروم ہوجاؤگے، اس وجہ سے جماعت تو محلّہ درمحلّہ مسجدوں میں گشت کرے گی، اور وہیں نمازیں پڑھے گی، تو ظاہر بات ہے کہ اس ثواب سے محروم رہوگے، تو زید نے یہ جواب دیا کہ دوسروں کو دین کی بات پہنچانا ہی بڑی چیز ہے، اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی تاکید فرمائی ہے، بات یہاں آکر ٹھہری کہ فتویٰ منگالیا جائے، جیسے مفتی صاحبان کی رائے ہو اس پر عمل کیا جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

تبلیغی جماعت میں جاکر اصول کے موافق کام کرنے سے نیت کی درستی کا اہتمام ہوتا ہے، قلب میں اخلاص پیدا ہوتا ہے، نماز باجماعت کی پابندی ہوتی ہے، تہجد کی توفیق ہوتی ہے، ذکر سے زبان، قلب کو اُنس پیدا ہوتا ہے، حج کے زمانے کی جماعت میں حج کے موافقِ سنت ادا کرنے کی تعلیم ہوتی ہے، حرم محترم اور اہل حرم کے حقوق معلوم ہوتے ہیں، لایعنی باتوں سے حفاظت رہتی ہے، اگر یہ سب چیزیں میسر آئیں تو پھر حج کی قیمت بہت زیادہ ہوجاتی ہے، اور جب حج کو صحیح طریقہ پر ادا کرنے کیلئے یہ سب کچھ کیا جاوے تو یہ جماعتوں کیساتھ جانا بھی حج ہی کیلئے جانا شمار ہوگا، اسلئے مناسب یہ ہے کہ تبلیغی جماعت کی معیت میں حج ادا کیا جائے، اور وہاں بھی جماعت کے ساتھ شریک ہوکر کام کیا جائے، تبلیغ کی خاطر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بڑی تعداد میں حرمین شریفین سے باہر سفر فرمائے ہیں[۱]، وہ

---

[۱] (الف) فی حدیث عمر بن اسید ،قدم علی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم رهط من عضل والقارة فقالوا یارسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم ان فینا اسلاماً فابعث معنا نفرا من اصحابک یفقهونا ویقرؤن القرآن ویعلمونا شرائع الاسلام فبعث رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیه وسلم معهم عشرة رهط الحدیث(طبقات ابن سعد، ج ۲/ص ۵۵/) سریة مرثد بن ابی مرثد، مطبوعه دارالفکر بیروت. (باقی حاشیه اگلے صفحه پر ملاحظه فرمائیں)

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Matafarriqat-e-Haj

حضرات بھی جانتے تھے کہ نمازِ حرم کا مقام کس قدر بلند ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸/۱/۹۱ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۸/۱/۹۱ھ

تم

الجزء الخامس عشر

بحمد الله تعالىٰ ويليه الجزء

السادس عشر مطلعه كتاب النكاح

انشاء الله تعالىٰ وصلى الله تعالىٰ على خير خلقه محمد

وعلى اٰله واصحابه اجمعين الى يوم الدين

(آمين)

محمد فاروق غفرله

جامعه هٰذا

(مابقیه حاشیه صفحه گذشته) (ب) فی حدیث انسؓ قال بعث النبی صلی اللّٰه علیه وسلم سبعین رجلاً لحاجة یقال لهم القراء فعرض لهم حیان من بنی سلیم رعل وذکوان عند بئر یقال بئر معونة (بخاری شریف، ج ۲/ص ۵۸۶/ کتاب المغازی، باب غزوة الرجیع. مطبوعه رشیدیه دهلی.

(ج) راجع حیاة الصحابة، ج ۱/ص ۹۰/ ارساله علیه السلام الافراد للدعوة، ج ۱/ص ۹۴/ ارساله علیه السلام السرایا للدعوة فیه ذکر بعثه علیه السلام الی دومة الجندل والی بلی والی الیمن والی نجران، من باب الدعوة الی اللّٰه والیٰ رسولهٖ. (حیاة الصحابة ج ۱/ ص ۹۰/) مطبوعه حضرت نظام الدین نئی دهلی.